لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان

قائم رہنے کے لیے بنا ہے

CAVALRY 31

میجر سیّد حیدر حسن
(ریٹائرڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان

قائم رہنے کے لیے بنا ہے

مرتبہ

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

132-C-II ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 0300-4775693

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اشاعت اول	:	2015ء
نام کتاب	:	پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے
مصنف	:	میجر سیّد حیدر حسن (ریٹائرڈ)
اہتمام	:	میجر سیّد حیدر حسن (ریٹائرڈ)
سرورق	:	آغا نثار
کمپوزنگ	:	محمد ابرار حسین، منان ارشد
پرنٹر	:	اے ساگر پرنٹرز
تعداد	:	پانچ سو
قیمت	:	-/800روپے

ملنے کا پتہ

کمبائنڈ پبلشرز

الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون:042-37248112

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنتساب

بانئ پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح ؒ
مبشر و مصورِ پاکستان حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ؒ

اور

اُن سب کے نام جنھوں نے تحریک پاکستان سے لے کر آج تک اس پاک سرزمین کے لیے اَن گنت قربانیاں پیش کی ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یقیناً اس میں سب سے زیادہ حصہ افواجِ پاکستان کا ہے۔ قوم کا یہ جذبہ اللہ سلامت رکھے۔ آمین!!!

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے

پیش لفظ 11

توشۂ آخرت

1۔ اللہ 17

2۔ الرّحمٰن 19

3۔ الرّحیم 21

4۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 24

5۔ سورۃ الفاتحہ 28

6۔ آیئے قرآن سے تعلق جوڑیں 33

7۔ حضرت محمد ﷺ: سرچشمہ علم وہدایت 38

8۔ اسلام کیا ہے؟ 47

9۔ جہاد زمانہ کی قید سے آزاد ہے 54

10۔ مقام وحی اوّل تک 57

11۔ امن وسلامتی کا دین اور ہم 62

12۔ آیئے عہد کریں! 68

13۔ حق غالب آئے گا، ان شاء اللہ 71

14۔ قصاص میں زندگی ہے 74

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15۔ایک کہانی، بہت پچی 77
16۔استقبال رمضان 80
17۔ مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ 82
18۔حضور نبی اکرم ﷺ بطور سپہ سالار 94

پاکستان

1۔میرا بابا اتنا پریشان کبھی نہ تھا 113
2۔صرف چند سیکنڈ...... 115
3۔فکر پریشان 120
4۔اب چراغ سے چراغ جلیں گے 124
5۔سانحہ حفصہ: ایک فوجی افسر کی نظر میں 128
6۔پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے 131
7۔ناکام پالیسیاں اور ان کے نتائج 133
8۔نشان راہ 136
9۔نامساعد حالات اور پاکستان 138
10۔وہی تاریخ اور وہی مہینہ 143
11۔ضرورت ہے ایک محمد بن قاسم کی 145
12۔پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے 147
13۔انتباہ 150
14۔بھارت کے سامنے ڈٹ جانا چاہیے 153
15۔تاج پوشی کا انتظار ہے 156
16۔بونا پن 160
17۔مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک 162
18۔اردو بطور قومی اور سرکاری زبان 171
19۔بنگالی قوم پرستی حقائق کیا ہیں 175

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

20۔رمضان المبارک اور پاکستان کا درخشاں مستقبل 187
21۔قوم کے گناہوں کا کفارہ 191
22۔آئندہ حملے سے بچنے کی تیاری 194
23۔ذلت کب تک؟ 196
24۔وہ سب ایک ہیں 198
25۔گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے 200

توانائی

1۔پاکستان اور کالا باغ ڈیم 205
2۔کالا باغ ڈیم اور اسراف 209
3۔کالا باغ ڈیم: ایک اور پہلو سے 211
4۔تنازع کا حل 214

اُمہ

1۔دورِ نبوی ﷺ کا چشم کشا واقعہ 217
2۔حزب اللہ بمقابلہ حزب الشیطان 219
3۔اور شیطان کامیاب جا رہا ہے 222
4۔یہ وقتِ دعا ہے 226
5۔تاریخ کی ظالم ترین ایمپائر کے غلام کے غلام 233
6۔اُمہ کے تین انتہا پسند جرم 235
7۔دشمنوں کے خدمت گزار 239
8۔مسلم دولت مشترکہ کا قیام؟ 243
A Muslim View-9 247
Quran Can Save Us All-10 250

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطوط

1۔محسن پاکستان کے نام خط 255

2۔جناب آصف علی زرداری کے نام کھلا خط 256

3۔تاروا یثار 258

4۔نواز شریف کے لیے کھلا خط 259

5۔اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے 260

6۔پھر تو ایسا ہو گا 261

7۔کیا ہم ایک اور تنور سے پانی کے اُبلنے کا انتظار کر رہے ہیں؟ 262

8۔مصنوعی یک جہتی 263

9۔ریمنڈ ڈیوس کی امریکہ میں گرفتاری 264

10۔شکیل آفریدی، بلوچستان اور امریکی حاکمیت 265

11۔کیا ان پر کوئی قانون یا ضابطہ اخلاق لاگو نہیں ہوتا؟ 266

12۔مطلوب ہے اپنی مشہوری 267

13۔نواز شریف کو مبارک باد مگر....... 268

14۔Keep It Up 274

متفرق

1۔دو بیانیے 277

2۔فلورنس کا مصلوب 282

3۔کمال کا متن اور بھرپور اداکاری 289

4۔سراب یا حقیقت 292

5۔ایک مشعل راہ شخصیت 295

6۔مکافاتِ عمل 299

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یونٹ اور دسمبر 1971ء کی جنگ سے متعلق اہم یادیں

1۔ خوبصورت جوانی، دلیرانہ شہادت 303
2۔ کرنل سید فاروق رحمان 307
3۔ بریگیڈیئر ڈیٹیل آسٹن 315
4۔ میرا دوست کرنل احمد الحق 318
5۔ سیکنڈ لیفٹیننٹ نایاب افتخار کی کہانی 319
6۔ نیناکوٹ پر جوابی حملہ 321

غیر مطبوعہ

1۔ چند سوالات: قوم اور ارباب اقتدار سے 325
2۔ کوئی امید بر نہیں آتی 327
3۔ مگرمچھ کے آنسو 329
4۔ ایک اور دریا کا سامنا...... 332
5۔ ملالہ اور ملال 335
6۔ بلوچستان اور امریکی کانگرس کی قرارداد 338
7۔ ریمنڈ ڈیوس تیرا شکریہ 339
8۔ جیدے گھردانے اودے کملے وی سیانے 341
9۔ 20ویں ترمیم 342
10۔ چیف آف آرمی سٹاف کے نام کھلا خط 343
11۔ موروثی سیاست کا خاتمہ 345
12۔ تحریک انصاف کنونشن لیگ میں ڈھل گئی؟ 347
13۔ حیوانیت اور انسانیت 349
14۔ بے حسی کی انتہا 350
15۔ عمران خان تم سے کچھ کہنا ہے 353
16۔ محترم جناب عرفان صدیقی صاحب 354
17۔ کالم نگار 356
18۔ اب جاگ جاؤ ورنہ...... 357
19۔ آئین معطل کرنے والے پر شق 6 کا اطلاق 359

تبصرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

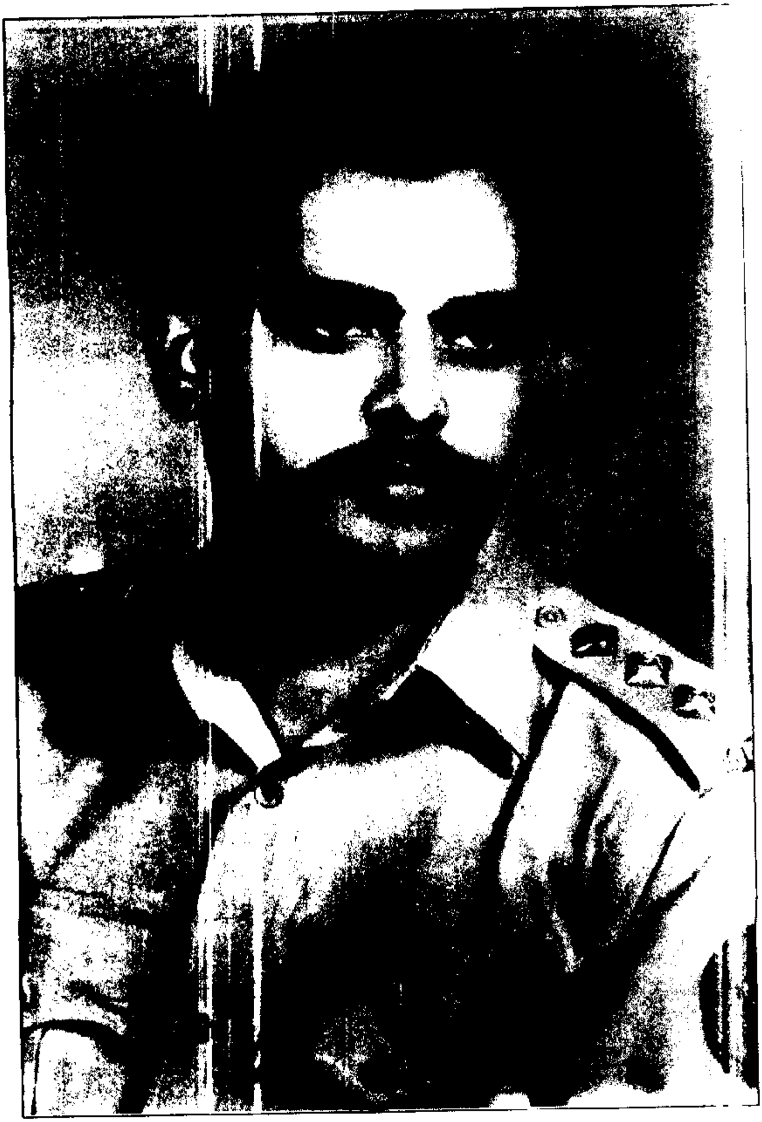

مصنف: ستمبر 1971

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

جناب عظمت شیخ کی عظمت کو ڈھیروں سلام۔اُن کی کتاب **"دُعا دیتا ہوں رہزن کو"** اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ صحیح معنوں میں اسم بامسمیٰ ہیں۔ وہ اُس رہزن کو کھلے دل سے دُعا کا ہدیہ پیش کرتے ہیں؛ جس نے اُن کی دُکان کا صفایا کر کے اُن کی زندگی کا رُخ پلٹنے میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔ ہو سکتا کہ عظمت شیخ صاحب کی دُعا نے اُسے سدھار دیا ہو۔ میرا قیاس یہ ہے کہ جوں جوں عظمت شیخ صاحب حرمین شریفین کے مقدس ترین گوشوں کے نزدیک ہوتے گئے اسی تناسب سے اُن کی دُعاؤں کی رسائی بڑھتی گئی۔ یہی سلوک مرزا غالب سے بھی ہوا ہوگا جنہوں نے 'دُعا اور رہزن' جیسے بظاہر دو بے جوڑ لفظوں کو انتہائی خوبصورتی سے یک جا کر کے اتنا اچھا عنوان عظمت شیخ صاحب کی کتاب کے لیے مہیا کر دیا۔ واہ میرے مالک! تیرے نوازنے کے ڈھنگ نرالے ہیں! اسی طرح لاہور میں جناب کامران لاشاری نے جب پہلے سے سجے سجائے علاقوں کو رنگ برنگے پھولوں کی ٹوکریوں سے "سوا سیر سجانے" اور مزید چار چاند لگانے کی انتہائی کاوش کی تو اس زائد از ضرورت "کارروائی" اور بے دریغ پیسے کے ضیاع نے مجھے اخبار کو ایک خط لکھنے کی طرف متوجہ کرنے میں ایک بہت ہی مثبت کردار ادا کیا۔ قوم کے پیسے کے ضیاع کا احساس مزید یوں شدید ہوا کہ اُنہی دنوں ایک عزیز کے انتقال پر مصری شاہ کے علاقہ میں جانا ہوا۔ گھر سے قبرستان تک کی سڑک گڑھوں، گند اور شاپروں سے اٹی پڑی تھی۔ پیدل چلنا اور وہ بھی ایک جنازے کے ساتھ دوبھر تھا۔ وہاں لاشاری صاحب اور تب کے کرتا دھرتا لوگوں کے لیے کوئی کلمہ خیر ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ لیکن "سوا سیر سجانے" کے ردِعمل میں بہر حال بہت سے غریبوں کے چولہے گرم ہوئے ہوں گے اور لاشاری جی کو اسلام آباد میں خدمت کے مزید مواقع میسر آئے۔ اور میرے لیے سب سے اہم یہ کہ اُن کی اُس رنگین کارگزاری کے طفیل میری یہ کتاب اور چند اور اِن شاء اللہ!! یہ ناچیز نہ صرف کہ اُن کا شکر گزار ہے بلکہ "غائبانہ" دُعا دیتا رہے گا کہ وہ دوسروں کے لیے کچھ ٹھوس اور رزِ خیر کے کام بھی انجام دے سکیں۔ آمین!

لاشاری صاحب اور حکمرانوں کے لاہور ہی کے دو علاقوں کے ساتھ ایسے متضاد رویے کو اُجاگر کرنے کے لیے انگریزی کے بہت معتبر روزنامے کو ایک خط لکھا۔ فوجی انداز میں لکھے گئے میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اول ان مراسلے کو موقر روزنامے نے دو انتہائی موزوں خاکوں کے ساتھ جلی حروف اور پہلے نمبر پر جگہ دے کر میری بہت حوصلہ افزائی کی (دی نیشن، 23 مارچ 2001)۔ اس مراسلے کی وجہ سے اخباروں اور رسائل کے لیے انگریزی میں لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اپنے پہلوٹی کے مراسلے اور انگریزی میں لکھے گئے ایک مضمون جو سابق ایڈیٹر ''لندن ٹائمز'' لارڈ ریس موگ کے مضمون "Quran Can Save Us All" کے جواب میں لکھا گیا (یہ مضمون نوائے وقت نے ''دی نیشن'' سے لے کر شائع کیا) کو اس کتاب کا حصہ بنایا ہے تا کہ قارئین پر ایک بڑے غیر مسلم صحافی کی اسلام کے بارے میں تنگ نظری اور کم علمی عیاں ہو سکے۔ جس طرح ایک رہزن عظمت شیخ صاحب کو عظمت کی راہ پر گامزن کرنے میں کلیدی کردار ادا کر گیا اسی طرح ایک بیوروکریٹ نے ایک اَن پڑھ فوجی کو ذہنی اذیت پہنچا کر محض زبانی نکتہ چینی کے بجائے قلم سے کام لینے کی راہ دکھائی۔ بعید نہیں کہ اکثر قارئین کو اس بات پر حیرت ہو کہ قرینے سے لکھنا اور کتابوں سے تعلق پیدا کرنا فوجی تربیت کا ایک بہت لازمی جزو ہے اور پھر یوں لکھنا اور کتاب کا مطالعہ ایک عادت سی بن جاتی ہے۔ یہ عادت یہاں تک کاٹھی ڈالتی ہے کہ بریگیڈیر صدیق سالک شہید بھارت میں قید کے دوران مختلف چیزوں کے 'ریپر' (wrappers) صرف پڑھنے کی عادت کو پورا کرنے کے لیے اُٹھا لاتے تھے۔

میرے لیے یہ باعثِ اعزاز ہے کہ اردو میں لکھنے کا سلسلہ دین اور ملک کی بے لوث خدمت میں مصروف ''چشم بیدار ڈائجسٹ'' سے شروع ہوا اور بابائے قوم سے متعلق میرا پہلا مضمون ''میرا بابا اتنا پریشان کبھی نہ تھا'' ستمبر 2005 کے شمارے میں شائع ہوا۔ بعد ازاں روزنامہ 'اسلام' اور 'امن' نے حوصلہ افزائی کی۔ ''نوائے وقت'' میں سانحہ حفصہ پر میرا پہلا مضمون ''وکٹری'' 7 جولائی 2007ء کو شائع ہوا۔ جناب سعید آسی اور جناب فضل حسین اعوان نے کمال شفقت سے میرے مضامین اور خطوط کو نوائے وقت میں مناسب جگہ دی۔ میں تہ دل سے تاحیات ان حضرات کا ممنون اور اُن کے لیے دُعاگو رہوں گا۔ اس تمام ضمن میں محترم مجید نظامی مرحوم کی شفقت بھی شامل رہی ہوگی (اللہ اُن پر اپنی شایاں شان رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ آمین) اُن سب کی مہربانیوں کو یک جا کرنے سے 'الحمدُ للہ'، یہ کتاب اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جزاک اللہ خیر!! قاری کو کچھ مضامین میں جو مماثلت نظر آئے گی تو وہ موقع محل اور موضوع کی مناسبت سے ہے۔

اس کتاب میں ایسے مضمون جو بھیجے تو گئے لیکن کہیں جگہ نہ پا سکے، غیر مطبوعہ باب کا حصہ ہیں۔

11/9 سے پہلے اور بعد جتنے اہم واقعات رونما ہوئے، اُن کا احاطہ کرنے کی کوشش کی اور الحمدللہ اکثر و بیشتر شائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ مضامین کو کتاب کی شکل دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے ملک پاکستان میں میرے نام ایک انچ ٹکڑا زمین نہیں ہے۔ خریدے گئے دو پلاٹ دھوکے اور فوج کی ہاؤسنگ سکیم کے تحت ملا گھر، کاروبار کی نذر ہو گیا۔ ایک آبائی گھر واہ کینٹ میں تھا جسے خریدنے کے لیے میں نے خاصی رقم صرف کی۔ وہاں سے چھوٹے (اب سوتیلا لکھنے پر مجبور) بھائیوں اور بہن نے ویس نکالا دے دیا۔ اس لیے یہ سوچا کہ اور کچھ نہ سہی، اپنی تحریروں کو کتاب کی شکل دے دوں تو (امید کا دامن پکڑے رہنا چاہیے) وہ ''ہمیشہ کے مادی دور'' میں ''شائد'' کسی پہلو سے میرے بچوں کے لیے تشفی کا باعث ہو۔ میرے بچے الحمد للہ مجھ سے زیادہ تعلیم یافتہ اور اپنی اپنی جگہ خوش ہیں۔ (اللہ ایسی اولاد سے سب کو نوازے۔ آمین!

بہت بڑا ایک اعزاز میرے لیے یہ بھی ہے کہ محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی گرفتاری سے اُن کی رہائی تک اردو اور انگریزی میں اُن کے بارے میں جو کچھ لکھا، وہ یکجا کر کے ڈاکٹر عبدالقدیر خاں صاحب کو بھیجنے کی چار سال تک ناکام کوشش کرتا رہا۔ آخرِ کار محترم علامہ عبدالستار عاصم صاحب سبیل بنے اور میری چار سال کی محنت رنگ لائی۔ مسودہ پڑھنے کے بعد محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے جو لکھا، وہ انمول خزانہ آپ کے سامنے ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسے دلیر، بیدار مغز اور سلجھے ہوئے ''مسلمان'' حکمران عطا فرمائے جو مزید لمحہ ضائع کیے بغیر محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی بے لوث خدمات اور رہنمائی تعلیم، توانائی، سائنس، اور صنعت و حرفت کے میدان میں حاصل کریں تاکہ یہ ملک صحیح معنوں میں علامہ اقبالؒ اور قائدؒ کا سرسبز پاکستان بن سکے۔ آمین!

میرے روحانی اُستاد محترم کموڈور طارق مجید (ریٹائرڈ) میرے مضمون پڑھ کر حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ آپ بولنے سے زیادہ سننے کی تلقین کرتے ہیں۔ محترم جناب خواجہ محمد اسلم صاحب (امیر تحریکِ رحمت) اپنی قیمتی آراء اور بیش قیمت کتابوں سے نوازتے رہے۔ دونوں حضرات کی دین اور پاکستان سے متعلق خدمات قابلِ رشک ہیں۔ اللہ اُنہیں اجرِ کثیر سے نوازے، آمین!! محترم پروفیسر قمر بادشاہ مرحوم میرے لیے ایک اور بہت مہربان شخصیت ہیں جنہوں نے ہمیشہ بہت ہی نفیس انداز میں راہنمائی فرمائی اور اپنے والدِ محترم چوہدری افضل حق کی لکھی ہوئی انتہائی انمول کتابیں عنایت فرمائیں۔ اُستاد تو تاریخ کے تھے لیکن ہر موقع کی مناسبت سے مدعا شعر میں بیان کر دینا اُن کی علمیت کی ایک ہلکی سی جھلک تھی۔ اُنہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گود میں بیٹھنے کا شرف حاصل تھا۔ ایک دن کہا: ''میجر صاحب! آپ مجھے شام کو ملے ہیں''۔ اُس کی وضاحت یوں کی کہ جب بارود کی آگ سے جھلس کر شیر شاہ سوری اس جہان سے جا رہا تھا تو اُس نے کہا ''مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت شام کے وقت ملی‘‘....مدعا یہ تھا کہ شیر شاہ سوری مزید سنہری کارنامے انجام دینے کا متمنی تھا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ پروفیسر صاحب کی یہ بات بھی سچ ثابت ہوئی۔ میں اُنہیں واقعی ’’شام ہی کو ملا تھا‘‘۔اُن سے بہت کم فیض حاصل کر پایا۔ہیپاٹائٹس سی کے مریض تھے،زیادہ بستر پر ہی رہتے تھے!!اللہ اُنہیں غریق رحمت کرے،آمین!!سرورق کا خیال اس ناچیز کا اپنا ہے،لیکن ساری کاوش محترم آغا نثار کی ہے جو میرے خیال اور گمان سے بہت بڑھ کر ہے۔محترم مجید ساگر کے بہت قیمتی مشورے ہر ہر مرحلے پر اس کتاب کی نوک پلک درست کرنے میں مجھے حاصل رہے۔نوجوان اور باہمت جناب منان ارشد نے بہت تندہی سے بار بار کی تبدیلیوں کو خندہ پیشانی سے کتاب میں سمویا اور پھر محمد ابرار حسین صاحب نے تصویریں شامل کیں‘ ترتیب دی اور بہت کچھ سنبھالا۔یہ سب حضرات بہت خیر خواہی اور خلوص سے کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں میرے ساتھ رہے اور مجھ جیسے ان پڑھ کو ’’صاحب کتاب‘‘ ہونے میں مکمل اور بھرپور ساتھ دیا۔پروفیسر مظفر بخاری سے اچانک ملاقات اس لیے قسمت میں تھی کہ جس شکل وصورت کی کتاب میرے ذہن میں تھی،بغیر کسی کاوش کے ہو بہو(ایک کرامت کے طور پر) صرف ایک مختصر ملاقات کے طفیل مل گئی اور یوں ’’کنواں پیاسے کے پاس چل کر آتا‘‘ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔محترم پروفیسر مظفر بخاری نے ایک بہت ’’سخت گیر‘‘پروفیسر ہونے کے باوجود مجھے کھلے دل سے نقل لگانے کی مکمل اجازت بھی دے دی۔آخر میں ان سب بہت مہربانوں کے لیے اشفاق احمد خان مرحوم کی ایک بہت اہم اور مقبول دُعا کہ ’’اللہ اُنہیں آسانیاں عطا فرمائے اور وہ آسانیاں دوسروں میں بانٹ سکیں۔‘‘ آمین!!

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

132-CII ماڈل ٹاؤن،لاہور

(23 مارچ، 2015ء)

☆☆☆

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

توشۂ آخرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ

ہم یقیناً خوش قسمت ہیں کہ ٹاٹ والے سکول سے شروع کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی کالج اور پھر بلاشبہ اپنے ملک کے مایہ ناز ادارے، پاکستان ملٹری اکیڈیمی میں پہنچ پائے۔ انتہائی خوش قسمتی شامل حال رہی کہ سکول سے کالج اور پھر ملٹری اکیڈیمی میں اللہ پاک نے ایسے اساتذہ سے سیکھنے کا موقع بہم پہنچایا کہ جو صحیح معنوں میں شفیق بھی تھے اور اُستاد ہونے کا حق بھی ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اُنہی میں سکول میں عربی، فارسی اور اردو کے استادِ محترم بشیر احمد صمصام مرحوم (اللہ انہیں بلند درجہ عطا فرمائے، آمین) بھی شامل ہی نہیں بلکہ ایک افضل مقام رکھتے ہیں۔ آپ دین اور اخلاق سے متعلق مشکل باتیں بھی ہمیں آسان لفظوں میں ذہن نشین کروا دیا کرتے تھے۔ آپ زمیندارہ سکول سے واہ کینٹ لائے گئے تھے۔

استادِ محترم نے تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بارے میں بتانے کے دوران میں لفظ اللہ کے بارے میں بتا کر ہمیں بے انتہا حیرت میں یوں مبتلا کر دیا کہ یہ اسم ذات ہے یعنی قادر مطلق کا ذاتی نام ہے، اسم اعظم یہی ہے۔ یوں تو ایک حدیث کے مطابق جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ ہیں، اللہ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم سو، اور جو اُنہیں یاد کر لے وہ جنتی ہے۔ باقی نام صفاتی ہیں لیکن اللہ وہ نام ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کا نہیں ہے اور ہمیں اپنے رب کو خدا کے بجائے اللہ کے نام سے ہی پکارنا چاہیے۔ اللہ کی ذات کی طرح اُس کا اسم مبارک بھی یکتا ہے۔ قرآن پاک میں باقی سب نام اس کی ان گنت صفات کو ظاہر کرتے ہیں اور صفات کے بارے میں یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں (صفات) کے (لکھنے کے) لیے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں، سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا اور اس کی مدد کو لائیں۔'' (الکہف: 109)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں سب کے سب قلم ہوں اور سمندر کا تمام پانی سیاہی ہو اور اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی بن جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی) اُس کی صفتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ حکمت والا غالب ہے''۔ (لقمان 27:31)

اللہ ایسا نام ہے کہ اس کی جمع نہیں۔ یہ ایک بالکل منفرد نام ہے جو بیک وقت اُس کی ذات اور صفات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی تانیث نہیں۔ اس نام کا کمال یوں بھی ظاہر ہے کہ اگر اس لفظ کا حرف حرف بھی علیحدہ کر دیا جائے تب بھی باقی ماندہ حروف اللہ کی شان ظاہر کرنے کے لیے اپنا معنی برقرار رکھتے ہیں۔ لفظ اللہ کا پہلا حرف حذف کر دیں تو للہ رہ جاتا ہے، جس کے معنی ہیں اللہ کے لیے۔ اسی طرح اگر دوسرا حرف لام بھی حذف کر دیں تو لہٗ باقی رہ جائے گا جس کے معنی ہیں اس کے لیے۔ اب اگر تیسرا حرف لام بھی حذف کر دیں تو باقی ''ہ'' رہ جائے گا اور یہ بھی اسی کی ذات کی نشاندہی کرتا ہے اور ''ھو'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ صوفیا، خاص طور پر حضرت باہُوؒ کے اکثر اشعار کا خاتمہ اس لفظ پر ہوتا ہے۔

سچا راہ محمد ﷺ والا باہو
جیں وچ رب لبھیوے ہُو

صوفیا کرام اس لفظ ہُو کا ذکر کرواتے ہیں۔

گویا اللہ ایک ایسا لفظ ہے جو خود مکمل حالت میں بھی اور ہر حرف کے اعتبار سے بھی حق تعالیٰ کی ذات کے معنی پر پورا پورا اترتا ہے۔ اس نام کو احسن الخالقین نے اسی لیے پسند فرمایا کہ ہر ہر اعتبار سے کامل ہے۔ کوئی اور لفظ یا نام ہمیں ایسا نہیں ملتا جو اللہ کی صفات کا ایسا خوبصورت مترجم ہو۔ اللہ کا لفظ قرآن پاک میں 2701 بار آیا ہے۔ دوسرا کوئی لفظ اتنی بار استعمال نہیں ہوا۔

(ماہنامہ ''حسب حال'' مارچ 2010ء)

(ماہنامہ ''آفاق'' (ٹرانٹو) دسمبر 2010ء)

☆☆☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلرَّحْمٰنُ

تسمیہ میں دوسرا لفظ اَلرَّحْمٰن ہے۔جس طرح ''اللہ'' قادر مطلق کا ذاتی نام ہے، اَلرَّحْمٰن بھی فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سے خاص ہے۔قرآن میں الرحمٰن، اللہ سبحان و تعالیٰ کی دو بنیادی صِفات (رَبّ اور اِلٰہ) کے مترادف استعمال کیا گیا ہے۔اَلرَّحْمٰن لفظ رحم سے ماخوذ ہے جس کے معنی بے حد مہربانی فرمانے والے کے ہیں، یہاں تک کہ:

''اُس نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا'' (الانعام 12:6)

اس نام میں موجود کثرتِ رحمت دنیا میں موجود ہر ہر مخلوق کے لیے ہے اور آپ ﷺ سے یوں فرمایا گیا ''کہہ دیجیے وہی تو میرا ربّ ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ یعنی معبود و محبوب اور حاکم اور مطاع نہیں'' (الرعد 30:13)۔اور جب احسن الخالقین (المومنون 14:23، الصّافّات 125:37) نے اپنے جمال کو ظاہر کرنے کے لیے کائنات کی تخلیق کا آغاز مناسب جانا تو سب سے پہلے اسی صفت کا ظہور ہوا۔''ہم نے یہ قرآن آپ ﷺ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ ﷺ مصیبت میں پڑ جائیں۔یہ ایک یقین دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے۔نازل کیا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور آسمانوں کو۔وہ رحمٰن (کائنات) کے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔'' (طٰہٰ 20:3-5) (یعنی پیدا کرنے کے بعد کہیں جا کر سو نہیں گیا بلکہ اس تخلیق کا سارا نظام از خود چلا رہا ہے اور خود ہی اس ناپیدا کنار سلطنت پر فرمانروائی کر رہا ہے۔خالق ہی نہیں بلکہ حکمران بھی ہے)۔مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں۔''تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو، وہ تو چپکے سے کہی بات بلکہ اس سے مخفی بات بھی جانتا ہے۔وہ اللہ ہے۔اس کے سوا کوئی اللہ نہیں، اس کے لیے بہترین نام ہیں'' (طٰہٰ 8-7) اس سے ثابت یہ ہوا کہ اَلرَّحْمٰن ہونا اللہ تعالیٰ کی عین اپنی ذاتی صفت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''کہہ دیجیے اللہ کہہ کر پکارو یا الرحمٰن کہہ کر پکارو (ایک ہی بات ہے)'' (الاسراء 110:17)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الرحمٰن کا آغاز ہی اللہ کے اس نہایت مہربان نام کے ساتھ ہوا ہے۔ الرحمٰن ازل سے ہی اپنی مخلوقات، خاص طور پر انسان سے شدید ترین محبت وشفقت کرنے اور دینوی اور اُخروی حسنہ عطا کرنے والا ہے اور قرآن کی تعلیم دینا اسی حسنہ کا اہم ترین جزو ہے اور یہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ (الرحمٰن 55:1-2)

اس سورۃ میں اللہ نے اپنی بیش بہا نعمتوں (حسنہ) کا ذکر الرحمٰن کے قافیہ کے وزن پر بار بار دہرایا ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)۔

اسی طرح (الحشر 59:22-34) میں الرحمٰن اسم ذات کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے، حالانکہ فی الحقیقت یہ حق تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، انتہائی مہربانی فرمانے والا۔ لفظ الرحمٰن میں صفت ''رحمت'' کی اتنی کثرت فراوانی اور غائیت، نہایت ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور کا رحیم ہونا متصور ہی نہیں ہوسکتا۔ کثرت رحمت کے باعث الرحمٰن صرف ذات باری تعالیٰ کا خاصہ بن گیا ہے۔ اسی لیے کسی شخص کا نام صرف الرحمٰن نہیں ہوسکتا بلکہ وہ عبدالرحمٰن ہوگا اور اسے پکارا بھی پورے نام سے جائے گا ورنہ بے ادبی کا احتمال ہے۔

اللہ وہ ہے کہ جب اُس سے مانگا جائے تو عطا کرتا ہے (تفسیر ابنِ کثیر، جلد اوّل)۔ اللہ کی رحمت ہر وقت سائل کی تلاش میں رہتی ہے، یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری درمیانی حصہ میں بندہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے (جامع ترمذی)۔ الرحمٰن دنیا کی رحمت کا آئینہ دار ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے تو اللہ کو اس پر غضب آتا ہے (ترمذی، ابن ماجہ)۔ علامہ اقبالؒ نے رحمت کے اس پہلو کو یوں بیان فرمایا ۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہروِ منزل ہی نہیں

صرف سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ کے اس پاک نام کا ذکر سترہ بار آیا ہے۔ مکمل قرآن پاک میں الرحمٰن کو مختلف سورتوں میں 162 بار دہرایا گیا ہے۔ یا باری تعالیٰ اس کاوش کو اپنی رحمانیت کے صدقے قبول فرما اور ہمیں آسانیوں سے نواز اور آسانیاں بانٹنے سے نواز! آمین یارب العالمین۔

(ماہنامہ ''حسب حال''، اپریل 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلرَّحِیم

تسمیہ میں موجود اَلرَّحْمٰن ،اللہ کے ذاتی نام کا بدل لیکن صرف اُس کا ہی مخصوص صفاتی نام ہے۔اس نام میں موجود کثرت رحمت دنیا میں موجود ہر ہر مخلوق حتی کہ مومن اور کافر سب کے لیے بلاتخصیص ہے۔تسمیہ میں موجود تیسرے صفاتی نام اَلرَّحِیم میں رحم کی صفت ہمیشہ کے لیے ہے،ابدی ہے لیکن یہ رحمت صرف مومنین کے لیے مخصوص ہے کہ وہ ہر لمحہ اس کی یاد اور عبادت میں مگن رہتے ہیں۔ رحمت کا وہ پہلو ہے جو توبہ اور مغفرت سے متعلق ہے۔کائنات کا ایک ایک ذرہ رحمتِ باری تعالیٰ کا محتاج ہے اور رحمت کی نوعیت ہر کسی کے لیے مختلف ہے۔وہ طلب اور ضرورت کے مطابق بدلتی ہے،مثلاً پیاسے کو پانی اور بھوکے کو کھانا ملتا ہے،مغفرت طلب کرنے والے کو مغفرت ملتی ہے۔اس لیے اس خصوصی رحمت کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

''اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے'' (الاحزاب 43:33)

اس صفاتی نام الرحیم کا استعمال غیر اللہ کے لیے بھی جائز ہے اور یہی نام اللہ کے دوسرے نام کے ساتھ مل کر حضرت محمد ﷺ کی شان میں بھی استعمال ہوا ہے:

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔جو تمہاری بھلائی کے نہایت طلب گار ہیں،جو مسلمانوں پر کمال درجہ مہربان نہایت رحم فرمانے والے ہیں''۔(التوبہ 128:9)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی نام رؤف اور رحیم نبی اکرم ﷺ کی شان میں وارد ہوئے ہیں۔

اَلرَّحِیم کی رحمت سب سے زیادہ ان کے لیے ہے جو اس کی آرزو کرتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کے ذریعے یہ دعا سکھائی گئی:

''اور دعا مانگو:''اے میرے رب! میری سیئات کو محو کر دے اور اُن سے میری حفاظت فرما اور مجھے اپنی رحمت سے نواز! بے شک تو کل رحم کرنے والوں میں سے بہتر رحم کرنے والا ہے''۔(المومنون 118:23)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے رب! تو ہے ہمارا ولی یا دوست وکارساز ہے۔لہٰذا سیئات یا گناہوں سے ہماری حفاظت فرما،ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما! تو سب سے بڑھ کر بخشنے اور سیئات کو محو کرنے والا اوران سے حفاظت کرنے والا ہے۔''(الاعراف،155:7)

اَلرحیم وہ ہے جس میں رحمت کا صرف صفتی ظہور ہی نہیں بلکہ فعالی ظہور بھی ہے۔اس میں رحمت فراوانی کے ساتھ صرف موجود ہی نہیں بلکہ عملاً صادر بھی ہو رہی ہے ۔ یہ صرف حالت اور کیفیت ہی نہیں بلکہ اس کا فعل بھی ہے۔اللہ کی ذات سراسر رحمت ہے۔اس کا ہر ہر کام اول سے آخر تک رحمت ہے۔رحمت کے صفتی ظہور کے بارے میں ارشاد باری ہے:

''تیرا رب بے نیاز رحمت والا ہے''۔ (الانعام133:6)

اور رحمتِ حق کا فعلی ظہور اس طرح ہے:

''ان پر عنقریب اللہ رحمت فرمائے گا،بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے''۔(التوبہ70:9)

یہ رحمت بخشش،مغفرت کی صورت میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔کسی کی خطا پر اسے فنا کرنا مشیت ایزدی نہیں بلکہ مغفرت طلب کرنے پر اس کی خطا کو معاف کرنا اور اس کے وجود کو قائم رکھنا رحمیت ہے۔ اس لیے امام عبداللہ بن مبارک'' فرماتے ہیں:

''رحیم وہ ہے کہ اس سے نہ مانگا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے ایک حدیث مروی ہے،آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے تو اللہ کو اس پر غضب آتا ہے۔''(ترمذی،ابن ماجہ)

اللہ نے رحیم ہونے کے سبب خطا کاروں اور بخشش و مغفرت چاہنے والوں کے لیے اپنی عطا کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے۔شرط صرف ایک ہی ہے کہ معافی اور بخشش صدق دل سے مانگی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا،اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں اور وہ جب میری یاد کرے تو میں (اپنے علم اور اپنے فضل وکرم سے) اُس کے ساتھ ہوں۔اگر اپنے دل میں میری یاد کرے تو میں بھی دل میں اس کی یاد کرتا ہوں اور اگر ایک جماعت میں (اعلانیہ) میری یاد کرے تو میں اُسے بہتر جماعت (یعنی فرشتوں کی جماعت) میں اس کو یاد کرتا ہوں۔اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے نزدیک ہو تو میں ایک بام (یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا جاتا ہوں"۔ (بخاری شریف، کتاب التوحید)

قرآن پاک میں اسی بخشش اور مغفرت کو اس طرح بیان فرما دیا گیا ہے:

☆ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔ (النساء:16:46)

☆ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (النساء:22)

☆ تو وہ اللہ کو یقیناً بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (النساء:64)

☆ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (النساء:96)

☆ اللہ سے معافی مانگو، یقیناً اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ (النساء:106)

ان آیتوں میں اللہ کے صفاتی نام غفور اور تواب، الرحیم کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ یہ سب نام بخشش اور مغفرت کی دولت سے مالا مال ہیں۔

مکشوفات سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب گناہ گار، گناہ سے دور ہو جاتا ہے تو میں اس کے زیادہ قریب ہو جاتا ہوں"

"آپ فرما دیجیے، تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے اپنے ذمہ رحمت کو لازم کر لیا"۔ (الانعام: 54)

رحمت کو مزید واضح اس طرح کیا گیا:

"ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو (یعنی زحمت سمجھو) اور وہ تمہارے لیے رحمت ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے نقصان دہ ہو"۔ (البقرہ:215)

اللہ سے ہمیں اپنے لیے رحمت مانگتے رہنا چاہیے اور اس کے لیے ہمیں بہترین دعا سکھائی گئی:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (البقرہ2:102)

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا"۔ آمین۔

اللہ کا پاک نام الرّحیم کم و بیش 229 بار قرآن پاک میں وارد ہوا ہے۔

("حسب حال" مئی 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نازل ہوئی، بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں ساکن ہو گئیں، سمندر ٹھہر گیا، جانوروں نے کان لگا لیے، شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے اور پروردگارِ عالم نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا اُس میں برکت ہوگی (تفسیر ابن کثیر)۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب سب سے پہلی وحی لے کر آئے تو قرآن پاک کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کا قرینہ ایسے بتایا:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ (العلق 1:96)

''پڑھیں اللہ کے نام سے جس نے پیدا فرمایا۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خود سورۃ نمل کی ایک مکمل آیت ہے، اور قرآن پاک کی 114 سورتوں کے درمیان یہ برکت اور وقفے کی علامت ہے (ابوداؤد، بزاز، طبرانی، حکم بیہقی)۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبلؒ، امام اوزاعی وغیرھم کا مذہب بھی یہی ہے۔ صرف سورۃ توبہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھی جاتی۔ آپ ﷺ نے خود اس سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھوائی، اس لیے صحابہ کرامؓ نے بھی نہیں لکھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کو نبی کریم ﷺ سے جوں کا توں لینے اور جیسا دیا گیا تھا ویسا ہی اس کو محفوظ رکھنے میں کس درجہ احتیاط برتی گئی (امام رازی)۔

علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ قرآن سمیت دوسری تمام آسمانی کتابیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کی گئی ہیں۔ بعض علماء کے بقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قرآن اور اُمتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرنا تمام آسمانی کتابوں میں مشترک ہے مگر بسم اللہ الرحمٰن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرحیم کے الفاظ قرآن ہی کی خصوصیت ہیں۔ بعض روایات کے مطابق نبی مکرم ﷺ بھی ابتداء میں ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کے لیے باسمک اللھم کہتے اور لکھتے تھے۔ مگر جب آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو ان الفاظ کو اختیار فرمالیا اور پھر یہ سنت جاری ہوگئی (قرطبی وروح المعانی)۔

یاد رہے کہ کفار مکہ نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کے لکھے جانے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے جانے پر اعتراض کیا اور کہا ہم الرحمٰن کو نہیں جانتے، باسمک اللھم لکھا جائے۔ نبی رحمت ﷺ نے کفار کی یہ بات مان لی جبکہ آپ ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اختیار فرما چکے تھے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ حضرت نوح علیہ اسلام جب کشتی میں سوار ہو رہے تھے آپؑ نے یہ الفاظ ادا فرمائے:

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط (ھود 11:41)

"(نوح نے کہا) اللہ کا نام لے کر اس میں سوار ہو جاؤ"

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جہنم کے اُنیس (19) داروغوں سے جو بچنا چاہتا ہے، وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے، اس کے بھی اُنیس (19) حرف ہیں، ہر حرف فرشتے سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا۔ مسند احمد میں ہے حضرت محمد ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے اِبن اُسامہؓ بن عمیر سوار تھے۔ اونٹنی ذرا پھسلی تو اُنہوں نے کہا شیطان کا ستیا ناس ہو۔ آپ ﷺ نے کہا یہ نہ کہو، اس سے شیطان پھولتا ہے، اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا۔ ہاں، بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر مہم، ہر کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے، وہ بے برکت رہتا ہے۔ کسی عیب اور گناہ کے کام کرنے سے پہلے ان پاک الفاظ کا ادا کرنا سخت منع ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد مبارک ہے، گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو، چراغ گل کرو تو بسم اللہ کہو۔ کھانا کھانے اور پانی پینے، وضو کرنے، جانور ذبح کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہدایت قرآن اور حدیث میں بار بار آئی ہے (قرطبی)۔ حتیٰ کہ حوائج ضروریہ کے لیے جاتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو میں اللہ کا نام نہ لے اُس کا وضو نہیں ہوتا (مسند احمد، سنن ابو ہریرہؓ، سعید بن زیدؓ، اور ابو سعیدؓ)۔ یہ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن صحیح ہے۔

ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے میں حکمت یہ پوشیدہ ہے کہ ایک مسلمان کا رخ مکمل طور پر اللہ کی طرف پھیر دیا گیا ہے تا کہ اسے یہ یقین ہو جائے کہ اس کے ہر کام کے انجام دینے پر:

☆ ہر ہر لمحے اللہ اس کا حامی و ناصر ہے۔

☆ اللہ کی حمایت اور نصرت اس کے ساتھ ہے۔

☆ اللہ کے نام کی برکت سے مطلوبہ اَمر میں کامیابی و کامرانی یقینی ہے۔

بظاہر یہ عمل ہلکا پھلکا ہے۔ اگر یہ ہم سب میں اسی طرح رَچ بس جائے تو ہمارا ہر کام عبادت کا درجہ حاصل کر لے گا۔ پاکستان ملٹری اکیڈیمی میں ہمارے اکنامکس کے اُستادِ محترم نے ہمیں یوں متوجہ کیا: ''آپ فوج میں ایک خاص مقصد کے تحت آئے ہیں اور آپ کا مطمح نظر چونکہ ملک و ملت کی پاسبانی ہے تو اس ارادے کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا سانس لینا بھی عبادت میں شامل ہے''۔

بسم اللہ کے پڑھنے کا عمل اتنا مختصر ہے کہ ہم ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں انجام دے لیتے ہیں، لیکن اُس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے دینی اور اُخروی فوائد کا شمار صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔ کھانا ایک مومن اور کافر دونوں کھاتے ہیں، لیکن مومن جب بسم اللہ کہہ کر لقمہ منہ میں ڈالتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی بے شمار مہربانیوں کے بغیر لقمے کا حصول ممکن نہ تھا اور یوں کھانا کھانا ایک دنیوی ضرورت ہونے کے باوجود عبادت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ سبحان اللہ!

جب قرآن شریف کی تلاوت کی جائے، اُس وقت آعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھی جائیں۔ درمیان تلاوت جب ایک سورت ختم ہو کر دوسری سورت شروع ہو تو سورۃ براءت کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں مکرر بسم اللہ پڑھی جائے آعوذ باللہ نہیں، اور سورۃ براءت اگر درمیان تلاوت آ جائے تو اس پر بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر قرآن کی تلاوت سورۃ براءت ہی سے شروع کر رہا ہو تو اس کے شروع میں آعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے (عالمگیریہ عن المحیط) معارف القرآن (جلد اول)

نماز میں پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعتوں کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ اس کے مسنون ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ نماز میں بسم اللہ بلند و پست آواز میں پڑھنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تطبیق (مطابق کرنا) اس طرح ہو سکتی ہے کہ دونوں جائز ہیں، گو پست پڑھنے کی احادیث قدرے زوردار ہیں (تفسیر ابن کثیر جلد اول)۔

سونے سے پہلے اور بیدار ہو کر ہر مسلمان اللہ کا نام لیتا ہے۔ اللہ کا نام لے کر اگر وہ دن بھر ان گنت کاموں میں مصروف رہے تو وہ سب کچھ عبادت میں ہی شمار ہوگا۔

ایک اہم نکتہ! کلام الٰہی خود سراسر باعث خیر و برکت ہے لیکن اس کے پڑھنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا لازم ہے، تو کیا دیگر کاموں کی ابتدا میں تسمیہ کے پڑھنے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مزید یاددہانی کے طور پر حضور رسالت مآب ﷺ نے بار بار تاکید فرمائی کہ ''ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے ہی ہونا چاہیے اور جو کام بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے، وہ ناتمام رہتا ہے یعنی وہ برکت و فضیلت سے خالی ہوتا ہے۔''

بسم اللہ کے حرف 'با' سے تین مطلب اخذ کیے جاتے ہیں:

☆ اللہ کے نام کے ساتھ

☆ اللہ کے نام کی مدد سے

☆ اللہ کے نام کی برکت سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا متفق علیہ ترجمہ درج بالا مطالب کو یکجا کر کے اس طرح ہے:

''اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو نہایت مہربان، بڑا رحمت والا ہے''

اللہ ہمیں اپنے محبوب رسول ﷺ کی اس سنت پر کامل یقین کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ایک مکمل آیت کے طور پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ایک سو چودہ بار قرآن پاک میں دہرائی گئی ہے۔

(''حسب حال'' جون 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفاتحہ

سورۃ فاتحہ مکی سورت ہے۔ بعثت کے تین سالوں میں یہ پہلی سورت ہے جو مکمل حالت میں نازل ہوئی۔ قرآن کی ابتدا اسی سورت سے ہوئی۔ اِس سورت مبارکہ کے مختلف نام یوں ہیں: سورۃ فاتحہ، اور فاتحہ سے مراد ہے شروع کرنے والی۔ اِس کا نام اُم الکتاب بھی ہے، اُم القران اور سبع مثانی بھی، یعنی بار بار دہرائی جانی والی سات آیات (الحجر:78)۔ یہ سورۃ الحمد اور سورۃ الصلوٰۃ بھی ہے، کہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ سورۃ شفا بھی ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے جب سانپ کے کاٹے ہوئے شخص پر اس سورت کو پڑھ کر دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ الرقیہ یعنی پڑھ کر پھونکے کی سورۃ۔ ابن عباسؓ اِسے اُساس القرآن بھی کہتے تھے، یعنی قرآن کی جڑ اور نیو۔ یہ سورۃ الکنز بھی ہے، یعنی خزانہ'' (ابن کثیر)۔

یہ سات آیتیں ایسے مضامین کا مجموعہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد، بزرگی، ثنا، بلند صفات، پاکیزہ ناموں، اور روزِ جزا کا ذکر ہے۔ اُسی کی عبادت اور توحید کا اقرار ہے۔ اپنی بے کسی، مسکینی اور بے بسی کے اقرار کے ساتھ صرف مالک سے سوال کریں۔ ایسی ہدایت اور ثابت قدمی کے لیے درخواست کریں کہ نبیوں، شہیدوں اور صالحین کا ساتھ نصیب ہو۔ باطل یہود اور نصاریٰ سے دوری کی درخواست ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ ''سب سے بڑی سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔ یہی سبع مثانی ہے اور قرآنِ عظیم ہے۔ اِس کی مثل تورات' انجیل' زبور' اور قرآن میں نہیں ہے''۔ اِسی طرح حضرت عبد اللہ بن جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''عبد اللہ بن جابر! سنو تمام قرآن میں بہترین سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (آخر تک) ہے۔ سورہ فاتحہ پورے قرآن کا راز (خلاصہ) ہے اور آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پوری سورہ فاتحہ کا راز۔ پہلے جملے میں شرک سے بری ہونے کا اقرار اور دوسرے جملے میں اپنی قوت وقدرت سے بری ہونے کا اقرار کہ بندہ انتہائی عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر کچھ نہیں ہے' کچھ نہیں کرسکتا ہے۔مشکل کی گھڑی میں اُسی کو پکارتا ہے۔اس لیے اپنے سب کاموں کواللہ کے سپرد کرنے کی ہدایت قرآن پاک میں بار بار ہے۔

''پس تجھے اُسی کی عبادت کرنی ہےاور اُسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے''۔(ھود:123)

''آپ کہہ دیجیے (جو اللہ رحمٰن ہے) ہم اُسی پر ایمان لائے اور اُسی پر بھروسہ رکھتے ہیں''۔(الملک:29)

''وہی مشرق اور مغرب کا مالک ہےاور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اُسی کو اپنا کارساز بناؤ، اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو''۔ (المزمل:9)

درج بالا آیات سے حاصل یہ ہے کہ مومن ہر حال میں اور ہر صورت میں نہ خود پر نہ کسی اور پر بھروسہ کرے بلکہ کلی اور مکمل اعتماد صرف اللہ پر ہی ہونا چاہیے۔

صحیح بخاری شریف میں فضائل القرآن میں حضرت ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے:

''ہم ایک مرتبہ سفر میں تھے،ایک جگہ اترے ہوئے تھے۔ناگہاں ایک لونڈی آئی اور کہا کہ یہاں کے قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ہمارے آدمی موجود نہیں۔آپ میں سے کوئی ایسا ہے جو دَم،جھاڑ پھونک کر دے؟ہم میں سے ایک شخص اُٹھ کر ساتھ ہولیا۔ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ دَم جھاڑ بھی جانتا ہے۔اُس نے وہاں جا کر کچھ دم کیا۔اللہ کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہوگیا۔تیس بکریاں اُس نے دیں اور ہماری مہمان نوازی کے لیے دودھ بھی بہت سارا بھیجا۔جب واپس آیا تو ہم نے کہا کہ کیا تم کو اس کا علم یاد تھا۔اُس نے کہا میں نے صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا ہے۔ہم نے کہا ابھی اس مال کو نہ چھیڑو پہلے رسول ﷺ سے مسئلہ پوچھ لو۔مدینہ میں آکر ہم نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا ''اُسے کیسے معلوم ہوگیا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورۃ ہے؟اس مال کے حصے کر لو،میرا بھی ایک حصہ لگانا''۔صحیح مسلم شریف اور ابوداؤد میں یہ حدیث ہے۔مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ دم کرنے والے حضرت ابوسعید خدریؓ ہی تھے۔

مسلم اور نسائی میں حدیث ہے،کہ رسول ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ اُوپر سے ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔حضرت جبریل علیہ السلام نے اوپر دیکھ کر فرمایا،وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہیں کھلا تھا۔پھر وہاں سے ایک فرشتہ حضور ﷺ کے پاس آتا ہےاور کہتا ہے''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خوش ہوجایئے دونور آپ ﷺ کو دیئے گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں، ایک ایک حرف اُن میں نور ہے۔" صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنی نماز میں اُم القرآن نہ پڑھے اُس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں ہے۔" حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو؟ فرمایا: چپکے چپکے پڑھ لیا کرو۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بستر پر لیٹو تو سورہ فاتحہ اور قل ہواللہ پڑھ لو، تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں آگئے (تفسیر ابن کثیر)۔

اللہ رب العلمین نے خود ہی نبی اکرم ﷺ کے طفیل سورۃ فاتحہ سکھائی۔ جو شخص اِس سورۃ کو خوب سمجھ کر پڑھتا ہے تو روح سے تمام کثافت، ظلمت اور بہیمیت دور ہو جاتی ہے۔ دِل کا زنگ اُترنے سے وہ خود بخود نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ روح جب منور ہوجاتی ہے تو اللہ کا نور اس پر برسنے لگتا ہے۔ تمام انبیاء یہی علم بیان کرنے آئے۔ اِس سورۃ کو تمام کتب سماویہ کا خلاصہ کہیں تو بجا ہے اور سب کا نظر کہیں تو روا ہے۔ اس سورۃ کی پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اور بعد والی تین آیات میں انسان کی طرف سے اللہ کے حضور وہ دُعا اور درخواست ہے جو اللہ نے خود ہی سکھائی ہے۔ درمیانی آیت میں حمد و ثناء اور درخواست دونوں شامل ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "میں نے نماز (سورہ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ لیا ہے۔ اُس کا آدھا حصہ میرا اور آدھا حصہ میرے بندے کے لئے ہے، جو وہ طلب کرے" (صحیح مسلم شریف):۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے	جب بندہ کہتا ہے
بندہ میرا شکر ادا کرتا ہے	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی ہیں کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، کوئی اور اُس کے لائق نہیں۔ تمام نعمتیں جو اَن گنت ہیں، صرف اللہ کو ہی معلوم ہیں۔ اللہ نے اپنی اطاعت کے تمام اسباب عطا فرمائے، ہمارے فرائض پورے کرنے کے لئے ہمیں تمام جسمانی نعمتوں کے علاوہ ہر طرح کی دوسری تمام ضروریات اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ جنت کے حصول کا طریقہ بھی ہمیں بتادیا۔ اس لئے اُسی اول و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخر مالک کی ذات پاک ہر طرح کی تعریف، حمد اور شکر کی مستحق ہے۔ یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا کلمہ ثنا کا کلمہ ہے، اور یہ ثنا کا طریقہ خود اللہ نے سکھایا ہے۔ اس کلمہ میں شکر کے علاوہ اُس کی نعمتوں اور احسانات کا اقرار بھی ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم "یہ الرَّحمٰن سب مخلوق پر بہت رحم کرنے والا ہے"	بندہ میری تعریف کر رہا ہے
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ "مالک ہے روزِ جزا کا"	بندہ نے میری بزرگی بیان کی
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن "تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں"	یہ میرے بندے اور میرے درمیان بلا واسطہ تعلق ہے

مکمل اطاعت اور پورے دین کا حاصل یہی ہے۔ سارے قرآن کا راز سورۃ فاتحہ میں ہے اور پوری سورت کا راز اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن میں ہے۔ یہ دعا ہے، اس سے نماز با جماعت مقصود ہے۔ اپنی عبادت کو اچھے لوگوں کے ساتھ شامل کر دیا تا کہ اللہ کریم اُن کے طفیل اسے قبول کرے۔ لکڑی کے ساتھ لوہا بھی تیرتا ہے۔ جماعت شوکت اسلام کے لیے ہے۔ ایک دوسرے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ نمازیوں میں ایک خاص بندہ بھی ہوتا ہے، اُس کے ساتھ عبادت کرنا قبولیت کا باعث ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ پس میں صرف ایک نہیں ہوں، عبادت کرتے ہیں میں حال اور مستقبل بھی شامل ہیں۔ عبادت وسیلہ ہے مانگنے کا۔ اللہ دے کر خوش ہوتا ہے۔ دُعا عبادت کا مغز ہے (مشکوٰۃ)۔ سب پیغمبر اور حضرت محمد ﷺ بھی نماز کے بعد دُعا مانگتے تھے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم "چلا ہم کو سیدھی راہ"	اللہ اپنی تمام مہربانیوں کے ساتھ اعلان کرتا ہے "اپنے بندے کو وہ سب کچھ عطا کر دوں گا جو اُس نے مانگا" (مسلم)

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

"چلا ہم کو سیدھی راہ اُن کی جن پر تیرا انعام ہوا"

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّالِّيْن

(اور) نہ اُن پر تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک منفرد دعا ہے جس میں ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں:

''چلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ اُن کی جن پر تیرا انعام ہوا (اور) نہ اُن پر تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے'' (ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ صاحب دہلوی)

''جن پر تیرا انعام ہوا'' کی تشریح ہمیں النساء: 69 میں ملتی ہے: ''جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہدا اور نیک لوگ''۔ اس طرح اللہ نے ہمیں یہ ہدایت دی کہ ہم قرآن کی روشنی میں اللہ کے دوستوں کی ہمراہی میں، سیدھا راستہ اختیار کریں، اور اللہ کے دوست ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔

یوں سورۃ فاتحہ ایک طرف تو اللہ واحد کی ستائش اور ثنا ہے اور دوسری طرف یہ سب سے عظیم دعا ہے۔ اللہ سے یہ التجا ہے کہ اللہ ہماری موت تک ہمیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے (آمین)۔ اپنی نماز میں آمین کہنے کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ایک کی آمین دوسرے کی آمین میں مل گئی تو اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔ ہم اللہ کے شکرگزار ہیں کہ اُس نے سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے ذریعے ہماری رہنمائی فرمائی کہ ہم اُس کی حمد وثنا بیان کریں۔ اِنہی الفاظ میں اہل جنت ایک دوسرے کو خوش آمدید کہیں گے۔ اللہ نے حضور ﷺ کے طفیل ہمیں یہ اعزاز بخشا کہ ہم اِس مختصر لیکن اہم دعا کو بار بار دہرا سکیں۔ اس پاک ذکر کا اختتام کرتے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ہمیں صرف اپنا ہی محتاج رکھے، ہم اس دُعا کو ہر نماز میں خوب خضوع اور خشوع سے پڑھ سکیں، ہر وقت اللہ سے ہدایت اور ثابت قدمی کی توفیق چاہتے رہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (آمین)

(''حسب حال'' ستمبر 2010ء)

☆☆☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیئے قرآن سے تعلق جوڑیں

ارشادِ ربانی نازل ہوا:

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا ہے۔'' (المائدہ 3:5)

یہ آیت 9 ذی الحجہ (10 فروری 610ء) حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ المائدہ مدنی سورت ہے۔ مفسرین کے مطابق یہ قرآن کی آخری آیت ان معنوں میں ہے کہ اس کے بعد احکام کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ ترغیب و ترہیب کے حوالے سے بعد میں چند آیات نازل ہوئی ہیں لیکن اس آیت کے نزول سے احکام مکمل کر دیے گئے، نظامِ فکر و عمل مکمل ہو گیا۔ ذی الحجہ کی پہلی دس تاریخیں اللہ کی نظر میں بہت فضیلت والی ہیں۔ یوم عرفہ یعنی 9 ذی الحجہ سب سے مکرم اور معزز دن ہے۔ عرفہ یا عرفات حرم کے ایک حصے کے ساتھ متصل ہے بلکہ حرم کا ایک حصہ اس میں شامل ہے۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، عصر کے بعد کا وقت اور جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کا دن بذاتِ خود قبولیت دُعا کا دن ہے۔ حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن اور عصر کے بعد خصوصاً قبولیت دعا کے لمحات ہوتے ہیں۔ اُس وقت حضور ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار جبلِ رحمت کے سائے میں تھے جو کہ بڑی فضیلت کا حامل پہاڑ ہے۔ ان فضیلتوں کے ہجوم میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت نے احکامات کو مکمل کر دیا۔

نزولِ قرآن

ا۔ **مکی دور**: یہ 11 سال، 5 ماہ اور 21 دن پر محیط ہے۔ پہلی وحی 14 اگست 610ء، 18 رمضان المبارک۔

ب۔ **مدنی دور**: ہجرت کے بعد 9 سال، 9 ماہ اور 9 دن

ج۔ **نزول کی کل مدت**: 22 سال، 2 ماہ اور 22 دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یہ حساب باعتبارِ شمسی سال ہے جبکہ قمری سال کے اعتبار سے کم وبیش 23 سال کا عرصہ ہے)
ارشاد باری تعالیٰ کی روشنی میں قرآن کا نزول اہل ایمان کے لیے ایک نعمت کی طرح ہے۔اس کا جواب قرآن پاک میں ہی تلاش کرتے ہیں:

''درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے بہت بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔'' (آل عمران 164:3)

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کا مؤمنوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ رسول ﷺ کتاب حکمت سے ان کو تعلیم دیتے ہیں، اور ان کے نفوس کو پاکیزگی سے ہمکنار کر رہے ہیں، اور آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ ایک گمراہی اور گناہ کی زندگی بسر کر رہے تھے۔
اب ہم اللہ کے اس احسان کا شکر ایسے ادا کر سکتے ہیں کہ قرآن سے اپنا تعلق قائم کریں۔اس تعلق کو قائم کرنے کے لیے ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کو معمول بنانا ہوگا۔اسے پڑھ کر سمجھنا ہوگا (اسے دوبارہ پڑھیں)۔اس پر تدبر کرنا ہوگا۔سنت رسول ﷺ کی روشنی میں قرآن پر عمل پیرا ہونے کی دلجمعی سے کوشش کرنا ہوگی۔ پہلے دن شروع میں صرف دو الفاظ ''بسم اللہ'' تلاوت کریں۔اُن کا ترجمہ سیکھیں اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ہر پاک عمل کا آغاز ''بسم اللہ'' سے کریں۔ہر کام کے بخوبی انجام پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ان شاءاللہ آئندہ عمل کرنا آسان ہوتا جائے گا۔کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کا انتہائی بابرکت الفاظ میں یہ واضح ارشاد ہے:

''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم کو مزید انعام سے نوازوں گا'' (ابراہیم 7:14)

اور

''ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا'' (القمر 40,32,22,17:54)

تو ہے کوئی جو کہ سوچے، سمجھے؟
لیکن ہم نے اللہ کی اس نعمت کی ناقدری اور ناشکری ایسے کی کہ قرآن کو ایک خوبصورت جزدان میں ڈال کر (اپنے خیالِ خام میں) اس کا ادب بجالاتے ہوئے اسے ایک اونچے مقام پر سجا دیا۔جس طرح زندگی میں ہر کام کے لئے مختصر راہ تلاش کرتے ہیں اسی طرح ہم قرآن کی مخصوص آیات کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صرف حصول ''مقصد'' کے لیے پڑھتے ہیں۔ ''ختم قرآن'' کی محفل میں مہیا کیے گئے سپارے کم سے کم وقت میں ''نبیڑنے'' کی کوشش کرتے ہیں۔

خطبہ حجتہ الوداع کے دوران آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے جس کا سر رشتہ اگر مضبوطی سے تھامے رکھو تو ابد تک کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ نہایت واضح حقیقت ہے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت مبارکہ۔'' کیا ہم نے ایسا کیا؟

قران پاک کی اولین آیت

''پڑھیں اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔'' (العلق 96:1)

یہ آیت زور ہی پڑھنے پر دیتی ہے، علم حاصل کرنے پر دیتی ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم قرآن پاک سمجھ کر نہیں پڑھتے (جو پڑھتے ہیں ان میں اکثریت کا عمل یہی ہے) اور جان ہی نہیں پاتے کہ قرآن میں پیغام ہے کیا! ہماری حالت قرآن کے الفاظ میں بنی اسرائیل جیسی ہے:

''ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں اوران چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیاطین سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔'' (البقرہ2:101-102)

ہمارے لیے قرآن پاک پڑھنا اور اس کا سمجھنا دشوار نہیں ہونا چاہیے۔ ایک تحقیق کے مطابق (پروفیسر عبد الرحمٰن طاہر): ''قرآن پاک میں 65% الفاظ معمولی فرق کے ساتھ اردو میں استعمال ہونے سے یاد ہوجاتے ہیں۔ 20% خالص عربی کے ہیں، اردو میں استعمال نہیں ہوتے البتہ کثرت استعمال اور بار بار استعمال سے یاد ہو جاتے ہیں۔ 15% الفاظ ہمارے لیے بالکل نئے ہیں، انہیں یاد کرنے کی ضرورت ہے''۔

یہ صرف قرآن پاک کا معجزہ ہے کہ چودہ سو صدیوں سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود قرآن پاک کی زبان آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح پہلی وحی کے نزول کے وقت تھی۔ کوئی اور زبان ایسی نظیر پیش نہیں کرسکتی ہے۔

یہ ارشادِ ربانی کس قدر آب و تاب رکھتا ہے:

''بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہم نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں'' (الحجر15:9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج اُمہ جس اذیت میں مبتلا ہے وہ اللہ کا عذاب ہے کیوں کہ وہ قرآن، رسول ﷺ کے زندہ معجزے کو پس پشت ڈال چکی ہے۔

''کہہ دو! وہ قدرت رکھتا ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو فرقہ فرقہ کر کے اور چکھا دے مزہ ایک گروہ کو دوسرے کی طاقت کا۔'' (الانعام 65:6)

یزید کے دور سے ملوکیت شروع ہوئی اور موجودہ دور کی موروثی، شخصی، ظالمانہ، آمرانہ حکومتوں کے علاوہ اب سیاسی خاندانوں کی وراثت بھی ملوکیت کا ہی حصہ ہے۔ 57 کے قریب اسلامی ممالک ہر طرح کے وسائل سے بے پناہ مالا مال ہیں۔ ان وسائل سے فائدہ صرف نکمے' خودغرض' نااہل حکمران اور ان کی بدولت غیر قومیں اٹھا رہی ہیں۔ اُمہ من الحیث القوم سب کچھ پاس ہونے کے باوجود اِن حکمرانوں کے باعث غربت، افلاس، جہالت اور ظلم کا شکار ہے۔ صرف ایران اور ملائشیا کو علیحدہ رکھا جاسکتا ہے۔

آج پاکستان، افغانستان، عراق اور کردستان میں کیا ہو رہا ہے؟ خانہ جنگی کے ساتھ ساتھ امریکہ اور مغربی طاقتیں مسلمانوں کا خون بہا رہی ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنا پر جو اکثر خودغرضی، دھونس، اور دھاندلی کا نتیجہ ہیں، موردِ الزام بھی مسلمان ہی ٹھہرائے جاتے ہیں۔ وجہ محض یہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک سے لاپرواہی برتنا اپنا معمول بنالیا ہے۔ قوم کی زبوں حالی کا نقشہ آج سے تقریباً 80 سال پہلے علامہ اقبالؒ نے یوں پیش کیا ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

حقیقت میں علامہ نے سورۃ طٰہٰ کی آیت 124 کو شعر میں پیش کیا ہے:

''اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے'' (طٰہٰ 124:20)

علامہؒ کے دور کے مسلمان بلاشبہ موجودہ دور کے مسلمانوں سے کئی ہزار گنا بہتر تھے۔ تب ان میں علی برادرانؒ، محمد علی جناحؒ، سردار عبدالرب نشترؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ، سرسید احمد خانؒ، اکبر الہ آبادیؒ جیسی بیسیوں قدآور شخصیات تھیں۔ لیکن موجودہ دور کے مسلمان ممالک اور پاکستان پر نظر ڈالیں تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ ''جیسی روح ویسے فرشتے''۔ دنیا کی زندگی ایک سفر ہے، ایک آزمائش ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک امتحان ہے۔ یہاں کامیابی کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟

''یقیناً قرآن ایسی راہ دکھاتا ہے جو ایسی بالکل سیدھی اور سب سے بہتر ہے''

(بنی اسرائیل 9:17)

کامیابی کی ضمانت قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے اور اتباع سنت میں ہے، ان شاء اللہ۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین۔

(''نوائے وقت'' 27 جولائی 2012ء)

(''حسب حال''، جولائی 2012ء)

(رمضان 2012ء میں ماڈل ٹاؤن پارک میں ''باباؤں کی محفل'' میں پڑھا گیا۔)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد ﷺ : سرچشمۂ علم و ہدایت

آپ ﷺ اُمی ہیں، لیکن قرآنِ پاک کی اولین وحی کا نزول ہمارے نبی مکرم الصلوٰۃ والسلام پر اس ارشادِ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے:

"اے اللہ کے رسول اپنے اور تمام جہانوں کے پالنے والے کا نام لے کر پڑھ۔" (سورۃ العلق: 1:96)

اس آیتِ مبارکہ کا نزول آپ ﷺ کی تعلیم کا نقطہ آغاز ہے۔ جب معلّم اللہ تعالیٰ خود ہے تو تعلیم و تربیت اور ہدایت یافتگی کے حوالے سے آپ ﷺ اعلیٰ ترین طالب علم ہیں، اور آپ ﷺ علم کی بلند ترین معراج سے نوازے گئے۔ نبوت کے اعلان سے پہلے وہ سب سے صالح جوان تھے، جو صدیق اور امین کہلائے۔ بے آسروں کے ہمدرد اور اُن کے کام آنے والے تھے۔ نبوت کے اعلان کے بعد میرے امّی نبی ﷺ اکمل ترین معلّمِ علم و اخلاق، سرچشمہ حکمت و دانش اور بصیرت و آگہی کی ابدی اور لازوال مثال ٹھہرے اور اس امر کی گواہی بھی خود علیم و بصیر اور مالکِ کائنات اِن الفاظ میں دے رہا ہے:

"درحقیقت اہلِ ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا کہ اُن کے درمیان خود ان ہی میں سے ایک ایسا رسول اُٹھایا جو اُس کی آیات اُنہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اِس سے پہلے یہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔" (آلِ عمران 164:3)

یہ آپ ﷺ کی تربیت ہی کا فیضان ہے کہ جہالت سے بھرپور معاشرے کے انتہائی اُجڈ، وحشی، خوں خوار اور اپنی بیٹیوں کو زندہ ہی زمین میں گاڑ دینے والے خدا ناآشنا لوگ ایک ایسی پاکیزہ جماعت میں ڈھل گئے کہ روزِ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ایک نشانِ منزل ہیں۔ کوئی اور اُمت، نسل اور قوم اُن کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور قاصر رہے گی۔ ایسے بے نظیر آباء کے وارث جب تک جذبہ جہاد سے سرشار رہے اور قرآن سے اُن کا تعلق جڑا رہا وہ دنیا میں عزت مند رہے، حکمران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے، اور قائد مانے جاتے رہے۔ علامہ اقبالؒ کے مطابق:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
(بانگِ درا: جوابِ شکوہ)

خلافتِ راشدہ کے بعد ملوکیت کا دور اُمت میں تفرقہ کا باعث ہوا۔ کئی سلطنتوں کا بتدریج قیام آسائشات کی فراوانی کا باعث بنا۔ عیش کی زندگی نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو نہ صرف پست کر دیا بلکہ وہ صرف ذاتی مفاد کی خاطر غیر مسلموں کے بجائے آپس میں ہی ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونا شروع ہو گئے۔ اُسی عرصہ میں ابن سبا کے فتنہ نے بھی مہمیز کا کام کیا۔ اُس یہودی نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرنے کے بعد سازش کے ذریعہ اُمت کو شیعہ، سنی دو حصوں میں بانٹ دیا۔ ان تمام منفی اسباب کے باوجود مسلمانوں نے تقریباً ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک دُنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر حکمرانی کی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں نے قرآن میں تدبر، تذکیر اور حضور ﷺ کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے گوشے گوشے سے علم کے خزانوں سے بھرپور فیض حاصل کیا۔ اکثر مسلمان بادشاہ اپنے درباروں میں چوٹی کے علماء و فضلا کو عزت سے نوازتے اور علوم و فنون کے حصول میں آسانیاں فراہم کرتے رہے۔ جب مسلمان اپنے علم و فضل کی مدد سے عروج کی طرف گامزن تھے، اُس وقت مغرب میں تاریکی کا دور دورہ تھا۔ عیسائی مذہبی پیشواؤں کی تنگ نظری مبنی بر جہالت تعصب ایک اہم وجہ تھی کہ اسلامی اور عیسائی ریاستوں کے درمیان تعلقات سرد مہری کا شکار رہے، اور وہ منتج ہوئے صلیبی جنگوں پر۔

عروج کے زمانے میں دین اور دنیا کی بہتری کے لیے جن مسلمان علماء نے اپنی بے پناہ خدمات انجام دیں اُن میں سے صرف چند ایک کا انتہائی مختصر ذکر درج ذیل ہے:

☆ خالد بن یزید نے مسلمانوں کو علم کیمیا سے روشناس کروایا۔

☆ امام غزالیؒ: عظیم عالم دین، بغداد یونیورسٹی کے وائس چانسلر۔ مذہب اور فلسفہ پر 87 سے زائد کتابوں کے مصنف۔

☆ ابن البیطار: 115 سے زائد جڑی بوٹیوں پر تحقیق کے نتیجہ میں بہت سی ادویات دریافت کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ابنِ مسکویہ: سب سے پہلے دنیا کو مطلع کرنے والے کہ سمندر کا مدوجزر چاند کی کششِ ثقل کا نتیجہ ہے۔ حیاتِ انسانی سے متعلق نظریہ ارتقاء پیش کیا۔ ڈارون نے اپنے ''اصل نوع'' کے نظریہ کی بنیاد اُن کی اِسی تحقیق کو بنایا۔

☆ ابنِ رُشد: ایک بے نظیر ماہر فلکیات، فلاسفر ہونے کے علاوہ قانون اور مذہب کے حوالے سے ایک مستند شخصیت۔ ارسطو کی فلاسفی کی تشریح اور وضاحت پر کئی کتابوں کے مصنف۔

☆ بوعلی سینا: طب کے شعبہ میں خصوصی خدمات انجام دیں۔ اُن کی ''کتاب ادویہ کا قانون'' 800 سال تک مغرب کے طب کے تعلیمی اداروں میں پڑھائی جاتی رہی۔ آج بھی یہ کتاب اُتنی ہی مستند ہے۔

☆ ابنِ خلدون: بہت اعلیٰ پایہ کے تاریخ دان۔ اُنہوں نے تاریخ اور فلسفے کو یکجا کیا۔ تاریخی واقعات میں سے جھوٹ کی آمیزش کو علیحدہ کرنے کا طریقہ وضع کیا۔

☆ ابوالمعاری: ایک بلند مرتبہ شاعر، ماہر فلکیات اور عالمِ قرآن۔ اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ پیغام دیا کہ وہ قرآن کی مدد سے سائنس کا علم حاصل کریں۔

☆ امام ابنِ تیمیہ: ایک عظیم عالمِ دین، اعلیٰ پایہ کے اُستاد۔ انہوں نے اُوہام پرستی اور مذہب میں بدعات کے خلاف سخت مزاحمت کی۔ 106 سے زائد کتابوں کے مصنف۔ بہت بہادر جنگجو۔ اُن کی زیرکمان مسلمانوں نے پہلی بار منگولوں کو زبردست شکست سے دوچار کیا۔

☆ عمر خیام: ایک بلند مرتبہ شاعر، حساب دان، اور ماہر فلکیات۔

مسلمان مشاہیر، علماء، فلاسفہ اور حکماء کی طویل فہرست میں درج بالا یہ صرف چند ہی نام ہیں، جن کی بیش بہا خدمات کا ذکر یہاں بہت مختصراً کیا گیا ہے۔ علم کی ترویج اور انسانی فلاح سے متعلق ہر طرح کے علوم سے دنیا کو مسلمانوں نے روشناس کرایا اور مسلمانوں کو یہ سب تعلیم و تربیت، کمالِ علم و دانش، تہذیبی اور تمدنی عروج صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کا پرتو اور فیض ہے۔ لیکن جب مسلمان مال و دولت کی فراوانی کے باعث عیش و عشرت میں پڑ کر کمزور ہو گئے تو وہ علم کے میدان میں بھی اپنی امتیازی حیثیت کھو بیٹھے۔ اُن سے علم کا خزانہ چھین لیا گیا۔ قدرت نے مسلمانوں کو سزا کے طور پر راہبری کے منصب سے معزول کر کے تعرِ مذلّت میں دھکیل دیا۔ زمانے کی یہی وہ کروٹ تھی کہ جب مغرب نے مسلمانوں کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گمشدہ خزانے سے بھرپور فائدہ اُٹھانا شروع کیا۔ اُنہوں نے علم کو مزید نکھار کر ہر ہر میدان میں کامیابیاں حاصل کرنا شروع کیں۔ آج بھی وہ ٹیڑھے میڑھے اور مشکل راستوں پر چل کر اسلام کی خوبصورتی کو ہی پانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اتنے متمدن، تعلیم یافتہ اور انتہائی روشن خیال لوگوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ صرف اپنے تعصب کی بنا پر سچائی کو ماننے اور سمجھنے میں اتنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اُن میں جو خوبیاں ہیں وہ اُنہوں نے اسلام ہی سے لی ہیں۔ جیسے جیسے مزید علوم اور کائنات کے اسرار مغرب پر کھلتے جائیں گے وہ ان شاء اللہ یہ ماننے پر مجبور ہوں گے کہ اسلام ہی دینِ متین ہے۔

مغرب کے دورِ جہالت سے لے کر آج تک اُن کے مذہبی پیشواؤں نے اپنے پیروکاروں کے ذہنوں میں حضرت محمد ﷺ اور اسلام کے بارے میں انتہائی غلط نظریات بٹھائے ہوئے ہیں۔ اُس کی بنیادی وجہ خود اُن کی اسلام کے بارے میں عدم واقفیت، بے جا تعصب، اور غلط فہمیاں ہیں۔ اُن کے مذہبی پیشواء عیسائیت کو حتمی مذہب اور خود اپنی حیثیت کو امتیازی سمجھتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو اصل روشنی کی طرف آنے ہی نہیں دے رہے ہیں۔ اُن کے اپنے صحیفوں میں آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک ہے لیکن وہ نہ مانیں تو اور بات ہے۔ وہ اس بات پر بضد ہیں کہ جس عیسیٰؑ اور بی بی مریمؑ کا ذکر قرآن پاک میں ہے وہ کوئی اور ہیں۔

کارٹونوں سے متعلق مغرب کا موجودہ قابلِ نفرت رویہ، پوپ کے بیانات، سلمان رُشدی، تسلیمہ نسرین، اور آسیہ سے ہمدردی یہ سب اسی تعصب کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ کبھی وہ سلوک نہیں کیا جیسا کہ موجودہ پوپ کے پیشرووں نے پندرھویں سے سترھویں صدی تک غیر مذاہب کے ماننے والوں کے علاوہ خود حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے ماننے والوں کے ساتھ روا رکھا۔ یہ وہی عرصہ ہے کہ جس کے دوران مسلمانوں نے یہودیوں کو سپین میں مکمل حفاظت فراہم کی۔ اب اُنہی یہودیوں کے ناخلف وارث اور یورپ کے بد باطن عیسائی اپنی آزادئ تحریر و تقریر اور نام نہاد روشن خیالی (اصل میں انتہائی جہالت) کے پردے میں کارٹونوں کے ناپاک منصوبے پر عمل پیرا ہو کر جہالت اور ذلت کے عمیق ترین گڑھے میں اپنی جگہ بنا چکے ہیں۔ اس قابلِ نفرت حرکت کا باعث محض جہالت کی بنیاد پر قائم اُن کا تعصب ہے۔ لیکن اس تعصب کا ایک باعث ہمارا اپنا گھناؤنا کردار بھی ہے۔ ہم غیروں کو اسلام کی ایک انتہائی گمراہ کن تصویر پیش کر رہے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے تقریباً ایک صدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیشتر کے ہمارے اسلاف کے کردار کا نقشہ اس طرح پیش کیا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

حقیقت میں اُن کا کردار فی زمانہ مسلمانوں کے کردار سے یقیناً کئی ہزار گنا بہتر تھا۔ جتنی عظیم شخصیات اُس زمانے میں پیدا ہوئیں آج ان کے عُشرِ عشیر پورے عالمِ اسلام میں شاید ایک بھی نہیں۔

اسلام امن کا پیغام ہے، ایک مکمل طریق حیات ہے۔ بطور اُمت وسطیٰ ہمیں حکم ہے کہ اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ ہوا یہ کہ ہم اِسے دوسروں تک پہنچاتا تو ایک طرف، خود اپنے اوپر لاگو کرنے سے قاصر رہے۔ یہی ہماری ناکامی اور ذلت کی بنیادی وجہ ہے۔ اسلامی دنیا کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ اپنے ذاتی مفاد کو اسلام کے مفاد پر مقدم رکھا ہے۔ صرف پاکستان کی موجودہ حکومت کو ہی لیں، یہ مشرف سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ کر اسلام کو روشن خیال، متمدن، اور ترقی یافتہ بنانے میں مصروف ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی بات کے پس منظر میں ڈاکٹر عافیہ کے معاملے میں جس طرح انصاف کا خون ہوتا دیکھ کر کچھ نہ کیا گیا، اُس کا مقابلہ سب سے بڑے صوبے کے گورنر کی اُن پھرتیوں سے کریں کہ جو وہ ایک عیسائی خاتون کو، جس پر رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کا ثبوت عدالت میں ثابت ہو چکا ہے، سزا سے بچاتے خود اس جہان ناپائیدار سے بے مراد رُخصت ہو گیا۔ امریکہ اُس خاتون کو پناہ دینے پر پہلے ہی تیار ہو گیا ہے۔ جن لوگوں کا کردار اس شعر کے بالکل برعکس ہے اُن کو اپنی آخرت کے بارے میں سوچنے کی اشد ضرورت ہے، ایک مسلمان کو تو فخر اس بات پر ہو گا کہ:

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مشرف نے امریکی اور اس سے بھی زیادہ ذاتی مفاد میں دو اسلامی ممالک کے خلاف پاکستان کو استعمال کیا۔ نتیجہ میں مسلمانوں کو بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے۔ کھلم کھلا ڈرون حملے ہو رہے ہیں۔ پاکستان، عراق اور افغانستان میں خودکش حملوں میں دینی مراکز اور بے گناہ انسانوں کو نشانہ ہمارے اپنے بھائی بند بنا رہے ہیں۔ اگرچہ ساری تاریں باہر سے ہلائی جا رہی ہیں لیکن خودکش کارکن اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کو استعمال کرنے والے تو اسی سرزمین سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ مزید تباہی سے بچنے کے لیے ہر اسلامی ملک امریکہ سے ہر طرح کا تعاون فوری ختم کرے۔ امریکہ، صیہونیت کے زیرِ اثر، ہر اسلامی ملک کے مفاد کے خلاف چالیں چل رہا ہے۔ وہ حکمرانوں کو اپنے مفاد میں ایک ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنے کے بعد سابق شاہ ایران، ضیاالحق، صدام، مشرف اور اب حسنی مبارک کی طرح ذلیل کروا دیتا ہے، مگر اُسے البرادی اور مشرف میسر آتے رہتے ہیں۔

درج بالا ذکر ہے کہ ہم خود کو بہتر مسلمان بنانے میں ناکام رہے۔ اس کی اہم وجہ میرے خیال میں یہ ہے کہ ہم صفائی اور پاکیزگی (ظاہری اور باطنی) کے حقیقی مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ اگر صفائی نصف ایمان ہے تو کیا بحیثیت ایک قوم ہم اُسے اہمیت دیتے ہیں؟ ہماری مسجدیں جو بنیادی تربیتی مرکز ہیں، کیا اُن کے غسل خانے اور وضو کی جگہیں صاف ستھری ہوتی ہیں؟ کیا ہماری سڑکیں اور گلی کوچے صاف ہیں؟ جب ہم میں سے اکثریت خود کو سُنت کی روشنی میں پاک صاف نہیں رکھ سکتی تو ہماری کوئی عبادت کیسے قابلِ قبول ہوسکتی ہے اور دُعاؤں میں اثر کیسے ہوگا؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان اُمہ آج ذلیل اور بے وقعت محض اس لیے ہے کہ اُس کے پاس ہر طرح کے وافر وسائل تو ہیں، لیکن اُن کا بیشتر حصہ موروثی اور آمر حکمرانوں اور اُن کے اقرباء کے غیر پیداواری، ذاتی اور مادی آسائشوں کے حصول کے لیے وقف ہے۔ تعلیم و تربیت، علمی اور تکنیکی میدان میں مہارت حاصل کرنے کے لیے ان وسائل کو کم سے کم استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ مغرب محض تعصب اور خود ساختہ بغض کی لکیر پار کر کے اسلام کی سچائی، سادگی اور انتہائی نفیس خوبصورتی کو پرکھنے کی طرف راغب نہیں، اُس کی وجہ بھی مسلمان ہیں۔ ہماری اکثریت ناخواندہ ہونے کے باعث دِین سے دور اور معاشی طور پر پس ماندہ ہے۔ اِس کمزوری کی بنا پر ہم دوسروں کو اپنی طرف کیسے راغب کر سکتے ہیں؟ حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ:

''تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور اُسے جوڑے جو صحیح ہے اور اُس سے روکے جو غلط ہے۔ یہ ہیں وہ جنہیں چین نصیب ہوگا'' (آل عمران 104:3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج بالا ہدایت کی روشنی میں غیر مسلموں کو یہ پیغام پہچانا ہماری ذمہ داری ہے۔لیکن کیا ہم دوسروں کو پیغام پہنچانے کے قابل ہیں؟

''اسلام کا پیغام امن اور سلامتی ہے۔اسلام میں کوئی تنگی نہیں۔''(البقرہ:256)

علامہ عبداللہ یوسف علیؒ نے اپنی انگریزی کی مشہور تفسیر اور ترجمہ قرآن میں یہ واضح کیا ہے کہ تنگی ایمان کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتی ہے، چونکہ مذہب کی بنیاد اعتماد اور ذاتی اختیار پر ہے۔جبر کی صورت میں یہ دونوں بے معنی ہو جائیں گے۔سچ اور خطا کے فرق کو اللہ نے اپنی مہربانی سے اتنے واضح انداز میں بیان کر دیا ہے کہ ایک ستھری سوچ رکھنے والے شخص کے ذہن میں ایمان کے بنیادی عقائد کے بارے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا ہے۔اللہ کی حفاظت ہمیں ہر دم میسر ہے۔اُس کی ہمیشہ سے یہ تدبیر رہی ہے کہ وہ تاریکی کی گہرائیوں سے شفاف ترین روشنی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

ایسے سادہ اور ابدی سچ کی بنیاد پر قائم دین کے ماننے والے ہونے کے باوجود ہمیں کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہے، ذلت کا شکار ہیں۔اس ذلت سے نکلنے کے لیے اور پہلے سے میسر بھرپور روشنی سے اپنی زندگیوں کو منور کرنے کے لیے مرحلہ وار درج ذیل مجمل خاکہ تجویز کیا جاتا ہے۔تمام مسالک مشترک نکات کو بنیاد مان کر ایک جماعت بنیں۔جماعت تمام فروعی اختلافات کے نقصانات کا ازالہ کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرے اور کم سے کم عرصے میں عمل پیرا ہو۔ہر شخص کو انفرادی طور پر بہتر مسلمان بننے میں مدد دینے کے طریقہ کار کا چناؤ کرے (یہودیوں نے دنیا میں شیطانیت برپا کرنے کے لیے سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے سوچنا اور عمل کرنا شروع کیا۔کیا ہم خود کو اس سے کم عرصہ میں ایک بہتر مسلمان قوم نہیں بنا سکتے؟)

خطبہ حجتہ الوداع کو بنیاد مان کر صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کی خاطر مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں:

☆ یو این او سے بتدریج مکمل علیحدگی اختیار کی جائے۔

☆ تمام اسلامی ممالک مکمل برابری کے اصول پر اپنی تنظیم بنائیں۔کسی بھی امیر یا بڑے ملک کو ویٹو کا اختیار نہ ہو۔

☆ اسلامی ممالک کے تمام وسائل ایک منتخب لائحہ عمل کے تحت مشترکہ طور پر اُمہ کی بہتری کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال میں لائے جائیں۔

☆ ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لیے مرکز کے تحت کسی بھی ملک کو ہر ممکنہ امداد بہم پہنچائی جائے۔

☆ سب سے پہلی ترجیح مسلمانوں کو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا ہو۔ دینی اور دنیوی تعلیم کو یکساں درجہ پر رکھا جائے۔ ہر مسلمان ناظرہ قرآن بخوبی پڑھ سکے اور اپنی مادری یا قومی زبان میں قرآن کا ترجمہ سمجھ سکے۔

☆ تکنیکی مہارت کے حصول کے لیے تمام ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ ایک متحرک اور انتہائی فعال مرکز کے تحت صنعتی اداروں کا قیام یقینی بنایا جائے۔ ہر ملک بلا تخصیص ان سے ایک جامع حکمتِ عملی کے تحت ہر طرح کا فائدہ اُٹھا سکے۔

☆ غیر مسلم ممالک سے تکنیکی مہارت کے حصول کے لیے برابری کی سطح پر معاہدے کیے جائیں۔ مہارت کے استعمال یا فاضل پرزوں کے حصول میں کوئی قانونی یا تکنیکی رکاوٹیں نہ حائل ہوں۔

☆ حضرت عمرؓ کے نقش پا پر عمل پیرا ہو کر معذوروں، ضرورت مندوں کی عزتِ نفس مجروح کیے بغیر تعلیم و تربیت کے ذریعے اُنہیں معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جائے۔ اُن کے لیے تسلی بخش علاج، پوشاک اور رہائش کا بندوبست یقینی بنایا جائے۔

☆ ممکنہ قدرتی آفات سے نبٹنے کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی کے تحت افراد کی تربیت کا نظام اور جدید تکنیک اور آلات کا حصول اور فراہمی کا موثر بندوبست کیا جائے۔

☆ یو این او سے اعلیٰ ترین سطح پر رابطہ کے لیے ایک سفیر کا تقرر صرف اور صرف قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر ہو۔ ایک طے شدہ حکمتِ عملی کے تحت سفیر کا تقرر باری باری ہر اسلامی ملک سے ہو۔

☆ ایک مرکزی بیت المال کا قیام عمل میں لایا جائے۔ مختلف وجوہ سے اقتصادی لحاظ سے پیچھے رہ جانے والے ممالک کو خود کفیل بنانے کے لیے ایک طریقہ کار کے ذریعہ ہر ممکن مدد دی جائے۔

☆ وہ رقوم جو غیر مسلم ممالک میں کسی بھی وجہ سے موجود ہوں اُنہیں واپس لا کر مرکزی بیت المال میں رکھا جائے۔

☆ اقلیتوں کے مفاد کو کسی بھی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ وہ بلا خوف و خطر ہر شعبے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اِن کے لیے اقلیتوں پر مشتمل ایک شعبہ بنایا جائے جو سفارشات مرتب کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج بالا چند تجاویز صرف ایک اجمالی خاکہ ہیں۔ اُمہ پر صدیوں سے مُسلط ذلت اور غلامی کے جوے کو اُتار پھینکنے کا وقت آ گیا ہے۔ درج بالا اجمالی خاکے کو مکمل کرنا اور عملی اقدام کے لیے تجاویز دینا ڈاکٹر عبدالقدیر خان، ڈاکٹر مہاتیر محمد اور اُن جیسے قابل افراد پر مشتمل جماعت کا کام ہے۔ ایسی جماعت کا چناؤ اُمہ کی سطح پر ایک نظام کے تحت کیا جائے۔ اُنہوں نے ہماری آنے والی نسل کو بے حمیتی اور غلامی سے بچانا ہے۔ اکثریت کو اب محکومی کی زنجیریں توڑنی ہوں گی۔ اکثر مسلمان حکمران مزاحمت کریں گے۔ پانی اگرچہ چوٹیوں سے نیچے آتا ہے، مگر اب کمزوروں کو اپنے کردار میں تبدیلی لا کر غیرت اور حمیت کی لہر کو بلند تر مقام تک پہنچا کر بے حس حکمرانوں کو ڈبو دینا ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین۔

(''نوائے وقت'' 6 فروری 2011ء)

(''خواتین میگزین'' مارچ 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کیا ہے؟

دنیا میں اکثر مذاہب کا نام ان کے رواج دینے والوں کے نام سے منسلک ہے یا ان اقوام سے جن میں کوئی مذہب پروان چڑھا۔ مثلاً عیسائیت حضرت عیسیٰؑ سے، زرتشتی زرتشت سے، یہودیت یہودا (حضرت یعقوب کا بیٹا) اور ہندومت کو ہندو قوم سے نسبت ہے۔ لیکن اسلام کے معاملے میں ایسا نہیں۔ اسلام کسی شخص یا قوم کی بنیاد پر معرض وجود میں نہیں آیا ہے۔ یہ کسی شخص کی اپنی ذاتی اختراع نہیں۔ اسلام کا تعلق کسی خاص فرقے سے نہیں اور نہ ہی کسی علاقے سے تعلق ہونا کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلام کا تعلق کائنات کے پیدا کرنے والے سے ہے۔ اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

”اللہ کا فطری قانون جس پر اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ اللہ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں، یہی قائم دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ (الروم، 31:30)

”اور وہ انسان میں ان ہی قدرتی صفات اور نظام کی خوبیوں کو پروان چڑھتے دیکھنا چاہتا ہے کہ جس کے تحت کائنات کا نظام ازل سے جاری و ساری ہے۔ اسی قائم دین کے لیے اللہ نے ہر اُمت کے لیے رسول بھیجا۔“ (یونس: 97)

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ اطاعت، نیازمندی اور اللہ کی مکمل فرماں برداری کا نام ہے۔ اسلام مذہب نہیں، یہ انسانیت کا اور تمام کائنات کا دین ہے۔ دین کا معنی نظام الٰہی یا ضابطہ حیات ہے۔ زندگی بسر کرنے کا یہ ایک ایسا مکمل اور فطرتی نظام ہے کہ جس پر کاربند رہنے کا عملی نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ اسی مکمل فرماں برداری کی وجہ سے انسان کے علاوہ باقی تمام جاندار اور غیر جاندار مخلوق ایک لگے بندھے نظام کے تحت اپنا اپنا فریضہ انجام دیئے چلے جا رہے ہیں۔ سورج، چاند اور سیارے تمام ایک مقررہ نظام کا حصہ ہیں اور اسی طرح کسی کیمیائی عنصر کا ایک حقیر ترین جزو بھی۔ کیا چرند کیا پرند، اور کیا شجر، پہاڑ، سمندر اور سمندر میں موجود جاندار اور غیر جاندار مخلوقات اور نباتات و جمادات، یہ سب فطرت کے پابند ہیں، اور اسی لیے یہ سب کے سب مسلمان ہیں، لیکن ان کے لیے ہدایت جبلی ہے۔ اب ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انسان اور کائنات میں موجود دوسری مخلوقات کا موازنہ کرتے ہیں۔

''سورج اور چاند میں ایک میزان قائم کردی، ستارے اور درخت سجدہ میں ہیں، اور آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کردی۔'' (الرحمٰن، 55:5-8)

''سورج اپنی چال چل رہا ہے۔ غالب اور حکمت والے کی یہی تقدیر ہے، اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں، حتیٰ کہ وہ پرانی کھجور کی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ وہ سورج کو پاسکتا ہے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔'' (یٰسین، 13:38-40)

''ہر زمانے کے لیے ایک قانون ہے (کتاب)۔ اللہ جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور باقی رکھتا ہے۔ اُس کے پاس اُم الکتاب ہے۔'' (الرعد، 13:38-39)

لیکن اللہ نے اپنی حسین ترین مخلوق، انسان کو ایسی پابندیوں سے آزاد رکھا۔ یہ حیوانِ ناطق اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہے۔ اسے برے بھلے کی تمیز سکھا کر اپنی محدود سوچ کے مطابق عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات ہے۔ لیکن اس امتیاز سے نوازے جانے کے باوجود اللہ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

- ''انسان ظالم اور جاہل ہے۔'' (احزاب، 72:33)
- ''انسان ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل، 67:17)
- ''اور ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا۔'' (البلد، 4:90)
- ''انسان تنگ دِل ہے۔'' (بنی اسرائیل، 100:17)
- ''انسان جلد باز ہے۔'' (بنی اسرائیل، 11:17)
- ''انسان جھگڑالو ہے۔'' (یٰسین، 77:36)
- ''انسان تمام چیزوں سے زیادہ جھگڑالو ہے۔'' (الکھف، 54)

اللہ کے تمام پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں اُم الکتاب میں موجود اسلام ہی کی دعوت دی۔

''یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُترا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ پر اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور انبیا کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے رب سے۔" (البقرہ، 136:2)۔

اسلام کے احکام کا نزول اُس زمانے کے لوگوں کی سمجھ اور ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔ پھر بتدریج آسمانی کتابوں کا نزول ہوا۔ اسی لیے تو متعصب عیسائی اور یہودی آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہتے تھے آپ ﷺ کسی نصرانی یا یہودی سے سیکھ کر بیان کر دیتے ہیں اور قرآن بھی اسی طرح لکھ لیا ہے۔ یہی تو اُن کی جہالت کا ثبوت تھا اور ہے۔ آپ ﷺ نے کب فرمایا کہ آپ ﷺ کوئی نیا دین پیش فرما رہے تھے۔ قرآن پاک کا اعلان یہی ہے کہ محمد رسول ﷺ نے اپنی طرف سے کچھ پیش نہیں کیا۔ یہی تحدی (چیلنج) قرآن مجید کے نزول سے آج تک قائم ہے کہ "اِس کلام کی مثل ایک سورت ہی بنالاؤ" (البقرہ، 23:2) دوسری جگہ ارشاد ہے: ایسی دس سورتیں بنالاؤ۔ (سورہ ہود، 13:11)

آج تک اُس تحدی کا جواب نہ دیا جا سکا اور نہ ہی ایسا ہو سکے گا۔ آپ ﷺ اللہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہیں۔ سب کو حکم دیا گیا کہ خود بھی مطیع ہوں اور دوسروں کو بھی اللہ کے فطری، ابدی، واحد دین کی طرف بلائیں۔ یہود اور نصاریٰ حضرت ابراہیمؑ اور دیگر پیغمبروں کو اپنے اپنے مذاہب کی طرف منسوب کرتے تھے، یعنی انہیں یہودی اور عیسائی خیال کرتے تھے۔ اللہ نے اُن کے اس قول کی تردید کی اور فرمایا:

"کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ واقف ہو یا اللہ؟" (البقرہ، 140:2)

انسان کا ہر عضو اور اُس کے عضو کا ہر ہر حصہ مسلم ہے، چونکہ وہ سب ایک لگے بندھے قدرتی نظام کے تحت اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں، یہاں تک کہ اس حقیقت کے پیش نظر اللہ کا ایک منکر یعنی ایک دہریئے کے سر سے پاؤں تک تمام اجزاء مسلم ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ودیعت خود مختاری کے تحت دل و دماغ سے کام نہ لیتے ہوئے اللہ کا منکر رہتا ہے۔ اُسے ذہانت عطا کی گئی ہے۔ اُسے سوچ، سمجھ اور اپنی رائے قائم کرنے اور زندگی گزارنے کے لیے کسی بھی راستے کو چننے کا اختیار حاصل ہے۔ اُسے کسی بھی مذہب اور نظریہ کو اختیار کرنے کی آزادی ہے۔ وہ خود اپنے یا دوسروں کے وضع کردہ لائحہ عمل پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اُسے دوسرے جانداروں کے برعکس سوچنے، پسند کرنے اور عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ اس میں درج بالا دونوں پہلو بیک وقت موجود ہیں۔ ایک تو یہ کہ دوسری تمام مخلوقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرح پیدائشی مسلم ہے اور اُس کا ہر عضو اللہ کے احکام پر مکمل طور پر کاربند۔ لیکن جہاں تک دوسرے پہلو کا تعلق ہے، اپنی سمجھ کے مطابق وہ مسلمان بننے یا نہ بننے میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ اور یہی اس کی خودمختاری ہے۔ اس بنا پر انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتا ہے: ماننے والا اور منکر۔ اللہ نے اُن کی مثال اس طرح سمجھائی ہے کہ اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سب زمانوں میں ایک ہی پیغام بھیجا:

☆ ''اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو'' (النحل، 36:16)

☆ ''ہم نے اپنے پیغمبر واضح احکام دے کر بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان عطا کیے تا کہ لوگ عدل پر قائم ہوں'' (الحدید، 25:57)

درج بالا پہلی آیت میں شیطان سے بچنے کی ہدایت ہے اور دوسری میں کہا گیا ہے کہ ''لوگ عدل پر قائم ہوں''۔ اب فیصلہ کرنا مشکل نہیں۔ جو شیطان سے بچنے کی کوشش کرے گا وہ اللہ کو ماننے والا ہوگا، عدل پر قائم رہنے کی کوشش کرے گا۔ اور جو اس کی ضد ہوگا وہ منکر ہوگا۔ شیطان کے زیرِ اثر جہالت جب انسان پر قابو پا لے تو وہ دوسروں کے لیے باعثِ آزار بن جاتا ہے۔ حد سے گزر جاتا ہے۔ اللہ کو یہ سب ناپسند ہے۔ یہودیوں کی مذہبی کتابوں میں اس واقعہ کا ذکر ضرور ہوگا کہ حضرت موسیٰؑ نے صرف انسانی ہمدردی کی بنا پر دو دوشیزاؤں کے جانوروں کو پانی پلانے میں اُن کی مدد کی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے آپس میں ہمدردانہ سلوک کی تلقین کی۔ برائی کا جواب برائی سے دینے کے بجائے اپنا دوسرا گال پیش کرنے کی ہدایت کی۔ لیکن اِن دونوں پیغمبروں کے پیروکاروں نے صدیوں سے اِس دنیا کو جہنم کا نمونہ بنا رکھا ہے۔

پہلے ذکر آیا ہے کہ انسان ظالم، جاہل اور ناشکرا ہے۔ قادرِ مطلق، احسن الخالقین (المومنون 14:23) کو علم تھا کہ انسان اشرف المخلوقات اور مسجودِ ملائکہ ہونے کے باوجود متکبرین کی شکل میں جہالت اور ظلم کا نمونہ ہوگا۔ ماضی میں نمرود، فرعون اور چنگیز، زمانہ قریب میں ہیری ٹرومین، سٹالن، اور ہٹلر، موجودہ دور میں صدام، بش، اور مشرف نے اپنی جہالت اور ظلم کی بنا پر اس دنیا کو عام انسانوں کے لیے دوزخ بنا دیا ہے۔ یہ انسان کی اپنی جہالت ہے کہ وہ دوسروں کو تکلیفوں میں ڈال کر خود اپنے لیے جہنم کی عمیق گہرائیوں میں جگہ بناتا ہے۔

''ہم نے آپؐ کی طرف وحی کی جس طرح ہم نے نوحؑ اور اُس کے بعد کے نبیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف وحی کی عیسیٰ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی اور ہم نے ان پیغمبروں کو بھی (وحی کی) جن کی ہم نے آپؐ کو خبر نہیں دی اور موسیٰؑ نے اللہ سے کلام کیا۔ پیغمبر خوشی دینے والے اور ڈرانے والے تھے تا کہ پیغمبروں کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ رہے۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔" (النساء، 165,164,163:4)

حاصل کلام یہ ہے کہ سب زمانے کے انسانوں کے لیے دین ایک ہی تھا لیکن انسانوں نے اپنے ادنیٰ ذاتی مفاد کے لیے اُس میں تحریفات کر ڈالیں۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ کی کوہ طور پر حاضری کے مختصر عرصے کے دوران ہی بچھڑے کی شکل میں اپنے لیے ایک معبود ڈھال لیا۔ بعد میں حضرت عزیزؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ (توبہ، 30:10)

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا (توبہ، 30:10) اور انسانی جسم میں چلتا پھرتا خدا (نعوذ باللہ) قرار دیا۔ ان مذاہب کی کتابوں میں تحریفات نفسانی خواہشات کے زیر اثر بد دیانت مذہبی شخصیات کے ہاتھوں انجام پائیں۔ اپنی نفسانی کمزوریوں پر قابو پانے کے بجائے "کفارے" کا عقیدہ گھڑ لیا۔ اسی مفروضے کی بنا پر اعمال کے بجائے جنت میں داخلے کے لیے صرف حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانا کافی ہے۔ مغرب میں بے مہار انسانی خود مختاری اور اس کی بنا پر موجود اخلاقی بے راہ روی اور یہ کارٹونوں اور قرآن پاک کو جلانے کی جسارت بھی اسی تخیل پر مبنی جہالت کا نتیجہ ہے۔

لہٰذا یہ صرف اسلام ہی ہے جو:

"اللہ کا فطری قانون ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں یہی راست دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (الروم، 30:30)

صحیح حدیث میں ہے کہ یہ شریعت بہت آسان اور سہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت آسان کر کے بھیجا ہے اور یہ صرف اسلام ہی ہے جو تمام مذاہب کے پیشرؤوں کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔ اسوہ حسنہ کی روشنی میں پاک زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھلاتا ہے۔ لیکن یہاں مسلمانوں کے انتہائی ناشکرے پن کا ذکر بھی ضروری ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اللہ پاک کی باقی تمام رحمتوں، مہربانیوں اور التفاتات سے قطع نظر، ہم صرف نبی رحمت ﷺ کے اُمتی بنائے جانے کی سعادت ہی کو سمجھ پائیں تو اس امتیازی حیثیت کا شکر ادا کرنا ہی ہمارے بس میں نہیں ہے خواہ عمر بھر بھی سجدے میں گرے رہیں، قصہ مختصر ﷺ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کے علاوہ دوسری کوئی آسمانی کتاب کسی نبی کی زندگی میں نہ لکھی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کو 10 احکامات تختیوں کی شکل میں ایک بار میں دیے گیے، لیکن وہ نہ تو مکمل کتاب تھے اور نہ ہی زندگی گزارنے کے متعلق مکمل ہدایت نامہ۔ حضرت موسیٰؑ کو دی گئی توریت ایک دفعہ میں ہی نازل ہوگئی لیکن گم بھی ہوگئی۔ جس طرح توریت عہد نامہ عتیق نہیں اسی طرح انجیل مقدس بھی یقیناً عہد نامہ جدید نہیں اور یہ بھی ایک ہی بار میں نازل ہوئی تھی۔ صرف قران پاک کا نزول موقع کی مناسبت سے 23 سال میں مکمل ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں حضرت جبریلؑ کے ذریعے اللہ کی راہنمائی میں قرآنی سورتوں اور آیات کو ترتیب دیا اور قرآن کو مکمل تحریر کروایا۔ بیشتر صحابہ کرامؓ نے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارک میں اُس کے احکام پر مکمل عمل ہوا۔ آپ ﷺ کے بلند کردار کو اللہ نے خود اسوہ حسنہ (الاحزاب: 21) قرار دے کر قیامت تک کے لیے ایک احسن زندگی گزارنے کی اعلیٰ ترین مثال قرار دیا۔ آپ ﷺ نے ایک مکمل اور بھرپور ترین زندگی گزاری۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارک کا مکمل احوال سیرت نگار انتہائی عرق ریزی سے اپنے لیے توشۂ آخرت کی شکل میں مرتب کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہنا ہے، ان شاء اللہ! آپ ﷺ کی ایک ایک سنت کی حفاظت رب کریم نے عین قرآنِ پاک کی حفاظت کی طرح ہی اپنے ذمہ لے رکھی ہے، سبحان اللہ!

ایک گھر کے سربراہ سے لے کر آپ ﷺ ایک دینی راہنما، حکومت کے والی، سپہ سالار منصف، انتہائی شفیق شوہر، والد، بھائی، اور پڑوسی ہیں۔ آپ نے اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دیا۔ سب سے اہم، آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں۔ الغرض ہر حیثیت میں صرف آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی قابل صد تقلید ہے اور یہی عین اسلام ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو ایسی تربیت سے نوازا کہ بدترین جہالت کے خوگر اور انتہائی وحشی انسان جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، وہ آپ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب ہو کر ایسی جماعت بن گئے کہ آنے والے انسانوں کی منزل کے راہنما روشن ستارے قرار پائے۔ کوئی بھی دوسری قوم ایسی ہستیوں کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صحابہ رضی اللہ علیہم اجماعین کہتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اس قدر معلومات عامہ دی ہیں کہ پرندہ جو آسمانوں پر اڑتا ہے اس بارے میں بھی معلومات بخشیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت سے قریب کرنے اور دوزخ سے دور کرنے والی کوئی ذرا سی بات بھی ایسی باقی نہیں رہی جو میں نے تمہیں نہ بتا دی ہو لیکن جب سے "اُمتِ وسط" نے اپنی خواہشات کو اِلٰہ بنالیا ہے (الجاثیہ 23:45) تمام دنیا میں ذِلت اس کا مقدر ٹھہری۔

دور نہ جائیں، پاکستان اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا، مدینہ ثانی کہلایا۔ اس ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟ عوام کی اکثریت ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تعلیم و تربیت سے بے بہرہ رکھی جا رہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اُسی منصوبے کے تحت ملکوں، خانوں، وڈیروں، پیروں اور دیسی براؤن صاحبان نے ہر شعبے پر اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے۔ پولیس کا محکمہ انہی خانوادوں کے باعث ہی سب سے زیادہ متعفن ہے۔ اگر یہ محکمہ یک سر ختم کر دیا جائے تو جرائم خود بخود کم ہو جائیں گے۔ 1971ء میں ملک ٹوٹا، حادثات ہوئے، زلزلہ آیا، جہاز گرے اور اب سیلاب نوح ثانی۔ اسی دوران دو بچوں کا انتہائی اندوہناک قتل۔ ان سب بربادیوں کے باوجود نام نہاد لیڈروں کا رویہ اور کردار نہ بدل سکا۔ بطور قوم ہم ابھی بھی مدہوش ہیں۔ سیلاب کا عذاب تو صرف متاثرہ بدقسمت ہی جھیل رہے ہیں۔ یہ لٹیرے لیڈر یہاں بھی امدادی کارروائیوں کے جھانسے میں اپنا ہاتھ دِکھا جائیں گے۔ بیشتر بند توڑنے میں ان لیڈروں کی بدنیتی شامل ہے۔ اپنی املاک بچانے کے لیے غریب ڈبو دیے گئے۔ اب یہ سب ایک دوسرے کو بچانے کے لیے ہر ممکن ہتھکنڈے اختیار کریں گے اور پھر اگر صورت یہی رہی تو انتظار کریں کسی دہشت ناک چنگھاڑ کا۔ ڈھیل صرف گناہوں کا بوجھ ہی بڑھائے گی۔ اجتماعی معافی مانگنے میں کیا امر مانع ہے؟ توبہ کا در ایک مخصوص وقت تک ہی کھلا رہے گا۔ قرآن پاک کے الفاظ میں:

> ''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اُسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے''۔ (الصف 9:61)

بے اعتباری کیسی؟ کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو بدلنے کے لیے کسی ایک سنت کا اتباع کر کے اسلام، دینِ حق پر کاربند ہونے کی کوشش شروع کریں اور اُس کے دوسرے دینوں پر غلبے کے عمل کا حصہ بنیں۔ کسی ایک سنت مثلاً ہر پاک کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کریں۔ سلام کرنے میں پہل کریں، غیبت سے بچنے کی کوشش کریں۔ اس سے آئندہ زندگی بہتر ہوتی جائے گی، اِن شاء اللہ۔ اس بات کا ظاہری ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی نومسلم کی موجودہ سنوری ہوئی زندگی کا موازنہ اُس کی سابقہ زندگی سے کریں، فرق صاف واضح ہو جائے گا۔ حق ہمیشہ سے باطل کے مقابلے میں کامیاب رہا ہے۔ باطل تھا ہی مٹنے کے لیے (بنی اسرائیل: 81)۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو (آمین)۔

(''نوائے وقت'' 18 فروری 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاد زمانہ کی قید سے آزاد ہے

اسلام کے ایک اہم ستون جہاد کے بارے میں غیر مسلموں اور مستشرقین نے ہمیشہ غلط فہمی ہی پھیلائی ہے۔ نائن الیون کے بعد تو انہوں نے مسلمانوں پر فرض اس اہم ترین ذمہ داری کو مسلمانوں کے دلوں سے کھرچنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں استعمال کر ڈالی ہیں۔

نائن الیون ڈرامے کو ''برپا'' کرنے کے لیے اکلوتی عالمی طاقت نے اپنا کردار مؤثر انداز میں ادا کرنے کی بہت پہلے سے تیاری کر لی تھی۔ اس نے اپنے ''پالتو'' کی سازش کرنے کی صلاحیتوں سے بھرپور اور خاطر خواہ استفادہ کیا۔ کامیاب اداکاری کے باوجود ''سپر پاور'' اپنے مطلوبہ اہداف کے حصول میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ اکلوتی عالمی طاقت کو ایک کامیابی بہرحال حاصل ہوئی ہے، یعنی دوسروں کے لیے کھودے جانے والا گڑھا اب ان شاء اللہ اس کے اپنے کام آئے گا۔ گڑھے کو مزید گہرا ''قطرینہ'' کے طوفان نے کر دیا ہے۔ اب سلسلہ چل نکلا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، نائن الیون کے غبار کے تناظر میں ضروری محسوس ہوا کہ ایک ان پڑھ فوجی جہاد کے مفہوم کی تشریح عام فہم زبان میں کرے تاکہ مغرب کے متعصبانہ رویے کا جواب نہایت سادہ الفاظ میں دیا جا سکے اور اس کے ساتھ ہی اسلام کو نئی شکل میں پیش کرنے کے خواہش مند حکمرانوں سے بھی یہ کہنا ہے کہ اللہ کا خوف کریں اور جہاد کی روح کو ضعف پہنچانے سے باز رہیں۔ ضروری نہیں کہ آگ کی تپش کو محسوس کر کے ہی اس سے بچنے کی کوشش کی جائے بلکہ جہاں جہاں آگ دکھائی دے رہی ہو وہاں نہ جایا جائے۔ جہاد ایک اسلامی اصطلاح ہے اور بہت آسان لفظوں میں یہ مندرجہ ذیل کارروائیوں کا احاطہ کرتی ہے:

۱۔ اسلام کی تبلیغ اور شعائر اللہ کی اشاعت کی راہ میں مزاحم مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ب۔ مظلوم انسانوں کا دفاع اور ان کی مدد کرنا۔ اگر اس دوران جنگ کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرنا۔ محمد بن قاسم کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

ج۔ قوم وملت کے دشمنوں کے خلاف دفائی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے جنگ کرنا۔

مختصراً جہاد نام ہے ہر اُس کارروائی کا جو ظلم، ناانصافی اور جارحیت کے خلاف کی جائے۔ دین کی حفاظت اور جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے جذبہ اور بھرپور تیاری حکم کا درجہ رکھتی ہے۔

"جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھوتا کہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور اُن دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے"۔ (الانفال، 60:8)

دین اسلام کی بقا کے لیے جہاد لازمی ہے۔ جہاد کی تیاری اور اس میں مقدور بھر حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جہاد کے جلو میں بے پناہ فضائل ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"جو کوئی اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالی کا بول بالا ہو (اس کے دین حق کو غلبہ حاصل ہو) اُس کا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

جو مسلمان اس فرض کا منکر ہے اس کا ایمان کسی پائے کا نہیں۔ دوران جہاد مسلمان چونکہ اللہ کے حکم کے مطابق قوم وملت کی خاطر جان دیتا ہے اس لیے اللہ نے اُسے اجر کے طور پر جنت کی ابدی زندگی کی خوشخبری سے نوازا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

آج کل کے مسلمان حکمرانوں کو اور ان کے ہمنواؤں کو یہ سوچنا چاہیے کہ جہاد کے خلاف جو اقدام وہ "غیروں" کے زیر سایہ اٹھا رہے ہیں، کیا وہ دائرہ اسلام پھلانگنے کے مترادف تو نہیں؟ ایک جارح کا ساتھ دے کر اپنی جھولیوں میں زیادہ سے زیادہ کتنی خوشیاں سمیٹ سکتے ہیں اور کب تک؟

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے جہاد کا علم اٹھائے رکھا، وہ نہ صرف خود منصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت پر فائز رہے بلکہ انہوں نے دنیا کو بھی اعلیٰ ترین تہذیب وتمدن سے روشناس کرایا۔ قرآن کی روشنی میں اہم علمی اور سائنسی تحقیقات کا علم دنیا کو پہنچایا۔ بہت اہم معلومات اور ایجادات کا سہرا اُن کے سر ہے۔ جب وہ جہاد کو خیر باد کہہ کر علامہ کے شعر کے مصرعے: ''شمشیر وسناں اول، طاؤس ورباب آخر'' کی ترتیب یوں بدل کر ''طاؤس ورباب اول، شمشیر وسناں آخر'' کے خوگر ہو گئے اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دینے لگے تو وہ قعرمذلت میں گرتے چلے گئے۔

(''چشم بیدار''، نومبر 2005)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مقام وحیٔ اوّل تک

بعض چیزیں بے شک ہمیں اَن ہونی معلوم ہوں لیکن اللہ کی مشیت سے لفظ ''کُن'' بظاہر اَن ہونی کو ہونے میں بدل دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ اُسی کی شان (قدرت) ہے کہ جب وہ کسی شے (کو تخلیق کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز سے کہتا ہے کہ ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے یا بن جاتی ہے۔'' (یٰسین 36 :82)

اس کے ''کُن'' کو ہماری طرح حرف وصوت کی حاجت نہیں۔ نامساعد حالات کے باعث حج فرض نہ تھا۔ سنا تو یہی تھا کہ ''وہاں'' حاضری صرف ''بلاوے'' سے ہی ممکن ہے۔ بلاوے کا بندوبست ہو رہا تھا۔ ''کُن'' حالات کو عملی شکل دے چکا تھا۔

مجھ جیسے کا حرمین شریفین پہنچ جانا ان سب کے لیے بہت تقویت کا باعث ہونا چاہیے کہ جو کئی وجوہات کی بنا پر مجھ سے بدرجہا افضل ہیں، لیکن ابھی تک وہاں حاضری نہیں دے سکے ہیں۔

غالباً یہ مارچ 2006ء کا ذکر ہے کہ مقبول نعت خواں محترم حاجی محمد رمضان چشتی ایگریکس ٹاؤن والے دفتر تشریف لائے۔ چشتی صاحب نے کمال مہربانی سے مجھے ایک کتاب ''حج مبرور'' (مصنف: ڈاکٹر ایم محی الدین قاضی) کے پانچ نسخے عنایت کیے۔

اپنی مرحومہ بیٹی عائشہ رمضان کے ایصال ثواب کے لیے، حاجی محمد رمضان چشتی یہ کتاب چھپوا کر تحفۃً اپنے عزیز واقارب میں بانٹ رہے تھے۔ میں نے صرف ایک کاپی اپنے پاس رکھی اور باقی ہدیہ کر دیں۔ یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ صرف چند ماہ بعد حج کے دوران وہ کتاب کمال کی حد تک میری راہ بری کرنے والی تھی۔ یوں یہ تحفہ میرے لیے حج کا پہلا نیک شگون ثابت ہوا۔ دوران حج یہ کتاب بیشتر اوقات میرے ساتھ رہی۔ لہٰذا دعاؤں میں اکثر مرحومہ عائشہ رمضان اور رمضان چشتی صاحب کے اہل خانہ کو یاد رکھنا لازم وملزوم معمول بن گیا۔ اللہ مرحومہ بیٹی کے درجات مزید بلند کرے اور تمام افراد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی بے پایاں شان کے مطابق نوازے۔آمین!

کوئی ڈھائی سال پہلے بڑے بھائی سید طاہر حسنی کینیڈا سے تشریف لائے۔ میں نے اپنے چند مسائل کا ان سے ذکر کیا۔ان کا جواب تھا:''میں نے تمہیں حج پر بھجوانا ہے۔وہاں جا کر دعا کرنا،اللہ نے چاہا تو مسئلے حل ہو جائیں گے۔''میرے اس سوال پر کہ موجودہ حالات میں حج مجھ پر فرض ہی نہیں،ان کا جواب تھا:''جگہیں ہی دیکھ آنا،حاضری ہی دے آنا۔''

سفر،رہائش اور تمام کاغذی کارروائی کی ذمہ داری بھائی جان طاہر اور بھائی جان سید تیر حسنی نے اپنے ذمے لے لی۔باقی تیاری میری اہلیہ سیدہ سفینہ،چھوٹے بھائی خالد،بیگم خالد،بیٹے علی اور بیٹی سیدہ مریم نے مکمل کرائی۔یوں محترم محمد رمضان چشتی صاحب کے تحفہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔اللہ تمام جملہ افراد کو اور ان کے اہل خانہ کو اپنی بے پایاں رحمتوں اور نوازشوں سے ڈھانپ لے۔آمین!

حرمین شریفین میں قیام کے دوارن زیارتوں کے لیے وقت نکالنا محض عقیدت ہی نہیں بلکہ باعث برکت بھی ہے،لیکن حرمین شریفین میں باجماعت ادائیگی نماز بہرحال مقدم ہے۔وقت کی کمی کے پیش نظر ہمارے ٹور آپریٹر''نیو الملتزم''کے مالک جناب حاجی اکرم نے سو افراد پر مشتمل پورے گروپ کو دو مختلف اوقات میں زیارتیں کروائیں۔ہر زیارت خاص طور پر غار ثور یا غار حرا تک کا اجتماعی سفر آسان نہ تھا۔صرف فرداً فرداً ہی یہ زیارتیں کی جاسکتی تھیں۔

اللہ کی کمال مہربانی سے مجھے اور میری بھتیجی نعمہ بتول کو غار حرا کی زیارت کا موقع 21 جنوری 2007ء کو نصیب ہوا۔ٹیکسی سٹینڈ ہماری رہائش گاہ''عطار ہوٹل''کے نزدیک ہی تھا۔ہم دونوں صبح سات بج کر چالیس منٹ پر ٹیکسی میں بیٹھے۔ڈرائیور ہماری مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔سعودیہ میں یہ بھی دیکھا کہ بڑی بڑی اعلیٰ گاڑیوں میں بیٹھی باوقار شخصیات اور انتہائی دیدہ زیب عباؤں میں ملبوس حضرات بلا تکلف معاوضہ کے ساتھ حجاج کرام کو مطلوبہ جگہ پر پہنچا دیتے ہیں۔

جبل نور کے دامن میں ہم تقریباً پندرہ منٹ میں پہنچ گئے۔گاڑی سے اترے تو ہم ایک ایسی سڑک پر تھے جو یک دم بہت اونچائی کی طرف جا رہی تھی۔پہاڑی علاقوں میں پیدل چلنے کے چند اصول ہیں۔بلندی کی طرف فوراً ہی تیز تیز چلنا شروع کر دیا جائے تو سانس جلد پھول جائے گا لہٰذا آہستہ آہستہ متوازن اور مضبوط قدموں سے چلا جائے۔استعمال شدہ راستہ ہی اختیار کیا جائے وگرنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتمال یہی ہے کہ اگلے ہی موڑ پر کوئی دشواری استقبال کر رہی ہو گی۔ ایک مضبوط چھڑی چڑھائی اور اترائی کے دوران اچھی معاون ثابت ہوگی۔ یہ میرے اُس ذاتی تجربہ کا نچوڑ ہے جو ٹوچی سکاؤٹس شمالی وزیرستان میں تعیناتی کے دوران ہوا۔ یہ تجربہ وہاں کے "روکھے سوکھے" پہاڑوں میں کیے گئے لاتعداد "پیدل گشتوں" کی بدولت حاصل ہوا۔ تقریباً 30 سال گزر جانے کے بعد غار حرا کی جانب جاتے ہوئے سابقہ تجربہ بہت سودمند ثابت ہوا۔

جیسے جیسے اوپر چڑھتے گئے، ایسا لگا کہ ساڑھے چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود راستہ ویسا ہی تھا۔ راستہ کی نشاندہی نہ ہونے کے برابر ہے۔ کہیں کہیں چند سیڑھیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ چند پاکستانی اور کشمیری سیمنٹ اور بجری سے بنائی گئی نامکمل سیڑھیوں کے پاس چندہ مانگتے ہوئے بھی پائے گئے۔ 45 منٹ کی چڑھائی میں تقریباً پانچ جگہوں پر یہ کارروائی ہوتی نظر آئی۔ چلیں چند مزید صدیوں میں کچھ اور سیڑھیوں کا اضافہ ہو ہی جائے گا۔

ہر رنگ، نسل، قوم، جنس اور کیفیت کے لوگ اوپر نیچے آجا رہے تھے۔ اکثریت ترکوں کی تھی۔ اگر سہولتیں میسر ہوں تو بڑی عمر کے اور معذور زائرین بھی پیچھے نہ رہنا چاہیں گے۔ راستے کی حالت کے پیش نظر لگتا یوں ہے کہ یہاں کے کرتا دھرتا ایسی کسی سہولت کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔ کم از کم دامن میں لگے بورڈوں پر غلط اُردو اور انگریزی میں لکھی گئی ہدایت سے تو یہی بات واضح ہوتی ہے۔ نیتوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

راستے میں بڑے بڑے پتھروں اور چٹانوں سے بھی واسطہ پڑا۔ راستے کی نشاندہی کے لیے سائن بورڈز نہیں ہیں لہٰذا یہ معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ کس کس جگہ اور پتھر کو حضور ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔

غار حرا سطح زمین سے 281 میٹر بلند ہے (تاریخ مکہ: ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی)۔ ابھی نیچے ہی تھے کہ یہ دیکھ کر بہت ہی زیادہ حیرت اور دکھ ہوا کہ وہاں ایک "بون" اور کافی تعداد میں بندر موجود تھے۔ اس مقدس مقام پر یہ کب سے ہیں، معلوم نہیں۔ اگر بندر کتے کی طرح نجس نہیں تو بلی کی طرح پاک بھی نہیں۔ کیا یہ ایک حربہ تو نہیں زائرین کو اس زیارت گاہ سے دور رکھنے کا؟

یہ وہ مقام ہے جہاں آپ ﷺ کئی دن اور راتیں قیام فرماتے تھے۔ آپؐ کے مشاہدات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور غور وفکر کی کیفیت کے بارے میں تو صرف اللہ ہی جانتا ہے لیکن اس مقام کی عظمت کا کیا کہنا جہاں آپ ﷺ یکا وتنہا ہوتے تھے۔ یہاں سب سے پہلی وحی مبارک لے کر حضرت جبریلؑ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ یہاں سے خانۂ خدا آپ ﷺ کو اپنی اصل حالت میں نظر آتا تھا۔ مزید اور اونچی اونچی عمارات خانہ کعبہ کے گرد اس طرح بنتی چلی گئیں تو شاید کچھ عرصہ بعد غار حرا سے خانہ کعبہ کی بیرونی عمارت اور مینار بھی نظر نہ آسکیں۔

بندروں کے علاوہ دوسری قابل صد افسوس بات یہ تھی کہ تمام راستے اور غار حرا کے نزدیک پھیلا ہوا بے حد گند نظر آیا۔ یہ سراسر بے حرمتی ہے اس مقام کی کہ جہاں سے صفائی، پاکیزگی اور طہارت پر سب سے زیادہ زور دینے والے دین کا پودا پھوٹا۔ جس ہستی ﷺ سے اس جگہ کی نسبت ہے، اس جگہ کو صاف بھی اسی عقیدت اور احترام سے رکھا جانا چاہیے۔ اگر سیر وتفریح کے مقامات پر ضروری سہولتیں میسر ہوسکتی ہیں تو اِس جگہ کا حق تو ویسے بھی فائق ہونا چاہیے۔ عمر رسیدہ اور معذوروں، بیماروں کے لیے کیبل کار کا بندوبست ہونا چاہیے۔

غار حرا جبل نور کی چوٹی سر کرنے کے بعد دوسری طرف کچھ اترائی میں ہے۔ غار تک پہنچنے کے لیے ایک چٹان میں پائے جانے والے دو تنگ راستوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مجھے پیٹ کے بل رینگ کر گزرنا پڑا، اس لیے کہ میں نے کمر پر ایک چھوٹا سا بیگ کسا ہوا تھا۔ آگے گئے تو ہماری اُمہ کے غیر تربیت یافتہ لوگ دھکم پیل اور شور شرابے میں مصروف تھے۔ جلد ہی وہاں کچھ آوازیں اُبھریں۔ دیکھا کہ دو اچھی شخصیت رکھنے والے پاکستانی ''ہجوم'' کو قطار بنانے کے لیے کہہ رہے تھے۔ ترک حضرات عام طور پر انگریزی سے نابلد ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو بھی انگریزی میں کہہ رہے تھے کہ ''آپ لوگ اپنے ملک میں بھی قطار نہیں بناتے اور یہاں بھی یہی کر رہے ہیں۔'' ایک مقامی عرب نوجوان قطار میں لگے بغیر آگے جانا چاہتا تھا، اُسے یہ کہا کہ ''تم ابوجہل اور ابولہب کی طرح کر رہے ہو۔'' انگریزی تو خیر وہ بھی نہیں سمجھا ہوگا۔ یہ کارروائی دیکھ کر میں نے نعمہ سے کہا کہ یہ دونوں کوئی عام لوگ نہیں ہیں۔ اور جلدی یہ عقدہ کھل گیا جب ایک نے دوسرے کو پکار کر کہا: ''کرنل رضوان سر آپ دوسری قطار کا دھیان رکھیں۔'' ان دونوں حضرات کی کوشش سے ہجوم آخر کار ایک قطار کی شکل اختیار کر گیا۔ ہمیں بھی امید ہوگئی کہ ہم اب غار کے دہانے پر نفل ادا کرسکیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے آگے ایک بٹ صاحب اوران کی بیگم کھڑی تھیں ۔بٹ صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور سے تھے۔اسی دوران بٹ صاحب نے اپنے موبائل فون پر اپنے بیٹے کی کال موصول کی۔اُسے بتایا کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ان کی بیگم نے بھی بات کی اور موبائل اپنے پرس میں ڈال لیا۔نوافل کی ادائیگی کے لیے بیگم بٹ نے پرس غار کے قریب رکھا ہی تھا کہ اچانک ایک بندرا سے اُچک کر لے گیا۔ظاہر ہے دونوں میاں بیوی اس حادثہ سے انتہائی پریشان ہوگئے ۔ایک غیر ملک میں پرس کا اُچک لیا جانا کتنی پریشانی کا باعث ہوگا،اس کا اندازہ صرف وہی کرسکتا ہے کہ جس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آچکا ہو۔کیا بندروں کی موجودگی میں سکون سے نفل ادا کیے جاسکتے ہیں؟

حسب معمول راستہ میں جتنے پاکستانی ملے ان سے پاکستان اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کے لیے دعائے خیر کے لیے کہتا رہا۔اکثر بھائیوں نے اس یاددہانی کے لیے شکریہ ادا کیا۔

واپسی کے سفر میں دونوں فوجی افسران بھی ساتھ تھے۔دوسرے آفیسر کا نام میجر محمد عثمان تھا۔

نیچے اتر رہے تھے تو بہت تیز بارش نے آلیا۔ہم ایک نزدیکی چھپر کے نیچے رک گئے۔وہاں ہندوستان سے آئی ایک فیملی سے ملاقات ہوئی۔یہ خاندان ایک خاتون اور دو مردوں پر مشتمل تھا۔خاتون ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر تھیں۔اس خاندان نے بہت خوشی سے بتایا کہ وہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے آبائی گاؤں سے آئے ہیں۔قائدؒ کے وہ انتہائی مداح تھے اور پاکستان کوانہوں نے اپنے حوصلے کا نشان بتایا۔نصرہ نے ایک تسبیح بزرگ کو دی تو انہوں نے جواباً ایک بڑی خوبصورت تسبیح مجھے عنایت کی۔

بارش رکنے پر تھوڑا نیچے آئے تو نصرہ کی سینڈل نے جواب دے دیا۔ایک فالتو چپل میں نے ایسے حالات کے لیے رکھی ہوئی تھی لیکن وہ پھسل رہی تھی۔میجر عثمان نے اپنا جوتا نصرہ کے حوالے کر دیا اور چپل خود پہن لی۔میں یہ سوچتا رہا کہ یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا؟

نیچے سڑک پر ٹیکسی تیار ملی۔ڈرائیور ایک سندھی پاکستانی تھا۔2 ریال فی کس کرایہ مانگا۔حرم کے قریب اتارتے وقت بتایا کہ یہاں ہاتھ سے اشارہ کرنا منع ہے،وجہ یہ ہوئی کہ میں شہید کی گئی مسجد بلال کی طرف اشارہ کررہا تھا۔

(''چشم بیدار'' مئی 2007ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امن اور سلامتی کا دین... اور ہم

ہمارے دین اسلام کا معنی ہی امن اور سلامتی ہے۔اللہ ہمیں اس قدر نوازنا چاہتا ہے کہ صرف دل میں نیک کام کرنے کے بارے سوچنے پر ہی دائیں کندھے پر موجود فرشتہ ایک نیکی ہمارے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔سلام کرنے میں پہل کرنے پر اضافی اجر کا وعدہ ہے۔حضور ﷺ خود سلام کرنے میں پہل کرتے تھے اور یہ ہمیں سکھانے کے لیے تھا۔راستے سے ایک پتھر ہٹا دینا بخشش کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ایک نیک ساعت کے وقت، جس کا علم صرف اللہ کو ہے، ایک اچھا کلمہ اگر ہمارے منہ سے ادا ہو جائے تو وہ ہمارے لیے کامیابی کے دروازے وا کر سکتا ہے۔اس لیے حکم ہے کہ منہ سے کلمۂ خیر ہی نکالا جائے۔بے جا بات کہہ دینے سے اللہ کی گرفت میں آنے کا خطرہ ہے۔نیک انجام کے لیے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنے کا حکم ہے (یونس:58)۔آج کل کے مشکل ترین حالات میں "توکل اللہ" پر عمل پیرا ہونا ہی آسان بات ہے۔یہ اللہ کا پسندیدہ عمل ہے۔اس کے خاص بندے اس پر ہمیشہ عمل پیرا رہے۔

''اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گماں بھی نہ ہو۔جو اللہ پر بھروسہ رکھے اُس کی کفایت کرے گا۔'' (الطلاق: 3)

توکل کا مطلب یہ ہے کہ اپنی حتی الامکان کوشش کی جائے، اپنا فرض منصبی پورا کیا جائے اور پھر انسان نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔مصور جل جلالہ اور صانع نے قرآن پاک میں یہ اپنی تخلیق ہی کے بارے میں کہا ہے کہ:

- ☆ ''انسان جلد باز ہے'' (بنی اسرائیل:11)
- ☆ ''انسان بڑا ہی ناشکرا ہے'' (بنی اسرائیل:76، عادیات:6)
- ☆ ''انسان کم حوصلہ پیدا ہوا ہے'' (بنی اسرائیل:100، المعارج:91)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ''انسان ظالم اور جاہل ہے''(احزاب:72)

☆ ''انسان جھگڑالو ہے''(یٰسین 77)

اوران سب منفی انسانی سرشتوں کے ساتھ اللہ نے انسان کو احسن ترین خوبیوں سے نوازا اور وہ مسجودِ ملائکہ کے رتبے پر فائز کیا گیا۔

''اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔''(البقرہ:105)

یہ تمام صفات انسان میں اس لیے ودیعت کی گئیں چونکہ اللہ نے انسان کو ایک حد تک خودمختار بنانے کے بعد اس کو آزمائش میں ڈالنا تھا۔اور یہ آزمائش اس لیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے،ان منفی صفات کے ساتھ انسان میں ایسی صفات بھی ہیں کہ وہ مسجود ملائکہ بنایا گیا۔اور حضور ﷺ ایسی تمام صفات کا مجموعہ،خیرالبشر اور انسانیت کی معراج ہیں،اُسوۃ الحسنہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے مدینہ تشریف لانے پر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پہلی نظر پڑی تو دل نے گواہی دی،حاشا و کلا یہ نورانی چہرہ تو کسی جھوٹے شخص کا ہو ہی نہیں سکتا۔میں نے آپ ﷺ کی زبان سے جو پہلی بات سنی وہ یہ ہے:

''اے لوگو! آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو،اُس کی فلاح کی خدا سے دعا مانگو غریبوں اور بھوکوں کا پیٹ بھرو۔رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرو،راتوں میں نماز پڑھو جب کہ سب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔تم بلا کھٹکے جنت میں جا پہنچو گے۔''(ابن کثیر:جلد دوئم)

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں،جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔جو تمہاری منفعت کے بہت خواہش مند رہتے ہیں۔ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق ہیں۔''(توبہ:128)

فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے:

''مومن کا معاملہ بڑا ہی عجیب ہے۔جو کچھ منجانب اللہ اس پر سرزد ہوتا ہے اس کے لیے خیر ہی بن جاتا ہے۔مضرت پہنچی اور اُس نے صبر کیا تو اجر ملا،راحت و مسرت پہنچی اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شکر کیا تو اجر ملا۔'' (ابن کثیر: جلد دوئم)

بش (جھوٹوں کا سردار) کے پوڈل، ٹونی بلیر نے کہا ہے کہ " پاکستان نے سیاست کو مذہب کے ساتھ جوڑ کر غلطی کی ہے۔" یہ اُس کا قصور نہیں۔بات پچھلی صدیوں تک جا پہنچتی ہے کہ جب قسطنطین نے تین بار عیسائیوں کو جمع کیا۔آخری بار کثرت والی (1063 فراد) جماعت کا ساتھ دیا اور اپنی حسب منشا مسائلِ شرعیہ پر کتابیں لکھوائیں، نئی نئی باتیں ایجاد کیں اور اس طرح اصل دین مسیح کو مسخ کر کے مجموعہ مرتب کرایا اور قانوناً رائج کر دیا۔اس وقت سے یہی دینِ مسیح سمجھا جانے لگا۔اس پس منظر میں پوڈل کو ایسی بات ہی سوجھ سکتی ہے، لیکن اب تو اس کی بیوی کے خاندان میں الحمد للہ اسلام کی روشنی پہنچ چکی ہے۔ اسے اپنی غلطی کا ازالہ کرنے میں مشکل پیش نہیں آنی چاہیے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، یہ ایک مکمل نظام زندگی ہے، دوسرے مذاہب کی طرح صرف پوجا پاٹ کا نام نہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ دوسرے مذاہب کے لوگ اس لیے ہضم نہیں کر سکتے کہ ہم خود اس نظام پر کاربند نہیں ہیں۔آج ایک بھی اسلامی فلاحی ریاست قائم نہیں۔مدینہ منورہ میں نبی مکرم ﷺ نے پہلی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔آپ ﷺ کے بعد خلافتِ راشدہ تک وہ مثالی نظام قائم رہا۔حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت کو بھی خلافتِ راشدہ ہی کا حصہ مانا جاتا ہے۔ بعد میں بھی بہت سے حاکم حضرت محمد ﷺ کی سنت پر عمل کرتے رہے ہیں، لیکن اکثریت بادشاہوں کی رہی جو آج تک یزید کی تقلید کر رہے ہیں۔نام نہاد جمہوریت بھی بادشاہت ہی ہے۔اکثریت اب تک ایسوں کی رہی جن میں وہ تمام منفی خصلتیں موجود تھیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔اسی لیے اللہ کا فرمان اور سنت ہے کہ:

''ہم اس پر (قادر ہیں) کہ ان سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں'' (المعارج: 41)

ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اس کرہ ارضی کے بیشتر حصہ پر مسلمان حکمران رہے، لیکن اکثریت کا مطمحِ نظر عیش و عشرت رہا۔اس تمام عرصہ میں اللہ کے دوست بیشتر شاہوں اور مملوک کی تمام تر مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود، اپنے حسنِ سلوک سے غیر مسلموں کے اذہان کو اسلام کی روشنی سے منور کرتے رہے۔ایسے حکمران خال خال ہی تھے جنہوں نے اپنی ذات اور مال و اسباب کو اسلام کی ترویج کے لیے وقف کیا۔کسے نہیں معلوم کہ اہل بیت، آئمہ اربعہ اور امام بخاریؒ جیسی بہت عظیم شخصیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا۔ آج بھی اُمہ ہر طرح کے بے حد وحساب خزانوں کی مالک ہونے کے باوجود، صرف اس وجہ سے ذلیل وخوار ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی شیوخ، شاہوں، آمروں، ڈکٹیٹروں، شریفوں، ملکوں، چوہدریوں، صاحبزادوں، سجادہ نشینوں اور زرداریوں کے ہتھے چڑھی ہوئی ہے جبکہ سب حکمران اپنے مکروہ ذاتی مفادات کی خاطر یورپ اور امریکہ کے محتاج ہیں۔

ہماری ذلت کی صرف ایک مثال یہ ہے کہ ہمارے دین میں صفائی، طہارت اور پاکیزگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔کوئی بھی عبادت پاک ہوئے بغیر قابل قبول نہیں۔کیا ہم حقیقی معنوں میں پاک صاف لوگ ہیں؟ کیا ہماری اکثریت جن میں تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں، کھانا کھانے سے پہلے حدیثِ پاک کی روشنی میں ہاتھ دھونے کی زحمت گوارہ کرتی ہے؟ کیا ہم اپنے کپڑے پاک اور صاف رکھتے ہیں کہ وقت ہو جانے پر نماز پڑھ لیں؟ ہمارے اطراف میں کس قدر گند پھیلا رہتا ہے۔ہماری مسجدوں کے غسل خانے کس قدر گندے ہوتے ہیں۔ہماری اشرافیہ کی چمچماتی، قیمتی گاڑیوں سے استعمال شدہ ٹشو پیپر، رنگین ریپرز اور جوس کے ڈبے کمال بے حیائی سے پھینک کر صاف ستھری موٹر وے کا حسن گہنا دیا جاتا ہے۔ان بیش قیمت گاڑیوں میں کیا غیر تعلیم یافتہ لوگ سفر کر رہے ہوتے ہیں؟ کیا وہی اشیاء کسی شاپر میں جمع نہیں کی جا سکتیں کہ جب اتریں تو کوڑے دان میں پھینک دیا جائے؟ اسی قماش کے لوگ ٹریفک سگنل کی خلاف ورزی کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ہمارے یہی بدتمیز لوگ جب دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو وہاں قانونی تقاضے احسن طریقے سے پورے کرتے نظر آتے ہیں۔یہ سب تربیت کا فقدان ہے۔اب گھروں میں والدین اور تعلیمی اداروں میں استادوں کے پاس ایسی تربیت دینے کے لیے وقت نہیں ہے۔تربیت کے بغیر شخصیت ادھوری رہتی ہے۔یہ تربیت رسول ﷺ ہی کا فیضان تھا کہ عرب کے جاہل ترین افراد ایک ایسی جماعتؓ میں ڈھل گئے کہ کوئی دوسری قوم ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور رہے گی، تا قیامت۔کیا ہم پر یہ لازم نہیں کہ اپنی بہتری کے لیے اپنے اسلاف کی پیروی کریں اور اس قعرِ مذلت سے نکلیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہماری قوم کے نودولتیے اور پست ترین طبقہ کردار کے لحاظ سے برابر ہیں۔

ہم ایک ایٹمی طاقت تو بن گئے ہیں لیکن عوام کو تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمتِ عملی برس ہا برس سے انتہائی فرسودہ ہے۔ جس قدر یہ مسئلہ اہم ہے اتنی ہی غیر سنجیدگی سے اسے نمٹایا جاتا ہے۔ بجٹ کا کتنا حصہ تعلیم کے لیے وقف کیا جاتا ہے؟ وزارتِ تعلیم کا قلمدان بندر بانٹ میں سب سے کم حیثیت رکھتا ہے۔ دو واقعات اس صورتِ حال کو واضح کر دیں گے۔ سکندر مرزا نے وزارتیں بانٹیں۔ سب لوگ جا چکے تو کسی کی توجہ دلانے پر ایک صاحب کو پکڑ کر وزارتِ تعلیم تھما دی گئی۔ وہ صاحب سانس کی بیماری کے باعث پیچھے رہ گئے تھے۔ صدر لغاری نے ایچیسن کالج کے دورے میں دو کروڑ روپے دیے لیکن وہ اپنے علاقے میں سکول بنانے کے مخالف تھے۔

ہماری اکثریت ناخواندہ اور اس بنیادی تربیت سے محروم ہے جو ایک شخص کو معاشرے کا ایک کارآمد فرد بنانے میں معاون ہے۔ بے حس اشرافیہ نے تمام مالی وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے معاشرے میں طبقاتی تقسیم بہت واضح ہے۔ غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ درمیانے اور غریب طبقے میں فرق مٹتا جا رہا ہے۔ اسی تقسیم کی وجہ سے ہمارے ہاں مختلف نظام ہائے تعلیم رائج ہیں۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلہ محدود ہوتا ہے۔ بنیادی تعلیم کے اداروں کی زبوں حالی سے کون واقف نہیں، خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں۔ غیر سرکاری تعلیمی ادارے بے پناہ مہنگے ضرور ہیں لیکن شرحِ تعلیم میں مثبت اضافہ کا باعث یہی ادارے ہیں ورنہ اہل افراد کی کثیر تعداد غیر تعلیم یافتہ اور غیر ہنر مند رہ جاتی۔ اشرافیہ کے بچوں کی اکثریت انہی اداروں سے تعلیم حاصل کرتی ہے اور اچھی تعلیم اور اپنے تعلقات کی بنا پر بہتر روزگار کے مواقع بھی انہیں ملتے ہیں۔ غیر اشرافیہ بھی اپنا پیٹ کاٹ کر ان اداروں میں اپنے بچوں کی تعلیمی ضرورت پوری کرتی ہے لیکن یہ خال خال ہی ہے۔ مزید یہ کہ انہیں اچھا روزگار قسمت سے ہی ملتا ہے۔ کم وسیلہ والدین کے بچے تعلیمی میدان میں پیچھے اس لیے بھی رہ جاتے ہیں کہ وہ خود اکثر غیر تعلیم یافتہ ہونے کے باعث بچوں کی مدد کرنے یا اس کمی کو ٹیوشن کے ذریعے پورا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ دوسری بڑی وجہ اردو کے بجائے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانا بھی ہے۔ اکثر بچے صرف انگریزی کے سبب سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ میری نظر میں اگر انگریزی کو لازمی مضمون کی حیثیت نہ دی جائے تو نتیجہ مثبت نکلے گا۔ جب ایک بچہ بنیادی تعلیم اپنی زبان میں حاصل کرے گا تو وہ کچھ بھی بآسانی سیکھ سکتا ہے۔ بعد میں وہ کوئی بھی دوسری زبان سیکھ سکتا ہے۔ چین، جاپان، ترکی، کوریا وغیرہ ہم سے تعلیمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میدان، صنعت وحرفت میں کوسوں آگے ہیں۔ان کا ذریعہ تعلیم ان کی اپنی زبانیں ہیں۔

ان موضوعات پر صائب رائے تو ماہر تعلیم ہی دے سکتے ہیں لیکن عام خیال یہی ہے کہ تعلیم کے فروغ کو کمائی کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔تعلیم اور تربیت کے مواقع، اُن کے ثمرات عوام کی اکثریت کی پہنچ سے بہت دور ہیں۔ان اہم ترین وجوہ کی بنا پر ہم ایک قوم نہیں بلکہ ہجوم ہیں۔جب تک تعلیم وتربیت کو اس کا جائز مقام نہیں دیا جاتا اور ہر شعبہ زندگی میں تعلیم وتربیت کے ذریعے نظم وضبط کو لاگو نہیں کیا جاتا، ہم ترقی یافتہ قوموں کے محتاج رہیں گے۔کسی بھی قسم کی ترقی کرنے سے قاصر رہیں گے۔ہم نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو قید اور مشرف اور شوکت عزیز جیسوں کو عزت سے نوازا ہوا ہے۔ہم نے پتھروں کو جکڑا اور کتوں کو کھلا چھوڑا ہوا ہے۔اب جو کچھ مصر، شام، لیبیا، تیونس، بحرین وغیرہ میں ہو رہا ہے وہ امریکہ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔اور یہی ہمارے ہاں ہونے جا رہا ہے لیکن عوام کی مرضی سے، ان شاء اللہ۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

(''نوائے وقت'' 6 جنوری 2012)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیئے عہد کریں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ،

ماشاءاللہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلیں سجا کر اور مستحقین کی تواضع سے مقدور بھر اجر کمانے کی سعی کی جاتی ہے۔ حضورﷺ کی مدحت اور مسکینوں کی خدمت کرنے والوں کو اللہ زیادہ سے زیادہ جزائے خیر سے نوازے (آمین)۔ ایسی محفلوں کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ یہاں کوئی سننے آئے یا سنانے، دونوں کچھ حاصل کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔ گزارش یہ کرنی ہے کہ ہم سیکھنے کے ساتھ عمل کرنے کے پہلو کو نظر انداز نہ کریں۔ کسی بھی نیک عمل کو ادنیٰ نہ سمجھیں۔ موقع ضائع نہ کریں، کر گزریں۔ مثلاً سلام کرنے میں پہل کریں۔ آپﷺ کی سنت یہی ہے۔ ایک بہت چھوٹا سا نیک عمل مزید نیک عمل کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور پھر اللہ ہاتھ تھام لے، دستگیر بن جائے تو پھر بلّے بلّے۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ عمل کرنے کے اس پہلو کو اُجاگر کرتے رہیں۔ ہماری کمزوری یہی ہے۔ اسے دور کر لیا جائے تو ہم سب کا بھلا ہوگا۔ پیشگی جزاک اللہ خیر۔

ایک حدیث مبارک ہے کہ یہ دُعا ہی کافی ہے:

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور جنت سے قریب کرنے والے قول و عمل مانگتا ہوں اور دوزخ اور دوزخ سے قریب کرنے والے قول و فعل سے پناہ مانگتا ہوں۔''

(آمین) یہ دُعا مانگنے کی عادت ڈالیں۔

میری تعلیم واجبی اور علم ناقص ہے لیکن میں اس بات سے یقینی طور پر آگاہ ہوں کہ آج کل کے حالات میں ہمیں اکٹھے ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ مسجدیں کعبۃ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ انہیں کسی خاص مسلک سے منسلک نہ کریں۔ دشمن جس طرح ہمیں نقصان پہنچائے جا رہا ہے اس کا جواب صرف یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم مسلکوں میں نہ بٹیں۔ حملہ کرتے وقت دشمن کوئی تفریق روا نہیں رکھتا ہے۔ ان چند دنوں میں ہی کس قدر تباہی مچائی گئی ہے۔ تو ہم کیوں تفریق روا رکھ کر اُسے موقع دیں کہ وہ ہمیں مزید کمزور کرے۔ ذات، برادری، صرف ذاتی مفاد، اور نام ونمود سے بالا ہو کر عمل کریں۔ تب ہی اللہ کی قربت حاصل ہونی ہے، وگرنہ سودا گھاٹے کا ہے۔

ایک صاف بات، ایک اقرار کسی لگی لپٹی کے بغیر۔ میرے ایک یونٹ آفیسر بہت کٹر شیعہ ہیں، چونکہ ایک شیعہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ میں اُنہیں کہتا ہوں کہ اگر آپ سنی ہوتے تو اِتنے ہی کٹر سنی ہوتے۔ ہم جو بھی ہیں بس ہیں اس میں ہماری اپنی سوچ اور کاوش کا کوئی دخل نہیں۔ اسی طرح مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ایک غیر مسلم جو سمجھ بوجھ کر، چھان پھٹک کر، بہت سی قربانیاں دے کر مسلمان ہوتا ہے وہ رتبے میں ہم سے اللہ ہی جانے کہ کس قدر آگے نکل جاتا ہے۔ یہاں ایک اور بات، باقی نعمتیں ایک طرف، خواہ ساری عمر ہم سجدے میں پڑے رہیں، ہم روایتی، جدی پشتی مسلمان، صرف اس بات کا شکر ہی ادا نہیں کر سکتے کہ ہم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تو کیوں نہ ہم ایک بہتر سے بہتر مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ آخر کار اس کا فائدہ کس کو پہنچے گا؟

ہر سال اس مبارک موقع پر اور دوسری ایسی ہی محفلوں میں بیان کرنے والے اور نعت خواں حضرات ہمیں حضور ﷺ کی فضیلت سے، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اخبار اور رسالے خاص اہتمام سے آپ ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کی پیاری پیاری باتیں ہمیں بتاتے ہیں اور زندگی بسر کرنے کا طریقہ جو آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا اُس سے واقفیت دلاتے ہیں۔ ہم جب بھی ایسی محفلوں سے اُٹھنے لگیں اور جو کچھ ہم پڑھیں ہم کچھ نہ کچھ سیکھنے کی کوشش ضرور کریں۔ کم از کم ایک بہتر تبدیلی اپنے آپ میں لانے کا وعدہ کریں اور کوشش شروع کر دیں۔ مثلاً ہم جھوٹ سے پرہیز کرنا شروع کریں، کسی کو گالی دینے سے بچیں یا پاک صاف رہنا شروع کریں۔ آپ کوشش سے حضور ﷺ کی کسی ایک پاک ادا، کسی ایک بات کو ذہن میں ڈال کر اُٹھیں۔ اپنی ذات کا حصہ بنائیں، خود میں سمو لیں۔ یہ اس لیے کہ ہمارے نبی ﷺ سب سے اعلیٰ اور اُن کا گزرا ہوا ایک ایک لمحہ ہمارے سامنے لیکن ہم اُن کے نام لیوا سب سے ذلیل۔ کچھ توجہ ہے؟ ایک مضمون میں میں نے لکھا کہ صفائی نصف ایمان ہے، اور مسجد ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا ادارہ۔ لیکن کیا ہماری مسجدوں کے غسل خانے صاف ہوتے ہیں؟ آپ کسی اور سے نہیں صرف اپنے آپ سے وعدہ کریں کہ پاک محفلوں اور تحریروں میں جو بھی بات بہت پسند آئے اُسے اپنی ذات میں سمو لینا ہے عمل کرنے کی خاطر۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کی خاطر۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

("نوائے وقت" 25 جنوری 2013ء)

(5 ربیع الاوّل 2013ء کو سی بلاک، ماڈل ٹاؤن کی محفلِ میلاد میں پڑھا گیا۔)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق غالب آئے گا، اِن شاء اللہ

قرآن پاک میں اُن قوموں کا ذکر بار بار موجود ہے جو مخصوص وجوہ کی بنا پر مختلف عذابوں کا شکار ہو کر تباہ ہو گئیں۔ اور یہ اس لیے کہ اَللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (آل عمران: 54) یعنی "اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے"۔ زمانہ قریب میں رومن سلطنت کا عروج و زوال بہت سبق آموز ہے۔ زوال کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

- ☆ لگاتار جنگیں اور بھاری فوجی اخراجات
- ☆ بیروزگاری
- ☆ کمزوروں پر وحشیانہ ظلم
- ☆ ناکام ہوتی معاشی حکمت عملیاں
- ☆ اخلاق اور قدروں کی تنزلی
- ☆ کمزور ملکوں پر جارحانہ فوج کشی

آج کے دور کی ظالم رومن سلطنت، امریکہ ہے جس پر مندرجہ بالا زوال کی تمام وجوہات ہو بہو منطبق ہوتی ہیں۔ ڈرون اور خودکش حملوں (ریمنڈ ڈیوس کے بُنے ہوئے نیٹ ورک کی بدولت) کے ساتھ اُسامہ کے حوالے سے کی گئی کارروائی، پاکستان کو امریکہ کی جنگ میں مزید اُلجھانے، تجل کر کے "ڈومور" پر مجبور کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ یہ "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" والی حکمت عملی ہے، جس پر امریکہ سختی سے کاربند ہے۔ لیکن ایک لاٹھی اللہ کی بھی ہے، اور وہ بے آواز ہے۔ قرآن کے الفاظ میں "ہم اس بات پر" قادر ہیں" کہ اُن سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ہیں۔" (المعارج، 41:70)

"اور اعلان کردو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے والا ہی ہے۔" (بنی اسرائیل، 81:17)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کابل میں خون بہایا جا رہا تھا اور اسلام آباد میں اُس وقت وزارتیں بانٹی اور مبارک سلامت وصول کی جا رہی تھی۔ موجودہ سلطنتِ روما کے کرتا دھرتا اور اُن کے غلام ہر کوشش کر گزریں لیکن وہ بالآخر منہ کی کھائیں گے، اس لیے کہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ایک آنے والے وقت میں اسلام نے غالب آنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔'' (توبہ 33:9، سورۃ الصف 9:)

واقعہ طائف کے پس منظر میں رسول ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ظلم کرنے والوں کی نسلوں میں سے کعبہ کے شیدائی پیدا فرما دے (آمین)۔ آخر سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیر کی نسبتی بہن لارین بوتھ مشرف بہ اسلام ہو کر ہم جیسے موروثی مسلمان سے خبر نہیں کتنی جہتیں آگے نکل کر اللہ کے کرم سے کس مقام پر فائز ہو گئی ہیں؟

[illegible] کی جانب والی تصویر اسامہ بن لادن
کی بائیں طرف کی تصویر اور درمیان والی تصویر کے ملاپ سے بنائی گئی ہے جو کہ جعلی ہے

مسخ شدہ چہرے والی تصویر کا ڈرامہ، لاش کو سمندر برد کرنا، یہ اُس جھوٹ کا دوسرا رُخ ہے جس کی بنیاد پر 9/11 کا ڈرامہ برپا کیا گیا، پسماندہ افغانستان کو تباہ و برباد کیا گیا اور عراق پر جارحانہ چڑھائی کی گئی۔ جتنی بڑی سلطنت، جتنی بڑی قوم اور اُتنا بڑا جھوٹ پر جھوٹ نہایت ڈھٹائی اور طنطنے سے بولا جا رہا ہے اور ہمارے بکے ہوئے لیڈر ہمیشہ کی طرح ہمنوا ہیں۔ وزیر اعظم، وزیر دفاع، وزیر داخلہ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنرل پاشا (یہ سارا اسٹیبلشمنٹ کا کیا دھرا ہے)، ائیر چیف اور متعلقہ کور کمانڈر کو اپنے عہدوں پر رہنے کا اب کوئی حق حاصل نہیں۔ انہوں نے قوم کو بہت زیادہ مایوس کیا ہے۔ یہ اب ویسے ہی محافظ ہیں جیسے پولیس عوام کی محافظ ہے۔ لیکن ان سب خرافات کے باوجود اللہ کے فضل سے پاکستان نے قائم رہنا ہے ان شاء اللہ۔ کیوں؟ یہ میرے باباؒ کا فرمان ہے۔ اُمہ کی راہنمائی کرنی ہے میرے پاکستان نے۔ اسی پاک سرزمین کے پاک باز بیٹوں اور بیٹیوں کے ذریعے، ان شاء اللہ!! اور اسی لیے ایک بار پھر دُہرالیں: ''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے''۔ (سورۃ الصف: 9)

اور یہ مضمون اس حدیث کے بغیر نامکمل رہے گا:

''روئے زمین پر کوئی گھر یا کوئی خیمہ ایسا نہیں باقی رہے گا جس میں اسلام داخل ہو کر نہ رہے۔ جو عزت سے چاہے گا وہ عزیز ہو کر، جو ذلت سے چاہے گا ذلیل ہو کر۔'' (مسند احمد)

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو (آمین)

(''نوائے وقت'' 30 مئی 2011ء)

(''آفاق'' جون 2011ء)

(''خواتین میگزین'' جون 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قصاص میں زندگی ہے

''اے ایمان والو! فرض ہوا تم پر قصاص..... اور تمہارے لیے قصاص میں بڑی زندگی ہے'' (سورہ البقرہ:179)۔ ہمارے ملک میں ''نئے ورلڈ آرڈر'' کے تحت سنگین ترین جرائم کی سزا معطل کردی گئی ہے۔ اسی وجہ سے قتل بڑھ گئے ہیں، اور بچے اور بچیوں پر ناقابل بیان ظلم ہو رہے ہیں۔ تیزاب پھینکنا اب ایک عام جرم ہے۔ قصاص میں قاتل کو پھانسی اور تیزاب پھینکنے والے پر تیزاب پھینکا جائے تو دیکھیں پھر کتنے جرم ہوتے ہیں۔ عدالتوں میں کیس اُس قانون کے تحت سنے جاتے ہیں جو انگریز کا قانون ہے، جو وہ ہمارے لیے بنا گیا۔ اگر اور کچھ نہیں ہوسکتا تو کم از کم وہ قانون یہاں لاگو کرلیں جو اب انگلستان میں وہاں کے لوگوں کو انصاف فراہم کر رہا ہے۔ پہلے جب کبھی لال آندھی آتی تھی تو کان میں آواز پڑتی تھی کہ کہیں ظلم ہوا ہے، کہیں کوئی بڑا گناہ کسی سے سرزد ہوا ہے۔ شائد اب گناہ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ لال آندھی کے لیے زمین پر مٹی دستیاب نہیں کیونکہ اب بڑھتی آبادیوں، ایک سے زائد منزلہ سڑکوں، کارخانوں کے قیام اور بنجر زمینوں کو زیر کاشت لانے کے بجائے ہری بھری فصلوں والی زمینوں پر سیمنٹ اور لوہے کے جنگل اُگ آئے ہیں۔ تو پھر لال آندھیوں کے لئے مٹی کیوں نہ تھڑ جائے گی؟ ہمارے معاشرے میں انصاف نام کی چیز عنقا ہے۔ پولیس اور انتظامیہ حتی المقدور غریبوں پر ظلم، کم مناسب سے معمولی جرائم کا ''انسداد'' کرتی ہے اور زر والوں سے سنگین ترین جرم سرزد ہونے پر مکمل تعاون کیا جاتا ہے۔ شیر شاہ سوری کی نقل میں ہر طرف پل اور سڑکیں تو بن رہی ہیں لیکن جرم کے خاتمے کے لیے علاقے کے ذمہ دار تھانیدار کو صرف معطل کرنے کی کارروائی کی جاتی ہے۔ اُسے شیر شاہ کی طرح امن وامان قائم کرنے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ مٹی لال آندھیوں کے لیے ضرور کم ہوگئی ہے، بالکل اسی طرح کہ جیسے اس ملک سے غیرت، ایمان داری، حسن سلوک اور رواداری عنقا ہوچکی ہے۔ مگر مٹی جھگیوں، غریب غربا کے علاقوں کی گلیوں، محلوں، ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر بافراط ہے۔ بڑے سکول میں بچے اُستادوں کی عزت نہیں کرتے۔ سکول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کرتا دھرتا بچوں کے نظم وضبط سے لاپرواہ اور کسی قسم کی ڈانٹ ڈپٹ سے اس لیے استاذہ کو منع کرتے ہیں کہ والدین شکایت لے کر آ جاتے ہیں۔ دوسری طرف ایسا بھی ہے کہ درخت تلے، غریب آبادیوں کے ٹاٹ سکولوں، گورنمنٹ کے پھٹیچر سکولوں اور صرف اکثر رٹو طوطا، ان پڑھ حفاظ کا مدرسوں میں بچوں پر وحشیانہ سلوک بھی بار بار سننے کو ملتا ہے۔ (یہ تو آپ بیتی ہے۔ گھر میں میرے بچے کو حفظ کرانے کے لیے آنے والا بد بخت جو فضل الرحمٰن جیسا جثہ رکھتا تھا، بیٹے کو بری طرح زدوکوب کرتا۔ مجھے یہ سب بیٹے کی وفات کے بعد بتایا گیا)۔ توازن کا فقدان ہر طرف ہے۔ منبر سے بھی زیادہ آواز صدقہ خیرات کی اپیل کی صورت میں اُٹھتی ہے، اور اُسے ہی زیادہ معتبر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو اس مد میں زیادہ خرچ کرے، زیادہ سے زیادہ خودنمائی کر سکے۔ کردار سازی اور ذاتی سیرت کو بہتر بنانے میں مسجد کا کردار بہت محدود ہو گیا ہے۔ خطیب اور امام اب عام طور پر تنخواہ دار ہیں (تنخواہ حیرت ناک حد تک کم ہے) اس لیے صرف نماز کے اوقات میں حاضر رہنے کو وہ کافی خیال کرتے ہیں۔ باقی وقت میں وہ اپنے ذاتی مدرسے میں یا گھر گھر جا کر بچوں کو پڑھا کر اپنی ضروریات پوری کرنے پر مجبور ہیں۔ نکاح یا فوتیدگی پر کچھ مزید سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ اردگرد کے لوگوں پر ان کا اثر اور زور نہیں ہے۔ اسی لیے مسجد کے منبر سے اسلاف کی خوش کن اور روح پرور باتوں کو سنایا ضرور جاتا ہے لیکن غرض صرف بیان کو خوبصورت بنانا ہوتا ہے، سبق دینا مراد نہیں ہوتا۔ اکثر لوگ مسجد کی طرف ایک عادت کے تحت آتے محسوس ہوتے ہیں۔ ایسی عادت کے بجائے مسجد میں حاضری اللہ کے لیے ہوتی تو ہمارا معاشرہ اتنا بگڑا ہوا نہ ہوتا۔ رمضان کے فوری بعد مسجد میں کتنے نمازی آتے ہیں؟ منبر پر بیٹھی شخصیت کے دل سے اُٹھنے والی آواز تب ہی اثر دکھا سکتی ہے کہ جب اُن کا ذاتی کردار مثالی ہو۔ ایسا مثالی کردار اردگرد کے لوگوں پر مثبت اثر ڈال کر معاشرے کو سدھار سکتا ہے۔ جن بزرگوں کے ہم گرویدہ ہیں اُنہوں نے غیر مسلموں کو گلے لگایا، دائرہ اسلام میں شامل ہونے میں مدد دی۔ اسلام رنگ اور نسل کی تفریق ختم کرنے آیا ہے اور ہم اپنے مسلک اور گروہ کی شناخت ہی ایک مخصوص رنگ کے جبوں، عماموں اور پگڑیوں سے کراتے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے معاشرے کو جوڑا، بانٹا نہیں۔ ہم مسجد کا نام بھی مسلک سے جوڑ دیتے ہیں۔ اگر اللہ سے ڈرنے والے خطیبوں کی خود اپنی صحت اتنی قابل رشک نہ ہوتی تو ہم میں کردار نام کی کوئی چیز ضرور پائی جاتی۔ ہماری کسی بھی فرض یا نفلی عبادت کی شروعات اور قبولیت کی بنیاد پاکیزگی اور طہارت ہے۔ ہم میں سے کتنے خود اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھتے ہیں؟ مساجد کی وضو کرنے کی جگہ یا غسل خانے کیا مثالی صفائی کا نمونہ ہوتے ہیں؟ کیا پاکیزگی، صفائی ستھرائی اور قوم میں یکجہتی پیدا کرنے جیسی ''چھوٹی چھوٹی'' باتوں کی اہمیت بارے یہ مختلف جماعتوں سے منسلک مختلف رنگوں کے جبوں میں ملبوس علماء اکرام اپنا کردار ادا کر رہے ہیں؟ یہ تو صرف اُنہیں مزید بانٹنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ٹی وی پروگراموں میں ان کے بڑوں کی سج دھج اُنہیں سننے کے بجائے دیکھتے رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ کیا کمال کی گوٹہ کناری سے مزین فنکارانہ سج دھج ہوتی ہے اور مزید پھر ستائش باہمی۔ اس بار رمضان سے متعلق ایک پروگرام تو ''چھا'' ہی گیا ہے۔ رمضان سے وابستہ پروگراموں میں پنڈال کی دلفریب سج دھج اور وہاں کا ہلہ گلا، خواتین کے زرنگار ملبوسات، میک اپ، میزبان کی آنیاں جانیاں، اُچھل کود، موسیقی کا مسلسل استعمال۔ کیا یہ سب کسی بھی طرح پاکیزگی اور احتیاط کے پہلو کو اُجاگر کرتا ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ اخلاق کو سدھارنے کا عمل گھر سے شروع ہو۔ ذمہ داری سکول پر نہ ڈالی جائے۔ گھر میں والد اپنے بیٹے سے یہ نہ کہے کہ جاؤ اور آنے والے کو بتا دو کہ میں گھر میں نہیں ہوں۔ میلاد کی محفلوں میں سبق آموز بیان کم، زیادہ زور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے پہلو کو اجاگر کرنے کے بجائے نعتوں میں زلف مبارک اور مستانی آنکھ کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر بیلیں دینے کا طور طریقہ؟ نعتوں میں اردو اور پنجابی یک جا کر کے ترنم ضرور نکھر جاتا ہے، معنی گم ہو جاتے ہیں۔ کم از کم کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ بڑے بڑے جگادری آئمہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی یہ بتایا ہو کہ ایک بار ایک بڑھیا کا بوجھ اُٹھانے کے بعد وہ بوڑھی عورت جو راستے بھر آپ ﷺ کو محمد ﷺ سے بچنے کی بار بار تاکید کرتی رہی یکدم مسلمان کیوں ہو گئی؟ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اپنے ملک میں ایسا آئین اور قانون بنانے میں مدد دے جو صحیح معنوں میں اسلامی ہو اور عام لوگوں کی زندگی آسان بنا دے۔ آمین یارب العالمین!

(''فیملی میگزین'' 26اکتوبر 2014)

(''چشمِ بیدار'' نومبر 2014)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک کہانی، بہت سچی

اچھے وقتوں میں اچھے بچے مغرب کے وقت گھروں میں واپس لوٹ آتے تھے۔اُن دنوں میں رات بھی جلد شروع ہو جاتی تھی۔بچے پاس پڑوس میں ہی ٹیوشن پڑھ لیتے تھے۔اکیڈیمیوں کا ہجوم ابھی دور کی بات تھی۔گھر میں پکا کھانا بڑے اور بچے سب خوشی خوشی اکٹھے بیٹھ کر کھاتے۔کے ایف سی اور میکڈ لنلڈ کا نام ابھی سننے کے لیے پندرہ سے بیس سال پڑے تھے۔انٹرنیٹ اور کمپیوٹر پر کارٹون کہانیاں ابھی سات سمندر پار تھیں۔ٹی وی 7/24 کی نحوست سے پاک تھا۔اُن دنوں اکثر نیم تعلیم یافتہ لیکن اچھی تربیت کی ضرورت سے آشنا نانی، دادی اور امائیں، بچوں کو بہتر انسان بنانے کے لیے رات کو سُلاتے وقت کوئی سبق آموز کہانی ضرور سنایا کرتی تھیں۔ایک کہانی اُس نے سنی ضرور لیکن مکمل سمجھ آئی بڑے ہو کر۔افتخار کی نانی اماں نے اُس دن کہانی یوں شروع کی کہ:

''بہت عرصہ ہوا مدینہ منورہ میں ایک بزرگ رہتے تھے۔وہ صرف اللہ کو خوش کرنے کے لیے مسافروں کو اپنے پاس ٹھہراتے ،اُن کی خوب دیکھ بھال کرتے۔ایک دن ایک شخص ان کے ہاں مہمان ہوا۔اُس کا اُنہوں نے بہت خیال رکھا۔کافی دنوں کے بعد جب وہ جانے لگا تو بزرگ نے اُس کو رخصت کرتے وقت پوچھا کہ وہ وہاں سے خوش تو جا رہا ہے۔وہ شخص بولا: میرا تو بہت خیال رکھا گیا لیکن کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ بزرگ بولے کہ تم جس وقت آئے تھے میں نے اُسی وقت تمہیں پہچان لیا تھا۔وہ شخص بولا: تو پھر یہ حُسنِ سلوک؟ بزرگ کا جواب تھا: ''وہ تمہارا کردار تھا اور یہ ہمارا''۔مہمان قاتلان حسینؓ میں سے تھا اور وہ بزرگ تھے حضرت امام زین العابدینؒ بن حسینؓ۔نانی اماں نے پھر اُس افسوس ناک واقعہ کے بارے میں بچوں کو بتایا اور یہ بھی کہ دشمنوں سے حسنِ سلوک کا سبق ہمیں ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ ﷺ کا سب سے زیادہ تابناک پہلو ہے اور یہ کہ حضرت امام زین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العابدینؒ نے اُسی پاک مثال پر عمل کیا۔اسلام کو امن، بھلائی کے پھیلانے اور برائی کو ختم کرنے والا دین ایسی مثالوں پر عمل کر کے ہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ہمارے بڑوں نے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے،ایک سیدھی راہ پر چل کر دکھادیا ہے۔ہم ہرنماز میں بھی اللہ کی راہنمائی چاہتے ہیں،اَھْـدِنَـــا الصِّـرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ(چلا ہم کو سیدھی راہ)۔

اللہ کی راہنمائی چاہنے کے باوجود اس وقت ہمارے معاشرے میں پھیلی ہر طرح کی گندگی ہمارے سامنے ہے۔آج اگر ہم بھی اس معاف کرنے کی سنت کو اپنا لیں تو بہت سے مصیبتوں سی ہماری جان خود بخود چھوٹ جائے گی۔ہم دوسروں کا حق پہچانیں،ایثار سے کام لیں اور اپنا بوجھ خود اُٹھائیں۔آئے دن حقیقی خونی رشتہ دار ایک دوسرے کو خون میں نہلا رہے ہیں۔ایسے ہر جرم کی بنیاد میں حق تلفی،زیادتی،جھوٹ،دغابازی،ہٹ دھرمی،یا کسی نہ کسی نفسانی کمزوری کا پہلو ضرور نظر آئے گا۔یہی عناصر تمام دنیا میں بھی شیطان کے کاروبار کو وسعت دے رہے ہیں۔بڑی طاقتیں ہمیشہ سے ”جس کی لاٹھی اُس کی بھینس“ کے مقولے پر عمل پیرا رہیں۔اسی وجہ سے تاریخ میں اتنی خون ریزیاں ہوئیں اور انسانوں کے سروں کے منار کسی اور نے نہیں بلکہ اشرف المخلوقات کہلائے جانے والوں نے خود بنائے۔

افتخار کو یہ بھی سمجھ آئی کہ مثبت ایجادات بھی آخر کار کسی نہ کسی منفی قسم کے استعمال میں ضرور لائی گئیں۔پتھر کے زمانے کا انسان بھوک مٹانے کے لیے جانوروں کا شکار کرنے میں حق بجانب تھا۔اُس کے ہتھیار کم کارگر تھے۔آج کے ہتھیاروں کی اور خاص طور پر جوہری ہتھیاروں کی جو خصوصیات ہیں اُن سے کون واقف نہیں!اسی طرح لیزر کا استعمال اگر جان بچانے کے لیے ہے تو وہ انتہائی مہلک ہتھیار بھی ہے۔ہوائی جہاز کیوں بنے اور پھر اُس کا استعمال بطور بمبار اور لڑاکا طیارے کے ہوا۔یہ فہرست اتنی طویل ہے کہ دفتر کے دفتر بھر جائیں۔مثبت ایجادات کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔دنیا کے بیشتر حصے پر اپنے ایک ہزار سالہ دورِ حکمرانی میں مسلمانوں نے مختلف علوم وفنون کو جلا بخشی۔جہاں یہ ایک مثبت پہلو ہے وہیں یہ بھی ایک بہت تلخ حقیقت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور کے فوری بعد خلیفہ نے ظلِ الٰہی کا روپ دھار لیا،موروثی اقتدار کی راہ اختیار کی تو پھر اُن میں اور غیر مسلم حکمرانوں میں فرق مٹ گیا۔اموی خاندان کے مظالم کی فہرست اگر طویل ہے تو عباسی خلیفہ کے ہاتھوں اُموی خاندان کا بھیانک خاتمہ اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عباسی خلافت کے دور کی تاریخ بھی کم بھیانک نہیں۔ اسی لیے ہلاکو خان نے عباسیوں کو عبرت کا نشان بناتے وقت خود کو اللہ کا عذاب قرار دیا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ خاندان کے عروج اور زوال سے کون واقف نہیں!

کیا آج پاکستان میں وہی کچھ نہیں دہرایا جا رہا ہے؟ کیا عبرت نام کی چیز سے ہم واقف ہیں؟ وہی موروثی خاندانی سیاست سکہ رائج الوقت ہے۔ چند خاندان باریاں لے رہے ہیں۔ ایک ہی خاندان کے لوگ مختلف سیاسی پارٹیوں میں ہونے سے ایک دوسرے کے مفاد کی بخوبی حفاظت کرنے پر قادر ہیں۔ زر والے کسی قاعدے قانون کو اہمیت نہیں دیتے۔ اُن کے لاڈلے انسانی جان بھی لے لیں تو قانون اُن کی مدد کے لیے لچک کھا جاتا ہے۔ ایک طرف بے آب، قحط زدہ علاقوں میں موت بے آسرا لوگوں کو شکار کر رہی ہے تو دوسری طرف مختلف قسم کے جشن اور فیشن شو منانے سے ہی ہمارے اکابرین کو فرصت نہیں ملتی۔ روزانہ کے حساب سے آبرو ریزیاں ہو رہی ہیں، قتل، خودکشیاں اور ڈاکے ہیں لیکن نہایت ڈھٹائی سے امن وامان کی صورت کو اطمینان بخش بتایا جاتا ہے۔ ان تمام مظالم کی بنیاد وہی ہے کہ حق چھینے جا رہے ہیں دن دہاڑے! ان نام نہاد بڑوں نے منہ پر کئی کئی نقاب اوڑھ رکھے ہیں۔ قوم کے اتنے ہمدرد ہیں کہ اپنے خاندان کے ذاتی ہسپتال کے علاوہ دوسرے بہترین ہسپتالوں کے موجود ہونے کے باوجود علاج کے لیے باہر ہی جاتے ہیں۔ مشرف نے جو حال اپنے ملک کے علاوہ اُمہ کا کیا ہے اُسے ہر طرح کی گرم ہوا سے محفوظ رکھا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ اُس کے ساتھ جرائم میں شریک اب حکومتی پارٹی میں ہیں۔ الطاف حسین کے خلاف اگر اُس کے اپنے دوسرے وطن میں تحقیق ہو رہی ہے تو پاکستان سے کس بات کا بدلہ لیا جا رہا ہے؟ ملک میں اگر یہی حالت رہی تو پھر اللہ کی لاٹھی کے برسنے میں دیر ہو سکتی ہے لیکن اندھیر نہیں۔ جس طرح اُموی، عباسی اور مغل عبرت کا نشان بنے، یہ سب کس باغ کی مولی ہیں؟ ان کی تو ویسے ہی کوئی اوقات نہیں سوائے پیسے کے۔

(''فیملی میگزین''، ''نوائے وقت'' 13 جولائی 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استقبالِ رمضان

اللہ کے خصوصی کرم سے ایک بار پھر ہم رمضان المبارک کے مقدس لمحوں سے نوازے جا رہے ہیں۔ان شاء اللہ اس ماہ مبارک کے لمحوں کو یوں گزاریں کہ ہم زیادہ سے زیادہ رحمتیں لوٹ سکیں (آمین)۔ رمضان میں رحمت الٰہی پورے جوبن پر ہوتی ہے، مانگنے والے کو ڈھونڈ رہی ہوتی ہے۔زندگی کو ایک نیا رخ دینے والا ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرنے والا صرف اللہ ہے۔نئی زندگی کے لیے آغاز ہم نے خود کرنا ہے۔بسم اللہ کہہ کر ہم نے اللہ پر پورے بھروسے سے قدم بڑھانا ہے۔دستگیری، رہنمائی اور برکت اس کی مہربانی سے ہوگی ان شاء اللہ!!! اس ماہ میں خیر و برکت کے خزانوں کی بارش ہوتی ہے۔ جنت کے دروازے کھول اور دوزخ کے بند کر دیے جاتے ہیں۔شیطان پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔مندرجہ ذیل چند کاموں میں سے کسی ایک کا اہتمام کریں، ان شاء اللہ خود کو کل جو گزر گیا اس سے بہتر انسان پائیں گے۔صدق دل سے قرآن سے تعلق جوڑ لیں۔ چند الفاظ کی با ترجمہ بلا ناغہ تلاوت شروع کرنے کے لیے دو الفاظ "بسم اللہ" مناسب ترین ہیں۔ثواب ہر حرف کا ملتا ہے۔صرف ایک سنت (جو آپ کو سہل ترین لگے) پر عمل کرنا شروع کر دیں۔مثلاً:

☆ قبلہ رخ نہ تھوکیں۔

☆ فضول گفتگو سے پرہیز کریں۔

☆ کچھ وقت خدمتِ خلق میں صرف کریں۔کسی بیمار عزیز، پڑوسی یا کسی بھی ہسپتال میں جا کر کسی بھی اجنبی مریض سے صرف مسکرا کر اس کی خیریت دریافت کر لیں۔

☆ سلام کرنے میں پہل شروع کر دیں۔

☆ اپنے لیے "میں" کا لفظ کم سے کم استعمال کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مقدس مہینے کی اہمیت قدیم زمانے سے یوں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ابرٰہیمی صحیفہ رمضان کی پہلی رات اُترا، تورات چھٹی رات کو، زبور بارھویں، انجیل تیرھویں تاریخ (عیسائی یا اہل مغرب 13 کے ہندسے کو منحوس قرار دیتے ہیں)، قرآن چوبیسویں رات کو۔ اگلے تمام صحیفے پیغمبروں پر ایک ساتھ ایک ہی مرتبہ اُترے۔ پورا قرآن کریم بیت العزہ سے شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ حضرت جبریلؑ حسب الحکم لاتے رہے۔ پہلی آیت 18 رمضان المبارک کو نازل ہوئی۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگلی امتوں پر بھی ایک مہینے کے روزے فرض تھے لیکن عشاء کے بعد کھاپی کر سو جاتے اور ان پر کھانا پینا اور دوسرے حلال اعمال حرام ہو جاتے تھے۔ پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد ضروری نہ رہا، جو چاہتا رکھ لیتا۔ آپؐ نے فرمایا: رمضان میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا ذکر کثرت سے کرو، اللہ سے استغفار کثرت سے مانگو، قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرو۔ قرآن پاک کی تلاوت کی اہمیت اس طرح واضح ہوتی ہے کہ حضرت جبریلؑ ہر رات آپ ﷺ سے ملا کرتے۔ رمضان گزرنے تک آپ ﷺ اُن کو قرآن سناتے۔ (بخاری) آپ ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے بتقاضۂ ایمان اجر و ثواب طلب کرنے کی نیت سے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔"

اس ماہِ مقدس میں زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہونے کے لیے آپ تعلیم یافتہ، نیک اطوار، اچھے لوگوں میں اُٹھیں بیٹھیں، دوسروں کی بُری باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی اچھی باتوں پر نظر رکھیں، ہم خود اچھے ہو جائیں گے۔ اس طرح دوسرں کی زندگیوں میں بھی آسانی پیدا کر سکتے ہیں۔ درج بالا گزارشات ہماری زندگی کے بدلنے میں اس قدر معاون ثابت ہو سکتی ہیں کہ کچھ عرصے بعد ہم خود حیران رہ جائیں گے، ان شاء اللہ!! یہ رمضان کیسا تحفہ دے کر کیسی کیسی برکتوں سے ہمیں نواز گیا۔ اس ماہ میں پاکستان کے لیے خصوصی دعا کرتے رہیں۔

("نوائے وقت" 12 اگست 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے ہے حکم اَذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

یہ بات کب، کیوں اور کیسے معلوم ہوئی یاد نہیں، لیکن سمجھ خوب آئی۔ ایک شخص نے اپنی مشکلوں سے تنگ آ کر اللہ علیم الخبیر کی خدمت میں عرض کہ وہ بہت ہی مصیبت زدہ ہے، سب سے زیادہ تکلیف میں ہے، اُس کو مصیبتوں سے نجات دلائی جائے۔ حکم ہوا کہ پاس پڑی دوسروں کی مصیبتوں اور مشکلات کی گٹھریوں میں سے جو سب سے زیادہ ہلکی لگے وہ گٹھری اُٹھالو۔ فرداً فرداً سب گٹھریوں کو جانچنے کے بعد وہ شخص اس نتیجے پر پہنچا کہ اُس کی اپنی گٹھری ہی اس کے لیے سب سے مناسب ہے۔ یہاں یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ذہن میں رہے کہ:

''اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا'' (بقرہ: 286)

یہ ایک روایت، تمثیل اور لوک کہانی یا جو کچھ بھی ہے، ہر کوئی اپنی استعداد یا سمجھ کے مطابق ہی اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرے گا۔ اس لیے کہ ہر انسان دوسرے سے اُسی طرح ہی مختلف ہے کہ جیسے ایک ہی درخت کے دو پتے۔ یوں ہر مخلوق کو انفرادیت کی یہ عطا اللہ کے بے نظیر الخالق (وجود بخشنے والا) اور المصور (صورت بنانے والا) ہونے کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔ اللہ کی صفات اور اُس کی تخلیقات کے بارے میں غور و فکر اور تدبر کرنے کی تاکید اسی لیے ہے کہ اس طرح اُس پاک ذات کا الواحد (بے مثل) ہونا اُس کے القہار (مخلوق پر مکمل غلبہ رکھنے والا) اور الرازق (حاجت روا) ہونے پر ایمان پختہ تر ہوتا چلا جائے:۔

''اسی طرح اللہ اپنی آیات کی وضاحت فرماتا ہے تاکہ تم تعقل کر سکو'' (سورہ بقرہ: 242)

''اسی طرح ہم کھولتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لیے جو تفکر کریں'' (سورہ یونس: 24)

''ہم نے اسے قرآن عربی بنا کر اتارا تاکہ تم اسے سمجھ سکو'' (سورہ یوسف:3)

''اور اتارا ہم نے تم پر ذکر کہ تم جو کچھ لوگوں کے لیے اتارا گیا ہے اس کی وضاحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو تا کہ وہ تفکر کریں' (سورہ نحل:44)

مولانا ظفر علی خانؒ نے اسے ایسے بیان کیا ہے:

ایمان نہیں وہ جنس جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈنے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں

پہلے ذکر آ چکا ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہے، اس اختلاف کے باعث وہ اپنی زندگی بھی ایک مخصوص، سب سے مختلف انداز اور طریقے سے گزارتا ہے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ انسانوں کی اکثریت زندگی اپنی پسند کے برعکس گزارتی ہے یا گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ بہت کم، اور وہ انسان مثالی ہوتے ہیں، جو اس سفر کو بھرپور جدوجہد سے ایک منظم انداز میں مکمل کرتے ہیں۔ پتھر کے زمانے کے انسان کی مانند محض معاش، حفاظت اور ایک چھت کا حصول ان کا مطمح نظر نہیں ہوتا، وگرنہ اُن میں اور ایک پودے کی جڑ میں کیا فرق جو جبلی طور پر زمین میں اپنی جگہ بناتی چلی جاتی ہے۔

حقیقی زندگی میں جو انسان محدود سوچ، مخصوص حالات، کسی جسمانی عارضے یا معذوری کے باعث حتی المقدور جدوجہد نہیں کر پاتا وہ اوروں کے مقابلے میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اُس کے برعکس ایک مثالی انسان خواہ وہ معذور، اپاہج ہو اپنی خداداد وسیع سوچ، بلند ہمتی، سازگار ماحول اور حوصلہ افزائی کے سبب وہ کچھ کر گزرتا ہے کہ جو ایک عام تندرست انسان کے لیے کامیابی اور ہمت کی مثال بن جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ قدرت نے انسان کو بہت زیادہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اُس کی بلند سوچ اُس کی زندگی میں حیرت انگیز مثبت تبدیلی لا سکتی ہے۔ بلند سوچ انسان کو ایسا نڈر بھی بناتی ہے کہ کچھ ہی عرصہ پہلے عمر کی پرواہ کیے بغیر ایک نوے سالہ خاتون نے چھاتے کے ذریعے ہزاروں میٹر کی بلندی سے چھلانگ لگائی ہے۔ اسی طرح ایک شخص بلند عمارتوں کے درمیان یا کسی خطرناک دریا کے اوپر بلندی پر تنے رسے پر سے واجبی حفاظتی انتظامات کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ سائیکل، موٹر سائیکل اور کار یا ہوائی جہاز کے ذریعہ یا بیسیوں اور طریقوں سے حیرت ناک کرتب انجام دیتا ہے۔ چند انسانوں میں ایسی ودیعت اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناس نوازش ہوتی ہے۔ جسے وہ ذاتی کاوش سے حیرت انگیز مہارت میں بدل کر ایسے پُر خطر کرتب انجام دیتے ہیں۔ لیکن ایسے جان لیوا کاموں میں خیر کا پہلو کم جبکہ شوق، نام ونمود اور پیٹ کا دخل زیادہ ہے۔ ایسے کام دل کا بہلاوا ہیں، ان میں حقیقی فلاح کا پہلو کم ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ ایسی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ مثبت فائدہ اُٹھائے۔ ابھی چند دن پہلے ایک معذور

تنے رسے پر چلتا بازی گر

شخص نے نانگا پربت کی چوٹی سر کی ہے، اور اسی طرح جوانی میں اس چوٹی کو سر کرنے والے شخص نے اب وہ کارنامہ اُسی (80) سال کی عمر میں دوبارہ انجام دیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ آج بہتر تکنیک کی فراہمی، جدید علم، اور فنی زمانہ ایجادات نے کئی مشکل مراحل کو سر کر لینا آسان ضرور بنادیا ہے لیکن ایک ایسی مہم کو انجام

دینے کے لیے پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے نہ ہلنے والے جس ارادے کی ضرورت ہوتی ہے، اُس کا انحصار صرف اور صرف انسان کی ذاتی بلند سوچ، ہمت وحوصلے پر ہے۔ اور یہ سب بھی دین اللہ ہی کی ہے، اُس شخص کا ذاتی کمال ہے تو وہ صرف یہ کہ اُن خصوصیات کو مثبت سوچ اور بہترین انداز میں استعمال میں لا کر نہ صرف اپنی زندگی بہتر انداز میں گزارے بلکہ عام انسانوں کی زندگی میں بہتری لا

80 سال کی عمر میں دوبارہ مہم سر کی

ئے۔ مثلاً فلاح عام کے کام کا اجرا کر دے، کسی خیر کے کام میں اپنا حصہ ڈال دے۔

اب چند ایسے افراد کا ذکر جو جسمانی معذوری کے باوجود تاریخ انسانی میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ نویں صدی قبل مسیح کا مشہور یونانی شاعر ہومر (اُسے ایک فرضی شخصیت بھی کہا جاتا ہے) نابینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نابینا شاعر ہومر

تھا۔اُس نے اپنی رزمیہ شاعری سے مردہ قوم میں زندگی اور حریت کی روح پھونکی۔تیمور لنگ مغلیہ خاندان کا جد امجد،ایک عظیم سپہ سالار،سفاک فاتح 'لنگ' اس لیے کہلایا کہ ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا۔ رنجیت سنگھ (1780ء-1839ء) پنجاب کا حکمران ایک آنکھ سے محروم تھا۔ روزویلٹ (دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی صدر) دونوں ٹانگوں سے معذور تھا۔امریکی مصنف اور ایک متحرک سماجی شخصیت، ہیلن

ہیلن کیلر

کیلر (1880ء-1968ء) سماعت اور بصارت سے محروم تھیں۔فورڈ کاروں کا موجد ہنری فورڈ بے اندازہ دولت مند ہونے کے باوجود کوئی ٹھوس غذا استعمال نہیں کرسکتا تھا۔ علامہ اقبالؒ کے ایک نابینا معالج 'حکیم نابینا' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ بلا جواز اور بے رحمانہ امریکی یلغار سے پیشتر ملا عمر جن کی حکومت (خلافت) کے دوران افغانستان کے 85% علاقے میں مکمل امن وامان

روزویلٹ

تھا اور ہتھیاروں اور منشیات کے استعمال پر مکمل پابندی تھی،اُن کی ایک آنکھ روسیوں کے خلاف جہاد میں جاتی رہی۔ پاکستان کے رانا تاب عرفانی نابینا ہیں لیکن ایک شاعر،ادیب اور سفر نامہ نگار ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی بیشتر مثالیں ہیں جنھوں نے جسمانی معذوری کے باوجود ایک فعال زندگی گزاری اور دوسروں کے لیے قابل تقلید مثال بھی بنے۔اُن میں درس و تدریس، طب، سائنس سیاست،صنعت،تجارت،کھیل اور اداکاری جیسے شعبوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

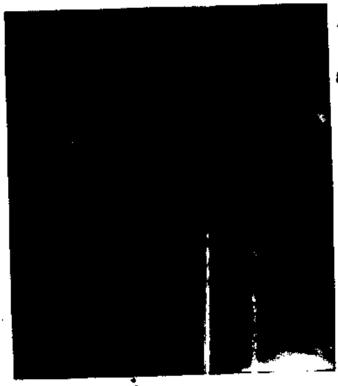
رانا تاب عرفانی

وابستہ شخصیات شامل ہیں۔ یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ معذوروں کے علاج معالجے، دیکھ بھال اور اُن کو دوبارہ زندگی کے دھارے میں شامل ہونے میں ہر ممکن مدد دینے والے ادارے مغربی دنیا میں زیادہ فعال ہیں۔ ہم مسلمان اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ چند ادارے جو مسلمان ملکوں میں ایسی خدمات انجام دے رہے اُن کو اکثر دینی جماعتیں چلا رہی ہیں یا دین سے شغف رکھنے والی شخصیات۔ پاکستان کی حد تک سرکاری ہسپتال جن برے حالات کا شکار ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اس اہم شعبے سے متعلق افراد جب تک ایک لگن، تندہی اور اسے زندگی کا اہم ترین مقصد قرار دے کر اپنے فرائض انجام نہ دیں گے تو بہتر نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ یہ ایک پیشہ بعد میں لیکن بے غرض خدمت اور مسیحائی کے ذریعہ سے قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

''اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے کے لیے ستر ماؤں سے زیادہ ہے'' (الحدیث)۔ اللہ نے اُس کا اظہار اپنے نور کی رنگینیوں سے دنیا کو انسان کے لیے حسین اور اس کی ہر ضرورت سے آراستہ کر کے کیا۔ دنیا کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانا، انسان کو بھائی چارے اور راحت بھری زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا مطلوب تھا۔ اس اہم ضرورت کو اللہ ربّ العزت نے اپنی مشیت اور ایک نظام کے تحت نبی اور رسول مبعوث فرما کر پورا کیا۔ اُن کے ذریعے اُس وقت کے انسان کی سمجھ بوجھ اور ضرورت کے مطابق اُسے دین (زندگی گزارنے کا طریقہ) کا حصہ عطا کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک میں اللہ کا دین مکمل ہوا۔ آپ ﷺ نے اللہ کے رسول اور آخری نبی کی حیثیت میں 9 ذوالحجہ، 610ء کو اللہ کا یہ ارشاد تمام مسلمانوں تک پہنچادیا:

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی''۔ (المائدہ: 3)

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعے رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کو کامیاب زندگی گزارنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قابل عمل اور مکمل اسلوب عطا فرمایا۔ آپ ﷺ اس عظیم اور مبارک ترین اجتماع میں مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ ایک کامیاب ترین اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ کر کاروبار سلطنت کو عام انسانوں کی دینی اور دنیوی فلاح کا ذریعہ بنانے کا سلیقہ اپنے غلاموں کو عطا فرما چکے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے اسلامی ریاست کو حضور ﷺ کی اتباع میں، آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مزید استحکام بخشا، مملکت کی حدود میں اضافہ کیا، عدل و انصاف، صلہ رحمی اور عوام کی بھلائی کی ایسی روشن مثالیں قائم کیں کہ دنیا کی اور کوئی قوم ایسا نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضور ﷺ پیوند لگا لباس زیب تن فرماتے، اپنے نعلین مبارک اپنے ہاتھ سے مرمت فرما لیتے۔ حضرت ابو بکرؓ کا ماہانہ وظیفہ ایک مزدور کی مزدوری کے برابر تھا۔ حضرت عمرؓ درخت کے نیچے زمین پر اینٹ سر کے نیچے رکھ کر سو جاتے۔ حضرت عثمانؓ نے شہادت قبول فرمالی لیکن سرکاری فوج کو اپنی حفاظت کے لیے نہیں بلایا کہ مدینہ منورہ کی زمین مسلمانوں کے خون سے سرخ نہ ہو۔ جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے تو آپؓ کی کوشش رہی کہ مال کے معاملے میں خیانت نہ ہو جائے، عہد و پیمان میں کہیں فرق نہ آ جائے، دین کے معاملے اور انصاف کرتے وقت کوئی کمزوری رہ نہ پائے۔ اپنے اور گھر والوں کے لیے کم سے کم خرچ لیا۔ انصاف کا اس حد تک خیال رکھا کہ کاری زخم کی وجہ سے اولاد کو وصیت کی کہ ''اگر میں گزر جاؤں تو صرف قاتل سے قصاص لینا، دوسرے لوگ نہ قتل کیے جائیں۔ قاتل کے اعضاء نہ کاٹے جائیں۔'' اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا شمار بھی خلفائے راشدین میں کیا جاتا ہے، آپ کی والدہ حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں) نے خلیفہ بنتے ہی عیش و عشرت کی زندگی ترک کر دی اور اُس سے متعلق سامان پر پابندی لگا دی۔ جن لوگوں سے بنواُمیہ نے جائدادیں ناجائز طور پر ہتھیا لی تھیں وہ آپ نے واپس کرا دیں۔ ایسی پابندیوں اور انصاف پروری کی وجہ سے بنو امیہ کے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے اور زہر دلوا کر شہید کروا دیا۔ خلفائے راشدینؓ یا آپ ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کو ہمارے حکمرانوں کی طرح کوئی استثنیٰ حاصل نہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تھے تو کوئی نووارد یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ آپ ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں۔

ان سب پاک مثالوں کو جانتے بوجھتے آج ہم سب نام کے مسلمان ہیں۔ اسی وجہ سے دوسروں کی نظر میں بے وقعت، اور ہماری طرح کے بے حس، صرف ذاتی مفاد کو مدِنظر رکھنے والے، اقربا پرور، ظالم، ڈکٹیٹر، موروثی حکمران ہم پر مسلط ہیں۔ ہماری ذلت کی اہم وجہ مسلکوں میں بٹا ہونا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیروں کے ہاتھوں میں کھیلتے دہشت گرد، شر پسند اور خود کش حملہ آور اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کا خون بے دریغ بہا رہے ہیں۔ یہ سب بھی مسلک کا کیا دھرا ہے۔ جانتے بوجھتے کہ ڈور کہاں سے ہلائی جاتی ہے اور کون سی طاقتیں اس تباہی کی ذمے دار ہیں، ہمارے لیڈروں کو لب کشائی کی ہمت نہیں۔ مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں کو یہی قوتیں ہتھیار اور گولہ بارود فراہم کر کے اپنی اسلحہ ساز فیکٹریاں چالو رکھتی ہیں۔ وہ ''کاروبار'' بھی کر رہی ہیں اور مسلمانوں کا شکار بھی۔ بم دھماکے، ڈرون یا خود کش حملے میں جو معصوم لوگ مارے جاتے ہیں، کیا اُن کا مصرف یہی تھا؟ اس سوال کا جواب شائد کسی کے پاس نہیں ہے لیکن پاکستان، افغانستان اور عراق میں تمام خون خرابہ اور تباہی مشرف اور اس کے رفقا کے ہاتھوں لائی ہوئی ہے۔ قدرت کی منشا اور اشرف المخلوقات کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ خود کش حملہ آور بن کر بے دریغ خون بہائے اور جنت کا طلب گار بھی ہو۔ اُس کو خود مختاری اس لیے نہیں دی گئی تھی کہ اپنے جیسوں کا خون بہا کر عدالت سے موت کی سزا پا کر شرمندہ یا خوفزدہ ہونے کے بجائے دولت کے زور پر سزا سے بچ جانے کے گھمنڈ میں دو اُنگلیوں سے اپنی جیت کا نشان بنا کر اپنی خباثت کو مزید اُجاگر کرے۔ یہ نشان وہ بنا سکتے ہیں جن کے دل اللہ کے ارشاد کے مطابق پتھر کے ہو گئے ہوں۔ لیکن انسان کا دل پتھر سے بھی سخت ہے کہ پتھر میں سے تو پانی پھوٹ پڑتا ہے لیکن مشرف جیسے انسان کی آنکھ سے آنسو نہ ٹپک سکے گا۔ وکٹری کا نشان بنانے والے حیوانوں کو دیکھ کر اہل دل اور معصوموں کے دل پر کیسی قیامتیں گزر گئی ہوں گی؟ کیا اُس وقت اُنہوں نے اللہ کو نہیں پکارا ہو گا؟ مظلوموں کی آہ اللہ کے دربار میں رائیگاں نہیں جاتی۔ یہ کیسے مسلمان ہیں جنہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ اُن جیسوں کی بخشش نہیں ہے! نہیں ہے! یہ اُسی جبار اور قہار کا فرمان ہے کہ:

''جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے تو گویا اُس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہے'' (المائدہ:32)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی ذمی کافر کو (ناحق) مار ڈالے وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ تک پہنچتی ہے۔'' (بخاری شریف)

یعنی ایسے شخص کی جو کسی کو ناحق مار ڈالے، بخشش نہیں ہے۔ جب نام نہاد مسلمان ہی بموں اور خود کش دھماکوں سے عبادت گاہوں میں اللہ کے ذکر میں مصروف ہر عمر اور جنس سے تعلق رکھنے والوں معصوموں اور بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں، عمر بھر کے لیے معذور اور اپاہج بنا دیں تو کیا اس قبیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظلم کا سمیع و بصیر اللہ مزید سخت حساب نہ لے گا؟ قرآن کی رو سے اس دنیا میں قتل کی سزا قتل ہے لیکن ہمارے ارباب اقتدار نے دوسروں کے کہنے پر اس سزا پر عمل کرنا روک دیا ہے۔ کیا یہ اللہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی نہیں؟ جب سزا کا خوف نہ ہوگا تو قبیح جرائم میں کمی کیسے واقع ہو سکتی ہے؟ امریکہ، یورپ اور دوسرے ملکوں میں شرح جرائم زیادہ کیوں ہیں اور سعودی عرب میں اُن سب کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر کیوں؟

ہم اُمت وسطٰی اور نبی آخر و نبی رحمت ﷺ کے ماننے والے ہونے کے باوجود آج جن ملکوں میں اکثریت میں ہیں (ایران کے علاوہ) وہاں ایک بھی ایسی حکومت نہیں جسے اسلامی حکومت تسلیم کیا جا سکے۔ مسلمان ملکوں میں غیر اسلامی ممالک کے مقابلے میں بدترین حکومتیں قائم ہیں اور وہ الواحد (بے مثال) اللہ کے بجائے موجودہ دنیاوی بڑی طاقت کے اشارے پر مسلمانوں پر بدترین انداز میں حکومت کر رہی ہیں۔ ان موروثی اور صرف دولت کے زور پر حکمران بننے والوں کی اکثریت یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ جس طرح روس کا حکمران پیٹر دی گریٹ (1682ء-1752ء) اُس وقت کی منحنی روس کی مملکت کے اردگرد کی مسلمان ریاستوں کو باری باری دھونس، دھاندلی، سازش اور لالچ کے ذریعے اپنے زیر تسلط لایا تھا وہی سلسلہ الجیریا (1992ء) سے شروع ہوا۔ وہاں جمہوری عمل کے ذریعہ اکثریت حاصل کرنے والی اسلامی جماعت کو بزور طاقت زیر کرنے کے بعد ایک اسلام دشمن حکومت قائم کی گئی۔ پھر افغانستان میں امن قائم کرنے والی طالبان حکومت کے خاتمے سے لے کر اب تک پاکستان، عراق، لیبیا، تیونس، مصر، شام میں جو خون بہایا جا رہا ہے اُس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ مسلمان مخالف قوت کا رخ اب شام کی اوٹ میں ایران کی طرف ہے۔ شام پر امریکی حملے کی صورت میں اگر روس سعودی عرب پر میزائیل داغتا ہے (پیوٹن کی دھمکی: 27 اگست 2013ء) تو نقصان پھر بھی تو مسلمانوں ہی کا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے عیسائیوں، یہودیوں اور کمیونسٹوں کی یہ ایک سوچی سمجھی مشترکہ سازش ہے۔ ذاتی مفادات اور اپنی ناک سے آگے نہ دیکھ سکنے والے مسلمان حکمرانوں کو اب جاگ جانا چاہیے۔ رضا شاہ پہلوی، ضیاالحق، سوہارتو، صدام، حسنی مبارک، اور مشرف اپنے دور میں بہت مضبوط رہے، لیکن اُن کا انجام؟ اور اُن سے پہلے والوں کا بھی!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المیہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ اور خاص طور پر قرآن سے دور اور لاتعلق ہے۔ اسی وجہ سے عبرت اور رسوائی کا نشان ہے۔ علامہ کو یہی دُکھ تھا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

قرآن کو ایصالِ ثواب، حصولِ ثواب اور قسم اور وہ بھی اکثر جھوٹی، کھانے کے لیے استعمال میں لاکر ایک خوبصورت جزدان میں ڈال کر ایک اُونچی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث مبارک کے الفاظ بہت غور طلب ہیں:

''اے اہل قرآن! اس قرآن کو تکیہ نہ بنالینا''

ایک مطلب یہ نکلتا ہے کہ قرآن کو پس پشت نہ ڈال دینا۔ صرف تقدس کا پہلو ذہن میں ہو تو یہی مصرف ہے کہ اس کی موجودگی باعث برکت ہے اور دلہن کو اس کے نیچے سے گزار کر اُس کے نئے گھر بھیجا جائے، قرآن کو پڑھنا اور اس سے ہدایت حاصل کرنا کسی اور کا کام ہے۔ ہماری عافیت اسی میں ہے کہ قرآن سے تعلق جوڑا جائے یعنی پڑھ کر سمجھا جائے اور پھر اُس پر عمل کیا جائے۔ قرآن سے لاتعلقی محض جہالت ہے۔

انسانوں کی اکثریت یہی خیال کرتی ہے کہ وہ وہی کچھ کرنے پر مجبور ہے جو اُس کے مقدر میں ہے۔ کم ہی لوگ اس بات کو سمجھتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں کہ جس کے بارے میں قرآن مجید میں واضح ارشاد پاک ہے:

''اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہے جس کی اُس نے کوشش کی'' (النجم: 39)

اللہ نے دنیا کی تمام نعمتیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں:

''وہی تو ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا۔'' (البقرہ: 29)

اور اسی لیے ارشاد پاک ہے:

''تو (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔ (الرحمٰن: 13)

اللہ نے جو نعمتیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں اُن سے مستفید ہونے کا صحیح طریقہ اور سلیقہ بھی سکھایا ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ ان نعمتوں کو حلال یا حرام طریقہ سے استعمال میں لائے، مثلاً انگور کا حلال اور حرام استعمال۔ اسی طرح انسان کی قوت ارادی، قوت برداشت، سوچنے، سمجھنے اور کسی مسئلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا حل نکالنے کی صلاحیت حیرت انگیز ہے۔ایک طرف وہ برف سے لدے بلند ترین پہاڑوں کو سر کر رہا ہے تو دوسری طرف انتہائی گہرے سمندروں میں تحقیقاتی تجربات میں مصروف ہو کر سر بستہ رازوں کو منکشف کر رہا ہوتا ہے۔انسان کی بہتری اور فلاح کے لیے ایجادات کے ساتھ ساتھ مہلک ترین ہتھیاروں کی تیاری میں بھی اُسی قدر انہماک سے مصروف دکھائی دیتا ہے۔اور کیا یہ اُس کی خصوصیات کے استعمال کا منفی پہلو ہے؟اس میں انسانی فلاح کا پہلو اس قدر ضرور ہے کہ ایک جارح دشمن کے مقابلے کے لیے اور اُس پر دھاک بٹھانے کے لیے اپنے گھوڑے تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے(الانفال:60)اور آج کے زمانے کے گھوڑے ایٹمی ہتھیار ہیں۔لیکن اُن کا استعمال جس طرح امریکہ نے جاپان کے خلاف کیا تھا وہ بلاشک وشبہ صریحاً انسانیت کے خلاف تھا۔آج بھی امریکہ اور اُس کے حواریوں نے افغانستان اور خاص طور پر عراق میں مہلک ہتھیاروں کو ڈھونڈنے کا ڈرامہ رچا کر مہلک ہتھیاروں کا ہی بے دریغ استعمال کیا۔شام میں جنگ کو مزید بھڑکانے کے لیے کیمیکل ہتھیاروں کے استعمال کا الزام شامی حکومت پر لگایا جارہا ہے۔ایران عراق جنگ میں ایران کے خلاف جو گیس عراق نے استعمال کی وہ امریکہ نے فراہم کی۔پھر اُسی گیس سے کردوں کو مارنے کا الزام صدام پر لگا۔مختصر یہ کہ ہمارے دشمن ہمیں نقصان پہنچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں،کیونکہ مسلمان بٹے ہوئے ہیں۔سعودی عرب جس طرح امریکہ کا ساتھ دیتا ہے وہ سب سے زیادہ افسوس ناک ہے۔مصر میں بھی سعودی عرب صدر مرسی کے خلاف سب سے بڑا حریف ثابت ہوا۔اور یہ ہر حال میں مسلم کش طرز عمل ہے۔ہماری حکومت کی یہ مجبوری ہے کہ مصر اور شام سے متعلق امریکہ اور سعودی عرب کی مشترکہ پالیسی کے خلاف وہ کوئی بیان نہیں دے سکتی۔جب کبھی سعودی خاندان کے خلاف ہوا چلی تو امریکہ حسب روایت اپنی آنکھیں پھیر لے گا۔

اسلام کسی بھی کام میں خواہ اُس کا تعلق تفریح سے ہو،اصلاح اور فلاح کے پہلو کو مقدم رکھتا ہے۔صحت بخش تفریح منع نہیں اور:

"اسلام میں تنگی نہیں" (البقرہ: 256)

جس کام میں بھی انسانیت کی بھلائی ہے وہ عین اسلام ہے،اور ایمان اور عمل صالح کا رشتہ انتہائی قریبی ہے۔عمل صالح کی ابتدا کرنے والے کے لیے اللہ کے ہاں بے پایاں اجر ہے۔اُس کے نیک کام کی پیروی کرنے والے کے ثواب میں کمی کیے بغیر نیک کام کے شروع کرنے والے کو پیروی کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برابر ثواب، اجر ملتا ہے۔

"یہ زمین، چاند، ستارے اور آسمان سب انسان کے لیے بنائے گئے"۔ (سورہ بقرہ: 22)

اور انسان کو اللہ واحد کے احکامات (عبادت) بجالانے کے لیے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

"لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں پیدا کیا تا کہ تم (اُس کے عذاب سے) بچو"۔ (البقرہ: 21)

آنحضرت محمد ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ (سورہ احزاب: 21) سے عملی طور پر مسلمانوں کو عبادت کے مفہوم، عبادت کرنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے طریقہ سے روشناس کرایا۔ اسلام کو ایک نظام یعنی زندگی گزارنے کے طریقے کے طور پر جاری وساری کرنے کے لیے قدرت نے آپ ﷺ کو افضل ترین عنایتوں اور موقع کی مناسبت سے وحی کے ذریعے راہنمائی سے نوازا۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد غلبہ دین ہے۔ مدنی سورتوں، سورہ توبہ آیت 33، سورہ فتح آیت 28، اور سورہ صف آیت 9 میں اللہ نے یہ واضح کر دیا؛

"وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ (رسول) اس ہدایت اور دین حق کو ہر جنس، دین (یا کل ادیان، نظام ہائے حیات) پر غالب کر دے۔"

آپ ﷺ نے اُس بھاری ذمہ داری کو تمام مخالفتوں، رکاوٹوں اور دشواریوں کے باوجود نبھایا اور اپنے فرمان اور عمل سے ایک اچھوتا نظام زندگی قائم کیا، اُسے احسن ترین طریقہ پر چلایا۔ اُس دین نے انسانی زندگی سے متعلق ہر پہلو اور شعبہ زندگی پر مثبت اثر مرتب کیے اور جو فیوض و برکات ظاہر ہوئیں اُن کا اثر دائمی ہے۔ ریاست کے سربراہ کے طور پر جو بے نظیر مثال آپ ﷺ نے قائم کی، خلفائے راشدین نے بھی کمال اطاعت سے اُسے جوں کا توں قائم رکھا۔ آپ ﷺ کے سب ارشادات، فرامین کی اطاعت سب زمانوں کے لیے اور سب کے لیے یکساں ہے، لیکن جب نظام کو شخصی خواہشات کے تابع کر دیا گیا تو بگاڑ کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل نکلا اور نتیجہ ہوا اُمہ کے بٹوارے اور محکومیت پر۔

آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ایسی عبادت جو حق العباد سے غافل کر دے خواہ کیسی تسلی بخش ہو، نفس کا دھوکہ ہے۔ حرام کھانے سے بچنا عبادت، ماں باپ کا ادب عبادت (ادب ایسا کہ 'اُف' کہنے کی ممانعت)، ماں باپ کی خدمت عبادت، ہمسائے کا خیال رکھنا عبادت۔ مختصر یہ کہ جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ سے ہمیں عطا ہوا اُس پر بے کم و کاست عمل عبادت، اور جس سے پرہیز کرنے کا حکم ملا اُس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچنا عبادت۔ اللہ کی راہ میں شہادت، عظیم ترین عبادت۔ اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تم پر لڑنا (جہاد) فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے، اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور (یہ بھی ممکن ہے کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ:216)

اس سچائی کو اس طرح بھی دیکھیں کہ ہم ایک چیز کی خواہش رکھتے ہیں لیکن یہ شعور بھی رکھتے ہیں کہ اُس کا حصول ہمارے لیے سودمند نہیں تو ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ ہم مسلمانوں کو اس میں زیادہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں چونکہ ہمیں ایک معیار مہیا کر دیا گیا ہے، ایک جمع تفریق، اور قائدے کلیے سے بھرپور حل شدہ پرچہ ہمیں میسر ہے۔ آیئے عہد کریں کہ ہم کسی اور حل کی طرف دھیان دیئے بغیر ابھی سے اپنی بہتری کے لیے عمل شروع کر دیں، تاکہ ہر روز دن رات میں پانچ بار محشر کے روز شفاعت کے لیے کی جانے والی درخواست شرفِ قبولیت حاصل کر سکے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(اقتباسات مارچ 2014ء کے اردو ڈائجسٹ میں شائع ہوئے)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضور نبی اکرم ﷺ بطور سپہ سالار

ایک غزوہ کے بعد آپ ﷺ نے ایک عورت کی لاش دیکھی۔ حضور ﷺ نے حکم فرمادیا کہ آئندہ کسی بھی معرکہ میں کسی عورت پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔ ایک غزوہ میں چند بچے لڑائی کی جھپٹ میں آکر مارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ بہت آزردہ ہوئے۔ ایک صحابیؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ! وہ تو مشرکوں کے بچے تھے"۔ اُس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "مشرکوں کے بچے تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ یاد رکھو ہر بچہ اللہ ہی کی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔" بطور فاتح مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کسی نہتے، بوڑھے، اور بچے پر حملہ نہ ہوا، اور تمام غزوات اور بعد میں بھی اس حکم پر عمل کیا گیا۔ اسلام میں ایک انسانی جان کی جو قدر و قیمت ہے وہ درج ذیل آیت سے واضح ہو جاتی ہے:

> "جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے، سوائے اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد پھیلانے والا ہو، تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو کسی ایک کو بھی (ناحق قتل ہونے سے) بچائے تو گویا اُس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔" (المائدہ:32)

اسی طرح کلام پاک کے مطابق:

> "جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اُس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہوگی اور اللہ نے اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (النساء:93)

یہاں تک کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے درختوں، فصلوں اور مویشیوں تک کو بھی بغیر وجہ کے تلف کرنے سے منع فرمادیا۔

کیا دنیا کی کسی بھی فوج کے کمانڈر نے اپنی فوج کو ایسا حکم دیا ہوگا؟ تاریخ میں ایسی کوئی نظیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، ایسی کوئی تحریر ہرگز نہیں، خواہ جنگ میں مخالف افواج ہم مذہب ہی کیوں نہ رہی ہوں۔ فتح کو یقینی اور دشمن کو مفتوح بنانے کے لیے دشمن کے ملک میں ممکن حد تک قتل وغارت کرنا اور زیادہ سے زیادہ تباہی اور بربادی پھیلانا ہی مطمع نظر ہوتا ہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں متحارب قومیں کون تھیں اور جو جانیں تلف ہوئیں وہ ہم مذہبوں کی ہی تھیں۔ تیمور اور دیگر مسلمان بادشاہوں نے ملک گیری کی ہوس میں اپنے ہم عصر شاہوں اور اُن کی مسلمان رعایا سے جو سلوک کیا وہ اب تاریخ کا بدنما حصہ ہے۔

آپ ﷺ نے تربیت کے ذریعے جہالت کی زندگی کو بے نظیر روشن زندگی میں بدلا۔ اپنے اُسوہ حسنہ (الاحزاب 33:21) کی مثال پیش کر کے جہالت میں ڈوبی زندگیوں کو ایسے سنوارا کہ ہر ہر صحابیؓ کی زندگی ہمارے لیے مکمل رہبری کا ذریعہ بنی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے ساتھ ہی ایک محفوظ اور پُر امن معاشرے کے قیام اور ایک ریاست کی داغ بیل ڈالنی شروع کر دی۔ اُس وقت کے قبائلی، جاہلانہ اور جنگ وجدل سے بھرپور ماحول میں مسلمانوں میں مواخات، غیر مسلموں، اور یہودیوں سے امن اور جنگ میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے معاہدے کرنا ایک دوررس، انہونی بات تھی۔ یوں اُس وقت مدینہ منورہ، جس کا رقبہ چار کلومیٹر سے زیادہ نہ تھا، کو ایک مختصر اسلامی ریاست کی شکل دی۔ یہ آپ ﷺ کی بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں کا ایک ایسا روشن پہلو ہے جس کی کوئی نظیر نہیں، چونکہ عرب کا معاشرہ ریاست کے تصور سے نا آشنا تھا۔

آپ ﷺ نے اس ریاست کے دفاع کے لیے جو اقدامات کیے وہ درج ذیل ہیں:

ا۔ اوس اور خزرج کے قبائل کے ساتھ دو تین روز کے اندر اسلامی بھائی چارے (مواخات) کے ذریعے تین سو کے قریب مہاجرین کے قیام وطعام کا بندوبست کیا۔

ب۔ ایک مربوط جاسوسی نظام مرتب دیا تاکہ مختلف مذاہب اور قبائل، جن میں یہود کے قبائل خوش حال اور اثر رسوخ رکھتے تھے، کے حالات سے باخبر رہا جا سکے۔ یوں آپ عبداللہ بن اُبی جیسے منافقوں اور دشمنوں کی چالوں سے پوری طرح باخبر رہے۔

ج۔ ایک تاریخ ساز 'دستاویز مدینہ' لکھ کر مدینہ کے دفاعی معاملات کو بڑی حکمت سے طے کیا۔ مدینہ کے یہود اور عبداللہ بن اُبی اس کے شریک تھے۔ دراصل یہ باقاعدہ ایک دستور تھا، آئین تھا۔ بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں تمام نظم ونسق حضرت محمد ﷺ نے خود سنبھالنا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

د۔ مدینہ کے شمال اور جنوب میں آباد قبائل سے معاہدے کیے۔ کسی پر حملے کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کا تحریری معاہدہ کیا گیا۔ ایسا پہلا معاہدہ قبیلہ جہنیہ کے ساتھ کیا گیا۔

ر۔ قریش کے تجارتی قافلے مدینہ منورہ کے قریب سے گزر کر شام جاتے تھے۔ ایک مستقل دفاعی نظام کے تحت قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی تھی۔ گشت کا نظام ترتیب دیا گیا۔ معرکہ بدر سے قبل آپ ﷺ نے دفاعی نظام کو منظم کر لیا تھا۔

س۔ اسی اثنا میں اردگرد کی غیر مسلم ریاستوں کے سربراہوں کو خطوط بھی لکھوائے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ آپ ﷺ کی ہی قائدانہ بصیرت اور راہنمائی تھی کہ بظاہر دب کر ماننے والی شرائط سے ترتیب پانے والے معاہدے کو اللہ نے فتح مبین قرار دیا۔

آپ ﷺ کا بنیادی کام نبوت اور فرائض رسالت کی ادائیگی تھا، لیکن آپ ﷺ نے حیرت انگیز طور پر اس عظیم فرض کے سونپے جانے سے بہت پہلے ایسی گراں قدر ذمہ داریاں انتہائی کامیابی سے نبھائیں جن کا مختصراً ذکر کیا جائے گا۔ آپ ﷺ بیک وقت ایک ایسے صالح جوان، بلند اخلاق انسان کامیاب تاجر، مثالی شوہر، انتہائی شفیق والد، بہترین ہمسایہ، انتہائی فیاض میزبان، وعدہ و پیمان کے پاسدار، خدمت خلق کے خوگر، ناداروں اور محتاجوں کے ہمدرد، امین و صادق، انتہائی مدلل، فصیح اور پاک گفتار تھے کہ آپ ﷺ سے بہتر چشم فلک نے کسی کو نہ پایا ﷺ۔ ان بے مثل خوبیوں کے ساتھ آپ ﷺ مشکل ترین صورتِ حال میں متفکر ہونے کے برعکس اللہ پر مکمل بھروسے کے باعث با حوصلہ اور مطمئن رہتے۔ بطور ایک قائد اور سپہ سالار انتہائی شجاع، نڈر اور قوی ہونے کی خوبیاں بدرجہ اُتم آپ ﷺ میں موجود تھیں۔ صحابہ کرامؓ شدید خطرے کی حالت میں آپ ﷺ کے پہلو میں خود کو محفوظ پاتے اور حضور ﷺ اُن کا حوصلہ بھی بڑھاتے۔ آپ ﷺ اپنے جان نثاروں سے ہمیشہ مشاورت کے ذریعے کسی مسئلے کا حل ڈھونڈتے۔ جنگ بدر اور جنگ خندق کی تیاری مشاورت سے کی گئی۔ جنگ اُحد میں ایک پہاڑی پر پچاس تیراندازوں کا تعین آپ ﷺ کی جنگی حکمت عملی اور بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اُن کے وہاں سے ہٹ جانے سے جو نقصان ہوا اُس کا ہمیں علم ہے۔

بطور قائد حضور ﷺ کی حوصلہ مندی اور ذاتی شجاعت کے چند پہلو:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا۔گھبراؤ نہیں اللہ میرے ساتھ ہے

ایک دفعہ حرم کعبہ میں کفار یہ مشورہ کر رہے تھے کہ جیسے ہی حضور ﷺ یہاں آئیں اُن پر حملہ کر کے قتل کر ڈالیں۔حضرت فاطمہؓ نے یہ گفتگو اتفاقاً سن لی۔آپؓ پریشان اور روتی ہوئی حاضر ہوئیں اور اس ناپاک ارادے سے مطلع کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا؛

"بیٹی گھبراؤ نہیں،اللہ میرے ساتھ ہے"

آپ ﷺ نے وضو کیا اور حرم کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔جب آپ ﷺ صحنِ حرم میں پہنچے تو کفار پر آپ ﷺ کی شجاعت اور بے خوفی کا یہ اثر ہوا کہ اُن کی نگاہیں خود بخود جھک گئیں اور کسی کو حملہ کرنے کی جراءت نہ ہوئی۔

ب۔اے عمر! کیوں آئے ہو؟

حضرت عمرؓ ایک مثالی گھڑ سوار، شمشیر زن اور نوجوان پہلوان کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انھی وجوہ کی بنا پر اپنی رائے کے اظہار میں بھی بے جھجک تھے۔ان خصوصیات کی بنا پر آپ ﷺ نے اللہ سے آپؓ کو مانگا بھی۔

آپؓ ایک دن یہ سوچ کر کہ حضور ﷺ بتوں کو برا اور لوگوں کو نئے دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں، آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے برہنہ تلوار لے کر روانہ ہوئے۔راستے میں ایک شخص نے خبردار کیا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمھاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں۔اس پر مزید غضب ناک ہو کر آپؓ اپنی بہن کے گھر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا۔وہ دونوں اُس وقت قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ڈر کے مارے اُنھوں نے قرآن مجید چھپا دیا۔آپؓ نے پوچھا: کیا پڑھ رہے تھے؟ اُن کے ٹالنے پر مزید غضب ناک ہو کر دونوں کو پیٹ پیٹ کر لہولہان کر دیا۔آپؓ کی بہن کے سر سے خون بہنے لگا۔وہ بھی آپؓ کی بہن تھیں۔فرمانے لگیں:

"اے عمر! چاہے تم ہمیں جان سے مار ڈالو لیکن ہم اسلام کو کبھی نہ چھوڑیں گے۔"

بہن کی اس بات سے آپؓ کچھ نرم پڑ گئے اور کہا جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔بہن یہ سن کر خوش ہو گئیں۔کہا پہلے غسل کریں، پاک صاف ہوں۔قرآن مجید کے ورق آپؓ کو دیئے۔آپؓ نے چند آیتیں پڑھیں تو اللہ کے کلام نے دل پر اثر کیا، آنسو بہہ نکلے، پتھر جیسا دل موم کی طرح نرم ہو گیا۔اسی حالت میں اُٹھے اور نبی کریم ﷺ کی طرف چل دیئے۔ننگی تلوار ابھی تک ہاتھ میں تھی۔صحابہ کرامؓ فکرمند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔آپ ﷺ نے اطمینان،سکون اور حوصلہ مندی سے فرمایا:

''اے عمر!کیوں آئے ہو؟''

حضرت عمرؓ نے جواب دیا:''حضور اسلام لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں''

کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔حضور ﷺ کی اجازت سے اُسی وقت مسلمانوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے،اذان دلوا کر باقاعدہ باجماعت نماز ادا کی۔آپؓ کے رُعب کی وجہ سے کسی کافر کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔اس بہادری کی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب دیا۔

ج۔ابوجہل پر حضور ﷺ کی ہیبت

ایک دفعہ ایک بدو،اراشی نے اپنے کچھ اُونٹ ابوجہل کے ہاتھ فروخت کیے۔قیمت دینے کے وقت ابوجہل ٹال مٹول کرنے لگا۔اُونٹ ابوجہل قبضہ میں لے چکا تھا۔جب وہ قیمت لینے میں ناکام ہوا تو چند سرکردہ سرداروں کے پاس گیا اور ابوجہل سے حق دلوانے کے لیے کہا۔اُن میں سے کسی نے ابوجہل سے بات کرنے کی ہمت نہ کی لیکن اُسے ٹالنے اور استہزا کے لیے اراشی سے کہا،''وہ دیکھو وہاں!محمد (ﷺ) بیٹھے ہیں،ان کے پاس جاؤ۔ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جو تمہارا حق دلوا سکے''۔

اراشی آپ ﷺ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کیا۔رسول اللہ ﷺ بات سن کر فوراً اُٹھے اور فرمایا:''میرے ساتھ آؤ''

قریشی سردار سب دیکھ رہے تھے۔حضور ﷺ ابوجہل کے گھر پہنچے۔حضور ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔اندر سے آواز آئی:''کون ہے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''محمد...... باہر آؤ میرے پاس۔''اندر سے ابوجہل نکلا تو خوف سے اُس کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا''اس شخص کا حق فوراً اسے دے دو۔''

خوف زدہ ابوجہل نے اراشی کو اس کی قیمت ادا کر دی۔اراشی خوشی خوشی سرداروں کے پاس آیا اور ماجرا اُنہیں بتایا۔وہ حیرت زدہ رہ گئے۔جو ہوا وہ ان کی توقع کے برعکس تھا۔اراشی چلا گیا اور جب ابوجہل قریش کے سرداروں کے پاس آیا تو اُنہوں نے اُسے لعن طعن کیا اور کہا:

''بدبخت!تجھے کیا ہو گیا؟ہم نے آج تک تجھ سے ایسا نہیں دیکھا جیسا تو نے آج کیا۔''

ابوجہل بولا''کم بختو!وہاں کا واقعہ یہ ہے کہ جب اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آواز سنی تو رعب اور ہیبت سے میری حالت ایک پتلے کی سی ہوگئی۔"

ح۔ ہجرت کے دوران غارِ ثور میں پناہ

"یارسول اللہ ﷺ وہ آگئے۔"

حضرت ابوبکرؓ کے مطابق اگر وہ اپنے قدموں کی طرف دیکھتے تو وہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ نے کوئی پریشانی نہیں ظاہر کی اور نہایت اطمینان اور بے خوفی سے فرمایا:

"گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے" (توبہ:40)

آپ ﷺ کا جواب سن کر حضرت ابوبکرؓ کو اطمینان ہوگیا کہ اللہ کی مکمل حفاظت میسر ہے۔ ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا اور کفار نے یہی خیال کیا کہ غار میں کوئی نہیں، وہ واپس چلے گئے۔

د۔ سراقہ بن مالک کا واقعہ

قریش مکہ نے حضور ﷺ کو گرفتار کرنے والے یا سر کاٹ کر لانے والے کے لئے سو اُنٹوں کا انعام مقرر کردیا اور اسی کے لالچ میں مکہ کا ایک شخص سراقہ بن مالک آپ ﷺ کے تعاقب میں نکلا۔ وہ آپ ﷺ کے قریب ہوتا جارہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کے لیے متفکر تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ایک بار بھی مڑکر نہ دیکھا۔ باقی کسے معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو کسریٰ کے سونے کے کنگن کیوں پہنائے؟

ر۔ میری حفاظت کا ذمہ اللہ نے لے لیا ہے

آنحضرت ﷺ کے مدینہ پہنچتے ہی قریش نے یہودیوں اور مدینہ کے منافقین کے ساتھ مل کر سازشوں کا سلسلہ شروع کردیا تھا۔ حفاظت کے خیال سے صحابہ کرامؓ رات کو آپ ﷺ کے حجرہ مبارک پر پہرا دیتے تھے۔ ایک رات آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک باہر نکال کر پہرا دینے والوں سے یہ کہہ کر چلے جانے کو کہا، "لوگو! واپس چلے جاؤ۔ میری حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے"۔ (المائدہ :67)

س۔ بطور سپہ سالار دشمن پر حملے کے وقت آپ ﷺ کا مثالی حوصلہ

حضرت علیؓ اور حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں کہ حملے کے وقت حضور ﷺ سب سے آگے ہوتے تھے اور جب لڑائی زوروں پر ہوتی تو ہم آپ ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے اور جو شخص اُس وقت آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہوتا وہ دلیر خیال کیا جاتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص۔ حضور ﷺ کا تن تنہا خطرے کی تحقیق کے لیے تشریف لے جانا

ایک رات مدینہ میں کچھ شور سنائی دیا۔ سب سمجھے کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے، اور اکٹھے ہو کر اُس طرف دوڑ پڑے۔ تھوڑی دور گئے تو سامنے سے حضور نبی اکرم ﷺ گھوڑے پر سوار تشریف لاتے دکھائی دیئے۔ آپ ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھے۔ یعنی آپ ﷺ شوروغل سن کر تنہا تحقیق کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو تسلی دی اور فرمایا: ''ڈرو مت، ڈرو مت۔ خطرے کی کوئی بات نہیں''۔ آپ ﷺ نے جس گھوڑے پر سواری کی اُس کی تعریف یوں فرمائی: ''ہم نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا۔'' وہ گھوڑا سست رفتار اور سرکش جانا جاتا تھا۔

ض۔ جنگ بدر

کون نہیں جانتا کہ جنگ بدر کس کسمپرسی کے حالات کے تحت لڑی گئی اور کس طرح عام خیال یہی تھا کہ کفار کے شام سے واپس آتے کارواں کو نشانہ بنایا جائے۔ دوسری طرف آپ ﷺ کو یہ اطلاع بھی مل چکی تھی کہ قریش جنگ کی تیاری کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ اکرامؓ سے مشورے کے بعد مدینہ سے کوچ فرمایا اور دو اصحاب کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے بدر کی طرف روانہ کر دیا۔ وادی ذفران پہنچنے پر آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ قریش مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ یہاں آپ ﷺ نے قریش سے جنگ کے بارے میں انصار و مہاجرین سے مشورہ فرمایا۔ سب نے کمال اطاعت کا اظہار کیا اور آپ ﷺ نے بدر کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرما دیا۔ ایک دستہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی سرکردگی میں بدر کی طرف قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اس دستے میں شامل تھے۔ اس دستے نے بدر کے گھاٹ پر پہنچ کر قریش کے دو نوعمر غلاموں کو گرفتار کر لیا اور حالات معلوم کیے۔ جب اُنہوں نے یہ بتایا کہ ایک دن نو اور دوسرے دن دس اُونٹ ذبح کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے یہ اندازہ لگایا کہ کفار کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے۔ قیدیوں کی زبانی کفار کے سرکردہ سرداروں کی موجودگی سے یہ پتہ چلا کہ قریش جنگ کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔ ان معلومات کی روشنی میں جنگ کی تیاری کی گئی، میدان جنگ کا چناؤ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حضور دُعا کی اور مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی۔ جنگ کے نتیجے سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ جنگ کے دوران آپ ﷺ عین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھمسان کے رن میں دشمن کی صفوں کے قریب تھے اور حضرت علیؓ کے بقول ''یوم بدر کو ہم نے نبی اکرم ﷺ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی''۔

ط۔ جنگِ اُحد

کفارِ مکہ نے جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے سال بھر سے تیاری شروع کر رکھی تھی۔ اسی دوران ابوسفیان کی سرکردگی میں اُن کے بہت قیمتی سازوسامان کا قافلہ شام سے آچکا تھا۔ اسے دارالندوہ میں روک لیا گیا تھا۔ اس سامان کے بارے میں طے ہوا کہ حصہ داروں کو اصل سرمایہ واپس کر دیا جائے اور منافع فوج پر خرچ کیا جائے۔ جنگ کے لیے تیاریاں زوروشور سے شروع کر دی گئیں۔ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا قتل ہو گیا تھا جس کا اس کو شدید رنج تھا۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ بدلہ لینے تک وہ کبھی نہائے گا نہیں۔ اُس کی بیوی ہندہ کا باپ عتبہ، بھائی اور چچا مارے گئے تھے۔ یہ غصہ سے بے تاب تھی اور قسم کھائی تھی کہ خون کا بدلہ لینے تک خوشبو نہ لگائے گی۔ مکہ کی عورتوں کو انتقام لینے کے لیے اُبھارتی رہتی۔ ابوسفیان انتقام لینے کے لیے بے تاب تھا۔ ابوسفیان نے دوسو آدمی ساتھ لیے اور آپ ﷺ سے انتقام لینے کے لیے چل پڑا۔ مدینہ منورہ کے قریب عریض نامی جگہ پر ایک انصاری ایک مزدور کے ساتھ کھیتی باڑی میں مصروف تھے۔ ابوسفیان نے اُن دونوں کو قتل کر دیا، دو گھروں اور کھجور کے درختوں کو آگ لگا دی۔ اس طرح اُس کے نزدیک اُس کی قسم پوری ہو گئی اور وہ واپس پلٹ گیا۔ اس حادثہ کی خبر ملنے پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ابوسفیان کا پیچھا کیا۔ ابوسفیان نے ہوشیاری کی اور جان خطرے میں دیکھ کر اُونٹوں پر سے ستو کی بوریاں گرا کر وزن ہلکا کیا اور فرار کی راہ اختیار کی۔ عربی میں ستو کو سویق کہتے ہیں، اس وجہ سے اس واقعہ کو غزوہ سویق کا نام ملا۔ یہ غزوہ ذی الحجہ 2ھ میں پیش آیا۔ اسی دوران یہودیوں کے ایک قبیلے بنی قینقاع نے جو آپ ﷺ کے بظاہر تو حلیف تھے لیکن اسلام کی بتدریج ترقی اُنہیں کھلائے دے رہی تھی۔ جوں جوں گھر گھر اسلام کا چراغ روشن ہو رہا تھا اُن کی اسلام دشمنی عروج پر آ گئی اور وہ کھلے بندوں مخالفت پر اُتر آئے اور دوسروں کو جوش دلانے لگے۔ آپ ﷺ نے اُن کا یہ رویہ دیکھ کر اُنہیں سمجھانے کے لیے اکٹھا کیا۔ ایک خیر خواہ کی طرح کہا کہ:

> ''بخدا تمھیں یقین ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس لیے اسلام میں آ جاؤ۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ بدر والوں کی طرح تمہارا بھی عبرتناک انجام ہو''۔

لیکن اُنہوں نے اکڑتے ہوئے جواب دیا: محمد (ﷺ)! دھوکہ نہ کھانا۔ وہ ناتجربہ کار لوگ تھے جنہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دینے پر تمہیں ناز ہے۔ یاد رکھو! ہم تلوار کے دھنی ہیں۔ ہم میدان جنگ کے شیر ہیں۔ ہم سے معاملہ پڑا تو ہم دکھا دیں گے کہ لڑائی کس کا نام ہے۔

جب یہودیوں کے یہ تیور دیکھے تو آپ ﷺ نے مجبور ہو کر جنگ کا فیصلہ کر لیا، اور اُن کے گھروں کو گھیر لینے کا حکم دیا۔ وہ بے بس ہو کر مکمل قابو میں آ گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے کہا گیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ مگر منافق عبداللہ بن اُبی نے، جو اُن کا حلیف تھا، اُن کی سفارش کی اور آپ ﷺ کو اُن کی جلاوطنی پر راضی کر لیا۔ وہ مدینہ سے بال بچوں اور مال سمیت نکل کر شام کی طرف چلے گئے۔ قینقاع کے اخراج سے اسلام کا بڑا فائدہ ہوا۔ لوگوں کے دلوں پر رُعب چھا گیا۔

قریش کی تجارت کا دارومدار شام کی تجارت پر تھا۔ مدینہ منورہ کا راستہ بند ہونے سے عراق کے لمبے اور بے آب وگیاہ راستے کو اختیار کرنا پڑا۔ قریش کے ایک قافلے کی اطلاع ملنے پر حضور ﷺ نے دشمن کو زک پہنچانے کے لیے زید بن حارثہؓ کی زیر کمان سو سواروں کا ایک لشکر چھاپہ مارنے کے لیے روانہ کیا۔ نجد میں قردہ کے مقام پر لشکر نے قافلے کو جا لیا۔ قافلے والے رسد کا سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمان کامران لوٹے۔ سامان مسلمانوں میں بانٹ دیا گیا۔ مکہ میں جنگ کی تیاری کی خبر آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے جو اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ میں ہی رہ رہے تھے، ایک خط کے ذریعے آپ ﷺ کو بھجوائی۔ آپ ﷺ کے لیے یہ اچنبھے کی بات نہ تھی۔ لیکن تعداد اور ساز و سامان پر آپ ﷺ کو حیرت ہوئی۔ اس جنگ میں ہندہ کی سرکردگی میں قریش کی پندرہ عورتوں نے بھی میدان جنگ کا رُخ کرنے کی ٹھانی۔ جبیر بن مطعم کا چچا بدر میں مارا گیا تھا۔ جبیر کو اُس کا سخت صدمہ تھا۔ اُس نے اپنے حبشی غلام وحشی کو اس بات پر تیار کیا کہ اگر وہ محمد ﷺ، حضرت حمزہؓ، یا علیؓ میں سے کسی کو ختم کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ وحشی ایک چھوٹا نیزہ بہت مہارت سے پھینکتا تھا۔ علم ہونے پر ہندہ نے کہا کہ وہ ان تینوں میں کسی کو مار دے گا تو بہت قیمتی انعام دوں گی۔ وحشی نے دونوں سے وعدہ کر لیا۔ ابوسفیان کی سرکردگی میں قریش کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا، گھڑ سوار دو سو اور اُونٹوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ عورتیں بدر کے مقتولین کے دردناک مرثیہ پڑھ کر مردوں کو غیرت دلاتی تھیں۔ قبیلہ اوس کا ایک معزز فرد ابو عامر اوسی، جو آپ ﷺ کے مدینہ ہجرت فرمانے کی وجہ سے مکہ چلا گیا تھا، وہ لشکر کے ساتھ تھا اور کہتا تھا کہ ”مجھے دیکھ کر اوس کے لوگ ہمارے ساتھ مل جائیں گے، خوب مزا آئے گا“۔ ہجرت کا تیسرا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سال اور شوال کی پانچ تاریخ تھی۔ آپ ﷺ نے انس ؓ اور مونس ؓ کو لشکر کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ اطلاع ملی کہ لشکر بہت قریب ہے اور کھیت اور چراگاہ صاف ہو گئی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حباب بن منذر ؓ کو بھیجا۔ آپ ؓ نے تعداد اور ساز و سامان کے بارے میں اطلاع دی۔ مدینہ کی یہ رات پریشانی کی رات تھی، پہرے میں کٹی۔ اگلی صبح جمعہ کا دن تھا۔ لوگ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں ٹھہریں، دشمن سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ اگر پڑے رہیں تو پچھتائیں گے، اور چڑھائی کی تو ہم شہر ہی میں مقابلہ کریں گے اور گھیر گھار کر ڈھیر کر دیں گے۔ وہ مدینہ کی گلیوں اور پگڈنڈیوں سے واقف نہیں۔ سب بڑے اور سمجھدار لوگوں نے عبداللہ بن اُبی سمیت اس رائے سے اتفاق کیا لیکن بعض جوشیلے جوان جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور ایسے مسلمان جو بعد میں اسلام لائے، اُنہوں نے شہر سے نکل کر حملہ کرنے پر زور دیا۔ خیثمہ ؓ نے کہا: "میرا بیٹا جو بدر میں شہید ہوا کل اُس نے مجھے خواب میں کہا کہ ابا آپ بھی چلے آیئے، رب نے جو وعدہ میرے ساتھ کیا میں نے اُسے سچا پایا"۔ حضرت حمزہ ؓ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن اُتارا، میں تو کھانا ہی نہیں کھاؤں گا جب تک باہر نکل کر دشمنوں سے مقابلہ نہ کرلوں۔ اس جوش و جذبے کو دیکھ کر آپ ﷺ نے اکثریت کی رائے مان لی۔ اعلان ہوا کہ باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ میں لوگوں کو جہاد پر اُبھارا۔ فرمایا:

"لوگو! صبر سے کام لیا تو میدان تمھارے ہی ہاتھ رہے گا۔"

عصر کے بعد آپ ﷺ کو حضرت ابو بکر ؓ اور حضرت عمر ؓ نے زرہ پہنائی اور خود سر پر رکھا۔ آپ ﷺ تلوار گلے سے لٹکا کر تیار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ ہتھیار زیب تن کر کے باہر تشریف لائے تو جنھوں نے باہر نکلنے پر زور دیا تھا، شرمندہ تھے، وہ آگے بڑھے اور کہا ہم نے آپ ﷺ کی بات نہ مان کر بہت برا کیا۔ آپ ﷺ جو بہتر سمجھیں وہی کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

"میں نے پہلے ہی کہا تھا لیکن تم نہ مانے۔ کسی پیغمبر کو زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اُتار دے۔ اس لیے اب تو چلنا ہی ہے۔ لیکن اب اس کا خیال رکھنا کہ جو میں کہوں وہی کرنا۔ اللہ کا نام لے کر نکل پڑو، اگر صبر سے کام لیا تو جیت تمہاری ہے۔"

سب ساتھی جلدی جلدی تیار ہوئے۔ صرف دو گھوڑے تھے، ایک آپ ﷺ کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔تعداد کل ایک ہزار تھی جن میں دو بچے پندرہ سال کے رافع اور سمرہ بھی تھے۔عبداللہ بن اُبی کچھ دور تک چل کر اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ واپس آگیا کہ ''میری بات نہیں مانی اور اُن لونڈوں کی بات مان لی''۔اُحد کے پاس دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں۔آپ ﷺ نے اُحد کے پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھا اور صف بندی کی۔علم حضرت مصعب بن عمیرؓ کو عنایت فرمایا۔پہاڑ کی گھاٹی کی جانب سے دشمن کے حملے کے پیش نظر پچاس تیر اندازوں کو وہاں تعینات کیا۔اُنہیں تلقین کی کہ ''تم لوگ ہماری پشت کی حفاظت کرنا،ایسا نہ ہو کہ ہم پیچھے سے دھر لیے جائیں۔دیکھو،اپنی جگہ قائم رہنا۔وہاں سے ہٹنا نہیں۔اگر ہم جیت جائیں اور اُن کی فوج میں گھس جائیں تب بھی تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔اور ہم قتل ہونے لگیں تو مدد کے لئے بھی نہ آنا۔البتہ اُن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دینا کیونکہ گھوڑے تیروں سے ڈرتے ہیں۔''

کفار نے بھی خوب صف بندی کی تھی اور عورتیں صفوں میں گھوم کر دف بجا کر اُنہیں جوش دلا رہیں تھیں۔ابو عامر اپنے ساتھیوں سمیت باہر آیا لیکن مسلمانوں نے سختی سے جواب دیا،اور اُس نے پیٹھ دکھا دی۔اسی طرح جب ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے لوگوں کو بیچ سے ہٹ جانے کے لیے کہا تو اوس اور خزرج نے ابوسفیان کو سخت برا بھلا کہا۔

اب آپ ﷺ نے عام حملے کی اجازت دے دی۔حضرت حمزہؓ نے گرج دار نعرہ لگایا: مارو! خوب مارو!! حضرت علیؓ دشمن کے قلب میں گھس گئے۔فوج کا جھنڈا طلحہ کے ہاتھ میں تھا۔وہ مقابلے کے لیے آیا۔حضرت علیؓ نے پوری طاقت سے وار کیا۔طلحہ زمین پر پڑا تھا۔اُس کے گرتے ہی جھنڈا اُس کے بھائی عثمان نے پکڑ لیا۔اب حضرت حمزہؓ نے اُس پر حملہ کیا۔جھنڈے والا ہاتھ کٹ گیا۔عثمان نے فوراً جھنڈا دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔حضرت حمزہؓ نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔اب جھنڈا ابوسعید نے لے لیا۔یہ دونوں کا بھائی تھا۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس پر تیر کا نشانہ لگایا۔تیر اس کے حلق میں لگا۔وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔پھر جھنڈا طلحہ کے بیٹوں مسافع اور طلحہ کے ہاتھوں میں آگیا۔حضرت عاصم بن افلحؓ نے تاک کر ان دونوں پر نشانہ لگایا اور وہ دونوں تڑپنے لگے۔

نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ میں تلوار لے کر فرمایا: ''اس کا حق کون ادا کرے گا؟'' بہت سے ہاتھ بڑھے۔حضرت ابودجانہؓ انصاری بھی اُٹھے۔یہ عرب کے نامی پہلوان تھے۔عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا کیا حق ہے؟ ارشاد ہوا: جب تک اس کی دھار نہ مڑ جائے دشمن پر چلاتے رہو۔ حضرت ابودجانہ انصاری بہت ہی بہادر اور باہمت تھے۔ اُن کا ایک لال رومال تھا، جنگ کرنا چاہتے تو سر پر باندھ لیتے۔ اُنہوں نے وہ رومال باندھا اور شان سے اکڑتے ہوئے فوج سے باہر آئے۔ یہ آج کوئی نئی بات نہ تھی۔ جنگ کے وقت ابودجانہ ہمیشہ اسی طرح چلتے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا ''یہ چال اللہ کو سخت ناپسند ہے لیکن اس وقت پسند ہے۔''

ابودجانہؓ دشمنوں کو تہ تیغ کرتے جا رہے تھے۔ سنا کہ کوئی لوگوں کو جوش دلا رہا ہے۔ اُس طرف بڑھے، تلوار اُٹھائی کہ کام تمام کر دیں، اسی وقت وہ چیخا۔ دیکھا وہ عتبہ کی بیٹی ہندہ تھی۔ ابودجانہؓ نے تلوار روک لی کہ ایک عورت کو مارنا اس تلوار کی توہین تھی۔ حضرت حمزہؓ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ صفیں اُلٹتے جا رہے تھے۔ وحشی بھی تاک میں تھا کہ آزادی حاصل کر سکے۔ حمزہؓ ایک دشمن پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ پاس ہی ایک چٹان تھی اور اسی کے پیچھے وحشی چھپا بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہؓ بے خبر تھے۔ موقع ملنے پر وحشی نے نیزہ پھینک مارا۔ نیزہ ناف میں لگا، آر پار ہو گیا۔ آپؓ نے وحشی پر حملہ کرنا چاہا لیکن آپؓ کے قویٰ جواب دے گئے۔ جسم ساکن ہو گیا۔

دشمن بری طرح ہار رہا تھا۔ قریش کے علم بردار عبداللہ اور ان کے خاندان کے سب افراد مارے گئے۔ اب جھنڈا زمین پر پیروں میں روندا جا رہا تھا۔ دشمن بدحواس ہو کر بھاگ رہا تھا۔ مسلمان انہیں تہ تیغ کیے جا رہے تھے۔ عورتیں بھی چیختی ہوئیں پناہ کے لیے دوڑ رہی تھیں۔ مسلمان سمجھے اب فتح یقینی ہے تو وہ مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ درے کے تیر اندازوں نے بھی حضور ﷺ کی ہدایت کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ دی۔ چند ہی مسلمان اپنے سردار حضرت جبیرؓ کے ساتھ قائم رہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت قریش کے رسالے کے سردار تھے، اُنہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے عقب سے حملہ کر کے قریش کو یقینی شکست سے بچا دیا۔ حضرت جبیرؓ ڈٹے رہے اور شہید کر دیئے گئے۔ کفار کے شہسواروں نے اسلامی لشکر کی پشت پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اسی دوران ایک عورت عمرہ بنت علقمہ نے زمین پر پڑا قریش کا جھنڈا اُٹھا لیا۔ مشرکین اس تبدیلی کا علم ہونے پر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اب مسلمان دو طرف سے گھیرے میں آ گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا پُر خطر فیصلہ اور دلیرانہ قدم

آپ ﷺ اُس وقت صرف نو صحابہ ؓ کے ساتھ پیچھے موجود تھے۔اچانک آپ ﷺ کی نظر حضرت خالد بن ولید ؓ کے سواروں پر پڑی۔آپ ﷺ کے سامنے دو راستے تھے۔یا تو آپ ﷺ تیزی سے کسی محفوظ مقام پر چلے جاتے اور اپنے لشکر کو جو نرغے میں آیا ہی چاہتا تھا، اُس کی قسمت پر چھوڑ دیتے یا اپنی جان خطرے میں ڈال کر اپنے صحابہ کو بلاتے اور ایک مناسب تعداد جمع کر کے ایک مضبوط محاذ تشکیل دیتے اور مشرکین کا گھیر توڑ کر اُحد پہاڑ پر بلندی کی طرف جانے کا راستہ بناتے۔

اس مشکل وقت میں آپ ﷺ نے حضرت خالد کے شہسواروں کو دیکھ کر نہایت بلند آواز سے پکارا: اللہ کے بندو! اس طرف...... آپ جانتے تھے کہ مسلمانوں سے پہلے آپ ﷺ کی آواز دشمنوں تک پہنچ جائے گی۔ایسا ہی ہوا اور مسلمانوں سے پہلے کفار کا ایک دستہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔

مسلمانوں میں انتشار

نرغے میں آنے سے کچھ کو اپنی جان کی پڑ گئی۔کچھ مدینہ میں چلے گئے اور کچھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ایک گروہ پیچھے پلٹا تو کفار میں مدغم ہو گیا۔ایک کو دوسرے کا پتہ نہ تھا۔بدحواسی میں مسلمان، مسلمان کو مار رہے تھے۔حضرت حذیفہ ؓ کے والد پر مسلمانوں نے حملہ کر کے اُنہیں شہید کر ڈالا۔اسی اثنا میں ایک کافر پکار: محمدؐ مارے گئے۔اس آواز کا سننا تھا کہ مسلمانوں پر ایسی بدحواسی طاری ہوئی کہ حضرت عمرؓ جیسی شخصیت نے بھی ہمت ہار دی۔کچھ لوگ مزید جوش سے لڑنے لگے کہ "جب پیارے نبی ﷺ ہی نہ رہے تو جی کر کیا کرو گے۔لڑو اور جس کے لیے آپ ﷺ نے جان دے دی، اُس کے لئے تم بھی مر مٹو"۔کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا، رب کا جو پیغام تھا، اُسے آپؐ نے پہنچا دیا۔اب تم اس دین کی حفاظت کرو اور اس کے لیے جنگ کرو۔اللہ تو زندہ ہے۔اُس کے لیے تو کبھی موت نہیں"۔اسی دوران یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے بارے میں غلط خبر مشہور ہو گئی تھی۔اب مسلمان آپ ﷺ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔دشمنوں کا سارا زور بھی حضور ﷺ کی طرف تھا۔دشمنوں کے ایک جھنڈ نے آپ ﷺ کو گھیر لیا تھا۔بے تحاشہ پتھر اور تیر برسا رہے تھے۔صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کے مطابق سات انصار اور دو قریشی جاں نثاروں نے آپ ﷺ کو اپنی اُوٹ میں لے رکھا تھا۔اپنے ہاتھوں، کمر اور پیٹ پر تیر اور تلوار کے وار روک رہے تھے۔ساتوں انصاری باری باری شہید ہو گئے۔اب ابوطلحہؓ بن عبیداللہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے سوا آپ ﷺ کے پاس کوئی نہ تھا۔ یہ نازک ترین لمحے تھے اور کفار کے لیے سنہری موقع۔ اسی حملے میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ پہلو کے بل گر پڑے۔ آپ ﷺ کا داہنا نچلا رباعی دانت شہید ہو گیا۔ نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے حملہ کر کے پیشانی زخمی کر دی۔ ایک سوار عبداللہ بن قمیہ نے کندھے پر وار کیا۔ آپ ﷺ کی زرہ کٹ نہ سکی لیکن ایک ماہ تک تکلیف میں رہے۔ اُس کا دوسرا وار آپ ﷺ کی آنکھ کے نیچے والی ہڈی پر پڑا، جس کی وجہ سے خود کی دو کڑیاں چہرے مبارک میں دھنس گئیں۔ آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جا رہے تھے وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اُس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ اُنھیں اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ماہر تیر انداز تھے وہ لگاتار تیر برسا رہے تھے۔ پیارے نبی ﷺ اُنھیں خود تیر اُٹھا اُٹھا کر دے رہے تھے اور فرماتے "تم پر میرے ماں باپ قربان، تیر مارتے جاؤ۔" حضرت ابوطلحہؓ بہت ماہر تیر انداز تھے، اُنھوں نے اتنے تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ہاتھ میں ٹوٹ گئیں۔ حضرت ابودجانہؓ جھک کر ڈھال بن گئے تھے اور جو تیر آتے آپؓ کی کمر پر آتے۔ حضرت طلحہؓ بھی ہاتھ پر تلواریں روک رہے تھے اور آپؓ کا ایک ہاتھ کٹ کر الگ ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے "اللہ میری قوم کو معاف کر دے، وہ جانتے نہیں"۔ مسلمان مایوس تھے کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے اور یہی غلط فہمی کفار کے لیے باعث مسرت تھی۔ ہوا یہ کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ حضور ﷺ کے مشابہ تھے۔ ابن قمیہ نے اُنھیں شہید کیا تھا۔ اس لیے غل مچ گیا کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ جو جاں نثار آپ ﷺ کے پاس موجود تھے وہ تردید کرنا چاہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ دشمنوں کو یقین تھا کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ قریش کے آدمی لاشوں میں آپ ﷺ کو ڈھونڈنے لگے، اور ہر کسی کی خواہش تھی کہ وہ آپ ﷺ کو پانے کے بعد بے حرمتی کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے۔ ابوسفیان بے تابی سے دوڑ دوڑ کر لاشوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ حیرت سے کہتا:

محمد (ﷺ) کی لاش تو دکھائی نہیں دے رہی۔ اسی دوران حضرت حمزہؓ کی لاش نظر آنے پر اپنے نیزے سے کچوکے لگانے لگا۔ ایک کافر حُلیس بن زبان پاس ہی تھا۔ اس نے ابوسفیان کو کھینچ لیا اور چیخا، لوگو دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے بھائی کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے۔ ابوسفیان فوراً چونک پڑا: اوہ مجھ سے بڑی بھول ہوئی، اچھا دیکھو اس کا شور نہ کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کی ملاقات خالد سے ہوئی تو پوچھا: محمد (ﷺ) قتل ہوئے؟ خالدؓ نے بتایا: میں نے تو ابھی اُنہیں کچھ ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھتے دیکھا ہے۔

عام مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے لیکن متلاشی آنکھیں آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ حضرت کعب بن مالکؓ کی نظر آپ ﷺ پر پڑی۔ خود کے باوجود روشن آنکھیں پہچان کر آپؓ چلا پڑے "مسلمانو! اللہ کے رسول ﷺ یہ ہیں"۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف سے پروانے آپ ﷺ کی طرف ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سب سے آگے تھے۔ نازک صورت حال کے پیش نظر آپ ﷺ کو حصار میں لے کر پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا کہ وہاں دشمنوں کا پہنچنا آسان نہ تھا۔ عامر اوسی نے پہاڑ کے دامن میں گڑھے کھود دیے تھے تاکہ مسلمان پھسل پھسل کر ان میں گریں۔ اتفاق سے ایک گڑھے کے پاس سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ کا پاؤں پھسلا لیکن علیؓ اور طلحہؓ نے بڑھ کر سہارا دیا اور دست مبارک پکڑ لیا اور آپ ﷺ کو اوپر چڑھالیا۔ سب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ ابوسفیان نے دیکھا تو وہ فوج لے کر تعاقب کرنے کے لیے بڑھا لیکن حضرت عمرؓ اور چند صحابہ نے بے تحاشہ سنگ باری کی تو آگے نہ بڑھ سکا۔ آپ ﷺ کی وفات کی غلط خبر مدینہ بھی پہنچ گئی۔ حضرت فاطمہؓ نے سنا تو بے اختیار اور بدحواسی کے عالم میں دوڑ پڑیں اور نہ معلوم کس طرح آپ ﷺ تک پہنچیں۔ چہرہ مبارک سے ابھی بھی خون جاری تھا۔ آپؓ کے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت علیؓ پانی لائے اور پیاری بیٹی آپ ﷺ کے زخم کو دھوتی جاتیں لیکن خون تھم نہیں رہا تھا۔ آخر ایک چٹائی کا ٹکڑا جلا کر زخم پر رکھا تو خون تھم گیا۔

اُبی بن خلف کا قتل

جب آپ ﷺ گھاٹی پر تشریف لا چکے تھے تو اُبی بن خلف جو مکہ میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا کہا کرتا تھا، یہ کہتا ہوا آیا کہ محمد (ﷺ) کہاں ہے؟ یا تو میں رہوں گا یا وہ رہے گا۔ صحابہ نے حملے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ منع کر دیا اور جب وہ قریب آیا تو حضرت حارثؓ بن صمہ سے چھوٹا نیزہ لیا اور آپ ﷺ اُس کے سامنے آ پہنچے۔ اس کی خود اور زرہ کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی دکھائی دی۔ آپ ﷺ نے تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے کئی بار لڑھک لڑھک گیا۔ جب قریش کے پاس واپس گیا تو اگرچہ نہ تو بڑی خراش تھی نہ ہی خون بہہ رہا تھا، لیکن کہنے لگا: واللہ مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر دیا۔ لوگوں نے کہا: خدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قسم تم نے دل چھوڑ دیا ہے ورنہ تمہیں واللہ کوئی خاص چوٹ نہیں ہے۔ اُس نے کہا ! وہ مکہ میں مجھے کہہ چکا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا۔ یہ دشمن مکہ واپس ہوتے ہوئے مقام سرف پہنچ کر واصل جہنم ہوا۔ حضرت عروہؓ کی روایت ہے کہ وہ بیل کی آواز نکالتا اور کہتا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو تکلیف مجھے ہے اگر وہ ذی المجاز کے سارے باشندوں کو ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے۔

جنگی بصیرت

اُحد کے میدانِ جنگ سے واپسی پر آپ ﷺ کو یہ خیال آیا کہ کفار یہ سمجھ کر کہ ہم زخموں سے چور ہیں پلٹ کر حملہ نہ کردیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قریش کے تعاقب کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ صرف وہی اصحابؓ جائیں گے جو معرکہ اُحد میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ خود شدید زخمی تھے اکثر صحابہ کرامؓ زخمی تھے لیکن 70 صحابہ کرامؓ پر مشتمل دستہ آپ ﷺ کے ساتھ جلد روانہ ہو گیا۔ عین آپ ﷺ کی سوچ کے مطابق ابوسفیان واپس پلٹ کر حملہ کرنے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان آپ ﷺ کی سرکردگی میں اس کے تعاقب میں ہیں تو اُس نے جلد مکہ لوٹ جانے میں ہی خیریت جانی۔ آپ ﷺ نے مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء اسد تک دشمن کا تعاقب کیا۔

تیروں کی بارش میں ثابت قدمی

غزوہ حنین میں سامنے پہاڑی درہ میں موجود دشمن نے تیروں کی بارش سے بارہ ہزار کی تعداد والے لشکر کی پیش قدمی مشکل بنا دی۔ اُس وقت صرف رسول اکرم ﷺ ہی تھے جو دشمن کی جانب بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے:

انا النبی لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

''میں سچا نبی ہوں اور (عرب کے مشہور بہادر) عبدالمطلب کا بیٹا ہوں (بھلا پیچھے کیوں ہٹوں؟)''

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو للکارا:

''اے بہادرو! کہاں جاتے ہو؟ میں تمہارا نبی یہاں کھڑا ہوں۔ آگے بڑھو۔ ہمت نہ ہارو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی آواز اور تن تنہا اس طرح سامنے موجود ہونے نے ایسا اثر کیا کہ بھاگتی فوج پلٹ کر اس طرح آگے بڑھی کہ میدانِ جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔

اہم نکات

1۔ تمام غزوات اور سرایا میں احترامِ آدمیت کا پہلو پیش نظر رہا۔

2۔ آپ ﷺ کی ذاتی شجاعت اور حربی مہارت کا اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ 27 غزوات اور 54 سرایا میں ایسے کماندار مقرر فرمائے جنہوں نے کم سے کم جانی نقصان سے فتوحات حاصل کیں۔

3۔ تمام معرکوں میں جن میں کل عرب میں اسلام کا دور دورہ ہو گیا، صرف 259 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور مدمقابل کے مقتولین کی تعداد 759 تھی۔ دونوں اطراف سے کل نقصان 1018 بنتا ہے۔ کیا کسی اور قوم کی جنگی تاریخ ایسا کارنامہ پیش کر سکتی ہے؟

4۔ 274 میل کا علاقہ روزانہ کے حساب سے اسلامی سلطنت میں شامل ہوتا رہا۔ اس کے باوجود سپہ سالار سب سے زیادہ سادگی اور قناعت کا سب سے بڑا نمونہ تھے۔ حجرہ شریف میں زندگی گزاری اور وہیں روضہ اطہر بنا۔ اللہ ہمیں آپ ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے۔ (آمین)

(اس مضمون کے اقتباسات عید میلاد النبی ﷺ بتاریخ 5 مئی 2013ء کو پڑھے گئے۔)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا بابا اتنا پریشان کبھی نہ تھا

دور سے دیکھا تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہے، کوئی عام شخصیت نہیں ہے۔ ایک چھوٹے سے باغیچہ کے کونے میں ایک شخص کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کی بائیں ٹانگ تو گھٹنے سے مڑی ہوئی تھی لیکن دائیں ٹانگ اس نے سیدھی پھیلا رکھی تھی۔ اس کی ٹھوڑی اس کے دائیں ہاتھ پر ٹکی ہوئی تھی۔ لباس انتہائی نفاست سے زیب تن تھا۔ جوں جوں میں قریب ہوا شخصیت کے خدوخال واضح ہوتے چلے گئے اور ساتھ ہی مرعوبیت کا احساس بڑھتا گیا۔ ذرا اور قریب گیا تو مجھے پورا احساس ہو چکا تھا یہ کون سی شخصیت ہے۔ میری جرأت نہ تھی کہ اور قریب جاتا۔ ان کے چہرے کی طرف بھرپور دیکھنا ممکن نہ تھا۔ مجھے تو یہی علم تھا کہ میرا بابا تو بہت حوصلے اور ضبط والا ہے، مگر آج وہ اس قدر پریشان کیوں دکھائی دے رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے نظر اُٹھائی تو یوں محسوس ہوا جیسے کہہ رہے ہوں کہ میں نے تو تم کو ایک آزاد وطن دینے کے لیے اپنا سب کچھ تج دیا تھا، تم لوگوں نے اپنا خیال نہیں کیا۔ تم لوگ کس طرح ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے دیوانے ہوئے جا رہے ہو جن کی منافقت، مکاری اور دشمنی کی وجہ سے تمہیں اپنے گھربار چھوڑنے پڑے، عزیزوں نے جانوں کی قربانی دی اور تمہاری ماؤں اور بہنوں نے عزتیں پامال کروائیں۔ آج بھی کشمیر میں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اب تمہارے ہر کاروبار حیات پر غیروں کا قبضہ ہے۔ نہ سیاست تمہاری اپنی ہے نہ معیشت۔ زراعت، تعلیم اور ثقافت ہر چیز غیروں کے حوالے کرتے جا رہے ہو۔ مدرسوں کی رہی سہی افادیت بھی ختم کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ مجھے تو جب ملک ملا تھا تو یہی یقین تھا کہ یہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ یہ قائم رہا لیکن اس کو قائم رہنا نہیں کہتے کہ جس طرح تم ہر شعبۂ زندگی میں دوسروں کے حکم کے تابع ہوتے جا رہے ہو۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ہمارا آئین تو ہمارے پاس چودہ سو سال سے ہے، مگر تم نے تو غیروں کے زیر اثر اپنے دین تک میں تبدیلی کرنا گوارا کر لی ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے جو تم اپنے ہاں رائج کرنے جا رہے ہو! اللہ کے قرآن نے تو ایک طرح کا ہی دین دیا ہے، اس میں اس اسلام کی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش نہیں جو مغربی معیار کے مطابق روشن خیال، ترقی یافتہ اور معتدل بھی ہو۔ کیا تم ترقی صرف اسے ہی سمجھتے ہو کہ اپنی بہنوں کو بے حجاب باہر لے آؤ؟ کیا تم نے میری بہن کو بے حجاب دیکھا تھا، حالانکہ وہ مشکل ترین حالات میں بھی ہر پل میرے ساتھ رہی؟ کیا تم نے کبھی مجھے ایسی بات کرتے ہوئے سنا تھا جس سے اسلام کی تضحیک ہوتی ہو؟ انہیں جا کر کہو کہ یہ تم سب کچھ کر بھی لو گے تو تم ان کی نظروں میں مزید بے وقعت ہو جاؤ گے۔ کیا جنہوں نے فارس اور روم فتح کیے تھے، اندلس میں ''اللہ اکبر'' کی آواز بلند کی تھی، انہوں نے اپنے آپ کو دوسرں کے کہنے پر بدلا تھا یا ان کو دیکھ کر دوسرے بدل گئے تھے؟ ان کے چہرے کے نقوش ان کے اندرونی تلاطم کو بے طرح واضح کر رہے تھے۔ میں حیران تھا کہ میرا باباؔ تو اپنے جذبات پر ہر قسم کے حالات میں بہت قابو رکھتا تھا، آج مجھ جیسے غیر اہم انسان کے سامنے اس قدر جذباتی کیوں ہے؟

میں ان کے قدموں میں جا کر بیٹھنا چاہتا تھا مگر یوں لگا جیسے وہ کہہ رہے ہوں ''وقت ضائع نہ کرو، جو میں نے کہا ہے ان تک پہنچاؤ جن کو نہیں پتہ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔'' میں جانے کے لیے مڑا تو مکمل جاگ چکا تھا اور آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔ میرا متفکر باباؔ مجھے اجنبی لگ رہا تھا۔ وہ تو بہت حوصلے والا تھا!

(''چشمِ بیدار'' ستمبر 2005ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف چند سیکنڈ......

صرف چند سیکنڈ گزرنے کے بعد امیر، غریب، بوڑھے، جوان، عورتیں، بچے اور بچیاں کیا سے کیا ہو گئے؟ جو بہت کچھ تھے، کچھ بھی نہ رہ گئے تھے۔ کیا قیامت اسی کو نہیں کہتے ہیں؟ کیا وہ اسی طرح بے خبری ہی میں بپا نہیں ہو جائے گی؟ قیامت کے آنے کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں، کیا یہ ان میں سے ایک نشانی نہیں تھی؟ جن پر یہ سب کچھ بیتا، ان کے لیے قیامت آ ہی گئی ہے۔ لیکن جن کا سب کچھ چھن گیا، عزیز و اقارب ملبے تلے دنوں دفن رہنے سے ان کی لاشیں نا قابل شناخت ہو گئیں، انہیں بھی آخر صبر آ جائے گا۔ وقت کا گزرنا خود ایک مرہم ہے، شدید سے شدید غم کے لیے۔

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے (المائدہ:120)۔ اسی نے یہ ساری بساط بچھائی ہے اور ازل سے ایک طے شدہ نظام کے تحت یہ اکھاڑ پچھاڑ بھی اسی ہی کے حکم سے ہو رہی ہے۔ اگر گزشتہ زلزلہ تازیانہ تھا تو کن کے لیے؟ جو اللہ سے پہلے ہی تھوڑا بہت ڈرتے تھے وہ تو ایک دم بجھ گئے ہیں۔ خوف میں وہ مبتلا ہیں۔ جو سخت دل ہیں اس زلزلہ کو عام واقعات میں سے ایک واقعہ ہی تصور کرتے ہیں۔ چونکہ ان کی ذات کو بل واسطہ یا بلا واسطہ کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے، ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ہے۔ اس مشکل گھڑی میں سب سے زیادہ ایثار، تعاون، خلوص اور ہمدردی متوسط طبقے نے دکھائی ہے۔ انہیں فوٹو سیشن سے بھی زیادہ دلچسپی نہیں۔ بڑے پیٹوں، رنگ برنگے ریشمی صافے والے مولانا حضرات نے کار خیر میں کم ہی حصہ ڈالا ہے۔ آرٹسٹوں نے جنہیں یہ مولانا حضرات قابل گردن زدنی سمجھتے ہیں، اپنے اپنے ٹی وی چینلو کے تحت نہایت جذبے سے بہت قابل ستائش کام کیا ہے۔

ہمارے اہل اقتدار نے اس قیامت کے دوران بھی اپنی ذاتی سیکیورٹی، روایتی لوازمات، مکمل پروٹوکول اور ''ڈریس کوڈ'' میں نفاست پسندی سے بالکل صرف نظر نہیں کیا ہے۔ اس پر انہیں ہر طرف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''داد'' ہی ملی ہے۔ان صاحبان کے آنے سے اگر امدادی کاموں میں کوئی رکاوٹ پڑی تو شاید انہیں اس کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔کوئی اور ان کو احساس دلا کر کہاں جاتا؟ ان کے زیر استعمال ہیلی کاپٹر زخمیوں کے لانے میں استعمال ہوتے تو یہ زیادہ بہتر تھا، بجائے آنے جانے کے۔''وار فنٹنگ'' پر انہیں تو اپنا کیمپ آفس ہی زیادہ تباہی والے علاقے میں اب بھی لگا لینا چاہیے تاکہ احکام کی ترسیل اور تعمیل جلد اور بہتر طور پر ہو سکے۔اس طرح وہ جہاد اور نیک کام میں بنفس نفیس شامل ہو سکیں گے، زیادہ بہتر طریقہ سے موثر طور پر امدادی کاموں کی نگرانی کر سکیں گے۔

قوم اس وقت انتہائی متحرک ہے، یکجا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حادثہ نے قوم میں جو پھونک دی ہے وہ قوم کے جسم سے محض اس وجہ سے خارج نہ ہو جائے کہ اسے کوئی بے لوث لیڈر میسر نہیں۔اس وقت ایک ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو قوم کے موجودہ جذبے کو صحیح سمت دے سکے اور اسے زندہ رکھے۔بدقسمتی سے اس وقت اقتدار پر ایسے لیڈر قابض ہیں جن کا عوام کے ساتھ کوئی بھی بے لوث رشتہ نہیں۔یہ سب ہمارے سروں پر سوار ہیں، ٹھونسے گئے ہیں، لائے گئے ہیں۔یہ سب محض اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لیے جمع ہیں، کسی اصول کی وجہ سے نہیں۔اگر کوئی اصول ہے بھی تو وہ ہے ذاتی مفاد کا حصول۔

اگر یہ واقعی ہمارے لیڈر ہوتے تو ہم ان کے چشم براہ ہوتے اور انہیں اپنی ہر دل عزیزی کہیں سے گزرتے وقت پورے کے پورے شہر میں ٹریفک کا نظام بلاک کر کے نہ ظاہر کرنا پڑتی۔کبھی بیسیوں گاڑیوں میں بھرے محافظین کی انہیں ضرورت نہ ہوتی۔ویسے بھی جب موت نے آنا ہے تو وہ تو ٹینک میں بھی آ جاتی ہے۔بطور مسلمان کبھی اس سوچ کو بھی ذہن میں آنے دینا چاہیے۔عوام کو یہ لیڈر صرف اخباروں یا ٹی وی پر ہی نظر آتے ہیں۔اس سے زیادہ ان کا اپنے کیڑے مکوڑے عوام سے کوئی واسطہ نہیں۔یہ صرف اپنے جیسے کروفر والے اور اجلے کھڑکھڑاتے کپڑوں میں ملبوس اہل ثروت کے جھرمٹ میں ہی اطمینان محسوس کرتے ہیں۔جب سے یہ سب آئے ہیں، عوام کی زندگی میں کیا آسانیاں پیدا ہوئی ہیں؟ کتنے سکھ انہوں نے بانٹے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات موجودہ روح کو برقرار رکھنے کی ہو رہی تھی۔ یہ ضائع نہ کی جائے، اسے ایک تعمیری رنگ دیا جائے۔ اس دھارے کو مزید تعمیری صلاحیتیں اجاگر کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ حزب اقتدار اور حزب مخالف دونوں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور مثبت سوچ اپناتے ہوئے ایک لائحہ عمل وضع کریں جو صرف قومی مفاد میں ہو۔ بابائے قومؒ نے "اتحاد، ایمان اور نظم وضبط" کا جو اصول ہمیں دیا تھا اسے رہبر مانتے ہوئے تفریق سے بچیں اور سب کو ساتھ ملایا جائے۔ دوسرے جھٹکے کا انتظار نہ کریں۔ دو لیڈر جو باہر بیٹھے ہیں، انہیں ساتھ ملایا جائے۔ اگر ہندوستان سے بے معنی "مذاق رات" اور لاحاصل گفتگو کی جاسکتی ہے، اسرائیل سے رابطہ ہوسکتا ہے تو یہ تو پھر اپنے ہیں۔ ان دونوں کو بھی خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ کیا دیا ہے انہیں ایسی سوچ نے؟ ایک تو آج کل ویسے ہی اللہ کے گھر کے آس پاس موجود ہے۔ ہے کوئی اس جیسا خوش قسمت؟

بے پناہ عقل و دانش، شعور، مثبت سوچ اور کچھ کرنے کے منتظر اسمبلیوں سے باہر بھی موجود ہیں۔ ان سب کو بھی شامل کرنے کے بعد قوم کے عزم کا فائدہ اٹھایا جائے۔ قوم اس وقت متحرک ہے۔ صرف اور صرف صحیح معنی میں فعال، محب وطن اور بے لوث لیڈر شپ کی راہ تک رہی ہے۔ جو لوگ اپنے زخمی ہاتھوں سے لوہے اور کنکریٹ سے دیوانہ وار صرف اس لیے نبرد آزما تھے کہ اُن بے بس لوگوں کی جان بچا سکیں جنہیں وہ جانتے تک نہ تھے، کبھی انہوں نے انہیں پہلے دیکھا بھی نہ تھا تو ایسے ہاتھوں اور جذبے والے اور سب سے پہلے آزاد کشمیر میں اُس جگہ پہنچنے والے جہاں ابھی تک کسی ہیلی کاپٹر کا گزر بھی نہیں ہوا، ایسے سب لوگ جب ایک سچی قیادت میں چلیں گے تو یہ قوم ان شاء اللہ ضرور سرخرو ہوگی۔ یہ قوم بابائے قومؒ کے دیے ہوئے رہبر اصول پر عمل پیرا ہو کر اپنی صلاحیتوں سے اللہ کے بھروسے سے ہر ہدف بدرجہ اتم حاصل کرنے کے قابل ہے۔ یہ اس نے ثابت کر دیا ہے۔ آخر پاکستان بھی قائدؒ کی قیادت میں اسی قوم کے بڑوں نے حاصل کیا تھا۔ ہاں! شرط صرف میرے بابائے قومؒ جیسے بے لوث لیڈر کا ہونا ہے۔

میری ہی قوم کے لوگ دوسرے ملکوں میں اپنی محنت سے نام بھی کماتے ہیں اور دام بھی۔ وہاں وہ نظم وضبط کے دائرے میں بھی رہتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ یہاں کیوں نہیں؟ ذرائع پیدا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خودکشیاں بھی کم ہوں گی اور جرائم پر بھی قابو پایا جائے گا۔ کرتا دھرتا لوگوں کی طرف سے حصول انصاف کا بہم نہ پہنچایا جانا بھی جرائم کے بڑھانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ موجودہ قیادت نے تمام اداروں کی افادیت ختم کر دی ہے۔ تمام اداروں کے نظام کو پراگندہ کر کے ساری طاقت انہوں نے اپنے ہاتھوں میں مرتکز کر لی ہے۔ بطور سربراہان، یہ خالق کائنات کو جوابدہ ہیں۔ اس ذمہ داری سے یہ صرف نظر نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق، ہر سربراہ سے پوچھ ہونی ہے خواہ وہ ایک گھر کا سربراہ ہو۔

اگر ہماری قیادت صرف انصاف کے حصول کو ہی یقینی بنا دے تو باقی چیزیں خود بہ خود درست ہوتی چلی جائیں گی ان شاء اللہ۔ ''نظریہ ضرورت'' جیسی ''میکاولین'' اختراعات جنہوں نے گھڑی ہیں، دل میں یقیناً وہ بھی شرمندہ ہوں گے۔ کیا ہمیں اس پہلے جھٹکے میں چلے جانے والے جو چند سیکنڈ پہلے بہت کچھ تھے لیکن چند لمحے بعد کچھ نہیں رہے تھے، اُن سے سبق نہیں لینا چاہیے؟ رہے نام اللہ کا!

دوسرا اہم پہلو صفائی کے بارے میں ہے۔ اس زلزلے نے بہت توڑ پھوڑ کر ڈالی ہے۔ ٹھیکریوں اور ملبے کے علاوہ انسانی لاشیں بھی سنبھالنی ہیں جو کہ ان گنت ہیں۔ یہ مسائل پیچیدہ ہوتے ہیں۔ بیماریوں کے پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہے۔ موسم بھی سخت سے سخت ہوتا جا رہا ہے۔ کیوں نہ ان سب چیزوں کے پیش نظر نئی بستیاں آباد کرتے وقت ''صفائی نصف ایمان'' کو مدنظر رکھ کر ہم اپنا کام شروع کریں۔ ہم ایمان کے اس نصف حصہ پر بالکل بھی تو عمل پیرا نہیں۔ ہم اپنے دل کی گندگی کے علاوہ اپنے گھر کا کوڑا بھی سڑک پر یا گلی میں اپنے ہمسائے کے گھر کی طرف اچھال دیتے ہیں۔ ہمارا پڑوسی بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ ہوا کے ذریعے سارا کوڑا دوبارہ ہمارے گھروں میں آجاتا ہے۔ ایسی صفائی کا حاصل؟

حد تو یہ ہے کہ موٹروے پر نہایت سبک رفتار، چمکیلی، نئی نویلی اور انتہائی قیمتی گاڑیوں سے چوسی ہوئی گنڈیریاں، کیلوں کے چھلکے، آئس کریم کے خالی ڈبے، بسکٹ ریپرز اور استعمال شدہ ٹشو پیپرز باہر اچھالے جا رہے ہوتے ہیں تو بہت حیرت ہوتی ہے۔ ان گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اکثریت ''ایلیٹ'' ہی کی ہو سکتی ہے۔ سبز نمبر پلیٹ والی گاڑیاں ایرے غیرے کے پاس تو ہونے سے رہیں۔ کیا شرفا اور نام نہاد پڑھے لکھے اس پر کچھ سوچیں گے؟ کیا جب یہ سب باہر کے ملکوں میں سفر کرتے ہیں تو ایسے ہی ''اعلیٰ'' اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ وہاں تو فوراً ٹکٹ مل جاتا ہے۔ یہاں الٹا چیک کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا دھر لیا جاتا ہے۔یہی انصاف ہے ہمارا۔ ہمارے نبی ﷺ نے تو فاطمہ نامی خاتون کو بری نہیں کیا تھا کہ وہ اشراف سے تھی اور اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہؓ......صد حیف ہم پر۔کیا یہ دل کی گندگی نہیں تھی کہ ایک خاتون کو پولیس کے حوالے کر دیا جو اپنا غم انہیں بتانے آئی تھیں؟ کیا پارلیمنٹ فرشتوں کا بسیرا ہے جہاں خاکی کا گزر نہیں ہو سکتا؟ پھر جو کچھ ہوا وہ ہماری اپنی قوم کی بیٹی سے ہی ہوا ہے۔ کیا پولیس کے حوالے کرنے والے ارکانِ اسمبلی کو کچھ شرم، کچھ غیرت آئی؟ ان کے ضمیر کو کچو کا لگا؟ انہیں پولیس کے بھیڑیوں کی اوقات کا نہیں پتا۔وہ خود تو اپنے مرضی کے بندے پولیس میں بھرتی کر کے اپنے اپنے علاقوں میں اپنی ''تھانیداری'' کے لیے لگواتے ہیں۔اسی لیے تو ہمارے ملک میں انصاف اتنا سستا ہے کہ ہر در پر ملتا ہے،امن وامان کی حالت اتنی قابل فخر ہے،اور قریہ قریہ قانون کی حکمرانی ہے۔

ہمارے لیڈر صاحبان جو ہر دم اپنے ذاتی تحفظ، زیادہ سے زیادہ مفاد کمانے اور ہر صورت اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے میں لگے رہتے ہیں، کیا وہ مندرجہ بالا حقائق کے بارے میں قوم کی کچھ رہنمائی کرنے کے لیے وقت نکال سکتے ہیں؟ آخر وہ قوم کے خرچ پر اپنے خاص احباب کے ساتھ صرف اور صرف قوم کی بھلائی کے لیے جو بہت زیادہ باہر کے کامیاب دورے کرتے رہتے ہیں وہ باہر کے کسی ہم مرتبہ لیڈر سے پوچھیں تو سہی کہ وہ کس طرح بغیر ہٹو بچو کے عام انسان کی طرح باہر پھرتے ہیں اور کس طرح انہوں نے اپنے ملک میں انصاف کا نظام اور کس طرح اپنے ہاں صفائی کا نظام اتنا بہتر بنایا ہوا ہے۔کبھی تو وہ 'باہمی دلچسپی' کے موضوعات کے علاوہ ان نکات پر غور فرمائیں اپنے میزبانوں کے ساتھ۔

(ماہنامہ ''خطیب''نومبر 2005ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکرِ پریشان

(ق) لیگ جنرل صدر کی ذاتی نگرانی میں مسلسل صرف اس تگ ودو میں ہے کہ ہر صورت اقتدار میں رہے۔اس مطمح نظر کے تحت حزب اقتدار کے تمام صاحبان کا زیادہ سے زیادہ وقت جوڑ توڑ میں استعمال ہو رہا ہے۔ جو قلیل وقت بچتا ہے وہ عوام کی بہتری کے لیے سرخ، سبز اور نیلے پیلے فیتے کاٹنے، بیانات دینے، پریس دینے، میٹنگز، بل بورڈز، اور ہورڈنگز پر لکھے جانے والے نعروں اور اپنی دیدہ زیب تصویروں کی نوک پلک درست کرنے میں گزر جاتا ہے۔ان گوناں گوں مصروفیات کی وجہ سے بدامنی، لاقانونیت، مہنگائی، ڈاکوں، چوریوں، قتل اور بیروزگاری کے باعث خودکشیوں جیسے ''معمولی'' واقعات کا تدارک حکومت کے اوپر ناروا بوجھ ڈالنے کے مترادف ہے۔

حزب اقتدار اور بہت پیٹ بھرے حزب مخالف کے نزدیک عوام کی حیثیت ڈھور ڈنگروں سے بدتر زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ ہیچ حشرات الارض ان کے نزدیک انسانوں کی جون میں اس وقت تبدیل ہوتے ہیں کہ جب انتخاب میں اُنہیں جائز و ناجائز بیلٹ باکس بھرنے کے لیے استعمال میں لانا ہو۔انتخاب کے فوراً بعد عزت مآب صاحبان اقتدار کے گزرنے کے وقت ان کیڑے مکوڑے عوام کو پولیس سڑکیں بند کر کے ذلت، دھکوں، گالیوں اور لاٹھیوں سے بے دریغ نوازتی ہے۔

کیا دنیا کے سب سے عظیم انسان حضرت محمد ﷺ کی سنت سے اس قسم کا کوئی واقعہ منقول ہے؟

ماں: بیٹی اٹھو جلدی سے دودھ میں پانی ملا دو۔

بیٹی: ماں مجھے ڈر لگتا ہے۔

ماں: یہاں تو کوئی بھی نہیں جو تجھے دیکھ رہا ہے۔

بیٹی: اللہ تو دیکھ رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ آوازیں ایک کچے سے گھر کے اندر سے آرہی تھیں۔ یہ گفتگو جورات کے کسی پہر ہو رہی تھی، ایک پیوند لگے لباس والا شخص سن رہا تھا۔ اُس گفتگو سے متاثر ہو کر وہ شخص اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے مانگ لیتا ہے۔ یہ پیوند لگے لباس والا شخص وہ تھا کہ جس کے قدموں تلے کسریٰ کا تاج خاک آلودہ ہوا۔ اس کے دیئے گئے اصول ہائے حکمرانی سے یورپ کا زیادہ حصہ آج تک فیض یاب ہو رہا ہے اور اُن سے انحراف کی وجہ سے مسلمانوں کی قسمت میں ذلت ہی ذلت ہے۔ حضرت عمرؓ کی حکومت عرب سے ایران، ہندوستان اور روم تک کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ ہر جگہ امن وامان کا دور دورہ تھا۔ وہ خود اپنے لوگوں کی خبر گیری ان میں رہ کر، گھوم پھر کر کرتے تھے۔ کوئی بھی کسی بڑے سے بڑے عامل کے خلاف اپنی شکایت خلیفہ تک بلا خوف وخطر پہنچا سکتا تھا۔ کیا آج ایسا ممکن ہے؟

کیا محمد علی جناحؒ ''قائد اعظم'' بل بورڈ راور ہورڈنگز پر درج نعروں اور بے انداز خرچ کر کے بنائی گئی تصویروں اور بے دریغ خرچ سے اخباروں میں شائع کرائے گئے اشتہاروں کے ذریعے بنے تھے؟ انہیں اپنی قوم کا درد اور دکھ اپنی رگوں میں دوڑنے والے خون سے زیادہ عزیز تھا۔ ہم تو ان کے وارثوں کا مناسب خیال نہ کر سکے۔ وہ ہمیں پاکستان اور پاکستان میں انتہائی محنت سے حاصل کی گئی سب جائداد بھی دے گئے۔ وہ تو اتنے پہروں میں نہیں رہتے تھے جتنا کہ گلبرگ میں ایک رہائش پذیر ایک انتہائی ''ہردلعزیز'' حکمران۔ ریلوے پھاٹک بند ہوتو وہ توقف کرتے تھے۔ صرف اپنی ذات کے لیے ٹریفک روک کر دوسروں کے دکھوں میں اضافہ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے محمدؐ اور علیؓ کی راہ اپنائی ہوئی تھی۔ وہ صرف نام کے محمد علیؒ نہ تھے۔

جناب جنرل صدر صاحب معاشی ترقی کے لیے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے پاکستان میں بالخصوص اور دنیا بھر کے لیے بالعموم، تیسری بار صدارت کا حلف اٹھانے کو لازم وملزوم سمجھتے ہیں۔ اس کے لیے وہ (ق) لیگ کو مضبوط تر کرنے کے لیے ''دامے درمے سخنے'' ہر طرح کی مدد بہم پہنچا رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یونیفارم میں (ق) لیگ کے اجلاسوں کی صدارت کرتے ہوئے وہ انتہائی جچتے ہیں۔ ان کے تیسری بار حلف اٹھانے میں اگر کوئی قانونی یا آئینی پیچیدگی آڑے آئی تو صرف ''قومی خدمت'' کے پیش نظر سید شریف الدین پیرزادہ اور ان کے دوسرے سید بھائی، ایس ایم ظفر ''نظریہ ضرورت'' کی طرح کا کوئی نہ کوئی پائیدار حل نکال ہی لیں گے۔ اللہ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھری برادران اپنی ''بادشاہ گری'' کو برقرار رکھنے کے لیے ہر حجم اور رنگ کے پتھروں کو ''پلٹ پلٹ'' کر مَس کر کے سونا بنائے جا رہے ہیں۔ وہ انتہائی راسخ العقیدگی سے اس کوشش میں ہیں کہ جنرل صدر کا سایہ ہمیشہ ان کے سروں پر قائم دائم رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم سب فانی ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔

ہمارے سب لیڈر (وہ دونوں بھی جو باہر ہیں) بش اور بلیئر کا دم بھرتے ہیں۔ اقتدار میں آنے اور تادیر رہنے کے لیے اُن کی تھپکی کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ویسے دو مختلف اقوام کے سربراہوں کی ذاتی دوستی یا باہمی تعلقات سے ہم ہرگز یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے ہیں کہ ان کی اقوام کے درمیان بھی ویسا ہی رشتہ قائم ہے۔ ماضی میں شاہ ایران اور حال میں امہ اور امہ کے سر پر موجود ڈکٹیٹروں، غاصبوں اور وراثتی تخت نشینوں کی کیفیت سب کے سامنے ہے۔ یہ لیڈر اُن کے لیے کام کرتے ہوئے اپنے مسلمانوں بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے ہیں۔ امریکہ کی جنگ کے لیے ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' بننے کا نتیجہ ہمارے ملک کے حق میں یہ نکلا ہے کہ اب ہماری مغربی سرحد بھی ہمارے لیے بے حد غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ اس سب کے باوجود بش پارٹی (کرزئی اور من موہن شامل) کی طرف سے ''مزید کارروائی'' کی ہدایت بدستور قائم ہے۔ بش اور بلیئر کی جو اوقات اپنے ملک میں ہے اس کا علم ہمارے اربابِ اقتدار کو نہیں ہے۔ آخر ایک دن ان دونوں نے چلے ہی جانا ہے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق، اگلے سو سالوں کے اختتام تک ہر وہ ذی روح جو آج موجود ہے اس صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ سارا کروفر اور ''پروٹوکولز'' یہیں رہ جائیں گے۔ اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں۔ صدر محترم، کوئی سا گورنر، ایک عدد وزیر اعلیٰ یا کوئی سا بھی وزیر بھیس بدل کر ایک دن کا کچھ حصہ عوام میں گزار لے۔ کسی بس یا ویگن سے سفر کرے۔ انہیں اپنی حقیقی مقبولیت کا علم ہو جائے گا۔ عوام کی اُن مصیبتوں کا علم ہو جائے گا جو اُن تک پہنچنے نہیں دی جاتیں۔ انہیں صرف وہی دکھایا اور سنایا جاتا ہے جو یہ دیکھنا اور سننا چاہتے ہیں۔

ہمارے صاحبانِ اقتدار اسی طرح عوام کی حفاظت اور جملہ ضرورتوں کے پورا کرنے کے جوابدار ہیں کہ جس طرح حضرت عمرؓ فرات کے کنارے ایک پیاسے کتے کی موت پر خود کو جوابدار سمجھتے تھے۔ یہاں تو پولیس ناکوں پر بے گناہ کو گولی ماردی جاتی ہے جبکہ انہی ناکوں سے ''ہتھیار بند جرائم پیشہ'' کو بحفاظت گزر جانے دیا جاتا ہے۔ آخر جرائم کی بیخ کنی کن ''فرشتوں'' کی جوابداری میں شامل ہے؟ ویسے تو انتہا کی بے انصافی اور اقربا پروری جرائم کے بڑھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نہیں پتہ کہ حکومتی کارندے، پولیس، کرسی انصاف پر بیٹھنے والے اور کالے کوٹوں والے خلق خدا سے کیا سلوک کرتے ہیں؟

ان پچھلے چھ سالوں میں ایک عام آدمی کے لیے کیا سکھ بانٹے گئے ہیں؟ ہمارا سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ ہمارے بڑے ہم میں سے نہیں ہیں۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ اگر نہیں ہے تو وہ ہے ہر درجہ پر اخلاص ہونا۔ دونوں باہر بیٹھے لیڈر اب اپنے آپ کو آب زم زم سے پاک کر کے پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے جائدادیں اور ان میں توسیع در توسیع صرف عوام کے غم میں کی ہے۔ نظریں ان کی بھی واشنگٹن کی طرف ہی لگی ہوئی ہیں۔ ایک کو اللہ کے گھر کا قرب حاصل تھا۔ اس قرب نے اللہ کرے کچھ اسے سنوارا ہو۔ وہ وہاں سے اپنے بیٹے کی علالت کے باعث آئے ہیں۔ اب بیٹے کے علاج کی خبر کبھی نظر سے نہیں گزری ہے۔ اللہ اسے صحت کاملہ سے نوازے۔ (آمین)

ہمارے بڑوں کے لیے چائے کی پیالی سے جہاز کے سفر تک سب مفت ہے۔ ایک غریب اور مفلس شخص گلاس میں غیر صاف پانی کی بھی قیمت ادا کرتا ہے۔ اس خلیج کو پاٹنے کے لیے ہمارے حکمرانوں نے کبھی سوچا ہے؟

کہیں پڑھا تھا کہ جس شخص کو صحیح معنی میں خوف خدا ہو اس کا پیٹ کبھی بڑا نہیں ہو سکتا۔ یہاں تو سنہری جبہ دستار والے ہی زیادہ موٹے پیٹوں اور نرم و نازک ہاتھوں والے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں مولانا فضل الرحمان بیچ اس مسئلے کے؟

ہمارے ارباب اقتدار اگر صرف حصول انصاف کو آسان بنا دیں تو ان شاء اللہ باقی بے اندازہ قباحتیں خود ہی دور ہو جائیں گی۔ ''وہاں'' جوابداری ذمہ داری کے تناسب سے ہوتی ہے۔ اسلام نے تو امتحانی پرچہ پہلے ہی سے ''آؤٹ'' کر رکھا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ''کفر کی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے لیکن ظلم کی نہیں۔'' ہم تو آغا خان بورڈ کی مہربانی سے اپنے سلیبس میں تبدیلی کے ذریعے شاید کفر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ظلم تو ہم اپنے آپ پر خود ہی کیے جا رہے ہیں۔ اللہ ہمیں ہدایت سے نوازے۔ آمین!

(ماہنامہ ''خطیب'' جولائی 2006ء)

(روزنامہ ''اسلام'' 14 ستمبر 2006ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب چراغ سے چراغ جلیں گے

کم از کم آٹھ صدیوں پہلے سرورِ کونین ﷺ کے ایک پاک باز غلام نے صلیبیوں کو ہزیمت سے دور چار کیا تھا۔ مسلمانوں نے بہت زیادہ ظلم، مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں تب جا کر انہیں کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ آج کے دور میں صورت حال یوں ہے کہ تمام صلیبی اور صلیبوں کے ازلی دشمن جنھوں نے اپنی دانست میں صلیبیوں کے پیغمبرؑ کو سولی دی تھی (معاذ اللہ) ایک گروہ کی شکل میں مسلمانوں کو ذلت سے دوچار کرنے کے درپے ہیں۔ مہینہ بھر سے زیادہ لمبی جنگ میں جدید ترین اسلحہ اور گولہ بارود سے بھرے جہاز اور بار برادری کے دوسرے ذرائع امریکہ اور مغربی ممالک سے اسرائیل پہنچتے رہے۔ اس کارِ بد میں کچھ مسلمان مملکتوں نے بھی مقدور بھر حصہ ڈالا۔ یہ سب ایک کمزور ترین ملک کے خلاف ہو رہا تھا جہاں ایک غیر فوجی تنظیم صلیبیوں اور صیہونیوں کا نشانہ بنی۔ ایک بات سمجھ سے بالاتر رہی۔ جب امریکہ کی ''دلیر'' افواج عراق پر ہر طرح کا تباہ کن اسلحہ آزما کر تمام بین الاقوامی اصولوں کو پیروں تلے روندتی ہوئی وارد ہوئیں تو وہاں کی باقاعدہ افواج اور بہت شہرت یافتہ ''فدائین'' کے دستے ہوا میں تحلیل ہو چکے تھے۔ عام لوگوں نے سب سے زیادہ مؤثر افواج کا مقابلہ اپنے ذاتی ہتھیاروں سے کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ یہی کیفیت لبنان میں دیکھنے کو ملی کہ وہاں کی باقاعدہ لڑاکا افواج نے اپنی روائتی ذمہ داری نبھانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ کیا یہ سب ملی بھگت کا نتیجہ تھا؟ شائد یہ مشیت ایزدی ہی تھی کہ اسلامی دنیا میں ایک نئے سپہ سالار نے اسرائیلی افواج اور ان کی پشت پر موجود تمام صلیبیوں کو ذلت سے دور چار کر دیا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کی گزشتہ تمام لڑائیاں زیادہ سے زیادہ دو ہفتے تک طول کھینچ سکیں جبکہ تقریباً تمام نام نہاد مسلمان عرب ممالک کی افواج اسرائیل کے خلاف نبرد آزما رہیں۔ مگر اس دفعہ صرف حزب اللہ سے ہی ٹکراؤ تھا۔ امریکہ اور مغرب اپنی دانست میں مشرقِ وسطیٰ میں نئے نئے نقشے بناتے بناتے اب اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پالتو کے زخموں پر پھاہے رکھ رہے ہیں۔ کرچی کرچی ہڈیوں کو یکجا کرنے کے ساتھ اپنی خجالت کو مٹانے کے لیے بھی جواز ڈھونڈ رہے ہیں۔ انصاف، رواداری اور موسیقی کی دلدادہ کونڈی تو اس وقت اپنے ہم رتبہ افراد کو پیانو کی دھنوں سے لطف اندوز کر رہی تھی کہ جب لبنان اجڑ رہا تھا۔ تف ہے تم پر اے انسانی آزادیوں کے جعلی علمبردارو! اب خواہ مزید میکاولین حرکتوں کا نتیجہ کچھ ہی نکلے، اسرائیل اور اس کے بہی خواہوں کو جو دھچکا لگا ہے وہ ان شاء اللہ ان سب کے علاوہ ان کے حواریوں کے لیے بھی زیادہ ہلاکت خیز دھچکوں کا پیغام ہے۔ یہ ایک مؤثر پیغام ہے ان حکومتوں کے لیے بھی جو کہ امریکہ اور مغرب کی کاسہ لیس ہیں۔ یہ اکثر ایسی حکومتیں ہیں جو اپنے مجبور عوام پر زبردستی قائم ہیں۔ عوام بے حسی یا بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اور یہ حد بھی آخری ہے۔ آخر بے حسی یا بے بسی کی اس حد کو بھی تو ٹوٹنا ہے۔ عوام کی نگاہیں تب اسامہ کی طرف اٹھتی تھیں۔ اب حسن نصر اللہ کی شکل میں انہیں اپنی دعائیں قبول ہوتی محسوس ہو رہی ہیں۔ اب چراغ سے چراغ جلیں گے۔ ایک وقت تھا کہ مکہ مکرمہ میں بھی مسلمان ظلم سہہ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ہجرت کر کے حبشہ جانے کی اجازت دے دی۔ حبشہ کے نیک سیرت عیسائی بادشاہ نے حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر غور سے سنی۔ ''اے بادشاہ! ہم جہالت میں گھرے لوگ تھے۔ بتوں کو پوجنے والے، مردار کھانے اور گھناؤنے گناہ کرنے والے۔ طاقتور کمزوروں پر چھا جاتے۔ تب اللہ نے ہم ہی میں سے اپنا پیغمبر ﷺ بھیجا جس کے حسب نسب سے ہم واقف تھے۔ اسے سچا اور امانت دار جانتے تھے۔ اس ﷺ نے ہمیں خدا کی طرف بلایا۔ اور یہ کہ ہم اور ہمارے آباء و اجداد بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس ﷺ نے ہمیں سچ بولنے، وعدوں کا پورا کرنے، رشتہ داری نبھانے، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے، جرائم اور خون ناحق بہانے سے منع فرمایا۔ اس لیے اب ہم صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں باقی سب کو چھوڑ کر۔ ان سب چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں جو حرام ٹھہرائیں اور صرف وہ کھاتے ہیں جو اللہ نے حلال فرمائیں۔ اس وجہ سے ہمارے لوگ ہمارے خلاف ہو گئے اور ہمیں آپ کے ملک میں پناہ کے لیے آنا پڑا۔'' آج کل کے تناظر میں دیکھا جائے تو مسلمانوں کی حالتِ زار حبشہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں سے بہت زیادہ مختلف نہیں۔ مسجتیں ہمارا پیچھا صرف اس لیے کر رہی ہیں کہ ہم نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستہ کو چھوڑ دیا ہے جس کی نشاندہی حضرت جعفر طیارؓ نے اپنے سادہ سے خطاب میں کی۔ہم نے صرف اس مختصر زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے۔حضرت جعفر طیارؓ کا خطاب ایک اجمالی خاکہ تھا اس عظیم راست پیغام کا جو تفصیلاً ہر ہر انسان کو پہنچایا گیا مکمل محسن انسانیت، نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کے ذریعے۔ ایک اللہ اور اس کے محبوب ترین پیغمبر ﷺ پر ایمان رکھنے والے یوں تو بہت سے ملکوں میں رہ رہے ہیں مگر ہیں وہ ایک علیحدہ ملت۔بقول علامہ اقبالؒ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

اگر نجاشی کی طرح آج کے عیسائی لیڈر بھی حق شناس ہوتے تو آج دنیا میں اتنی افراتفری، ابتری اور تباہی کا سماں نہ ہوتا۔امریکی اور مغربی حکومتوں نے ایک خاص مقصد کے تحت اپنے لوگوں کو حالت خوف زدگی میں رکھا ہوا ہے۔کسی نہ کسی بہانے کچھ عرصہ بعد کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا کر دی جاتی ہے کہ القاعدہ کا نام لے کر چند لوگوں کو پھانسا جاتا ہے۔ان سے خود ہی تفتیش کر کے خود ہی نتیجہ نکالنا ہے، لہٰذا ہر کام ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انجام پاتا ہے۔ گوانتانامو کے انسانی چڑیا گھر کو بسانے کا آخر کیا مقصد ہے اور بہت سے گمنام ایسے کئی چڑیا گھر اور بھی ہیں۔وہاں ہونے والی ''قانونی کارروائیاں'' اب تو سب کے علم میں ہیں۔اب تو بش ویسے بھی ایک قانونی شق لا رہا ہے جس کے تحت فوجی، سی آئی اے اور دوسرے اداروں کے لوگ مواخذہ سے چھٹکارہ پا سکیں گے مگر شہنشاہ عالم کی صوابدید کے مطابق۔لیکن یہ سب کچھ کب تک ایسا رہے گا؟ اللہ کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں۔بات یہاں ختم ہوتی ہے کہ مسلمان ملکوں پر سوائے چند ایک کے، ایک مخصوص ٹولہ حکومت کر رہا ہے۔ان میں سے ہر ایک صرف اقربا اور اپنے پالتوؤں کے لیے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے۔یہ سب صرف اپنے پیشروؤں کا انجام یاد کر لیں کہ ایوب خان، یحییٰ خان، رضا شاہ پہلوی، انور سادات، بھٹو خاندان، ضیاء الحق، سہارتو، یاسر عرفات اور صدام حسین کے ساتھ کیا ہوا۔ان سب نے سوائے تباہی اور بربادی کے اپنی قوم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا دیا؟ آج فلسطین اور لبنان میں جو ہو رہا ہے اس کی مناسبت سے ہماری اکثر حکومتیں شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دبانے کو ہی ٹھیک حکمت عملی سمجھ رہی ہیں۔ اگر یہ حکمتِ عملی درست ہے تو اسرائیل میں حکومت کے خلاف جو ہوا چلنا شروع ہوئی ہے اسے کیا نام دیا جائے؟ سب سے بڑی طاقت کو جو ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس کے بعد اس کے پروردہ کس مقام پر کھڑے ہیں؟ اور یہ کب تک سب کو محکوم رکھ سکیں گے؟ آخر کب تک؟

(روزنامہ "امن" 27 اگست 2006ء)

(روزنامہ "اسلام" 14 ستمبر 2006ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سانحہ حفصہ: ایک فوجی افسر کی نظر میں

ایک فوجی اپنی انگلیوں سے وکٹری کا نشان بناتا ہے، یہ دیکھ کر دل دُکھا ہی نہیں بہت کچھ ٹوٹ گیا۔ بہت کچھ بجھ گیا۔ پی ایم اے میں ایک کیڈٹ اور ٹریننگ سنٹر میں ایک جوان کو دشمن کے مقابلے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ ایک مخصوص دشمن کا تصور ان کے ذہنوں میں بس جاتا ہے۔ میرے قائدؒ کے مطابق، پاکستان اسی دن قائم ہو گیا تھا جس دن محمد بن قاسم کی سرکردگی میں پہلے مسلمان نے اس سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ مسلمانوں نے ہزار سال سے زائد عرصہ یہاں حکومت کی۔ انصاف کا دور دورہ تھا۔ ہندو باعزت زندگی گزارتے رہے۔ اندرا گاندھی نے غلامی کے دور کا بدلہ لے لیا۔ اس نے ظلم اور زیادتی کا نام نہیں لیا تھا۔ ظلم تو مسلمانوں کے ساتھ انگریزوں کی حکمرانی کے بعد ہندوؤں نے شروع کیا تھا۔ اب میرے وطن کی فوج کا جوان لال مسجد کو کھنڈر میں تبدیل کر کے اور لال مسجد اور ملحقہ عمارتوں میں موجود ''مجرموں'' کے خون سے مسجد کے فرش اور در و دیوار کو لال کر کے وکٹری کا نشان بناتا ہے۔

مسجد تو اللہ کا گھر ہے۔ معلم اخلاق ﷺ وہاں بیٹھ کر علم، صبر، عزم اور حکومت کرنا سکھاتے تھے۔ ہم اسی گھر پر یلغار کر کے گلنار ہو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو تو فرات کے کنارے ایک کتے کے پیاسے مر جانے پر جوابداری کا خوف مضطرب رکھتا تھا۔ یہاں ہم اپنے ازلی دشمنوں سے شاباش لینے کی خاطر، ان کی پشت پناہی حاصل کیے رکھنے کی خاطر ایک دوسرے کو نیست و نابود کر رہے ہیں۔ اب ہمیں دشمن کی ضرورت نہیں۔ وہ اب ایک قابل احترام مبصر کی حیثیت سے اپنا ہدف حاصل کر سکے گا۔

وطن کی ہوائیں تمھیں سلام کہتی ہیں

کیا اب یہ میرے فوجیوں کے لیے دوبارہ لکھا جا سکے گا؟

رشید غازی تو ایک اَن پڑھ نہیں' مولوی تھے۔ ان کے مقابل تو انتہائی ذی وقار' بھاری بھرکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدوں والی اعزاز یافتہ شخصیات تھیں۔ آرمی کی بدولت جھنڈے والی گاڑیوں میں براجمان ہونے والی ہستیاں تھیں۔ رشید غازی اور اُن کے ساتھ بہت سی معصوم جانیں بھی جن کو پتہ نہیں تھا کہ وہ کیوں زندگی کی بازی ہار رہی ہیں، خاک اُوڑھ کر سو چکی ہیں لیکن وہ عظیم شخصیتیں زندگی بھر پریشان ہی رہیں گی۔ وہ کیا کچھ نہیں کر سکتی تھیں اور کیا کر بیٹھیں۔ اب ہاتھ ملتے رہنا اُن کا مقدر!

''ایک جان کو قتل کرنا تمام انسانیت کو قتل کرنا ہے اور اسی طرح ایک جان کو بچانا تمام انسانیت کو بچانا ہے۔'' (سورہ المائدہ:32)

کیا ہم نے ہر ہر ذریعہ استعمال کر لیا تھا؟ حکومت کے مطابق اس نے طاقت کا استعمال آخری وقت تک ٹالا۔ آخری وقت کس کا؟ دل نہیں مانتا اس بات کو۔ ہمیں صرف وہی معلوم ہو رہا تھا جو حکومتی موقف تھا۔ میڈیا تو میدان جنگ سے بہت دور تھا، بالکل اسی طرح جیسے افغانستان اور عراق سے تباہی و بربادی کی خبریں صرف اُنہی کے ذریعہ آ رہی ہیں جو خود تباہی اور بربادی پھیلانے کے وہاں ذمہ دار ہیں۔

حضرت امام حسینؓ کی پیش کردہ شرائط نہ مانی گئیں۔ کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ دوام کس کے نام کو ملا؟ عزت و توقیر کسے حاصل ہوئی؟ مولانا رشید غازی کو ساتھیوں سمیت کھلا راستہ دے دیا جاتا تو کیا ہوتا؟ انہیں نہ تو آسمان اُچک لیتا نہ ہی زمین کھا جاتی۔ وہ کہیں بھی روپوش ہو جاتے، اُن پر صدام کی طرح کبھی بھی قابو پایا جا سکتا تھا۔ دوسری بہت سی جانیں بچ جاتیں۔ اب وہ سب نامعلوم جگہوں پر آسودہ خاک ہیں۔

بندوق یا جعلی ووٹوں سے حکومت سنبھالنے والے کئی دہائیوں سے یہی کرتے آ رہے ہیں۔

ہمارے بڑوں سے غلطی نہیں ہوئی لیکن ہماری اوقات ہی یہی ہے۔ میرے باباؒ نے اور اُن کے سپاہی علامہ اقبالؒ نے تو ہمیں خودی کا سبق دیا تھا، لیکن ہم صرف ذاتی مفاد کے لیے غلامی اور چاکری کے خوگر رہنا چاہتے ہیں۔ ہمارے بڑے وہی کر گئے جو صرف وہی کر سکتے تھے۔ ہم صرف وہ کر رہے ہیں جس سے ہمیں منع کیا گیا تھا۔

تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

ٹی وی پر دکھائے گئے مدرسے اور مسجد کے مناظر نے وہ سب کچھ یاد دلا دیا کہ جو ہندوستانی فوج کے چلے جانے کے بعد شکر گڑھ کے نزدیک نینا کوٹ اور اخلاص پور وغیرہ میں 1972ء میں دیکھنا پڑا۔ وہ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوؤں کا کام تھا جو اللہ کے منکر ہیں۔ انہوں نے مسجدوں کو رہائش گاہوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ اُن کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ قرآن پاک کے ورق زمین پر بکھیر دیئے تھے۔ ہم نے خود اللہ کے گھر پر چاند ماری کی، نتیجتاً کتنے ہی معصوم چاند گہنا گئے۔ مسجد یا مدرسے میں موجود لوگ کون تھے؟ میں اُن کے لیے رویا ہوں۔ جو فوجی جان ہار گئے وہ بھی میرے ہی تھے۔ مجھے اُن کا غم بھی برابر کا ہے۔

مجھے ہمیشہ فوجی ہونے کے ناطے خود پر فخر رہا ہے۔ ابھی تک اللہ کا شکر گزار رہا کہ اُس نے فوج میں بھیجا۔ مجھے شوق رہا کہ میرے وارث فوج میں میری یونٹ میں جاتے۔ اب مجھے اس خواہش کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(''چشم بیدار'' اگست 2007ء)

(''نوائے وقت'' 31 جولائی 2007ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے!

اس مضمون کا عنوان محترم قائداعظمؒ کے فرمان ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا'' پر مشتمل ہے۔ انہوں نے 25 اکتوبر 1947ء کو رائیٹر کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ الفاظ اللہ پر یقین کامل اور اسی کے بھروسے سے ہی ادا فرمائے تھے (ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا)۔ لاکھوں جانوں، غیرتوں اور ہر قسم کی دوسری قربانیوں کے صلہ میں پاکستان ایک عظیم عطیۂ خداوندی ہے۔ علاوہ ازیں 27 رمضان کی شب اس سلطنت کا قیام پذیر ہونا بھی اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ آنے والے وقت میں میرے ملک نے اُمہ کو ایک بہت مضبوط، پائیدار اور مخلص قیادت فراہم کر کے اس کرۂ ارض کو امن وامان کا گہوارہ بنانے میں اہم خدمات انجام دینی ہیں۔ پاکستان کو اہم قیادت کے لیے تیار کرنے کے لیے چند گزارشات درج کی جارہی ہیں۔

آج ڈیل، ڈھیل، ڈھٹائی اور طاقت موجودہ ''مبنی بر منافقت'' سیاست کے بازار میں سکہ رائج الوقت ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر (صہیونی ایجنڈے) کی بنیاد بھی یہی سب کچھ ہے۔ اس نظریہ کے تحت بے نظیر کی واپسی دراصل جنرل مشرف کو موجودہ حیثیت پر قائم رکھنے کے منصوبے کا حصہ ہے۔ ایسا کوئی معاہدہ جو مشرف اور بے نظیر کے درمیان امریکہ کے مسلسل دباؤ یا آشیرباد سے عمل میں آئے، کیا وہ پاکستان کے مفاد میں ہوگا؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب بابر اعوان، اعتزاز احسن اور رضا ربانی اپنی پارٹی کے مفاد کو نہیں بلکہ صرف اور صرف پاکستان کے مفاد کو مدنظر رکھ کر دیں۔

افغانستان اور عراق میں نیو ورلڈ آرڈر کے تحت تباہی اور بربادی پھیلائی جارہی ہے اور ایران کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر ہی کی نحوست ہے کہ دنیا کے بہت سے حصوں میں سیلابوں، زلزلوں، آتش زدگیوں، حادثات اور گروہی اختلافات کے نتیجے میں بھی تباہی و بربادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا عمل جاری وساری ہے۔ یہ تمام عوامل دنیا کو غیر محفوظ بنائے جا رہے ہیں۔ ان تمام منفی حالات کے تناظر میں ہمیں اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیے نہ کہ ہم کسی دوسرے کی جنگ لڑنے کی خاطر آپس میں ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے جائیں۔

فی الحال ''ق'' لیگ اور حکومت دوست دیگر سیاسی جماعتیں چودھری صاحبان کی قیادت میں صرف اور صرف ذاتی مفادات کی خاطر جنرل مشرف کے نام نہاد روشن خیال، معتدل مزاج اور کھلے دل وذہن والی پالیسی کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ اسی پالیسی کے طفیل ہماری افواج اور ہم وطن مختلف جگہوں پر ایک دوسرے کو خون میں نہلا رہے ہیں۔ صد افسوس!

جنرل مشرف کے ماتحت بے نظیر، فضل الرحمٰن، الطاف حسین (اور شاید کچھ عرصہ بعد اسفند یار ولی تو اکٹھے رہ سکتے ہیں لیکن وہ تمام جماعتیں یا افراد جو دین اسلام کی طرف اپنا ذرہ برابر بھی جھکاؤ رکھنے میں شرمندہ نہیں، وہ اپنے لیے نہیں تو اپنی آئندہ آنے والی نسل کی خاطر ہی اکٹھے ہو جائیں۔ میرے باباؒ کے فرمان کے مطابق:

''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے''

اور ہماری نسلوں نے یہیں رہنا ہے، لہٰذا ہم سب کی سلامتی اس میں ہے کہ اب تمام مختلف قسم کے لاحقوں والی مسلم لیگیں صرف ''مسلم لیگ'' بن جائیں۔ بے نظیر، الطاف حسین اور اسفند یار ولی جیسے لوگوں اور وہ جو پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے (استغفر اللہ)، آخر تو انہوں نے بھی بالغ ہونا ہے اور وہ بھی ایک دن مجبور ہو جائیں گے اس وطن کو اپنا ماننے پر، کیونکہ اب تک پاکستان کی پاکیزہ ہوائیں، زندگی بخش پانی اور مٹی کی خوشبو ان کی کئی نسلوں کے جسموں، روحوں، سانسوں، خون اور رگ وریشے میں رچ بس چکی ہیں۔ اب انہیں مجبوراً انگریزی شیشوں والی عینک اتار کر ''جہالت'' کو خیر باد کہنا ہوگا۔

''پاکستان کا مطلب کیا؟ **لا الٰہ الا اللّٰہ**'' کا نعرہ حق تھا، آخر میں حق ہی فتح یاب ہوتا ہے۔ امریکی جو حقیقت میں صیہونی ایجنڈا ہے، وہ دھرے کا دھرا رہ جائے۔ ان شاء اللہ!

(''چشم بیدار'' 7 دسمبر 2007ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناکام پالیسیاں اوران کے نتائج

پی پی پی اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان طے پانے والے معاہدے نے ملک کی اکثریت کو اطمینان بخشا۔اب ق لیگ اوراس کے سرپرست اعلیٰ کو بھی صرف اورصرف اس قوم اورملک کے مفاد میں سوچتے ہوئی اکثریت کی ترجیح کوتقویت فراہم کرنی چاہیے۔اسی میں ہم سب کا بھلا ہے۔

(ق) لیگ کی پالیسیوں کی وجہ سے قوم کومہنگائی،افراتفری،نفرتیں،بجلی،آٹا،گیس کی کمیابی، خراب نظام تعلیم (تشہیر پر بے دریغ خرچ) اور بم دھماکے ملے۔بے مصرف اسمبلیوں سے جنرل مشرف کومنتخب کروایا گیا،مزید دس باروردی سمیت منتخب کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا،جس پرعوام نے (ق)لیگ کومسترد کردیا۔لیکن اپنے آپ کوناگزیر جاننے والے کوآخر جانا ہے۔بقاصرف ایک ہی ذات کو ہے۔ کیوں چندروزہ مزید کروفر کے لیے اپنی عاقبت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بگاڑلی جائے؟

(ق)لیگ کے علاوہ سیدشریف الدین پیرزادہ،ایس ایم ظفر،نعیم بخاری،خالد رانجھا اور ملک قیوم تاریخ میں اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیے جائیں گے۔صرف فردِواحد کی چاکری کوانہوں نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔یہ اصحاب موقع بموقع اپنی قانونی موشگافیوں کے ساتھ صرف فردواحد کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوسِ اقتدار بے ثبات کوکندھا دیتے آئے ہیں۔یہ سب ان شاءاللہ ناکام ہوں گے۔قوم کی دعائیں اللہ سن رہا ہے۔ایس ایم ظفر صاحب توپوری توانائیوں کے ساتھ سب سے پہلے ڈکٹیٹر کے وزیر قانون رہ چکے ہیں۔یہ صاحب ہمدردشوریٰ کے ممبر بھی ہیں،مجیدنظامی صاحب کے دوست ہیں لہٰذا ہرقابل عزت جگہ پر پائے جاتے ہیں،عزت حاصل کرتے آرہے ہیں لیکن جس قوم کا فرد ہونے کے ناطے انہیں عزت ملی اس قوم کی،سب کی ذلت اورخواری کے لیے ایک شخص کی ذاتی خدمت میں مسلسل مصروف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نائن الیون کی سازش کی وجہ سے ایک افتاد ہماری قوم کے گلے پڑ گئی۔ایک شخص جھوٹ پر مبنی کہانی کو دہشت گردی سے جوڑ کر سب سے بڑے دہشت گرد کا انتہائی قریبی دوست بن گیا ہے، جس سے ہماری مصیبتیں اور ذلتیں بڑھتی چلی گئیں۔مسلمان اس قتل و غارت میں ملوث کیے گئے۔گزشتہ دنوں ٹیمپل روڈ لاہور میں حملے کی کارروائی انتہائی خوف ناک تھی۔ایک عام ڈرائیور خواہ وہ کتنا ہی لاپرواہ، اجڈ اور غیر مہذب ہو، وہ کبھی سڑک پر پڑے ایک جانور کے مردہ جسم کے اوپر سے بھی گاڑی گزارنے کی شعوری کوشش نہ کر سکے گا، لیکن اس خودکش حملے میں استعمال ہونے والا ڈرائیور جس طرح گیٹ پر متعین سکیورٹی گارڈ کو روندتا چلا گیا وہ آسانی سے سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔یہ ہو سکتا ہے کہ:

☆ ڈرائیور کسی قسم کے نشے یا دوا کے زیر اثر تھا

☆ انتہائی مجبوری، دباؤ یا خوف کی حالت میں وہ محض انسانی شکل میں ایک روبوٹ تھا۔

ایک بہت اہم سوال قوم کے کرتا دھرتا افراد سے جو قوم سے بے شمار فائدے اٹھا رہے ہیں لیکن فرض ادا کرنے میں بالکل صفر ہیں، یہ ہے کہ آخر ایک گاڑی بھر کر بارود کہاں سے لایا گیا؟ کیا یہ جان لیوا اشیاء آلو، پیاز اور ٹماٹروں کی طرح کھلی منڈیوں اور بازاروں میں عام دستیاب ہیں؟ کیا یہ پی او ایف واہ کینٹ سے دستیاب ہوتا ہے؟ ہر ایرے غیرے کے ہاتھ بیچ دیا جاتا ہے؟ آخر ہماری اتنی ساری حساس ایجنسیاں یہ سب کچھ کس طرح ہونے دیتی ہیں؟ یہ اور کون سے دوسرے اہم کاموں میں الجھی ہیں کہ یہ تباہ کاریاں عمل پذیر ہو رہی ہیں؟

یہ دراصل نتیجہ ہے پاکستان کو ایک ایسی جنگ میں ملوث کرنے کا کہ جو شروع ہی جھوٹ اور لالچ کی بنا پر کی گئی تھی۔اربوں ڈالروں کے گولہ بارود اور انتہائی مہلک ہتھیاروں سے افغانستان، عراق اور پاکستان میں تباہی پھیلائی جارہی ہے۔یہی دولت اگر انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کی جاتی تو یہ دنیا آج دوسرا ہی نقشہ پیش کر رہی ہوتی۔مگر ایسا نہیں ہوسکا کیونکہ "دوست" اپنی مرضی کی "دہشت گردی" ختم کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

اسلامی حکمرانوں کا فرض اولیں ہے کہ وہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھپائیں جبکہ ہمارے حکمران کھلم کھلا دینی شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں۔نئی نسل کو آغا خانی تعلیمی اصلاحات کے تحت اسلامی تہذیب وثقافت سے محروم کر کے مغربی اور ہندوانہ ثقافت کا دلدادہ بنایا جارہا ہے،دین کے خلاف کیا جارہا ہے۔عریانی،بے حیائی،روشن خیالی اور مغربی ثقافت کو فروغ دیا جارہا ہے۔سودی نظام کو جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کی جارہی ہے۔ایسے حالات میں خوش حالی اور امن کیسے نصیب ہو؟

تمام قوم اجتماعی طور پر اللہ سے معافی کی درخواست گزار ہو۔مزید یہ کہ فردِ واحد کی حرصِ حکمرانی کے خاتمے کے لیے بھی خدا سے رو رو کر دعا کرے۔یہ یقیناً اس کے لیے بھی بہتر ہے۔اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین!

(روزنامہ ''اسلام'' 27مارچ 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشان راہ

بی بی مرحومہ کو امریکی مقاصد کے سب سے زیادہ مخلص ونگہبان جنرل مشرف کی مدد کے لیے این آر او کے چھاتے تلے پاکستان روانہ کیا گیا۔ خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ مرحومہ یقیناً آئیں تو اسی مقصد کے تحت، لیکن محسوس ہوتا ہے کہ دوران سفر اُن کی ذہنی کیفیت بدلنا شروع ہوئی، خاص طور پر پاک فضاؤں میں داخلہ کے بعد۔ ائیر پورٹ کے باہر جشن کے سماں اور موبائلز کے ذریعے لمحہ بہ لمحہ ملتی اطلاعات کا اثر بھی خاطر خواہ ہوا ہوگا۔

اس پاک سرزمین پر پاؤں دھرنے سے پہلے اللہ کے حضور دعا اور ائیر پورٹ پر لوگوں کے بے پناہ خیر مقدمی جوش وخروش کے زیر اثر محترمہ کی آنکھوں سے بہتے آنسو ہم سب نے دیکھے۔ آنسو یقیناً اپنے ساتھ، ان کے دل ودماغ میں سمائے تمام وسوسوں اور دنیاوی خواہشات کو بھی بہالے گئے۔ رہی سہی کسر استقبال اور جان لیوا بم دھماکوں نے پوری کر دی۔ بی بی کا احساس گہرا ہو گیا کہ ان کا رشتہ عوام سے ہے نہ کہ ایک کٹھ پتلی سے۔ بے نظیر اپنی اس مٹی پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو گئیں، مشروف کو سہارا نہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ یہی جذبہ انہیں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے گھر تک لے گیا۔ ملاقات نہ ہونے دی گئی۔ بی بی کا واشگاف اعلان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زرداری اور وزیر اعظم گیلانی کو یاد ہوگا کہ:

''ہمارے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری ہیں۔''

وہ سب کچھ آج کے فرعون کے لیے کیونکر قابل قبول ہوتا۔ اخلاص جب عمل نکھرا، محترمہ کو شہادت کا رتبہ مل گیا۔ کوئی رتی بھر اخلاص بھرا عمل بھی قبول ہو جائے تو توشۂ آخرت بن جاتا ہے۔ بے نظیر کے لہو نے دفعتاً چند بہت کمزور پودوں کو تن آور درختوں کا روپ دے دیا۔ ان درختوں پر اس کے لہو کی لاج رکھنا فرض ہے۔ یہ فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ اور اب تو یہ فرض اور قرض پوری قوم پر بھی ہے۔ جس دھرتی پر بے نظیر کا خون گرا وہ ہماری سب کی ماں دھرتی ہے۔ یہ لہو بہایا تو اس لیے گیا تھا کہ ملک میں انتشار پھیلے، اور پھیلایا بھی گیا ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت۔ لیکن بعد میں میاں نواز شریف، عمران خان، اسفند یار ولی، محمود اچکزئی، قاضی حسین احمد اور دیگر سیاسی لیڈروں نے افسوس ناک واقعات پر قابو پانے کے لیے پُر اثر اپیلیں کیں۔ آصف زرداری نے تو فوری کارروائی اس وقت ہی کی جب پاکستان مخالف نعرے ان کی موجودگی میں لگائے گئے۔ دھماکے کی جگہ پر بہائے گئے پانی کا مقصد شواہد کو مٹانا تھا۔ کیا یہ ایک ثبوت نہیں کہ سازش کی کڑیاں دور دور تک پھیلی تھیں۔ بے نظیر کے ہمراہ اور بھی معصوم جانیں گئیں۔ ان تمام جانوں کا خون ہمارے لیے بہت مقدس ہے۔ افتخار کا انکار اور شہیدوں کا لہو اب ہماری منزل کے دو نشان راہ سمجھے جائیں۔ ایک انکار نئی راہ متعین کر چکا اور شہیدوں کا لہو تو ہمیشہ سے ہمت، حمیت، ایثار اور قربانی کا سبق دیتا آ رہا ہے۔ ہمیں اب آگے بڑھنا ہے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے، ان کے راستہ پر جو اپنا آج ہمارے کل کے لیے قربان کر گئے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت''، 23 جون 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نامساعد حالات اور پاکستان

گزشتہ عام انتخابات میں پیپلز پارٹی نے مرکز میں سب سے زیادہ نشستیں درج ذیل چند وجوہات کی بنا پر حاصل کیں: بی بی کی ناگہانی وفات، چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری سے بی بی کا اظہار یکجہتی، نواز لیگ سے سیٹ ایڈجسٹمنٹ۔ جہاں ایک طرف بی بی نے جان دیکر اپنی پارٹی کا ووٹ بینک بڑھایا اسی طرح محترمہ کے خون نے چند بہت کمزور پودوں کو یکدم تن آور درختوں کا روپ دے دیا ہے۔ پودے کو درخت بننے میں وقت درکار ہے، اسی وجہ سے این آر او کی ڈور نے پودے کو جکڑ رکھا ہے۔ ڈور کا سرا کدھر ہے؟ باؤچر نے اسی لیے تو سیاسی لیڈروں کو ڈانٹ کر بتادیا کہ ''مشرف کو چھوڑیں، وہ پاکستان کا مسئلہ نہیں''۔

بالکل اسی طرح رحمٰن ملک کی بطور مشیر داخلہ تقرری بھی پاکستان کا مسئلہ نہیں۔ اسی لیے تو موصوف کا اثر ورسوخ، تحکم، ٹی وی سکرین پر موقع بے موقع درشن وزیر اعظم سے زیادہ ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری کے ایک انکار نے قوم کو منزل کی طرف دیکھنے کا حوصلہ دیا تھا۔ اسی حوصلہ کی بنیاد پر وکلا کی تحریک نے جنم لیا۔ اُس انکار اور تحریک نے عوام کو ہجوم کے بجائے ایک منظم جماعت میں تبدیل کر دیا۔ عوام نے عام انتخابات میں دنیا پر واضح کر دیا کہ مشرف اور (ق) لیگ نفرت کا نشان ہیں۔ یہ تحریک ایک طرح کا ریفرنڈم ثابت ہوئی۔ کراچی سے خیبر تک ایک ہی نعرہ ''گو مشرف گو'' گونج رہا تھا۔ لیکن انتخابات سے چہرے بدلے، غیر ملکی دوروں پر جانے والے بدلے لیکن قوم کی کوشش کے باوجود اس کی قسمت نہ بدلی۔ بم دھماکوں، افغانستان کی طرف سے جہازوں سے حملے، بمباری، مہنگائی، بجلی، ڈیزل، پٹرول اور گیس کی بڑھتی قیمتوں سے متعلق گورنمنٹ کی بے حسی نے حالات کو اس قدر مایوس کن بنا دیا ہے کہ لگتا ہے گورنمنٹ کا وجود ہی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی سہی کسر سیاسی جماعتوں نے پوری کر دی۔ اے این پی، ایم کیو ایم اور فضل الرحمان تو ہیں ہی صدر کے کیمپ آفس میں براجمان لیکن نواز لیگ نے پی سی او ججز والے غبارے سے ہوا نکال کر اپنے مخلص ووٹروں کو بُری طرح مایوس کیا ہے۔ یہ منفی پیش رفت وزیر قانون فاروق نائیک کے قریبی عزیز خواجہ محمد آصف کے دباؤ کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔

1971ء کے حالات و واقعات کو مد نظر رکھ کر صوبہ سرحد میں آزاد علاقوں میں فوج کی کارروائی ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ امریکہ نے اس علاقے میں گفت و شنید سے حل ہوتے مسائل کو بھی کبھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ معاہدے کے بعد فریق کے پرخچے میزائل فائر سے اڑا کر حالات کو مخدوش بنا دیا۔ نیک محمد اور عبداللہ محسود کے ساتھ معاہدوں کا انجام کیا ہوا؟ صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں میں اٹھنے والا طوفان اس صلے میں ہے کہ ہم امریکہ کی جنگ اپنی زمین پر اپنوں کے خلاف ہی لڑ رہے ہیں۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ اتحادی فوجیں میزائل اور بمباری سے جس کو "رابطہ کے باعث" گرایا گیا فائر کا نام دیا جاتا ہے، ایک میجر سمیت 14 فوجیوں، 15 قبائلیوں کو شہید کر دیتی ہیں۔ 40 کے قریب لوگ لاپتہ ہیں۔ امریکی سفیر اس واقعہ کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔

اگر ایسی غلطی ہم سے ہوتی تو کیا امریکہ اور نیٹو اُسے ٹھنڈے پیٹوں قبول کر لیتے کہ جیسے ہم نے کیا؟ اس ننگی جارحیت اور جانی نقصان پر صدر خرم نے اسم با مسمیٰ ہونے کا ثبوت دے کر یہ بتایا کہ ہماری نئی پود غیرت مند ہے۔ ہر کمانڈر اپنے ماتحتوں کی سلامتی اور بہتری کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ ہمارے صدر محترم کو بطور ایک سپریم کمانڈر بش کی خدمت میں عرض کرنی چاہیے کہ پاکستانی فوجیوں کو زندہ رہنے کا حق دیں۔ اُنھوں نے وہی وردی پہن رکھی ہے جسے وہ اپنی کھال قرار دیتے تھے اور یہ کہ وہ امریکی صدر کی جنگ ہمارے اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف اپنی ہی مقدس سرزمین پر لڑ رہے ہیں۔ اسی خدمت کے صلہ میں تو 18 جون کو ڈپٹی اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ ڈونلڈ کیمپ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ: "واشنگٹن مشرف سے ڈیل کرتا رہے گا۔" اس ہی خدمت کے صلے میں باؤچر نے سیاست دانوں کو مشرف کے خلاف بولنے سے منع کر دیا ہے۔ یہاں یہ بتانا نہایت ضروری ہے کہ بش، باؤچر، امریکی سفیر، ڈونلڈ کیمپ اور کونڈی وغیرہ کا تعلق اُس قوم سے ہے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت ہی مہذب ، روشن خیال، تعلیم یافتہ ، ترقی یافتہ ، انصاف پسند ، جمہوری اقدار اور تحریر وتقریر کی آزادی پر ایمان کی حد تک یقین رکھتی ہے

(حقیقت میں صرف اس حد تک کہ جہاں اس کا اپنا مفاد وابستہ ہو)۔

19 جون کو ہمارے چار جوان بھیرہ سیکٹر میں ہندوستانی فوج نے فائرنگ کر کے شہید کر دیئے۔ اس طرح اب ہم پر دونوں سرحدوں کی جانب سے حملے ہو رہے ہیں۔ اس حملے کے فوری بعد مجاہد اوّل کا بیٹا یہ ارشاد فرماتا ہے کہ لائن آف کنٹرول کو ہم لائن آف کامرس میں بدلنا چاہتے ہیں۔ شاید وہ وزیر اعظم کے بعد تاجر اعظم بننے جا رہے ہیں۔ لیکن کس قیمت پر؟ ہماری جسمانی آسائشیں ایک طرف لیکن ان محکوموں سے بھی پوچھا جائے جو بھارت سے آزادی چاہتے ہیں، ہر قیمت پر۔ گزشتہ دنوں ہمارے وزیر خارجہ ہمیشہ کی طرح بھارت کے بہت کامیاب دورے سے لوٹے ہیں۔ وزیر اعظم من موہن سنگھ نے کمال شفقت سے ہماری یہ درخواست قبول کر لی ہے کہ وہ پاکستان کا دورہ کریں گے۔ ہم دوستی کے لیے بے تاب ہیں، مرے جا رہے ہیں۔ لیکن بھارت ہمارا پانی بند کرنے کا بندوبست کیے جا رہا ہے۔ افغانستان میں قونصل خانے کھول کر سازشیں کرتا ہے۔

دوسری طرف ہمارے مشیر داخلہ افغانستان کے بہت کامیاب دورے سے لوٹے ہیں۔ وزیر اعظم پچاس ہزار ٹن گندم افغانستان بھجوا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وقت ہو رہا ہے کہ جب افغانستان سے ہمارے اوپر گولہ باری ہو رہی ہے۔ ہمارے فوجی اور غیر فوجی جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ کٹھ پتلی کرزائی ہمیں للکار رہا ہے، اور حملہ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ یہ وہ کرزائی ہے جو مشرف کے ذریعے بھجوائے گئے ووٹوں سے افغانستان کا صدر بنا۔ کابل سے باہر اس کا کوئی اثر نہیں اور اس کی حفاظت کے لیے غیر ملکی مقرر ہیں۔ اس کٹھ پتلی کی دھمکی کا جواب درج ذیل طریقہ سے دیا جائے۔

افغانستان کو پچاس ہزار ٹن گندم کی ترسیل فوری روک دی جائے (ہمارے اپنے لوگ بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود کشیاں کر رہے ہیں۔ خود بک رہے ہیں، بچوں کو بیچ رہے ہیں)۔ تمام افغانستانیوں کو فی الفوران کے ملک بھیج دیا جائے۔ کراچی سے خیبر اور دوسرے حصوں تک راہداری کی سہولت واپس لی جائے۔ افغانستان میں سردار داؤد اور طالبان کے دور کے علاوہ ہمیشہ پاکستان مخالفت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت موجود رہی ہے لیکن یہ سرحد کبھی اتنی غیر محفوظ نہ تھی کہ جتنی آج ہے۔ اب تو یہ بھی ہو رہا ہے کہ نیٹو اور امریکی فوج اس سرحد کے پار ہماری سالمیت کے خلاف ناپاک عزائم کے ساتھ اکٹھی ہو رہی ہیں۔ لیکن وہ خاطر جمع رکھیں۔ یہ نہ افغانستان ہے اور نہ ہی عراق۔ وقت پڑنے پر پوری قوم اپنی فوج (جو آج اپنے ہی عوام کے خلاف سرگرم عمل ہے) کے پیچھے ایک سیسہ پلائی دیوار کے طور پر کھڑی ہوگی۔ ہمارے خلاف آج بھی جارح وہی ہے جس نے 2003ء میں بھارت کو تھپکی دی اور وہ دس لاکھ کی فوجی قوت ہماری سرحدوں پر لے آیا۔ اللہ کے خاص کرم اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے ساتھیوں کی ان تھک کوششوں کی بدولت ہم ایک جوہری طاقت ہیں۔ اس لیے ہمارے ازلی وابدی دشمن کو حملے کی جرأت نہ ہوئی۔ آج بھی ہمارے گھوڑے تیاری کی بہترین حالت میں ہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

امریکی صحافی ڈیون فرائڈمین نے اپنے مضمون ''پاؤڈر کیک'' (دی نیشن: 27 اپریل 2008ء) میں بہت یقین سے کہا ہے کہ ''اسامہ علاقہ غیر میں رہائش پذیر ہے۔'' اسامہ اور القاعدہ ان کے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں۔ وہ اسامہ کو وہاں سے ڈھونڈنا چاہتے ہیں جہاں اُن کے علم کے مطابق وہ موجود نہیں۔ بالکل اُسی طرح جیسے وہ قطعی طور پر جانتے بوجھتے صدام کے بہت تباہی پھیلانے والے مفروضہ ہتھیاروں کو یہاں وہاں ڈھونڈتے رہے۔ اصل مقصد تھا عراقی تیل پر قبضہ جس کے لیے صہیونیوں نے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا۔ چونکہ ابھی بش اور ڈک چینی کی عراقی تیل کی پیاس باقی ہے لہٰذا اُسامہ کی افادیت برقرار رکھی جا رہی ہے۔ جس دن اسامہ کی افادیت نہ رہی، صدام حسین کی طرح اسامہ کو برآمد کرنے کے لیے ہم میں ہمیشہ سے موجود میر قاسم اور میر جعفر بہت چابک دستی سے یہ کام انجام دینے کے لیے تیار پائے جائیں گے۔ اسامہ اور القاعدہ کے بھوت کو زندہ رکھ کر ہی امریکی عوام کو حالت خوف میں رکھا جا سکتا ہے تاکہ افغانستان، عراق اور پاکستان میں اپنے نفرت انگیز عزائم کی تکمیل کے بعد ایران کو نشانہ بنایا جا سکے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، حالات کتنے بھی خراب نظر آئیں، آج اگر ایران اور پاکستان اکٹھے ہو جائیں اور اپنے اپنے گھوڑے جو اللہ نے ہمیں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے ہاتھوں عطا کیے ہیں، اسرائیل کی طرف موڑ دیں تو اس کے باقی ساتھیوں کی مائیں بھی مر جائیں گی۔ ہمارے حکمرانوں کو ہوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ناخن لینے چاہئیں۔کڑا وقت آ گیا ہے۔

ان سب باتوں کے باوجود آئندہ دنوں میں صمد خرم اور ہمارے دوسرے بیٹے آگے بڑھ کر پاکستان کو سنبھالیں گے ان شاء اللہ۔علامہ اقبالؒ اور بابائے قومؒ اپنے نوجوانوں سے بہت پُر امید تھے۔ پاکستان ان شاء اللہ قائم رہے گا کیونکہ باباؒ کے فرمان کے مطابق پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے۔ باباؒ کے ہاتھوں 27 رمضان کی شب اللہ کی طرف سے یہ عطیہ ہے۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے یہ خیرات میں نہیں ملا ہے۔

(''نوائے وقت'' 3 جولائی اور 9 اگست 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہی تاریخ وہی مہینہ

پانچویں جماعت کے لیے اردو کی ایک کتاب ''اُردو کی اضافی کتاب'' میں 14 اگست کے بارے میں ایک مضمون شامل تھا۔ اس مضمون کے ذریعے تحریک آزادی اور یوم آزادی کے متعلق بہت سی باتیں ذہن نشین ہوگئیں۔ تحریک آزادی کے تحفے پاکستان سے الحمدللہ اس وقت سے رشتہ مضبوط تر ہونا شروع ہوا۔ افسوس کہ ہم وہی جذبہ، تعلق اور رشتے کی اہمیت اپنی نسل کو منتقل نہ کر سکے۔ ماحول کا اپنا ایک اثر ہے۔ ہماری نئی نسل نے جس پاکستانی ماحول میں آنکھ کھولی وہ اس سے یکسر مختلف ہے جو ہمیں میسر تھا۔ گھر کے ماحول کے علاوہ ہمارے اساتذہ کرام (سکول، کالج، اور پاکستان ملٹری اکیڈمی) دین اور پاکستان کی محبت سے سرشار تھے۔ اصل بگاڑ فوجی حکومتوں کے قائم ہونے سے شروع ہوا۔ مختلف آمروں نے ذاتی سوچ، پسند و ناپسند اور صرف خود کو ہی ملک و قوم کا واحد خیر خواہ سمجھا اور اپنی ذات کے حوالے سے ہی مختلف تجربے کیے اور بہروپ بدلے۔ ایک مضبوط، پائیدار سیاسی نظام نہ ہونے کے باعث ہم ایک ہجوم ہیں، قوم نہ بن سکے۔ تعلیم کی کمی اور تربیت نہ ہونے کے علاوہ ہمارے سامنے کوئی واضح منزل اور ہدف بھی نہیں ہے۔ زیادہ بگاڑ مشرف کی نام نہاد روشن خیالی، اعتدال پسندی اور ضرورت سے زیادہ رواداری نے پیدا کیا۔ انڈیا سے انتہائی مرعوبیت، یک طرفہ دوستانہ تعلقات کے لیے بے جا لچک اور میڈیا پر بھارتی ثقافت کی بلا روک ٹوک نقل و نمائش اسی رواداری کی کڑی ہے۔ اب ہندوؤں کے بُت، گھنٹیاں، مذہبی اور معاشرتی تقریبات ایک طرح سے ہمارے ڈرائنگ رومز، بیڈ رومز میں آداخل ہوئی ہیں۔

14 اگست 1947ء (پہلی وحی کا نزول 14 اگست 610ء، 18 رمضان المبارک،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سرگزشت فلسفہ حصہ اول : مرتبہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر) کی اہمیت اپنی جگہ، وہ مہینہ رمضان المبارک اور رات ستائیسویں کی تھی۔ اسی وجہ سے اہل نظر پاکستان کو میرے باباؒ کے ہاتھوں بخشا گیا ایک عطیہ خداوندی سمجھتے ہیں۔ اللہ کا یہ خصوصی فضل بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے ہمارا ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونا۔ بات صرف اس فضل کی اہمیت کو سمجھنے اور ماننے کی ہے۔ ہم اپنے مسلمان ہونے کی قدر سے ناواقف ہیں اور اسی طرح عطیہ خداوندی، پاکستان کی قدر جاننے سے بھی معذور۔ اب تو پاکستان کے قیام پر اعتراضات بھی کیے جاتے ہیں۔ یہ بحث بھی عام کہ پاکستان کا قیام ایک معاشی ضرورت تھی نہ کہ ایک مثالی اسلامی سلطنت کا قیام۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ باباؒ کی رحلت کے فوری بعد طالع آزماؤں نے اپنی اپنی استطاعت، قوت بازو یا جوڑ توڑ کے ذریعے معاشی فوائد حاصل کرنے شروع کر دیے۔ اب سیاست تو صرف ذریعہ معاش رہ گئی ہے۔ ایک ہی خاندان کے افراد ہر سرکردہ سیاسی جماعت میں ایک باقاعدہ منظم طریقے سے داخل کیے جاتے ہیں۔ ان سب مکروہ افعال کے باوجود باباؒ کا فرمانا کہ ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' حق ہے چونکہ میرے قائدؒ نے مندرجہ بالا الفاظ اللہ پر کامل یقین اور اسی کے بھروسے پر ہی ادا فرمائے تھے۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ لاکھوں جانوں، عزتوں اور ہر قسم کی دوسری قربانیوں کے صلے میں 27 رمضان المبارک کی شب اس ملک کا قیام اپنے اندر خاص معنی رکھتا ہے۔ آنے والے وقت میں میرے ملک نے اُمہ کو ایک بہت مضبوط، پائیدار اور مخلص قیادت فراہم کر کے اس کرہ ارض کو امن و امان کا گہوارہ بنانے میں اہم خدمت انجام دینی ہے۔ قائدؒ کے فرمان ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' کے مطابق ان شاء اللہ پاکستان قائم رہے گا اور آئندہ نسلیں اسے مزید پھلتا پھولتا، مضبوط ہوتا دیکھیں گی اور صحیح معنوں میں اسلام کے قلعہ میں شاد اور آباد رہیں گی۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین! پاکستان پائندہ آباد۔

(''نوائے وقت'' 16 ستمبر 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے ایک محمد بن قاسمؒ کی

17 سالہ نوجوان محمد بن قاسمؒ نے ماہ صیام میں صبر، محنت، لگن اور اللہ پر مکمل بھروسے سے ایک ایسا کارنامہ انجام دیا کہ تاریخ ایسی کوئی دوسری مثال شاید ہی پیش کر سکے۔ برصغیر میں اپنے محدود قیام کے باوجود محمد بن قاسمؒ نے یہاں کی معاشرتی، معاشی، فوجی اور مذہبی زندگی پر بہت گہرے اور پائیدار اثرات مرتب کیے۔ ثبوت کے طور پر آج پاک وہند میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ میرے باباؒ نے اسی لیے فرمایا: ''پاکستان کی بنیاد اسی دن رکھی گئی تھی جب محمد بن قاسمؒ کی سرکردگی میں پہلے مسلمان نے سندھ کی سرزمین پر قدم رکھا تھا''۔

20 جون 712ء بمطابق 10 رمضان المبارک 93ھ کو عمادالدین محمد بن قاسم کی زیر کمان مسلمانوں نے سندھ کے ظالم، مغرور اور ڈاکوؤں کی پشت پناہی کرنے والے راجہ داہر کو شکست فاش دی۔ داہر میدان جنگ سے بھاگتا ہوا مارا گیا۔ آج سے تقریباً 1295 سال پہلے محمد بن قاسمؒ نے سندھ پر مکمل قبضے کے بعد اسے ''باب اسلام'' کا خوبصورت نام دیا۔ یوں تو محمد بن قاسمؒ کی سندھ پر لشکر کشی کی وجہ سب کو معلوم ہے لیکن آج کے حالات کے تناظر میں اس کا مختصر ذکر ضروری ہے تاکہ شاید ہماری قوم کو اجتماعی اور خاص طور پر ہماری افواج کے اعلیٰ کمانڈروں کی حمیت، غیرت، خودداری اور عزت نفس کچھ مثبت کروٹ لے، تھوڑی سی ہی جاگ جائے۔

ناہید نامی ایک لڑکی ان قیدیوں میں شامل تھی جنہیں ڈاکوؤں نے راجہ داہر کی پشت پناہی پر گرفتار کرلیا تھا۔ ناہید زخمی بھی تھی، انہی زخموں سے رستے خون سے اُس نے ایک خط والئی بصرہ حجاج بن یوسف کو بھیجا۔ خط کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

''مجھے یقین ہے کہ والئی بصرہ قاصد کی زبانی مسلمان بچوں اور عورتوں کا حال سن کر اپنی فوج کے غیور سپاہیوں کو گھوڑوں پر زینیں ڈالنے کا حکم دے چکا ہوگا''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آخری پیرا یوں ہے:

''ممکن ہے کہ اس سے پہلے ہی میرا زخم مجھے موت کی نیند سلا دے اور میں عبرت ناک انجام سے بچ جاؤں ۔لیکن مرتے وقت مجھے یہ افسوس ہوگا کہ وہ مبارفتار گھوڑے جن کے سوار ترکستان اور افریقہ کے دروازے کھٹکھٹا رہے ہیں، اپنی قوم کے یتیم اور بے بس بچوں کی مدد کے لیے نہ پہنچ سکے۔کیا یہ ممکن ہے کہ وہ تلوار جو روم و ایران کے مغرور تاجداروں کے سر پر صاعقہ بن کر کوندی، سندھ کے مغرور راجہ کے سامنے کند ثابت ہوگی؟ میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن اے حجاج اگر تم زندہ ہو تو غیور قوم کے یتیموں اور بیواؤں کی مدد کو پہنچو۔''

ایک غیور قوم کی بے بس بیٹی ناہید آج کے حالات کے تناظر میں ڈاکٹر عافیہ امریکہ کے تعلیم یافتہ، روشن خیال، آزاد خیال، بہت زیادہ مہذب و متمدن، جمہوریت اور آزادی کے عظیم علمبرداروں کی قید میں ہے۔اس کے ساتھ وہ کچھ ہو گیا ہے جسے تصور میں لانا محال ہے ۔اس کے معصوم بچے بھی ہمارے اپنے مسلمان بھائیوں نے ماں کے ساتھ اغوا کر کے امریکیوں کے سپرد کیے ہوں گے۔داہر کے زمانے کے وہ ڈاکو ہندو تھے لیکن ہمارے اپنے ملک میں یہاں کے ملک، خان، چودھری، وڈیرے، پولیس سے مل کر اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے ہیں اور پھر زمانہ جہالت کے قریش کی طرح اپنی اِن مکروہ حرکتوں پر فخر بھی کرتے آ رہے ہیں ۔اور تو اور ہمارے سابق صدر اور آرمی چیف جو ہمارے محافظوں کا سربراہ تھا ، بڑے فخر سے اور مزے لے کر اپنی کتاب میں یہ بیان کرتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتا کہ کس طرح اس نے اپنے ملک کے لوگ امریکہ کے ہاتھ بیچ کر ڈالر کمائے۔اُس کو ہمارے عزت دار فوجیوں نے باقاعدہ ''گارڈ آف آنر'' سے نوازا۔

آج ہمیں اپنے ملک میں بہت شدت سے ایک محمد بن قاسمؒ کی ضرورت ہے۔لیکن محمد بن قاسم کہاں سے پیدا ہو؟ مثل مشہور ہے کہ ''جیسی روح ویسے فرشتے'' اسی طرح قوم کے سربراہ بھی حدیث قدسی کے مطابق قوم کی طرح کے ہی مسلط کیے جاتے ہیں ۔کیا ہمارے حتف، غوری، شاہین میزائل اور الخالد ٹینک صرف کھلونے ہیں جن کی نمائش فوجی پریڈ میں صرف اپنی ہی بے حوصلہ، مصیبت ماری قوم کو مرعوب کرنے کے لیے کی جاتی ہے؟ آج پھر ہمیں ایک محمد بن قاسم کی ضرورت ہے۔

(''نوائے وقت'' 5 اکتوبر 2008ء)

(''خواتین میگزین'' اکتوبر 2008ء)

☆☆☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے

پانچویں جماعت کے لیے اردو کی کتاب ''اردو کی اضافی کتاب'' میں 14 اگست کے بارے میں ایک مضمون شامل تھا۔ اس مضمون کے ذریعے تحریک آزادی اور یوم آزادی کے متعلق بہت سی باتیں ذہن نشین ہوگئیں۔ تحریک آزادی کے تحفے ''پاکستان'' سے الحمد للہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہونا شروع ہوا۔ افسوس کہ ہم وہی جذبہ، تعلق اور رشتے کی اہمیت اپنی نئی نسل کو منتقل نہ کر سکے۔

ماحول کا اپنا ایک اثر ہے۔ ہماری نئی نسل نے جس پاکستانی ماحول میں آنکھ کھولی وہ اس سے یکسر مختلف ہے جو ہمیں میسر تھا۔ گھر کے ماحول کے علاوہ ہمارے اساتذہ کرام (سکول، کالج اور پاکستان ملٹری اکیڈیمی میں) دین اور پاکستان کی محبت سے سرشار تھے۔ اصل بگاڑ فوجی حکومتوں کے قائم ہونے سے شروع ہوا۔ مختلف آمروں نے ذاتی سوچ، پسند و ناپسند اور صرف خود ہی کو ملک وقوم کا واحد خیر خواہ سمجھا اور اپنی ذات کے حوالے سے ہی مختلف تجربے کیے۔ ایک مضبوط، پائیدار سیاسی نظام نہ ہونے کے باعث ہم ایک ہجوم ہی رہے، قوم نہ بن سکے۔ تعلیم کی کمی اور تربیت نہ ہونے کے باعث ہمارے سامنے کوئی واضح منزل اور ہدف بھی نہیں ہے۔ زیادہ بگاڑ مشرف کی نام نہاد روشن خیالی، اعتدال پسندی اور ضرورت سے زیادہ رواداری نے پیدا کیا۔ انڈیا سے انتہائی مرعوبیت، یک طرفہ دوستانہ تعلقات کے لیے بے جا لچک، اور میڈیا پر بھارتی ثقافت کی بلا روک ٹوک نقل و نمائش اس رواداری کی کڑی ہے۔ اب ہندوؤں کے بت، گھنٹیاں، مذہبی اور معاشرتی تقریبات ایک طرح سے ہمارے ڈرائنگ رومز، بیڈرومز میں داخل ہوگئی ہیں۔

14 اگست 1947ء (پہلی وحی کا نزول 14 اگست 610ء، 18 رمضان المبارک۔ سرگزشت فلسفہ، حصہ اول۔ مرتبہ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر) کی اہمیت اپنی جگہ، وہ مہینہ رمضان المبارک اور رات ستائیسویں کی تھی۔ اسی وجہ سے اہل نظر پاکستان کو قائد اعظم کے ہاتھوں بخشا گیا ایک عطیۂ خداوندی سمجھتے ہیں۔ یہ خصوصی فضل ایسا ہی ہے جیسے ہمارا ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونا۔ بات صرف اِس فضل کی اہمیت کو سمجھنے اور ماننے کی ہے۔ ہم اپنے مسلمان ہونے کی قدر سے ناواقف ہیں، اسی طرح پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قدر جاننے سے بھی معذور۔ اب تو پاکستان کے قیام پر اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ یہ بحث بھی عام ہے کہ پاکستان کا قیام ایک معاشی ضرورت تھی نہ کہ ایک مثالی اسلامی سلطنت کا قیام۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ قائداعظم کی رحلت کے فوری بعد طالع آزماؤں نے اپنی اپنی استطاعت بقوت بازو یا جوڑ توڑ کے ذریعے معاشی فوائد حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ اب سیاست تو صرف ذریعہ معاش رہ گئی ہے۔ ایک ہی خاندان کے افراد ہر سرکردہ سیاسی جماعت میں ایک باقاعدہ منظم طریقے سے داخل کیے جاتے ہیں۔

قائداعظم نے فرمایا کہ "پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے" (رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو 25 اکتوبر 1947ء)۔ قائدؒ نے یہ الفاظ اللہ پر کامل یقین اور اسی کے بھروسے ہی ادا فرمائے تھے۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ لاکھوں جانوں، غیرتوں اور ہر قسم کی دوسری قربانی کے صلے میں 27 رمضان المبارک کی شب اس ملک کا قیام اپنے اندر خاص معنی رکھتا ہے۔ آنے والے وقت میں میرے ملک نے امہ کو ایک بہت مضبوط، پائیدار اور مخلص قیادت فراہم کر کے اس کرۂ ارض کو امن و امان کا گہوارہ بنانے میں اہم خدمت انجام دینی ہے۔

پاکستان نیوی کے کموڈور طارق مجید (ریٹائرڈ) نے اپنی ایک اچھوتی کتاب "تخلیق پاکستان پر مہربانی کی چھاپ" میں قائدؒ کے ایک عقیدت مند ملک حبیب اللہ کی کتاب "قائداعظمؒ کی شخصیت کا روحانی پہلو" سے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے متعلق چند واقعات نقل کیے ہیں جو اس طرح ہیں:

> "وہ ایک مخلص سچے مسلمان ہیں اور ہندوستانی مسلمانوں کے انتہائی قابل رہبر ہیں۔ ان کی سچائی کی روشنی اور خلوص سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یقیناً کامیاب ہوں گے۔ اللہ انہیں یہ کارنامہ انجام دینے سے نوازے گا کہ وہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت کا قیام عمل میں لائیں۔ آپ ہر کام اور ہر طرح کے حالات میں محمد علی جناحؒ کو ہر ممکن مدد بہم پہنچائیں۔"

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جناحؒ کو مکمل تعاون سے اسی لیے نوازا کہ بقول ان کے بھانجے مولانا ظفر احمد عثانی (دسمبر 1885ء-1974ء) مولانا تھانویؒ نے مجھے بلایا اور بتایا:

> "میں کم ہی خواب دیکھتا ہوں لیکن گزشتہ رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے ایک بہت بڑا مجمع دیکھا جیسے کہ یہ یوم حشر ہو۔ اس مجمع میں بزرگ، علماء اور صالح حضرات کرسیوں پر براجمان ہیں۔ محمد علی جناحؒ بھی عربی لباس میں انہی حضرات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ وہاں بیٹھے ہیں۔میں اپنے ذہن میں سوچتا ہوں کہ وہ یہاں کیسے موجود ہیں۔ مجھے بتایا جاتا ہے کہ اس وقت محمد علی جناحؒ اسلام کی بہت خدمت کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو یہ مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔"

4 جولائی 1943ء کو مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا شبیر احمد عثمانی (1885ء-1949ء) کو اپنے پاس بلایا اور کہا:

"میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ اللہ جو ہر جگہ موجود ہے، محمد علی جناحؒ کو کامیابی سے نوازے گا۔ 1940ء کی قراردادِ پاکستان کامیاب ہوگی، یہ اللہ کی مرضی ہے کہ مسلمانوں کے لیے ان کی ایک علیحدہ مملکت ہو۔ پاکستان کے قیام کے لیے جو کچھ کر سکتے ہو، کر گزرو۔ اپنے ماننے والوں کو بھی یہی کچھ کرنے کو کہو۔ آپ دونوں عثمانیوں میں سے ایک میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور دوسرا محمد علی جناحؒ کی۔"

مولانا کی یہ پیشین گوئیاں حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ جس طرح حضرت مولانا تھانویؒ کا خواب، کشف، میرے قائدؒ اور پاکستان کے قائم ہونے کے بارے میں پیشین گوئیاں اللہ کی حکمت کے مطابق حرف بہ حرف درست ثابت ہوئیں اسی طرح قائدؒ کے فرمان: "پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے" کے مطابق ان شاءاللہ پاکستان قائم رہے گا اور آئندہ نسلیں اسے مزید پھلتا پھولتا، مضبوط ہوتا دیکھیں گی اور صحیح معنوں میں اسلام کے قلعہ میں شاد اور آباد رہیں گی۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

("چشم بیدار"، اکتوبر 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتباہ

بھارت نے ممبئی میں ہونے والی انتہائی افسوس ناک قتل وغارت اور بربادی کی ذمہ داری بغیر ذرہ برابر ثبوت کے ہمیشہ کی طرح پاکستان پر ڈال دی۔ یہ بالکل بش والا حربہ ہے کہ بغیر ثبوت 9/11 کی غارت گری کا ذمہ دار مسلمان اور خاص طور پر اسامہ بن لادن کو ٹھہرادیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ممبئی میں جو کچھ ہوا وہ ایک سوچی سمجھی چال ہے۔ ہنود اور یہود اس میں برابر کے شریک ہیں۔ 9/11 کی سازش اب کوئی راز نہیں۔ اسی طرح ممبئی کی سازش ایک دن آشکار ہو جائے گی، ان شاء اللہ! جس طرح 9/11 کے واقعہ کے بعد امریکہ نے اپنے کسی ادارے اور شخص کو ذمے دار نہیں ٹھہرایا۔ بالکل اسی طرح ہندوستانی افواج اور سول ایجنسیوں کے خلاف جن کی نالائقی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو پایا اور صرف بارہ کے قریب افراد نے ممبئی کی ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ آبادی اور حفاظت کے ذمہ دار اداروں کو یرغمال بنالیا، اُن کے خلاف کوئی کارروائی اب تک عمل میں کیوں نہیں لائی گئی؟ سب سے اہم بات یہ کہ بھارت کی نیوی کھلے سمندر میں مشقیں کر رہی تھی اور ایک عام کشتی کے ذریعے بھارتی نیوی اور دوسرے دفاعی اداروں کو جل دے کر اُن کے بیچ سے گزر کر پاکستانی دہشت گرد ممبئی پر حملہ آور ہو گئے۔ کیا یہ سب بے سروپا نہیں؟ صرف پاکستان کو ہی کیوں ہدف بنالیا گیا ہے؟ یہود کا حصہ اس لیے سمجھ آتا ہے کہ امریکہ اور یورپ کی حکومتیں دباؤ پاکستان پر ہی ڈال رہی ہیں۔ جماعت الدعوۃ، الرشید ٹرسٹ جیسے ادارے کام کرنے سے روک دیئے گئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کسی خاص مقصد کے تحت ہی بھارت کی دروغ گوئی کو حقیقت مان رہے ہیں۔ بھارت کی ڈھٹائی اسی گھناؤنی سازش کی بنا پر ہے ورنہ اس کا وزیر خارجہ یہ نہ کہہ رہا ہوتا کہ ''ثبوت دینے کی ضرورت نہیں''۔ اِدھر ہمارے کرتا دھرتا ہیں کہ تعاون پیش کرنے کے شوق میں مرے جا رہے ہیں۔ ممبئی دھماکوں میں پاکستان قطعاً ملوث نہیں۔ یہ اسی طرح بھارت کے اپنے لوگوں کا کیا دھرا ہے جیسا کہ 9/11 کے حادثہ میں امریکی لوگ اور ادارے اسرائیلوں کے ساتھ مل کر بربادی کا باعث بنے۔ ہمارا نام صرف اور صرف گھناؤنے مقاصد کے لیے لیا جا رہا ہے۔ ہمیں برابری کی سطح پر بات کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ہم چاند اور سورج بھی ہندوستان کو پیش کر دیں تو بھی ان کا خبث باطن مطمئن نہیں ہوگا۔اب تو ہمارے خلاف یہود اور نصاریٰ ایک مکے کی طرح اکٹھے ہیں جبکہ مسلمان مملکتوں کے حکمران مختلف ٹکڑوں میں بٹ کر دشمنوں کے لیے خدمات انجام دے رہے ہیں اور صحیح العقیدہ اور امت کا درد رکھنے والوں کو ذلت اور اذیت دینے میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارے ملک میں ہونے والے خودکش حملوں کا تعلق ہے اس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہوسکتی ہیں:

☆ قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائیوں کے ردعمل کے طور پر۔

☆ حکومتی سطح پر امریکی مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دینے کی بنا پر۔

☆ افراتفری پھیلانے کے لیے ملک دشمن ایجنسیوں کی کارروائیاں۔

نیٹو، امریکی اور افغانستان کی افواج ہمارے ملک میں تباہی اور قتل عام کرتی ہیں۔اُس کے جواب میں خاص طور پر پاکستانی فوج کے خلاف کارروائیاں سب سے زیادہ فکرمندی کا باعث ہیں چونکہ اس میں دوطرفہ نقصان پاکستان کے بیٹوں کا ہے اور سالمیت کو خطرہ الگ۔افغانستان کے بارڈر کے اُس پار سے حملے ہماری جری افواج کی ثابت شدہ استقامت، بہادری اور یکجہتی پر بھی سوالیہ نشان ہیں۔فوجی قیادت ضرور دھیان دے۔افغانستان میں ہندوستان کا لحہ بہ لحہ بڑھتا اثر ورسوخ کسی طرح بھی پاکستان کے حق میں نہیں ہے۔

بھارت نے پاکستان کو پہلے دن سے نہیں مانا ہے۔بچے بچے کے دل میں عناد کا بیج بویا جاتا ہے۔اس کی ایک ادنیٰ سی مثال۔1962ء میں لاہور میں ایک بین الاقوامی سکاؤٹس جمبوری منعقد ہوئی۔راقم نے سی ایم ہائی سکول واہ کینٹ کی جانب سے اس میں حصہ لیا۔جمبوری کے اختتام پر غیر ممالک سے آئے ہوئے سکاؤٹوں کو پاکستان سے متعارف کرانے کے لیے سیاحتی پروگرام ترتیب دیا گیا۔بھارت سے آئے سکاؤٹ کے لیے ٹیکسلا اور حسن ابدال کے ایک معلوماتی دورے کا بندوبست ہمارے سکول کے ذمہ تھا۔لاہور سے راولپنڈی تک کے سفر میں اُس سکاؤٹ لڑکے نے نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی، حالانکہ وہ ہمارا مہمان اور ہم اُس کے میزبان تھے۔یہ ہے ہندوؤں کی اپنے بچوں کو ہمارے خلاف تربیت۔دوسری مثال یہ کہ ابھی کچھ عرصہ قبل امیتابھ بچن نے اپنے بیٹے کی شادی کی ہے۔اس نے کسی بھی مسلمان ایکٹر یا ایکٹریس کو بیٹے کی شادی پر مدعو نہیں کیا۔کیا ہمارے حکمران اب بھی ہمارے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قومی اور فوجی مفادات کے برعکس صرف اپنی ذاتی مصلحتوں اور مفاد کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں گے؟ روز محشر برپا ہونا ہے، وہاں ذاتی اعمال کے علاوہ ماتحتوں کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کی پوچھ بھی ہونی ہے۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی خوفزدہ رہتی تھی کہ فرات کنارے ایک کتا پیاسا مر گیا تو اس کی پوچھ حضرت عمرؓ سے ہوگی۔ کیا ہمارے اکابرین آپؓ کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت رکھتے ہیں؟ یہ خوفزدہ کیوں نہیں؟ نہ جانے کا زعم اور محض صرف لمحوں کے غیر پائیدار کروفر کے صدقے میں ہمارے حکمران دین اسلام کو ماننے والوں پر غیر مذہبوں کے حملوں کو درست مان رہے ہیں لیکن خدمت میں مصروف لوگوں پر بندشیں لگا رہے ہیں۔ بش پر برسنے والے جوتے مشرف کے حامیوں اور اُس کی حکمت عملی کو جاری و ساری رکھنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے ایک انتباہ تو نہیں؟

(''نوائے وقت'' 2 جنوری 2009ء)

(''خواتین میگزین'' جنوری 2009ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھارت کے سامنے ڈٹ جانا چاہیے

بھارت نے ممبئی میں ہونے والی قتل وغارت گری کی ذمہ داری بغیر ثبوت کے ہمیشہ کی طرح پاکستان پر ڈال دی ہے۔ بالکل بش والا حربہ ہے کہ بغیر ثبوت نائن الیون کی غارت گری کا ذمہ دار مسلمانوں اور خاص طور پر اُسامہ بن لادن کو ٹھہرادیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ممبئی میں جو کچھ ہوا وہ ایک سوچی سمجھی چال ہے اور ہندو اور یہود اس میں برابر کے شریک ہیں۔ نائن الیون کی سازش اب کوئی راز نہیں رہا۔ اسی طرح ممبئی کی سازش ایک دن آشکار ہو جائے گی۔ جس طرح نائن الیون کے واقعہ کے بعد امریکا نے اپنے کسی ادارے اور شخص کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا، بالکل اسی طرح ہندوستانی افواج اور ایجنسیوں کے خلاف جن کی نالائقی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا اور صرف بارہ کے قریب افراد نے ممبئی کی ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ آبادی اور حفاظت کے ذمہ دار اداروں کو یرغمال بنالیا، کوئی کارروائی اب تک عمل میں نہیں لائی گئی اور صرف پاکستان ہی کیوں ہدف بنالیا گیا ہے؟ امریکا اور یورپ خاص مقصد کے تحت بھارت کی دروغ گوئی کو حقیقت مان رہے ہیں۔ بھارت کی ڈھٹائی بھی گھناؤنی سازش کی بناء پر ہے، وگرنہ اس کا وزیر خارجہ یہ نہ کہہ رہا ہوتا کہ ''ثبوت دینے کی ضرورت نہیں۔'' ادھر ہمارے کرتا دھرتا ہیں کہ تعاون پیش کرنے کے شوق میں مرے جارہے ہیں۔

ہندو انتہائی ظالم ہے۔ وہ بزدل ہے اور اپنی بزدلی کو چھپانے کے لیے ہی کمزوروں پر ظلم کرتا ہے۔ طاقتور کے تلوے چاٹتا ہے۔ چانکیہ سے اس نے یہی سیکھا ہے۔ ہمیں برابری کی سطح پر اٹھ کر جواب دینا چاہیے۔ ہم دعائیں دیں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان سب کو جن کی بدولت ہم ایک جوہری طاقت ہیں۔ اگر ہمارا ''گھوڑا'' ہمارے پاس تیار حالت میں نہ ہوتا تو بھارت صرف دھمکیوں تک ہی محدود نہ رہتا۔ ہم کمزور ہرگز نہیں ہیں۔ ہم جتنا دبتے جائیں گے، بھارت اور مغرب کے مطالبے بڑھتے جائیں گے۔ باقی صرف اللہ کی ذات رہنے والی ہے۔ مرنا ہم سب نے ہے۔ ہمارے کرتا دھرتا کیوں سسک سسک کر ہمیں اور خود کو مروانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم ایک ہی بار مرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو اللہ ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیبی مدد سے ہم ان شاء اللہ غیرت کی زندگی جینا شروع کر دیں گے۔ آزمائش شرط ہے۔ طارق بن زیاد نے کشتیاں کیوں جلائیں؟ ٹیپو سلطان شہید کا فرمان شیر کی ایک دن کی زندگی سے متعلق ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

ممبئی کے واقعہ نے مجھے ماضی کا ایک ناگوار واقعہ یاد دلا دیا ہے۔ 1962ء میں لاہور میں اسکاؤٹ جمبوری منعقد ہوئی۔ واہ کے سی ایم ہائی اسکول کی جانب سے راقم کو بھی اس میں شرکت کا موقع ملا۔ جمبوری کے اختتام پر غیر ملکی سکاؤٹس کے لیے مطالعاتی دورہ کا اہتمام تھا۔ ایک ہندوستانی سکاؤٹ اس گروپ کا حصہ تھا جس گروپ کو ہم نے ٹیکسلا اور حسن ابدال کی تاریخی مقامات دکھانے تھے۔ وہ کم عمر ہونے کے باوجود تعصب کا مکمل نمونہ تھا کہ دوران سفر ہماری کوشش کے باوجود اس نے ہم سے ہم کلام ہونا گوارا نہ کیا۔ جب بچوں تک کے ذہن میں نفرت بٹھا دی جائے تو وہ بال ٹھاکرے، من موہن اور ایڈوانی نہیں تو اور کیا بنیں گے؟ پچھلے ساٹھ سالوں سے بھارت جو سلوک ہمارے ساتھ کر رہا ہے، کیا اُس سے ہمارے حکمران اب تک بے خبر ہیں؟ کیا یہ بھی این آر او کی ایک شق ہے کہ "بھارت کے سامنے سرنگوں ہوتے جاؤ!"

ممبئی دھماکوں میں پاکستان قطعاً ملوث نہیں۔ یہ اسی طرح بھارت کے اپنے لوگوں کا کیا دھرا ہے جیسا کہ نائن الیون کے حادثہ میں امریکی لوگ اور ادارے اسرائیلیوں کے ساتھ مل کر بربادی کا باعث بنے۔ ہمارا نام صرف اور صرف گھناؤنے مقاصد کے لیے لیا جا رہا ہے۔ ہمیں ان سے برابری کی سطح پر بات کرنی چاہیے۔ ہم چاند اور سورج بھی ہندوستان کو پیش کر دیں تو بھی اُن کا دل مطمئن نہیں ہوگا۔ ہمارے خلاف ہندو، یہود اور نصاریٰ ایک مٹھ کی طرح اکٹھے ہیں جبکہ مسلمان مملکتوں کے موروثی شاہ صاحبان، صدور اور شیوخ ٹکڑیوں میں بٹ کر دشمنوں کے لیے خدمات انجام دے رہے ہیں اور صحیح العقیدہ اور اُمت کا درد رکھنے والوں کو ذلت اور اذیت دینے میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہیں۔ کرزئی نے تو امریکا سے اس کی روانگی کا وقت پوچھ لیا ہے، مگر ہمارے حکمران مزید خدمات بجا لانے کے لیے بے چین ہیں۔

بھارت سے یک طرفہ تجارت سے ہمیں کس قدر فائدہ ہے؟ صرف مشیر خزانہ ہی اس کی افادیت کو جانتے ہوں گے۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کے بڑے ہجرت کر کے پاکستان نہیں آئے، اس وجہ سے (بہت سادہ الفاظ میں) انہیں معلوم نہیں کہ پاکستان ہندوؤں کے مسلمانوں کے ساتھ رکھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناروا سلوک کے ردعمل کے طور پر معرض وجود میں آیا۔مزید یہ کہ تقسیم کے فیصلے کے بعد جو لوگ ہجرت کے دوران شہید کیے گئے،خواتین بے آبرو کی گئیں،جو لوٹ مار ہوئی،کئی ریل گاڑیوں میں کٹی لاشیں ہی صرف پاکستان پہنچی ہیں۔مشرف کی نام نہاد روشن خیال حکمت عملی کو موجودہ سیکولر جماعت نے حکومت سنبھالنے کے بعد جاری رکھا ہوا ہے۔

جہاں تک لوگوں کا خود کش حملوں میں ملوث ہونے کا تعلق ہے وہ محض روبوٹ ہیں جبکہ تار کہیں اور سے ہلائے جاتے ہیں۔وہیں سے جدید ہتھیار و گولہ بارود اور نقد رقوم بھی ان کارروائیوں کے لیے مہیا کی جاتی ہیں۔ہماری فوجی قیادت کو قبائلی علاقوں میں مشرقی پاکستان والے حالات نہ پیدا ہونے دینے چاہئیں۔ہم مزید تقسیم کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ہماری مغربی سرحد روس کے افغانستان پر قبضے کے دوران ان ہی قبائلیوں کی وجہ سے محفوظ تھی۔اب تو افغانستان میں ہندوستانی فوج لائی جارہی ہے۔اس پیش رفت کے بارے اب فوجی قیادت ضرور دھیان دے۔افغانستان میں ہندوستان کا بڑھتا ہوا اثر ورسوخ کسی طرح بھی پاکستان کے حق میں نہیں۔کیا ہمارے حکمران اب بھی قومی مفادات کے برعکس صرف ذاتی مصلحتوں اور مفاد کو سامنے رکھ کر فیصلے کریں گے؟روز محشر برپا ہونا ہے،وہاں ذاتی اعمال کے علاوہ رعایا سے روا رکھے گئے سلوک کی پوچھ بھی ہوگی۔حضرت عمرؓ جیسی ہستی خوفزدہ رہتی تھی کہ فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی پیاسا مر جائے تو پوچھ عمرؓ سے ہوگی۔کیا ہمارے حکمران آپؓ کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت رکھتے ہیں؟یہ خوفزدہ کیوں نہیں؟بش پر برسنے والے جوتے مشرف کے حامیوں اور اس کی حکمت عملی جاری وساری رکھنے والوں کے لیے اللہ کے طرف سے انتباہ تو نہیں!!

(روزنامہ "اسلام" 11 فروری 2009ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاج پوشی کا انتظار ہے

گیارہ ستمبر کی تاریخ پچھلی کئی دہائیوں سے باعث غم ہے۔ ہمارے بابائے قوم اکسٹھ برس پہلے اپنے خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئے۔ وہ تو یقیناً آسودہ حال ہیں لیکن جن لوگوں نے ان کے لیے ایک خستہ حال اور بغیر پٹرول کی ایمبولینس کا ڈرامہ رچایا اُن کے ساتھ کیا ہوا؟ ایسے سوالات کے جواب کے لیے ہی تو روز جزا برپا ہونی ہے۔

ایک دوسری سازش بھی 11 ستمبر کو ہی ہوئی۔ اس کا شکار مسلم امہ کے وہ افراد خاص طور پر ہوئے جو اس زمانے میں بھی خدا کا نام لیتے ہیں۔ اب تو یہ کوئی راز نہیں کہ القاعدہ اصل میں کیا ہے۔ یہ سب کچھ موذی بُش نے صیہونیوں کے سفاک ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کیا۔ دنیا بھر کے مسلمان حکمرانوں اور خاص طور پر جنرل مشرف کی خدمات کے بغیر یہ سب کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ مسلمان ممالک میں صرف ایران ہی ہے جو اپنے صدر کی قیادت میں امریکہ اور اُس کے حواریوں کے مقابلے میں ڈٹا ہوا ہے۔ الحمدللہ آخر کوئی تو ہے!

ایک اور سازش میں بینظیر کو اپنے ہی خون میں نہلا دیا گیا۔ بی بی این آر او کے چھاتے تلے پاکستان روانہ ہوئیں تا کہ وہ امریکی اہداف کے سب سے زیادہ مخلص نگران و نگہبان جنرل مشرف کو مزید تقویت پہنچائیں لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ مرحومہ آئیں تو بالکل اسی مقصد کے حصول کے لیے لیکن محسوس یوں ہوتا ہے کہ دوران سفر ان کی ذہنی حالت تبدیل ہونا شروع ہوئی، خاص طور پر اپنے پاک وطن کی فضاؤں میں داخل ہونے کے بعد۔ ائیر پورٹ پر جشن کے سماں اور موبائل فونز کے ذریعے لمحہ بہ لمحہ پہنچتی اطلاعات کا اثر بھی خاطر خواہ ہوا ہوگا۔ اس پاک سرزمین پر پاؤں دھرنے سے پہلے اللہ کے حضور دعا اور ائیر پورٹ پر لوگوں کے بے پناہ خیر مقدمی جوش و خروش کے زیر اثر محترمہ کی آنکھوں سے بہتے آنسو اپنے ساتھ اس کے دل و دماغ میں بسے تمام وسوسوں اور دنیاوی خواہشات کو بھی بہالے گئے۔ رہی سہی کسر اس ولولہ انگیز اور ہر طرح کی بندشوں، سازشوں اور خطروں کو نظر انداز کر کے کراچی کے عوام کے استقبال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جان لیوا بم دھماکوں نے پوری کر دی۔ بی بی کا احساس گہرا ہو گیا کہ اس کا رشتہ عوام سے ہے نہ کہ پاکستان کی بیٹیوں اور بیٹوں کے بیچنے والے کے ساتھ۔ بے نظیر اپنی اس بے نظیر مٹی پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو گئیں۔ مشرف کے ہاتھوں کھلونا نہ بننے کا فیصلہ کیا اور یہی جذبہ انہیں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے گھر تک لے گیا۔ ملاقات نہ ہونے دی گئی۔ بی بی کا واشگاف اعلان کہ:

"ہمارے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری ہیں"

زرداری اور گیلانی کو نواز شریف کی ہمت نے یاد دِلا دیا وگرنہ آج نقشہ کچھ اور ہوتا۔

وہ اعلان آج کے فرعونوں اور ہامانوں کے لیے قابلِ قبول نہ تھا۔ بی بی کا اخلاص نکھرا تو اسے شہادت کا رُتبہ مل گیا۔ رتی بھر اخلاص بھر اعمل توشۂ آخرت بن جاتا ہے۔ اب قاتلوں کو یو این او کے ذریعے ڈھونڈا نہیں جا رہا ہے بلکہ وقت اور پاکستان کا پیسہ اُجاڑا جا رہا ہے۔ صرف یہ پتہ کر لیں اور اس کے لیے ایک پنجاب پولیس کا ایس ایچ او کافی ہے، کہ "قتل گاہ" کس کے حکم سے دھوئی گئی، باقی سب دُھلی دھلائی باتیں واضح ہو جائیں گی۔ اگر چہ فرعون اور ہامان ایسا کچھ نہیں چاہتے لیکن شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

حالات کو بدلنے کے لیے قدرت نے ہمارے ساتھ ایک بھیانک مذاق بھی کر ڈالا۔ ایک وصیت کے ذریعے ایک نوجوان سب سے بڑی، عوامی، جمہوری، غریبوں کی، الغرض پتہ نہیں کس کس کی پارٹی کا چیئرمین بن جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ بھٹو بھی۔ یہ بتانا اس لیے ضروری تھا کہ پارٹی صرف بھٹو کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میراث ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک دفعہ بیگم بھٹو نے ارشاد فرمایا تھا کہ: ''بھٹو پیدا ہی حکومت کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔'' اُس وصیت کی روشنی میں نئے نئے ''بھٹو'' نے جس کے ابھی کھیلنے کے دن ہیں، اپنی تمام ذمہ داریاں اپنے ہر وقت ہنستے مسکراتے والد محترم کو سونپ دیں۔ یوں ہمارے صدر صاحب ہمیں ملے اور اُن کو وہ کچھ مل گیا اور ملے گا جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا۔ وہ اپنی پارٹی کے بھی سب کچھ ہیں اور ملک کے بھی۔ لیکن صرف ایک سوال:

''کیا صدر وفاق کے اتحاد کی علامت ہوتا ہے؟''

ابھی تک ہمارے ہر دم ہنستے مسکراتے صدر نے پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین کا عہدہ انتہائی کامیاب صدارت کا جشن منانے کے باوجود اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔ صدر سب کا سانجھا ہوتا ہے۔ آئین کی رو سے لازمی ہے کہ وہ اپنے جماعتی عہدے سے لاتعلق ہو جائے اور اپنے فرائض منصبی غیر جانبداری سے ادا کرے۔ اگر ایسا ہوتا تو قوم بہتے دودھ اور شہد کی نہروں کے کنارے جشن میں برابر کی شریک ہوتی۔ کیا جمہوری اقدار، ریت، اصول اسی کا نام ہے؟

حضرت ابو بکرؓ کا فرمان ہے کہ ''رات کو سونے سے قبل اپنا محاسبہ کرو''۔ اگر پیپلز پارٹی (بابر اعوان شامل) کے لوگ اپنا محاسبہ کر رہے ہیں تو پھر حکمران جماعت یہ بے سروپا اور بے مقصد جشن صدارت برپا نہ کرتی (ایوب تو دس سالہ جشن مناتے ہی گھر چلا گیا تھا)۔ کیا کہنے ان شاندار ملکی حالات کے کہ جب مفت روٹی اور سستے آٹے کی بوری کے بجائے روزہ دار ماؤں اور بہنوں کی لاشیں گھر پہنچیں، روزہ دار گرمی میں قطاروں میں کھڑے ہو کر پولیس گردی، وزیر گردی کا شکار ہوں اور عوام کو جوتوں سے پٹتے اور ڈنڈوں سے زخمی ہوتا دیکھا جائے۔ لوگ خودکشیوں پر مجبور ہیں۔ ان حالات میں صرف کوئی سنگ دل ہی جشن کا سوچ سکتا ہے۔ اس دفعہ تو سڑک پر لگی عید رات کی رنگین بتیاں بھی آنکھوں کو چبھ رہی تھیں۔

یہ حادثہ ہے اور امیر خاندان کے لئے خوشی کا موقع بھی لیکن تاریخ خود کو دُہرا رہی ہے۔ امریکہ نے اسلام آباد میں کئی غریبوں کی کوٹھیوں کو کرائے پر لے لیا ہے۔ ایکڑوں میں زمین بھی خریدی جا رہی ہے۔ آخر یہ سب کچھ معقول آمدنی کا ذریعہ ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے بھی تو یہی کیا تھا اور کئی خاندان جنہوں نے بقول عطاء الحق قاسمی ''انگریزوں کے کتے نہلائے ہیں'' اب تک انتہائی شان و شوکت سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہماری گردنوں پر سوار ہیں۔ دوسروں کو باری دینے کے لیے اب امریکہ بہادر یہاں ہے۔ آخر افغانستان اور عراق سے ذلت سے نکلا تو کہاں جائے گا؟

دوسرا مذاق یہ ہے کہ 17 لاکھ ایکڑ زمین سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں کو قیمتاً دی جا رہی ہے۔ زیادہ پیسے ملنے پر کون بیوقوف اپنی بیکار زمین ٹھکانے نہ لگائے گا؟ آخر فلسطینیوں نے بھی تو یہی کیا تھا کہ یہودیوں کو اپنی بیکار زمین دوگنا، تین گنا قیمت پر بیچ دی تھی اور اب اپنی ہی سرزمین پر بے آسرا و بے ٹھکانا ہیں۔

اس خرید و فروخت میں ''سبز باغ'' بھی بہت دکھائے جائیں گے۔ یہ بیکار زمین سبز باغات میں یقیناً تبدیل ہوگی لیکن ان باغات کی ہریالی اور پیداوار میں اہل پاکستان اور ان زمینوں پر کام کرنے والے ہاریوں، مزارعوں اور ''کمیوں'' کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ہمارے ہاتھ کیا آئے گا؟

اگر ہم نے دوسروں کا ہی محتاج ہونا ہے تو کیوں نہ ہم صدر محترم سے درخواست کریں کہ وہ واحد حل کے طور پر اپنے سر پر خود ہی ایک عدد تاج سجالیں اور کم از کم اگلے ڈیڑھ سو برس (ایک حدیث کے مطابق اس لمحہ زندہ اور ہر ذی روح اگلے سو سال کے اندر فانی ہو جائے گا) کے لیے ہمیں اپنی حفاظت میں لے کر جمہوریت، پارلیمنٹ کے مصروف اجلاسوں، ڈرون حملوں، تیل اور بجلی کی قیمتوں، آٹے کی کمیابی سے ہماری جان چھڑوا دیں۔ ان کے پاس خدا کا دیا اتنا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور رعایا تو ہمیشہ اپنے بادشاہ کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ امریکہ ان کا نگہبان ہے۔ آپ ہمارے ہو جائیں۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ ہمارے لیے تو ہالبروک ہی کافی ہے۔

(''حسب حال'' نومبر 2009ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بونا پن

قد کا چھوٹا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ ہم بونے صرف اپنے کردار کی وجہ سے ہیں۔ کئی پست قد افراد اپنی قوم کے لیے سرمایہ افتخار بنے۔ نپولین بونا پارٹ ان میں سے ایک ہے۔ اس کے نام کا حصہ ''بونا'' فرانسیسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی اور تلفظ مختلف ہے۔ ہمارے کردار میں کمزوری صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ہمارا زندگی گزارنے کا طریقہ سنتِ رسول ﷺ کے مطابق نہیں۔ اگر حکمران صرف حضور ﷺ کی سنت کو قابلِ تقلید مانتے تو اپنے چار روزہ کروفر، عیش و آرام اور ذاتی مفاد کی خاطر اپنے بھائیوں کو غیر مسلموں سے ذبح نہ کرواتے۔ ان کے لیے صرف اتنا ہی سمجھ لینا انتہائی ضروری ہے کہ کسی کا ناحق قتل کرنے والا قرآن پاک کی سورۃ النساء: آیت 93 کے تحت ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اللہ ہمیں علم، فہم اور سنت رسول ؐ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

افغانستان، عراق اور ہمارے ملک میں تباہی نائن الیون کے ڈرامے کا براہِ راست نتیجہ ہے۔ ہمارے اپنے ملک میں قتل و غارت، بارشوں کی کمی، قحط کی کیفیت، زلزلے، حادثات صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم ایک بڑے دہشت گرد کی چاکری کر رہے ہیں۔ ایسی چاکری جو ہمارے اپنے اور اُمہ کے مفاد کے سراسر خلاف ہے۔ موجودہ حکمران تو مشرف سے زیادہ بونے ہیں۔ یہ برملا کہہ رہے ہیں: یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری ہے۔ امریکا ہمارا دوست ہے۔ دنیا میں امن صدر بش کی وجہ سے قائم ہے۔ ہندوستان سے ہمیں کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا۔

یہ جنگ ہرگز ہماری نہیں ہے۔ ایک ظالم ڈکٹیٹر نے صرف اپنے دورِ حکومت کو طول دینے کے لیے ذلت آمیز شرائط تسلیم کرتے ہوئے یہ جنگ مسلمانوں پر مسلط کرنے میں مکمل مدد فراہم کی۔ برادر اسلامی ملک افغانستان پر حملے کے لیے امریکا کو ہر طرح کی خدمات ہم نے بہم پہنچائیں۔ اُس کے نتیجے میں ہمارے حصے میں صرف بربادی آئی اور بے شمار فوائد بھارت نے حاصل کیے۔ جھوٹ کی بنیاد پر برپا کی گئی جنگ میں ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' ہم تھے لیکن امریکا کے ''اسٹریٹیجک پارٹنر'' بننے کا اعزاز ہمارے ازلی و ابدی دشمن کو ملا۔ ہمارے اس دشمن کا دوست ہمارا دوست کس طرح ہو سکتا ہے؟ چانکیہ کا فرمان اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی قوم کے لیے کچھ اس طرح ہے: ''دشمن کا دشمن ہمارا دوست اور دشمن کا دوست ہمارا دشمن۔'' ہمارے صدر محترم بھارت کے بارے میں یہ کہتے ہوئے نہیں ہچکچاتے کہ ''ہندوستان سے ہمیں کبھی خطرہ نہیں رہا۔'' ہم نے جس ملک کے خلاف تین جنگیں لڑیں کیا وہ افغانستان، چین، روس یا ایران میں سے کوئی ایک تھا؟ ہمارا پانی بند کر کے کون یہود اور ہنود کے ایجنڈے پر گامزن رہ کر ہمارے ہرے بھرے ملک کو بتدریج ریگستان میں بدل دینا چاہتے ہیں؟ شاید اسے ہی کہتے ہیں ''بے وقوفوں کی جنت میں رہنا۔'' کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ امریکی اور برطانوی شہ پر بھارت دس لاکھ فوج ہماری سرحدوں پر لے آیا۔ صدر محترم اس وقت چونکہ مشرف کے قیدی تھے اس لیے جیل میں شاید یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ اگر ہم ایٹمی طاقت سے مالا مال نہ ہوتے تو بھارت ہمیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتا۔ ان کی دوستی میں ہم اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ کہہ رہے ہیں: ''ہندوستان سے ہمیں کبھی خطرہ نہیں رہا''۔

چند باہمت، جرأت مند اور غیر متعصب امریکی شخصیات مثلاً ڈیوڈ ڈیوک، کیرل اور تھیری میسن نے اپنی اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ نائن الیون کا ڈرامہ مکمل طور پر بش انتظامیہ، سی آئی اے اور موساد نے رچایا ہے۔ تعمیراتی انجینئرنگ کے شعبے سے وابستہ چند افراد نے بھی یہ ثابت کیا کہ ڈبلیو ٹی سینٹروں جیسی عمارتیں صرف جہازوں کے ٹکرانے سے اس طرح مسمار نہیں ہو سکتیں۔ ان کا انہدام بنیادوں میں رکھے گئے بارود کی وجہ سے ممکن ہوا۔ جہازوں کو ''گلوبل ہاک تکنیک'' کے استعمال سے عمارتوں سے ٹکرایا گیا۔ پائلٹ بالکل بے بس تھے۔ مغرب اس کو سچ ماننے پر تیار نہیں۔ القاعدہ کو ہی اس کا ذمہ دار سمجھتا ہے۔ یورپ جب تک اس جان کنی کی حالت میں رہے گا، کبھی بھی حق اور سچ کا ساتھ نہ دے سکے گا۔ مغرب کی مکروہ چالوں کا عالم یہ ہے کہ لگاتار ناکامیوں اور صرف برطانوی اور نیٹو کے فوجیوں کے مارے جانے کی وجہ سے برطانوی فوجی سربراہ اور نیٹو کا سربراہ طالبان کو مذاکرات کی دعوت دے چکا ہے۔ لیکن باؤچر نے افغانستان اور طالبان کے درمیان سعودی عرب میں ہونے والے مذاکرات کی مخالفت اس وجہ سے کی کہ پاکستان کے لیے کسی خیر کا پہلوان کی پالیسی سے میل نہیں کھاتا۔

اسی پالیسی کے تحت امریکی اور نیٹو کے فوجی اور جہاز ہمارے علاقوں میں ہمیں جانی اور مالی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہود اور ہنود گٹھ جوڑ اور ہمارے حکمرانوں کی غلطیوں کے باعث ہمیں مزید سختیاں سہنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ان شاء اللہ ہماری آئندہ نسل ہماری غلطیوں کو نہیں دہرائے گی۔

(''ضربِ مومن'' 19 اپریل 2009ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک

ایک انکشاف انگیز داستان ــ اغیار نے پاکستان کو دولخت کرنے کیلئے کیا کیا حربے آزمائے

چشم کشا حقائق سے بھرپور تاریخ کا ایک غم ناک باب!!

ہم میں سے جو 1920ء یا 1930ء میں بڑے پر اُس تحریک کو بڑھتے اور ترقی کرتے دیکھا جس کے نقطۂ
ہوئے انہوں نے سکول اور کالج کے طالب علموں کے طور عروج پر برصغیر میں ایک علیحدہ اسلامی مملکت کا قیام عمل میں

زیر نظر مضمون "مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک" ڈھاکہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر سید سجاد حسین نے 1990ء میں تحریر کیا۔ ڈاکٹر سید سجاد حسین، بنگالی ہونے کے باوجود اس تحریک کے سخت مخالف تھے جو اغیاروں کے ایماء پر بنگالیوں نے اپنے ہی ملک "پاکستان" کے خلاف چلائی اور جس کے نتیجے میں عالم اسلام کی سب سے بڑی مملکت دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ "مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک" میں سقوط ڈھاکہ کے صرف ایک لیکن انتہائی اہم سبب "زبان" پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے وہ تمام حقائق بیان کئے گئے ہیں جو بد قسمتی سے اس سے قبل پردۂ خفاء میں تھے۔ 1951ء میں ڈھاکہ میں ایک تصادم کے دوران جب پولیس نے غیر شعوری طور پر گھبراہٹ میں گولی چلائی تو نتیجے میں کوئی احتجاجی طالب علم ہلاک نہیں ہوا تھا لیکن اس کے باوجود تین مرنے والے افراد کو طالب علم گردان کر دشمن نے سادہ مزاج لوگوں کو اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا اور بعد میں اس نہج پر ایسی راہ ہموار کی کہ جس کی منزل پاکستان سے علیحدگی اور بنگلہ دیش کا قیام تھا۔ ہمارے لئے صرف اتنا ہی بتانا کافی ہے۔ قارئین جب مضمون پڑھیں گے تو انہیں اس کی ایک ایک سطر سے انکشافات کا ڈھیر ملے گا۔ ایسے انکشافات کا ڈھیر جو یکسر تاریخ کو فلم کی مانند ان کے سامنے چلائے گا اور پھر انہیں خود اندازہ ہو جائے گا کہ 38 برس قبل جو عظیم سانحہ رونما ہوا، اس کے پس پردہ محرکات کیا تھے۔ کون لوگ اس میں ملوث تھے، خرابی کہاں کہاں ہوئی اور دشمن نے کیا کیا چالیں چلیں!

(ایڈیٹر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیا۔ اُن کے لیے اس مطالبے کا وجود میں آنا کہ بنگالی کو اُردو کی ہم پلہ پاکستان کی دوسری قومی زبان تسلیم کیا جائے باعث حیرت تھا۔

یہ سب کچھ اچانک نہیں ہوا بلکہ 1947ء کے وسط میں برطانوی سرکار اور انڈین نیشنل کانگریس نے اصولی طور پر پاکستان کے قیام کو کنا بنا منظور کر لیا تھا تاکہ اس رائے کو

> ''اگر بنگالی مسلمان بنگلہ دیش کو ایک خود مختار مملکت کے طور پر قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کی سیاسی بقا کی ضرورتیں ایک دن اُنہیں مجبور کریں گی کہ وہ اُردو کو اپنے ملک کی سرکاری زبان کے طور پر اپنالیں۔'' بسنت چٹرجی

کوئی بھی عملی شکل پہنا سکیں۔ دلیل یہ دی گئی کہ اس نئی مملکت کے مشرقی حصے میں ملک کی آبادی کی اکثریت ہے۔ وہ جائز طور پر یہ توقع کر سکتے ہیں کہ جو زبان وہ بولتے ہیں اُس کا مقام وہی ہو جو اُردو کا ہے۔ اُس مطالبے کے پیچھے منطق' سیاسی حادثات کی پیداوار تھی نہ کہ بنگالی سے استوار کوئی مضبوط وفاداریاں تھیں۔

اس بات میں شک ہے کہ اگر برطانیہ کی طرف سے پاکستان پر مسلط کی گئیں مصنوعی سرحدیں' مختلف ہوتیں تو اُن کے سیاق و سباق میں کسی مطالبے کے حق میں کوئی آواز بلند کی جا سکتی۔ میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ تب تک ہندوؤں اور مسلمانوں' دونوں نے کلی طور پر یہ فرض کر لیا تھا کہ ہندی اور اُردو تھا' اُن کے عام فہم ہونے کی وجہ سے مستقبل کے ہندوستان میں انگریزی کی قائم البدل کے طور پر قابل قبول زبانیں ہو سکتی ہیں۔ حل طلب سوال صرف یہ تھا کہ کونسی اردو اور ہندی؟ بہت سے ہندوستانی

> قائداعظمؒ یا کسی اور رہنما نے ایسا کوئی اشارہ نہیں دیا تھا کہ مرکز یا صوبوں میں ایک دم اردو زبان نافذ کر دی جائے گی

کہتے ہیں اس کی دو اشکال تھیں: دیوناگری رسم الخط میں لکھی جانے والی ہندی جس میں کثیر تعداد میں الفاظ سنسکرت سے لئے گئے تھے اور اُردو جو فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی اور جس کے ذخیرہ الفاظ کی بنیاد فارسی اور عربی ہے۔

مسلمان انصاف کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُردو دونوں قوموں کے درمیان صدیوں پرانے روابط کی پیداوار تھی اور اُس مشترک ثقافت کی نشانی جو ایکی ہندوستانی ثقافت کہلائی جا سکے اور اس لئے یہ فائق حق رکھتی تھی کہ اُسے آزاد ہندوستان کی ریاستی زبان کی شناخت ملے۔ کانگریس پر چھائے ہندو احیائے مذہب کے حامی ایسا کچھ نہیں چاہتے تھے اور نتیجتاً اُنہیں مسلمانوں کا درآمد شدہ رسم الخط اور نہ ہی ایسا ذخیرہ الفاظ قبول تھا جس میں عربی اور فارسی ماخذ کے الفاظ اتنی کثیر تعداد میں ہوں۔

دراصل اُردو کی نامنظوری اُن اسباب میں سے ایک تھی جنھوں نے مسلمانوں میں علیحدگی پسندی کی پرورش کی۔ مسلمانوں کیلئے کانگریس کے اس دعویٰ کو قبول کرنا مشکل تھا۔ کانگریس کا قیام ایک مشترک ہندوستانی قوم پرستی کیلئے تھا' کیونکہ اُن پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ ہندوؤں کو وہ کچھ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسند نہ تھا جس میں اسلامی ثقافت کی ذرا سی بھی جھلک ہو حالانکہ اُردو کے معاملے میں ہندو یہ دعویٰ کر سکتے تھے کہ اس کی نشوونما میں اُن کا کردار اہم تھا۔

اپنے دورِ طالب علمی میں اُردو ہندی مباحثوں میں ایک سے زیادہ بار حصہ لینا مجھے یاد ہے۔ میرا ایک خط کلکتہ سٹیٹسمین میں چھپا (غالباً شروع 1939ء میں افسوس! میرے پاس اس کی کوئی نقل نہیں ہے)۔ اس میں میں نے یہ تجویز دی تھی کہ بہترین حل یہ ہے کہ ہندی کو اُردو کے جانے پہچانے رسم الخط میں لکھا جائے تاکہ دونوں قوموں کو ملال نہ ہو۔ میں نے دوبارہ اسی سوال پر ڈھاکہ یونیورسٹی سٹوڈنٹس میگزین میں بحث کی (غالباً 1940ء میں) اور تجویز کیا گیا حل وہی تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ تمام برصغیر کیلئے ایک مشترک رسم الخط کے خیال نے مجھے اُسی وقت سے گرویدہ کیا ہوا تھا کہ جب میں نے جواہر لال نہرو کی آپ بیتی پڑھی جس میں اُس نے جزوی طور پر اسے سراہا ہے۔ نہرو نے لکھا کہ اُس نے اپنی چھوٹی بہن کی شادی کے دعوت ناموں کو رومن اُردو میں چھپوایا۔ سبھاش بوس بنگالی ہندو راہنما نے بھی 1937ء یا 1938ء میں کانگریس کے سالانہ اجلاس کے دوران اپنے صدارتی خطاب میں ہندوستان کی تمام زبانوں کیلئے رومن رسم الخط کو اپنانے کی وکالت کی۔

میں یہ سب ثبوت اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ کلی طور پر صوبوں میں زبانیں مختلف تھیں جو دونوں فرقے استعمال کرتے تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی قومی زبان اُردو تھی جبکہ ہندو یہ خیال کرتے تھے کہ اکیلی ہندی اُن کی یہ ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ دونوں دعوؤں میں معمولی سا فرق تھا۔ درحقیقت مختلف صوبوں کے ہندو آپس میں ہندی میں رابطہ نہیں کر سکتے تھے۔ جنوب کے ہندو ہندی کے سخت مخالف تھے۔ وہ اختلاف آج تک قائم ہے لیکن ایک پڑھا لکھا مسلمان ہندوستان میں کہیں بھی جا کر اُردو کو معاشرتی تعلق و تبادلۂ خیالات کا ذریعہ بنا سکتا تھا۔

> قائداعظمؒ نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں خطاب کے دوران زور دے کر کہا تھا کہ صوبائی زبانوں میں ہرگز مداخلت نہیں کی جائے گی

بنگال اس سے مستثنیٰ نہ تھا۔ اس صدی کی دوسری یا تیسری دہائی تک جو موضوع بہت زیادہ زیرِ بحث رہتا تھا وہ یہ تھا کہ بنگالی مسلمانوں کی ثقافتی زبان بنگالی تھی یا اُردو۔ اس سلسلے میں انیسویں صدی میں دی جانے والی آراء میں فرق بہت کم تھا۔ نواب عبداللطیف جنہوں نے اس صوبے میں مسلمانوں کیلئے تعلیمی منصوبہ بندی کرنے میں بہت مدد دی' انہوں نے اُردو کو اپنی ثقافتی زبان کے طور پر استعمال کیا حالانکہ وہ اس خاندان سے تھے جو اندرون صوبہ فرید پور سے تھا' اُن کے بھائی عبدالغفار نساخ اردو کے بہت جانے پہچانے شاعر تھے۔ نہ صرف کلکتہ جو ایک دارالخلافہ تھا بلکہ ڈھاکہ' چٹاگانگ اور کومیلہ کو اُردو شاعری کے مراکز ہونے پر فخر تھا۔ محترم اے کے فضل الحق جو 1920ء اور 1930ء میں ایک سرکردہ سیاسی راہنما تھے' روانی سے اُردو بولتے تھے۔ میرے بہت سارے عم زادوں نے سکول میں اُردو کو ایک مقامی زبان کے طور پر پڑھا۔ کسی نے بھی اُسے وطن دوستی کے خلاف نہ جانا۔ بچپن میں مجھے دونوں زبانیں سکھائی گئیں۔ مجھے یہ بتایا جانا یاد ہے کہ ہم نے بنگالی بطور صوبائی زبان کے سیکھنی ہے' ہر مسلمان لازماً اردو اپنی قومی زبان کے طور پر سیکھے۔

بنگال کے مسلمانوں کیلئے 40ء کی دہائی تک یہ غیر یقینی صورتحال رہی کہ کیا اُن کیلئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ بنگالی کو اپنی ثقافت کا ذریعہ بنائیں؟ اب تک ہم نذرالاسلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

> ڈھاکہ میں پولیس کی غیر شعوری فائرنگ سے کوئی احتجاجی طالب علم ہلاک نہیں ہوا تھا لیکن مخالفین نے تین دوسرے افراد کی ہلاکت کو طالب علموں سے منسوب کر کے حکومت کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کر دیا

بہت ممنون ہیں جنہوں نے 20ء کی دہائی کے آخر میں بنگالی زبان میں ایسی شاعری تخلیق کر کے بنگال کو حیران کر دیا' بغیر کسی تنازع کے اسلامی تھی۔ اس سے بنگالی مسلمانوں میں صوبائی زبان کیلئے ایک فخر پیدا ہوا جو پہلے ناپید تھا۔

مسلم لیگ نے جب 1940ء کی دہائی میں مشہور قرارداد لاہور منظور کی جس میں مسلمانوں کا ہندوستان میں ایک علیحدہ مملکت کے قیام کیلئے ایک پہلا باقاعدہ اور واضح مطالبہ تھا' کلکتہ میں مسلمان دانشوروں کی جماعت نے جو اخبار آزاد کے گرد جمع رہتی تھی ''ایسٹ پاکستان رینیساں سوسائٹی'' قائم کر لی اور ہم نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں اُنکی تقلید میں ''ایسٹ پاکستان لٹریری سوسائٹی'' کی بنیاد رکھی (جس کا صدر میں تھا)۔ دونوں تنظیموں نے اس یقین دہانی کا اعلان کیا کہ بنگالی زبان بنگال کے مسلمانوں کیلئے ادب کے اظہار کا سب سے زیادہ قابل قبول ذریعہ ہے لیکن اُردو کا یہ دعویٰ کہ اُسے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی مشترکہ زبان مانا جائے' کو للکارنے کا کوئی سوال نہیں۔ نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اگر ہندوستان غیر منقسم رہتا جیسا کہ 1946ء تک لگ رہا تھا اور جب مسلم لیگ نے کیبنٹ مشن کی تجاویز کو قبول کرنے کا اعلان کیا جن میں مستقبل کا نقشہ یوں تھا کہ تین سطحی وفاقی انتظامیہ' مسلمانوں کے لیے حفاظت کی یقین دہانی' ہندوستان کی ریاستی زبان اُردو یا ہندی یا رضامندی کے ساتھ دونوں کا ہوتا۔

مجھے نہیں یاد کہ کوئی بھی اُس کا مخالف تھا۔ حتیٰ کہ رابندر ناتھ ٹیگور اور عالم سونیتی کمار نے کھلم کھلا ڈاکٹر چیٹر جی کی طرح ہندی کو دیوناگری یا رومن رسم الخط میں لکھنے کی حمایت کی تو پھر کیوں جون یا جولائی 1947ء میں بنگالی کے بطور پاکستان کی دوسری سرکاری زبان کے حق میں آوازیں بلند کی گئیں؟ اس سوال کا صحیح جواب اُس بھید پر بنی ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں کے رویے اچانک اُلٹ ہو گئے۔

وہ لوگ اچانک ہی یہ کیوں کہنے لگے کہ بنگالی سرکاری زبان کے درجے کے بغیر پاکستان میں بے وقعت ہو جائے گی۔ کس لحاظ سے بنگالی زبان پاکستان میں خطرے میں تھی کہ جہاں اُردو سرکاری زبان تھی جب کہ متحدہ ہندوستان میں ہندی سے کوئی خطرہ نہ محسوس کیا گیا؟

نہ ہی بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے جیسا کہ مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک چلانے والوں نے بعد میں کہا کہ "پاکستان کے لیے جدوجہد' بنگالی مسلمانوں کی بنگالی زبان کے لیے جدوجہد تھی۔ یقیناً بنگالی کو غیر منقسم بنگال یا ہندوستان میں کوئی خطرہ نہ تھا۔ اگر بنگالی کے مستقبل کے بارے میں کوئی تشویش اُن محرکات میں سے ایک تھی جو

> جب میں بطور لیکچرار ڈھاکہ یونیورسٹی میں آیا' تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہر شخص کے دماغ میں بنگالی کا سودا سمایا ہوا ہے اور انہیں پاکستان کے دیگر مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے

1947ء کے بعد کے واقعات کے رونما ہونے کا باعث بنے اور جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ ہم یقین کریں تو بنگال کے مسلمانوں نے ہندوستان میں رہنا پسند کیا ہوتا۔ پاکستان کیلئے جدوجہد خاص طور پر بنگال کے مسلمانوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے سیاسی اور معاشی حقوق کیلئے جدوجہد تھی' ایک جدوجہد اُس محرومی کے خلاف تھی جو اُنہوں نے کئی دھائیوں تک جھیلی۔ وہ فرقہ وارانہ فیصلہ جس کے تحت وزیر اعظم برطانیہ رمزے میکڈانلڈ نے مسلمانوں اور نچلی ذات کے ہندوؤں کے لیے ان کی آبادی کی نسبت سے جداگانہ چناؤ کے اصول کو مانا' اونچی ذات کے ہندوؤں نے اُسے سختی سے نکتہ چینی کا نشانہ بنایا۔ حتیٰ کہ ٹیگور نے بھی کلکتہ میں اسی سلسلے میں منعقد ہونے والے ایک اجتماعی جلسے کی صدارت کرنے سے ہچکچاہٹ تک محسوس نہ کی۔

پھر اگست 1947ء کی تقسیم کے فوراً بعد یہ چینخا چلانا گیا کہ تقسیم نے بنگالی ثقافت کو تقسیم کر دیا؟

مجھے کوئی شک نہیں کہ محرک مکمل طور پر سیاسی تھا۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ پاکستان کے مخالفوں نے ماؤنٹ بیٹن پلان 1947ء کے اعلان کے بعد جب یہ دیکھا کہ پنجاب اور بنگال کے صوبوں کو دونئی مملکتوں میں اس طرح بانٹ دیا گیا ہے کہ مشرقی بنگال کے ہندوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے' مشرقی حصہ کو پاکستان کی کل آبادی کے مقابلے میں اکثریت حاصل ہو۔ اس نے طاقت کی ایک بالکل نئی صورت پیدا کر دی۔ اُنہوں نے یہ سمجھا کہ اسے پاکستان کی نئی مملکت کو سیاسی طور پر کھوکھلا کرنے کیلئے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ کلکتہ کے چند دانشوروں کی کوششوں کے نتیجے میں یکم ستمبر 1947ء کو ڈھاکہ میں ''تمدن مجلس'' کا قیام عمل میں آیا۔ اس گروہ نے اپنے لمبی مدت کے برے ارادوں کو اسلامی اصطلاح کی چادر کے پیچھے چھپایا۔

بہت سے نوجوان' جن کو میں پاکستان کا مخالف نہیں تصور کروں گا' جیسا کہ مسٹر غلام اعظم جو جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں۔ وہاں اُن جیسے کئی اور بھی تھے لیکن وہ آڑ جو ''تمدن مجلس'' مہیا کر رہا تھا اُسے بدر الدین عمر اور سراج الاسلام چوہدری جیسے لوگوں نے' جو دونوں کمیونسٹ تھے' جلد منسوخ کر دیا۔ مجلس کی بنیاد رکھنے والا مسٹر عبدالقاسم اگرچہ کمیونسٹ نہیں تھا لیکن وہ پاکستان مخالف ضرور تھا اور اب بنگلہ دیش کے قیام کے بعد اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اُس نے ایسی تحریک کو جنم دیا جس نے ایک مسلمان مملکت کو ختم کر دیا۔

مارچ 1948ء میں جب قائداعظمؒ مشرقی پاکستان تشریف لائے تو بنگالی کی حمایت میں اور اردو مخالف جذبات اس قدر انگیخت کئے جا چکے تھے کہ جب ڈھاکہ یونیورسٹی میں قائداعظمؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اُردو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تاریخ کے لحاظ سے اور یہ کہ تمام برصغیر میں قابل فہم ہے' اس قابل بھی جا سکتی ہے کہ اُسے پاکستان

> ڈھاکہ جو 1947ء میں مشرقی پاکستان کا دارالحکومت بنا، وہاں ایک بھی قابل ذکر ہوٹل نہ تھا حتیٰ کہ حکومت کے پاس انتظامیہ کے لئے عمارات تک نہیں ہیں۔

کی سرکاری زبان کے طور پر اپنایا جائے' چند طالب علموں نے خطاب کے دوران دو بار مداخلت کی۔ یہ اُن سب کیلئے ایک دھچکہ کا باعث تھا جو قائداعظمؒ کو اسلامی مملکت کے معمار کے طور پر بہت قابل تعظیم سمجھتے تھے لیکن بنگالی کے حامیوں کیلئے یہ کامیابی کی آزمائش تھی جو وہ پہلے ہی حاصل کر چکے تھے۔

بنگالی کی حمایت میں ایسے دلائل جو بظاہر صحیح لیکن اصل میں جھوٹ تھے' پراسرار طریقے سے یہ کہہ کر استعمال کئے گئے کہ اُردو کا اپنانا مشرقی پاکستان میں بہت سے لوگوں کی نوکری کے خاتمے کا باعث ہوگا۔ یاد یہ دلایا گیا کہ 1836ء میں فارسی کی جگہ انگریزی کے نافذ ہونے پر ہزاروں مسلمان ملازمتوں سے برطرف کر دیے گئے تھے لیکن کسی نے یہ نہ سوچا کہ ایسا اشارہ نہ تو قائداعظمؒ نے دیا اور نہ ہی کسی اور نے یہ کہا کہ موجودہ سرکاری زبان کی جگہ صوبوں یا مرکز میں ایک دم زبان اُردو ہو جائے گی۔ اس کے خلاف قائداعظمؒ نے کانووکیشن میں اپنی تقریر (جس کی کاپی اب بھی میرے پاس ہے) میں حد سے آگے بڑھ کر یہ زور دے کر کہا کہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ صوبائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبانوں کے استعمال میں کسی طرح کی کوئی مداخلت ہو۔ یوں آپ نے ایک حکمت عملی کے خطوط کی وضاحت کی۔

لسانی تحریک کے راہنماؤں نے اپنی کوششوں کو اس طرح یکجا کیا کہ لوگوں کو خاص طور پر نوجوانوں کو یہ بتا دیا جائے کہ جس مستقبل کو وہ اُردو کے اپنائے جانے پر خطرے میں سمجھتے تھے وہ پاکستان کی سلامتی کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ غربت اور دوسروں کے استحصال سے نکلنے کی ایک اُمید تھی جس نے لوگوں کو مسلم لیگ کی حمایت میں اُبھارا اور 1946ء کے عام انتخابات میں پاکستان کے مسئلہ کا حل ڈھونڈا گیا لیکن اب ایک حیران کن اُلٹے گھماؤ سے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ان تکلیفوں کو یکسر بھلا دیا جو غیر منقسم ہندوستان میں بنگالی مسلمانوں نے جھیلیں۔ تاریخ نظر انداز کر دی گئی۔ اُن کیلئے پاکستان کی بقا اہم نہ تھی بلکہ وہ فوائد اہم تھے جو وہ بنگالی کے بارے میں اصرار کر کے حاصل کر سکتے تھے۔

1948ء میں جب میں قائداعظمؒ کی وفات کے چند دن بعد سرکاری ملازمت میں چار سال گزار کر بطور ایک لیکچرار ڈھاکہ یونیورسٹی میں آیا تو یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ اکثر اساتذہ اور طالب علموں کے دماغوں میں بنگالی کے مستقبل کا خیال سمایا ہوا تھا' اُنہیں دوسرے قومی مسائل مثلاً پناہ گزینوں کی بحالی جو مشرقی پنجاب وغیرہ سے آئے تھے' کشمیر' پاکستان کے اثاثے' اس کا دفاع اور انتظامیہ کے کراچی اور ڈھاکہ میں بالترتیب مرکزی اور صوبائی دارالحکومتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ دونوں جگہوں پر قوم نے صحیح معنوں میں صفر سے کام شروع کیا تھا۔

بنگالی زبان کی فوری قبولیت حاصل کرنے میں ناکامی پر چند لوگوں نے پاکستان کے قیام کے جواز کو نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ دوقومی نظریہ جس نے نئی مملکت کے قیام کی عقلی بنیاد فراہم کی اُسے براہِ راست اور بالواسطہ للکارا گیا۔

یہ تھا وہ ماحول جس کے اندر بنگالی کے سرپرستوں

[illegible]

ہمیں بچپن میں بنگالی کو بحیثیت صوبائی اور اردو کو بحیثیت قومی زبان کے سکھایا جاتا تھا

[illegible]

بدقسمتی سے یہ کہانی کا دوسرا رخ ہے۔ کسی پاکستانی راہنما' مرکزی یا صوبائی راہنما نے آگے بڑھ کر یہ سمجھانا ضروری نہ سمجھا کہ اُردو کو اپنانے کے عملی نتائج کیا ہیں اور نہ ہی یہ خوف دور کیا کہ بنگالی فوراً بے کار ہو جائیں گے بلکہ اس کے برخلاف اُن میں سے چند بغیر سوچے سمجھے' بنگالی کے طرفداروں کو غیرمحب وطن ہونے کا الزام دیتے رہے۔ اس نے بہت سے اُن لوگوں کو بھی جو پاکستانی قوم پرستی کو ماننے والے تھے' غضبناک کر دیا لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ ایک مشترکہ زبان کو ماننے سے انکار ملک کے مستقبل کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ پاکستانی راہنماؤں کی بے حسی نے دشمن کو مزید گولہ بارود مہیا کر دیا۔

نے ڈھاکہ میں اپنا پہلا اجتماع منعقد کیا جس نے مہم کا آغاز کر دیا' میرا مطلب ہے کھلم کھلا پاکستان کو تباہ کرنے کی شروعات۔ میں خود وہاں موجود تھا۔ میں بے حد حیران ہوا جب ڈاکٹر شاہداللہ' ڈھاکہ یونیورسٹی میں بنگالی کا ریڈر (وہ بہت بعد میں پروفیسر بنا) جو اپنی ڈاڑھی اور لاغر جسم کی وجہ سے ایک عالم سمجھا جاتا تھا' نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ہر چیز سے بالا سب سے پہلے بنگالی تھے۔ یہ بالواسطہ طریقہ تھا یہ کہنے کا کہ مسلم لیگ کا یہ نظریہ کہ مسلمانوں کی اپنی ایک الگ شناخت ہے' صحیح نہیں۔ ڈاکٹر شاہداللہ کا یہ اعلان ایسا آدھا سچ تھا جس کو جھٹلانا مشکل ہے لیکن وہ سیاسی فریب بھی تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ دوسری طرف جب برطانوی راج کے خاتمے کے بعد حکومت خود مختاری کا مستقبل روشن نظر آیا تو ہر دو ایک دوسرے کو زیادہ شک اور خوف سے دیکھنے لگے۔ یہ امکان کہ ہندو اثر رسوخ حاصل کرلیں گے' مسلمانوں میں اضطراب کا باعث بنا' اُس کے برعکس بنگال میں مسلمانوں کو اکثریت کی بنا پر جمہوری عمل کے ذریعہ غلبہ حاصل ہونے سے ہندو خوفزدہ ہوگئے۔ یہ اسی خوف کا نتیجہ تھا کہ برطانوی دور میں

قیام پاکستان کے بعد ایک سازش کے تحت برطانوی اور امریکی پریس نے قدیم بنگالی ثقافت کا ذکر کرنا شروع کر دیا

دونوں فرقے مختلف انتظامی امور کے خلاف ردعمل ظاہر کرتے رہے۔ 1909ء کی منٹو مارلے اصلاحات' 1919ء کی مونٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات یا 1935ء کا انڈیا ایکٹ کے نفاذ پر دونوں فرقوں میں سیاسی رقابت مزید بڑھی۔ جو بھی طاقت اُن دنوں ہندوستانیوں کے پاس تھی وہ ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی لیکن اُن میں سے کوئی بھی اُن کے شک دور کرنے یا مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔

1940ء میں تحریک پاکستان کو شروع کرنا عمل کا اگلا مرحلہ تھا۔ 1940ء کے بعد حالات نے اس قدر تیزی سے پلٹا کھانا شروع کیا کہ 1947ء میں پاکستان ایک حقیقت بن گیا۔ اُن ہنگاموں نے جو 1946ء میں کلکتہ میں عملی طور پر خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گئے' کانگریس کے اُس منافقانہ دعوے کی قلعی کھول دی کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں۔

بہت اہم واقعات میں سے ایک جس نے گہری نفسیاتی نااتفاقی کا ثبوت دونوں فرقوں کے درمیان پیش کیا وہ آسام میں بنگالی مسلمانوں کے خلاف 1940ء کا سخت اقدام تھا۔ میمن سنگھ ضلع کے بے زمین کسان آسام کے بے آباد جنگلوں میں جا کر زمین آباد کرتے اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے تھے۔ تیس کی دہائی کے آخر اور چالیس کی دہائی کے شروع میں آسام کے ہندوؤں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر مسلمان اس طرح آسام میں آباد ہوتے رہے تو اُن کی تعداد ہندوؤں سے بڑھ جائے گی۔ آسام کے اندر تک کے قبضے کو روکنے کے لئے ''لکیر کا نظام'' عمل میں لایا گیا جس کے تحت آئندہ منتقل ہونے والوں کو ایک فرضی حد بندی کی لکیر کو پار کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اگر کوئی لکیر کے پار جاتا تو اُسے واپس بھیج دیا جاتا۔ اس طرح ہزاروں مسلمان واپس بھیج دیئے گئے۔ بجائے اس کے کہ زیادہ علاقے کو زیر کاشت لا کر زیادہ خوراک پیدا کی جاتی' آسام کے ہندوؤں نے یک جاں ہوکر یہ مطالبہ کیا کہ مسلمان کاشت کاروں کو ہر قیمت پر اُن کے صوبے میں آنے سے روکا جائے۔ اُن میں اکثریت بنگالی بولنے والے ہندوؤں کی تھی جو کوچ بہار اور گول پورہ سے تھے۔ اُن میں سے کسی ایک کے بارے میں علم نہیں کہ اُس نے سرحد پار کے بنگالی مسلمانوں کا ساتھ دیا ہو۔ ان مخدوش حالات میں اگرچہ یہ سیاسی سے زیادہ معاشی مسئلہ تھا۔ ہندو مشترک زبان کا لحاظ کیے بغیر مسلمانوں کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ اتفاقاً میمن سنگھ کے مسلمان کسانوں کے حق میں آواز بلند کرنے کے لئے عبدالحمید خان بھاشانی جو اُس وقت صرف عبدالحمید خان تھے' سیاست کے میدان میں اُترے اور اُنہوں نے بعد میں نیشنل عوامی پارٹی کی بنیاد رکھی۔

اگر گزشتہ واقعات اس بات کا ثبوت مہیا نہیں کرتے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک مشترک قوم ہونے کا احساس تھا' تو ماؤنٹ بیٹن پلان (جون 1947ء) جس نے حالات کو یکدم بگاڑ دیا نے بھی ایسا کچھ نہ کیا۔ ماؤنٹ بیٹن نے مسلمانوں کو پنجاب اور بنگال کی تقسیم قبول کرنے یا پاکستان کے قیام میں سے کسی ایک کو چننے کا اختیار دیا۔ اُس نے یہ اُن صوبوں کے غیر مسلموں پر چھوڑ دیا کہ وہ پاکستان کے حق میں فیصلہ کریں یا انڈین یونین میں ہی رہیں۔ دونوں صورتوں میں بغیر کسی تحقیق کے ہندوؤں نے اپنے وطن پر نقلی جراحی صرف اس خوف سے ہونے دی کہ وہ مسلمانوں کے زیر حکومت آنے سے بچ سکیں۔ بنگال میں شہید سہروردی نے آخری لمحوں میں ایک خود مختار اور آزاد بنگال کی پیشکش کی مگر ہندوؤں کا جواب نفی میں تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدی کی پہلی دہائی کے دہشت گردوں نے بنگال کی پہلی تقسیم کے خلاف ہیجان برپا کیا۔ لیکن اُنہی کے روحانی جانشینوں نے بنگال کی تقسیم پر سختی سے اصرار کیا۔ وہ جنہیں 1911ء یاد تھا طنز کی مار سے نہ بچ سکے کہ جب 1947ء میں 36 سال بعد تاریخ نے کروٹ بدلی۔ مشترک زبان کے لئے کوئی عہد یا مشترک ثقافت کا خیالی نظریہ جن کی بنا پر ملک کے توڑنے والے 1971ء میں ناٹک دکھانا چاہتے تھے بنگال کو دو ٹکڑوں میں بانٹنے سے نہ روک سکا۔

اگر یہ سب سچ ہے تو کوئی کس طرح 1971ء کے حالات کی توضیح کرے؟ ایک سادہ اور انتہائی درست وضاحت یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان جو وہاں اکثریت میں ہیں' مرکزی طاقت کے خلاف سیاسی ناکامیوں' معاشی ناانصافیوں' کچھ حد تک تخیلاتی اور کچھ حد تک حقیقی' بھارتی سازش اور کیمونسٹوں کے پرچار کے باعث بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ پاکستان کے راہنماؤں میں سیاسی مہارت کے فقدان اور مشرقی پاکستان کے حالات کو سلجھانے میں ناکامی نے المناک صورتحال کو بد سے بدتر کر دیا۔ دوسرا اہم عنصر جس نے مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان فاصلہ کو مزید بڑھایا وہ تھا اعلیٰ سرکاری مغربی پاکستانی افسروں کا مشرقی پاکستان کے نچلے درجے کے افسران کے ساتھ متکبرانہ اور جارحانہ رویہ' جو رد عمل کے طور پر اُن سیاسی انتظامات کو مورد الزام ٹھہراتے جنہوں نے اُن کو باہم جکڑ رکھا تھا۔ غصہ بھرے غیر فوجیوں نے یہ سوچ اپنانا شروع کر دی کہ مغربی پاکستان کے رعونت پسند یکساں حیثیت کے افسروں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ یکدم بہت اہم اسامیاں پر تعینات ہو جائیں گے۔ اس سب کا بہر حال بنگالی قوم پرستی سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

بنگلہ دیش کے قیام کے اگلے ہی دن اُن غیر فوجیوں اور سیاسی راہنماؤں جن کیلئے اُنہوں نے مدد بہم پہنچائی ان کے لئے یہ انکشاف دھچکے کا باعث بنا کہ بنگالی قوم پرستی بنگلہ دیش کے قیام کیلئے بہت اہم جواز مہیا نہیں کرتی۔ اُنہیں یا تو انڈین یونین میں دوسرے بنگالیوں میں شامل ہونا ہوگا یا اُنہیں کہنا ہوگا کہ وہ انڈیا سے اُس طرح ہی ناطہ توڑ لیں جس طرح وہ خود پاکستان سے علیحدہ ہوئے۔ اگر عوامی لیگ کے چند راہنماؤں نے انڈیا جانا مقدم جانا ہوتا تو پھر بھی اکثریت ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔ وہ یہ پکا یقین رکھتے تھے کہ ایک علیحدہ مملکت جو مشرقی پاکستان پر مشتمل تھی اُس وقت وہی کلی طور پر پسندیدہ تھی۔ جہاں تک دوسرے متبادل کا تعلق ہے جس کے لیے بنگلہ دیش قائم ہوا مغربی بنگال کے ہندوؤں نے خود کو بنگالی کہلانا بند کر دیا' وہ ہندوستانی تھے اور اسی پر اُن کا اصرار تھا۔ بنگالی قوم پرستی بطور ایک ہتھیار پاکستان کے خلاف استعمال ہو چکی تھی لہٰذا اب اُسے طاق میں رکھ دیا گیا۔

بنگالی قوم پرستی کا تخیل جلد ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ بار بار زندہ کیا جائے گا اور سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر اس وقت تک استعمال کیا جائے گا کہ جب تک یہ اُمید باقی ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو دوبارہ ایک سیاسی قوت کے طور پر منظم کر سکتے ہیں۔ بھارت کا یہ احساس بے شک یقینی ہو کہ 1971ء میں اُنہوں نے غلطی کی تھی لیکن وہ ہرگز یہ نہیں چاہے گا کہ بنگالی مسلمان یہ خواب دیکھیں کہ وہ پرانے ساتھیوں کے ساتھ یکجہتی کا معاہدہ کر سکیں۔ اس لئے ایک طرف تو بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں یہ بتایا جائے گا کہ وہ اول بھی بنگالی ہیں اور آخر بھی بنگالی۔ انہیں کوئی حوصلہ نہ دیا جائے گا جو قوم پرستی کو سنجیدگی سے دیکھتے ہیں اور اُن کو اجازت نہ ہوگی ایک خودمختار بنگالی مملکت کا خواب دیکھنے کی جو مغربی بنگال، بنگلہ دیش اور تری پورہ کے بنگالی زبان بولنے والوں پر مشتمل ہو۔

اس گومگوں مسئلے کا حل ایک نئی قسم کی قوم پرستی، بنگلہ دیشی قوم پرستی میں ڈھونڈا گیا ہے۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا اصل مطلب کیا ہے۔ بنگالی بولنے والا ہندو، اس نئی قوم پرستی کو اُن ایک ہزار قریبی رشتوں کے مقابلے میں جو اُس نے بھارت کے بنگالیوں سے قائم ہیں کیوں گلے لگائے گا؟ ایک فلاسفی کے طور پر اور پاکستان سے علیحدہ ہونے کو صحیح ثابت کرنے کیلئے صرف بنگلہ دیشی مسلمان ہی اس بنگلہ دیشی قوم پرستی میں دلچسپی لے سکتے ہیں لیکن اگر بنگلہ دیشی قوم پرستی دوسرا نام ہے خودمختاری اور حکومت خود اختیاری کا جس کا خیال اُنہوں نے ہمیشہ پالا تو یہ تصنع کیسا کہ وہ سب سے پہلے بنگالی ہیں یا یہ کہ اُن کا اور ہندوؤں کا اور کسی اور جگہ رہنے والے بنگالی بولنے والوں کا تمدن ایک ہے؟ اس صورت حال میں بہت سے منطقی تضادات ہیں۔ جب تک یہ پریشان کن حالات اور تضادات موجود رہیں گے بنگلہ دیش کا مستقبل سیاسی اور سماجی طور پر غیر یقینی رہے گا۔

یہ حیران کن ہے کہ برصغیر کی کمیونسٹ اور کٹر عوامی لیگی جو قوم پرستی کے تخیل سے سیاسی مفاد حاصل کرتے ہیں اُن کی طرح اس نظریہ کو مغرب میں بھی چند سیاسی جماعتوں نے علمی مدد سے زندہ رکھا ہوا ہے۔ اُنیسویں صدی کی آخری چوتھائی میں چند مغربی دانشور ہندوستان کی یکجہتی یا قوم پرستی کی بات کرتے تھے۔ اُن کیلئے اور میکالرے کے لئے جیسا کہ اُس نے اذیت دیتے ہوئے اس صدی کے شروع میں بنگالیوں کے بارے میں لکھا کہ بنگالی سے مراد ہندو ہے۔ فی الواقعہ چالیس کی دہائی میں تحریک پاکستان کے زور پکڑنے پر برطانوی دانشوروں اور سیاستدانوں نے یہ غور شروع کیا کہ کیا وہاں کوئی ایسی چیز تھی یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں پر مشتمل ایک بنگالی قوم۔ وہ یہ بات بااصرار کہنے میں محتاط تھے کہ اُسے انڈین یونین سے باہر ایک علیحدہ مملکت کا قیام عمل میں لانے کا حق حاصل ہو۔ یہ تو پاکستان بننے کے بعد تھا کہ امریکی اور برطانوی پریس نے قدیم بنگالی ثقافت کے بارے میں ذکر کرنا شروع کیا کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا مشترکہ ورثہ تھا۔ اُن حلقوں کی طرف سے مجیب الرحمٰن کو ایک مظلوم قوم کے ترجمان اور حمایتی کے طور پر بہت شہہ ملی۔ اُن کی منافقانہ ہمدردی یوں نظر آتی ہے کہ اُن میں سے کسی ایک نے بھی مغربی بنگال یا آسام کے ہندو بنگالیوں سے یہ کہا ہو کہ وہ بنگلہ دیش کی جانب رجوع کریں۔ اسلئے کہ پاکستان کو دولخت کرنے کے بعد بنگالی قوم پرستی کا فرض پورا ہو گیا۔

تاریخ کے ایک محتاط طالب علم کو جو سچ کا متلاشی ہو اُسے چاہیے کہ وہ اپنا ذہن سابقہ خیالوں اور تعصبات سے خالی کرے۔ وہ اس سوال کو نئے زاویے سے دیکھے اور اگر اُس نے ایسا کیا تو اُسے یہ یقین ہو جائے گا کہ بنگالی قوم پرستی کی تاریخ کا کھوج لگانا بے کار مشغلہ ہے۔

❁ ❁ ❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اردو بطور قومی اور سرکاری زبان

اللہ سید روح الامین صاحب کو خوش رکھے (آمین)۔ اُنہوں نے (نوائے وقت: یکم فروری 2010ء) میں اپنے مضمون ''قائداعظم''، ہمارے حکمران اور قومی زبان اردو' میں نہایت دردمندی سے اپنے عظیم کرب کا اظہار کیا ہے۔ یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اردو زبان ہمارے لیے بطور ایک قومی زبان کیوں ضروری ہے! میں اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اُردو کو سرکاری زبان بھی ہونا چاہیے۔ پچھلے 60 سال سے زیادہ عرصے میں عوام نے کھویا ہی کھویا ہے اور خواص اور حکمرانوں نے اس سارے عرصے میں سمیٹا ہی سمیٹا ہے۔ حکمران کیسا ہونا چاہیے؟ نبی کریم ﷺ، آپ ؐ کے چاروں خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی مثالیں رہتی دنیا تک قائم رہنی ہیں۔ ان پاک نفوس کے نقش قدم پر نہ چلنے کے لیے ہم نے جواز ڈھونڈ رکھے ہیں لیکن قائدؒ تو ہماری ہی دنیا کے انسان تھے۔ انہوں نے بھی تو گیارہ بارہ ماہ حکمرانی کر کے دکھائی ہے۔

میرا تو ایمان ہے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اللہ سے کیے گئے وعدے جو اس نعرے کا پس منظر تھا ''پاکستان کا مطلب کیا: "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کو بھلا دیا ہے۔ ان شہیدوں کے لہو اور ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بے حرمتی کو بھلا دیا ہے جو پاکستان پر قربان ہو گئیں اور آخر میں بابا کے تین نکاتی نعرہ سے نظریں پھیر لیں ''ایمان، اتحاد اور تنظیم''۔

اب بھی اگر اپنا قبلہ درست کر لیں تو یہ سزا جس میں پوری قوم مبتلا ہے، اللہ اسے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ختم کر دے گا۔ ورنہ سزا کاٹنے کے بعد اس ملک نے ان شاء اللہ سربراہی کا اور امامت کا کردار تو نبھانا ہی ہے۔ وہ یوں ہے کہ میرا ایمان ہے اور بقول زید حامد صاحب، پاکستان ''مدینہ ثانی'' ہے۔ یہاں ایک بات اور یاد کرادوں کہ پاکستان 14 اگست اور اسلامی تاریخ 27 رمضان المبارک کو معرض وجود میں آیا۔ قارئین اسے صرف ایک حادثہ یا اتفاق نہ سمجھیں کہ پہلی وحی کا نزول بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14 اگست ہی کو ہوا (سرگشت راہ: ڈاکٹر نصیر احمد ناصر)۔ اتفاقات کو بھی تو آخر کوئی ہستی ہی جنم دیتی ہے۔ کیا اسے ایسے نہ دیکھیں کہ یہ اتفاق ہمیں کوئی خیر کی راہ دکھا رہا ہے۔

اب میں قائدؒ کے دوسرے فرمان کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں۔ مارچ 1948ء میں قائدؒ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی میں قائداعظمؒ نے فرمایا کہ "اُردو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تاریخ کے لحاظ سے اور یہ کہ تمام برصغیر میں قابل فہم ہے، اس قابل سمجھی جاتی ہے کہ اسے پاکستان کی سرکاری زبان کے طور پر اپنایا جائے"۔

ڈاکٹر سید سجاد حسین مرحوم و مغفور (اللہ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے، آمین) 1970ء میں مشرقی پاکستان میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ وہ ایک مومن اور کھرے پاکستانی تھے۔ اُنہوں نے مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک کے بارے میں ایک مضمون انگریزی میں تحریر کیا۔ اس کا اُردو ترجمہ "نظریہ پاکستان ٹرسٹ" کے لیے کرنے کا اعزاز اس راقم کو حاصل ہوا۔ وہ مضمون 16 دسمبر 2009ء کو نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون کا آخری پیراگراف ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ مضمون کا عنوان ہے "مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک"۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: "مضمون ختم کرنے سے پہلے میں مختصر طور پر ان کلمات کا ذکر کروں گا جو ایک ہندوستانی صحافی نے 1973ء میں بنگلہ دیش کا دورہ کرنے کے بعد اپنی کتاب "Inside Bangla Desh Today" میں اپنے تاثرات کے طور پر لکھے۔ اس کتاب کے ایک باب میں مصنف مسٹر بسنت چٹرجی بنگالی مسلمانوں کے اس استحقاق کا مشاہدہ کرتا ہے جس کی بنا پر وہ خود کو بنگالی ثقافت کا سفیر سمجھتے ہیں۔ اس ثقافت کے بارے میں پختگی سے یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی ساختہ ہے جس میں نچلی ذات کے ہندوؤں اور مسلمان کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ بنگلہ دیش جیسی مملکت کی بنیاد نہیں بن سکتا، کیونکہ بنگالی ثقافت کے لیے باقاعدہ وفاداری کا اعلان کرنے کے باوجود ہندوستان واپس نہیں جانا چاہتے جہاں بنگالی ثقافت کا منبع موجود ہے۔ پھر وہ ایک پیشن گوئی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے "بنگالی کو ایک ہتھیار کے طور پر پاکستان کے خلاف استعمال کیا جا چکا ہے اور یہ کہ بطور ایک سیاسی ہتھیار اس کی ضرورت پوری ہو گئی"۔

وہ حیران کن پیشن گوئی کرتا ہے کہ اگر بنگالی مسلمان بنگلہ دیش کو ایک خود مختار مملکت کے طور پر قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ان کی سیاسی بقا کی ضرورت ایک دن انہیں مجبور کر دے گی کہ وہ اردو کو اپنے ملک کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری زبان کے طور پر اپنالیں۔

قارئین! بسنت چڑجی کی پیش گوئی کب پوری ہوتی ہے یا نہیں ہوتی، یہ تاثرات اس شخصیت کے ہیں جو کسی بھی صورت میں مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا لیکن اس کا یہ تجزیہ اس کی اندرونی کیفیت کا غماز ہے۔اس میں کوئی بناوٹ یا سیاست کارفرما نہیں محسوس ہوتی اور بعید نہیں یہ دوبارہ ہمارے ایک ہونے کا ذریعہ ہو۔اگر ایک غیر آدمی بنگلہ دیش کے لیے اردو کو اس کی بقاء کا ذریعہ ٹھہراتا ہے تو پھر اس بچے کھچے پاکستان کے لیے تو اُردو روح کا درجہ رکھتی ہے۔مگر یہاں یہ ہو رہا ہے کہ اُردو سے مسلسل سوتیلی اولاد جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔جنگ عظیم دوئم میں جب ہیروشیما اور ناگا ساکی پر امریکہ نے ''انسان دوستی'' کا ثبوت ایک ایک بم گرا کر دے دیا تو پھر اس شکست خوردہ قوم کی مزید خدمت کے لیے امداد کی پیش کش کی۔شہنشاہ ہیرو ہیٹو نے صرف تعلیم کے میدان میں مدد مانگی لیکن شرط لگائی کہ جاپانی زبان ہی ذریعہ تعلیم رہے گی۔یورپ کے تمام ممالک فرانس، اٹلی، جرمنی، سپین، ترکی، اور اسی طرح تمام سیکنڈے نیوین ممالک کی اپنی اپنی قومی زبان ہی ہر جگہ استعمال ہو رہی ہے۔اسی طرح چین، کوریا یا کسی بھی ملک کو لیں، امریکہ کی انگریزی، آسٹریلیا کے رہنے والوں کا انگریزی کا تلفظ یا آئرلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے باشندے انگریزی کیا انگریزوں والی ہی بولتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔تو ہم اس غلامی سے جان کیوں نہیں چھڑا لیتے؟ انگریزی سے مرعوبیت ایک بیماری کے سوا اور کچھ نہیں۔جس دن ہم نے اس بیماوی سے پیچھا چھڑا لیا اور منہ ٹیڑھا کر کے اور وزیر خارجہ کی طرح نقلی انداز میں انگریزی کی جگالی چھوڑ دی ہم صحیح معنوں میں کچھ سیکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔مجھے 100% یقین ہے کہ اگر انگریزوں کے بجائے عرب، سپین، ایران یا کسی اور ملک کے لوگوں نے ہمیں غلام بنایا ہوا ہوتا تو آج ہم ان ہی کی زبان اور آقاؤں کے لباس میں ہی پائے جاتے۔ابھی صرف 61 سال گزرے ہیں۔ابھی بھی ہماری تعلیمی حکمت عملی درست کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی شکل میں اللہ نے موقع فراہم کر دیا ہے کہ اُن سے فائدہ اٹھایا جائے۔وہ ہمارے ہجوم کو ایک تربیت یافتہ، اجلی اجلی قوم میں تبدیل کرنے کا سلیقہ، حوصلہ اور جذبہ بدرجہ اتم رکھتے ہیں۔اللہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے (آمین)۔ان کی زیر سرپرستی محب وطن، اسلام سے لگن رکھنے والے علم دوست لوگوں کو اکٹھا کیا جائے اور ایک قومی تعلیمی حکمت عملی تشکیل دی جائے۔ابتداء سے اعلیٰ ترین تعلیم کے لیے اُردو میں ترجمے کا سلسلہ جو بابائے اُردو اور سید عبداللہ صاحب کے زمانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع ہوا، دوبارہ شروع کیا جائے اور آنے والے وقت کے لیے تیاری کی جائے۔ اس قوم نے رہبری کا کردار ادا کرنا ہے۔ اقبالؒ نے بھی یہی پیشن گوئی کر رکھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کو بھی اس طرف سے ہی خنک ہوا کے جھونکے آتے تھے۔ ہمارا نظام تعلیم، نصاب تعلیم وقت کے ساتھ نہیں چل رہا۔ ایک سینئر صحافی کے مطابق یہ دولے شاہ کے چوہے تخلیق کر رہا ہے۔ تقسیم نے تخلیقی صلاحیت ختم کر دی ہے۔ دانش ختم ہو رہی ہے، ہنر مندی بڑھ رہی ہے۔ ادب سے دوری بڑھ رہی ہے۔ انٹرنیٹ نے انگریزی خراب کر دی ہے۔ ہمارا یہ عام تاثر ہے کہ عربی بولنے والی اقوام تعلیمی میدان میں ہم سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ خام خیالی 1974ء میں دور ہوگئی تھی۔ نوشہرہ میں جہاں ٹینکوں سے متعلق تمام فوجی عہدیداروں کو تربیت دی جاتی ہے، وہاں ہمارے ایک کورس میں اردو اور انگریزی میں ایک ایک سبق پڑھانا بھی تربیت کا حصہ تھا۔ ہم سب پاکستانیوں نے ٹینک کے حصوں، پرزوں کے نام اُردو کے سبق میں انگریزی میں لیے لیکن اردن کے فوجی افسروں نے عربی زبان میں ہر حصے، پرزے کا نام لیا۔ ہمارے لیے یہ بہت باعث حیرت و عبرت تھا۔ یہ میری کم علمی ہی ہے کہ سپرنگ کا مترادف لفظ اُردو میں معلوم نہیں۔

ہم تعلیمی اور تحقیقی میدان میں صرف اپنی ذہنی غلامی کی وجہ سے ہی مار کھا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ساتویں یا آٹھویں جماعت کی ایک کتاب نظر سے گزری۔ اس میں سنگاپور میں پانی کی ترسیل کا مفصل ذکر تھا۔ بچے اگر اُسے حفظ بھی کر لیں تب بھی وہ ان کے کس کام کا۔ اگر واسا جیسے ادارے کچھ فائدہ اٹھانا چاہیں تو اور بات ہے۔ ہمارے لیے تو ایک بہت مہربان پڑوسی نے جس سے ہمیں کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا (صدر زرداری کے بقول)، ہماری نہریں تو کیا دریاؤں تک کو گندے پانی کی نالیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کشمیر ان شاء اللہ ان تمام ڈیموں سمیت ہمارے ساتھ آملے گا۔ لیکن یہ سب بغیر کسی قربانی، جدوجہد، اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت'' 19 مارچ 2010ء)

(''حسب حال'' اپریل 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

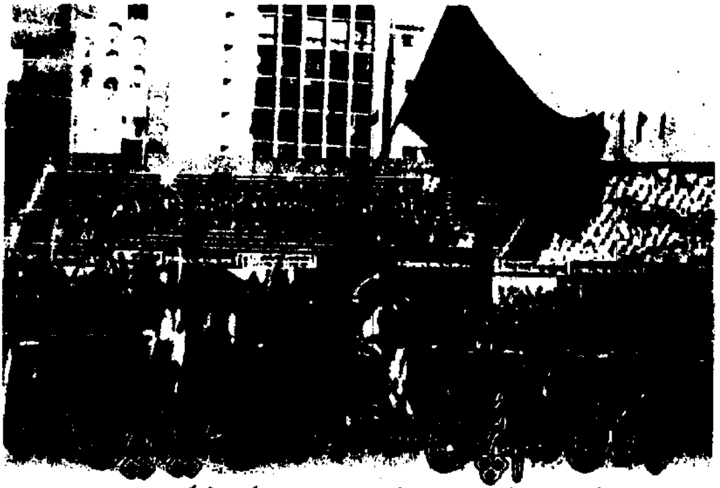

تاریخ کا وہ طالب علم جو سچ کا متلاشی ہو، بالآخر اس نتیجے پر پہنچے گا کہ بنگالی قوم پرستی کی تاریخ کا کھوج لگانا بے کار مشغلہ ہے

مصنف: ڈاکٹر سید سجاد حسین — مترجم: میجر سید حیدر حسن

وہ چنگ جو عوامی لیگ نے 60 کی دھائی میں پاکستان کے خلاف برپا کی اور آخر کار 1971ء میں پاکستان کے دولخت ہونے پر منتج ہوئی' اُس کے بارے میں پڑھے لکھے طبقے میں بھی یہ یقین پایا جاتا ہے کہ اس کا سرچشمہ بنگالی قوم پرستی تھی۔ اُس سوچ کے علمبرداروں کے مطابق اُس احساس نے بلالحاظ مذہب وثقافت تمام بنگالی بولنے والوں کو ایک لڑی میں پرو رکھا تھا اور انہیں برصغیر کے دیگر باشندوں میں ایک امتیازی حیثیت دے رکھی تھی۔ اِسی سوچ کا پرچار کرنے والوں کے مطابق اس احساس کو ایک وصف نے برقرار رکھا ہوا ہے جو بنگالی زبان میں بھی خود کو ظاہر کیے ہوئے ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس کے اپنے خیالات وتصورات ہیں۔ اس خیال کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ بنگالی قوم پرستی ہمیشہ موجود رہی ہے' کبھی نمودار ہوئی تو کبھی دبا دی گئی تاہم یہ کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہونے کی جستجو کرتی رہی۔

کچھ لوگوں کے نزدیک مندرجہ بالا دعویٰ عوامی لیگ کی تحریک کی کامیابی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ اور کس طرح اس شورش کی تشریح کی جائے جس میں مشرقی پاکستان کی مسلم رائے عامہ کی بھاری اکثریت نے مجیب کی جدوجہد میں اُس کی پشت پناہی کی؟ اُس کے پیروکار کھلم کھلا اُس نظریہ کی تردید کرتے جس پر پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور یہ دعویٰ کرتے کہ وہ پنجابی مسلمانوں کے ظلم سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے لڑ رہے تھے۔ وہ دین جو پاکستان کے لئے جدوجہد کے دوران مسلمانوں کے مختلف نسلی گروہوں کو مضبوطی سے جوڑنے کے کام آیا' اب اُنہیں متحد رکھنے میں ناکام رہا۔

جو تلخی خانہ جنگی کے اُن مہینوں میں مشرقی پاکستان میں دیکھی گئی وہ اُس مخالفت اور دشمنی کو بہت پیچھے چھوڑ گئی جو تیس اور چالیس کی دہائیوں میں ہندو مسلم سیاست کا خاصہ تھی۔

لیکن بنگلہ دیش کے قیام کے اگلے دن مجیب الرحمن اور اُس کی پارٹی نے ظاہری طور پر یہ واضح کرنا شروع کیا کہ اُن کا علیحدہ قومیت کا مطالبہ بنگالی قوم پرستی کے وسیع نظریہ پر استوار نہیں تھا بلکہ بہت محدود خیال یعنی مشرقی پاکستان میں رہنے والوں کیلئے خودمختاری کے حصول پر مبنی تھا۔ یہ تضاد کہ جنگ سے پہلے وہ کیا دعویٰ کر رہے تھے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد میں اُن کے اعلانات کیا تھے' ایک ایسا واضح فرق تھا کہ

> بنگلہ دیش کے قیام کے اگلے دن مجیب الرحمٰن اور اُس کی پارٹی نے ظاہری طور پر یہ واضح کرنا شروع کیا کہ اُن کا علیحدہ قومیت کا مطالبہ بنگالی قوم پرستی کے وسیع نظریہ پر استوار نہیں تھا بلکہ بہت محدود خیال یعنی مشرقی پاکستان میں رہنے والوں کیلئے خود مختاری کے حصول پر مبنی تھا

جس پر بہت سوں نے ناک بھوں چڑھائے۔ یہ کچھ پراسرار معاملہ تھا جس کی وجہ سے عوامی لیگ نے اپنے نظریات میں تبدیلی پیدا کی۔

عوامی لیگ کے راہنما بنگالی قوم پرستی کے بارے میں کسی قسم کا مطالبہ کرنے میں بہت محتاط تھے کیونکہ اس سے یہ سمجھا جاتا کہ اُن کی نظر ہندوستان کے اُن علاقوں پر تھی جہاں بنگالی زبان بولی جاتی تھی اور وہ اُس چیز پر عمل کرنا چاہتے ہیں جو اٹلی میں 1878ء میں قائم ہونے والی سیاسی پارٹی کا موقف تھا۔ یعنی وہ اُن علاقوں میں یکجہتی چاہتی تھی جہاں اطالوی زبان بولی جاتی تھی یا اٹلی کے لوگ رہ رہے تھے۔ یہ آسانی سے واضح کیا جاسکتا ہے کہ یہ اس خوف کا عکس تھا کہ کہیں بھارت ناراض نہ ہوجائے جس کے وہ اپنے قیام کیلئے محتاج تھے۔ یوں بھی بھارت کی مدد سے ایک ملک بن جانے کے بعد یہ گمان نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ اپنے سرپرست سے منہ موڑ لیں اور اس کے حق ملکیت پر دعویٰ کر دیں لیکن غور کریں تو بتدریج واضح ہوجاتا ہے کہ معاملہ محض عوامی لیگ کے تشکر کے اظہار سے زیادہ ہے۔ ایک مشترک زبان کے باوجود تاریخ اور تمدن میں سے اُنہوں نے اتحاد یا قومی احساس کے وہ دلائل کہاں سے دریافت کیے جو تن تنہا قوم پرستی کو سہارا دے سکیں؟

ایک بہت مشہور ہندوستانی تاریخ دان' جادو ناتھ سرکار کا وہ اشارہ یاد آتا ہے جو اُنہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں دیا اور جس میں اُن احوال کے بارے میں ذکر تھا جو ایک قوم کے بننے میں مدد دیتے ہیں۔ بہت ہی محتاط تجزیہ کرنے کے بعد سرکار یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ بین الاقوامی سطح پر مانے جانے والے تاثر کے مطابق بنگالی کبھی بھی ایک قوم تسلیم نہیں کئے گئے۔ اُس کے مطابق جغرافیائی طور پر وہ ایک مستحکم گروہ تھے' زبان کے لحاظ سے ہم قسم لیکن اُن میں کمی تھی دیوار کے اوپر لگنے والے آخری پتھر کی جو اُنہیں ایک بالکل جدا قومی جماعت بننے میں مدد دے۔ اس نے یہ تحقیق نہیں کی کہ اس کی وجوہات کیا تھیں؟ ایک بھارتی ہندو ہونے کے ناطے وہ متفکر تھا کہ وہ اُس مذہبی تفریق کو کم سے کم ظاہر کرے جس نے اُن کی ظاہری یکجہتی کو تقسیم کر رکھا ہے۔ نہ ہی وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس سوال کو جانچے کہ آیا زبان اُن اختلافات پر حاوی ہے جو مذہب' تہذیب اور متفرق تمدنی اور سماجی قوانین کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے جاننے کی ضرورت یہ ہے کہ بھارتی حکومت' تاریخ دان' بیرونی دانشور اور حکومتیں بنگالیوں کے حقوق کے بارے میں اتنی تشویش میں کیوں مبتلا ہیں جبکہ ہندوستان کی دیگر اہم قوموں یعنی مغرب میں مرہٹے' جنوب میں دراوڑ اور مشرق میں ناگاؤں کو ذرہ برابر توجہ نہیں دی جاتی جیسا کہ مشرقی بنگال جواب بنگلہ دیش ہے کے لوگوں پر نچھاور کی جاتی ہے۔ کیا اس توجہ کا محرک سیاسی تو نہیں؟ اُن میں سے کتنے سیاستدانوں اور دانشوروں نے بنگالی قوم کے

> جن ہندوؤں نے 1905ء میں تقسیم بنگال کی مخالفت کی تھی' انہوں نے 1947ء میں بنگال کی پاکستان اور بھارت کے درمیان تقسیم کی حمایت کی تاکہ وہ مسلمانوں کی حکومت کے تحت نہ آسکیں۔

اُس مطالبے کے بارے میں دلچسپی ظاہر کی جب اُنہوں نے علیحدہ قومیت کا مطالبہ کیا؟ حتیٰ کہ 1940ء میں پاکستان کی تحریک شروع ہوئی تب نظریۂ پاکستان کو تنقید کا نشانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناتے وقت بہت کم نے جواب میں مشرقی ہندوستان میں ایک بنگالی مملکت کے قیام کے لئے دلیل دی۔ اُس کے برخلاف 1947ء میں بنگال کی مشرقی پاکستان اور مغربی بنگال میں تقسیم کے وقت وہ سب یہ وکالت کر رہے تھے کہ انڈیا ایک ملک رہے اور یہ علاقہ اُس کا حصہ ہو۔ سرکردہ کانگریس اور برطانوی سیاسی راہنماؤں میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ علم نہیں کہ اُس نے ہندوستان کو زبان کی بنیاد پر مختلف ریاستوں میں بانٹنے کے خیال کو تقویت دی ہو اور بنگال اُن میں سے ایک ہو۔

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہندو دہشت گرد جو اس صدی کی پہلی دہائی میں لارڈ کرزن کے خلاف کامیابی سے لڑے اور جنہوں نے بنگال کی انتظامی تقسیم کو ناکام بنا دیا' نے بھی بنگال کے بطور ایک علیحدہ ریاست کے قیام کو اپنا مقصد نہ بنایا اور اس امر کی وکالت سے اجتناب کیا۔ وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ جسے وہ مادر بنگال کہتے تھے اُسے ملا دیا جائے چونکہ مادر انڈیا کے اٹوٹ انگ کے طور پر۔ اروبندو گھوش تقسیم کے خلاف احتجاج کرنے والے راہنماؤں میں سے ایک ہے۔ اس کی تحریروں کو دیکھا جائے تو زبان اور تمدن کی شناخت کی بنیاد پر بنگال کا ایک علیحدہ مملکت کے طور پر کہیں ذکر نہیں ہے۔ دہشت گردوں کی فریاد صرف

> بھارتی حکومت' تاریخ دان' بیرونی دانشور اور حکومتیں بنگالیوں کے حقوق کے بارے میں اتنی تشویش میں کیوں مبتلا ہیں جبکہ ہندوستان کی دیگر اہم قوموں یعنی مغرب میں مرہٹے' جنوب میں دراوڑ اور مشرق میں ناگاؤں کو ذرہ برابر توجہ نہیں دی جاتی۔

ہندو عوام سے تھی۔ وہ ایک بہت مذہبی جملہ استعمال کرتے اور اُنہوں نے مادر بنگال کو کالی دیوی کا روپ دینے کی کوشش کی۔ اُنہیں علم تھا کہ ایک مسلمان' جس کی وفاداری اسلام سے خواہ کتنی بھی کمزور کیوں نہ ہو وہ اُن کی استدعا کا جواب نہ دے گا اور وہ اُس کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کو بیکار خیال کرتے تھے۔ مادر بنگال کو بچانا لازمی تھا بیشک مسلمان یہ چاہتے یا نہ چاہتے وہ اُس پر اپنا ایک لازمی حق سمجھتے تھے۔ مسلمان باعث آزار تھے جس کے باعث وہ نظر انداز کیے جانے کے قابل تھے۔

آخر کار دہشت گرد کامیاب ہوئے۔ برطانوی شاہی حکومت سے اپنا مطالبہ منوانے کے لیے اُسے خوفزدہ کر دیا گیا۔ لارڈ کرزن کی تقسیم کو پس پشت ڈال دیا گیا حالانکہ مسلمانوں کو اس فیصلے کے خلاف یقین دہانیاں کرائی گئی تھیں۔ تب بھی بار بار پوچھے جانے والا سوال جو ہمیشہ

> بھارت بنگالی قوم پرستی کے سیاسی ہتھیار کو اس وقت تک استعمال کرے گا جب تک اسے مسلمانوں کے منظم ہونے کی اُمید باقی ہے۔

تشنہ ہی رہا' یہ تھا کہ اگر بنگال نے زبان کی بنیاد پر ایک علیحدہ مملکت نہیں بننا تھا تو پھر اُس خونی جدوجہد کی پشت پر وہ منطق کہاں گئی جس کا مقصد دو حصوں کو دوبارہ اکٹھا کرنا تھا۔ اگر بنگالی بولنے والے علاقوں نے متحدہ ہندوستان میں ہی ایک صوبہ رہنا تھا تو کیا فرق پڑتا کہ یہ ایک اکائی رہتا یا کئی صوبوں میں بٹ جاتا تو پھر دہشت گردوں کا مقصد کیا تھا؟ اگر تو وہ مشرقی پاکستان کے اُن نام نہاد قوم پرستوں کے آبا کے طور پر سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اسلام آباد کے خلاف بغاوت کی تو وہ یقیناً ایک عجیب و غریب نسل تھے۔

اس صورت حال کی روشنی میں اُن کا بنگال کے دونوں حصوں کو دوبارہ مدغم کرنے کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ کم ترقی یافتہ آدھے مشرقی حصے جس میں مسلمان بستے تھے کو ایک امتیازی سیاسی حیثیت حاصل کرنے سے محروم رکھا جائے۔ جب 1905ء کی تقسیم کی منسوخی کے چند سال بعد برطانوی حکومت نے ڈھاکہ میں ایک یونیورسٹی کے قیام کی تجویز پیش کی تو انڈین نیشنل کانگریس نے ایک خط کے ذریعہ اس کے خلاف موقف اختیار کیا کہ اس یونیورسٹی کا قیام کلکتہ یونیورسٹی کے معاشی نقصان کا باعث بنے گا اور جو مشرقی بنگال کے صرف جاہل کاشتکاروں کے مفاد میں ہوگا۔ یہ ایک کھلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقرار تھا لیکن ایسا اقرار جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کانگریس کا ہدف کیا تھا۔ اپنے سے پہلے کے دہشت گردوں کی طرح آبادی کے ایک حصے کو جو بنگالی کے نام سے پکارا جاتا تھا' کو کمزور رکھنے کیلئے اُس کے اُس حق کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے جس کے تحت وہ سیاسی اور تمدنی طور پر بخوبی پنپ سکیں۔

نہ ہی دہشت گرد اور نہ ہی کانگریس یہ اقرار کرتے تھے کہ وہ ہندوؤں کے مفاد کا دفاع مسلمانوں کے مفاد کی قیمت پر کر رہے تھے۔ مذہبی اصطلاحات کا استعمال ممنوع تھا لیکن یہ نظر آنے میں دیر نہ لگی کہ دہشت گردوں کی بنگال کی تقسیم کی مخالفت اور کانگریس کی ڈھاکہ یونیورسٹی کے قیام کی مخالفت بنگالی ہندوؤں اور بنگالی مسلمانوں میں موجود گہری نفرت کا اظہار تھا جس نے اُس دعویٰ کا بودا پن ثابت کر دیا کہ وہ سیاسی' معاشی یا تمدنی بنیاد پر واحد فرقہ تھے۔ اس مخالفت کے ڈانڈے بنگال میں مسلمانوں کی تیرھویں صدی سے شروع ہونے والی تاریخ سے ملتے ہیں۔ پہلے پہل مسلمان بختیار خلجی کے ساتھ آئے۔ وہ تعداد میں زیادہ نہ تھے لیکن بنگال کی فتح نے ان کا کردار بالکل بدل دیا۔ آنے والی صدیوں میں مسلمانوں کی تعداد کس طرح بڑھی اور پھلی پھولی یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ ایک کہانی ہے فتوحات اور ہجرت کی' تبدیلیٔ مذہب اور گھل مل جانے کی اور مقامی لوگوں کا تبدیلیٔ مذہب کے بعد باہر سے آنے والوں کے درمیان شادیوں کے نتیجے میں ملاپ وغیرہ کی۔ یہ کہانی ہے مسلمانوں کی بغیر کسی رخنے کے مسلسل حکومت اور غلبہ کی حتیٰ کہ 1757ء کی پلاسی کی جنگ کے بعد طاقت برطانیہ کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی۔

تیرھویں سے اٹھارویں صدی کے درمیانی پانچ صدیوں کے عرصے میں مسلمان انتہائی اثر پذیر نفسیاتی تبدیلیوں میں سے گزرے۔ فاتحین کا پہلا گروہ خود کو غیر ملکی کے طور پر دیکھتا تھا۔ بعد میں آنے والی نسلیں آہستہ آہستہ مقامی لوگوں میں مدغم ہو گئیں۔ اُن میں یہ سوچ ہی ختم ہو گئی کہ یہاں اُن کا قیام سرسری ہے جبکہ آبائی وطن کہیں اور ہے۔ اُنہوں نے اپنی امتیازی زبان اور تمدن کو اپنائے رکھا لیکن اس طرز عمل نے انہیں مقامی رسم و رواج اپنانے اور ادب کی سرپرستی کرنے سے نہ روکا۔ بنگالی زبان کے کئی شہ پارے جن کے مصنف ہندو تھے صرف مسلمان حکمرانوں اور امرا کی فراخ دلی کی وجہ سے ہی وجود میں آئے حالانکہ وہ

> بنگالیوں نے قوم پرستی کا نعرہ صرف پاکستان سے علیحدگی کے لئے لگایا تھا ورنہ بنگال کا مغربی حصہ بدستور بھارت میں شامل ہے جس سے بنگالی قوم کی نفی ہوتی ہے۔

یہ زبان نہیں بولتے تھے۔ حسین شاہ کا دور تاریخ میں منصفانہ طور پر قابل تعریف ادبی گل پاشی کے جانا جاتا ہے اور اُس پائے کا کام بہت کم ہی کہیں اور ہوا ہوگا۔

زبانوں کے آپس میں مدغم ہونے کے عمل کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے خود مقامی زبان کو سنوارنا شروع کر دیا۔ پندرھویں صدی کے قریب ایک خصوصی قسم کی بنگالی طرز تحریر وجود میں آنا شروع ہوا جس کے موجد مسلمان تھے۔ سید سلطان' محمد غریب اللہ اور الاول 'بنگالی ادب کی تاریخ میں اپنے ہم عصر ہندوؤں سے کم مشہور نہیں لیکن حیران کن طور پر کوئی متحدہ بنگالی فرقہ وجود میں نہ آیا۔ نہ تو مسلمانوں اور نہ ہی ہندوؤں میں کوئی ایسا احساس پیدا ہوا کہ وہ ایک تھے۔ نہ ہی کسی نے اس بنا پر اس کے ایک بنگالی قوم ہونے کے نظریہ کی وکالت کی۔ لفظ بنگالی

> جو تلخ خانہ جنگی کے اُن مہینوں میں مشرقی پاکستان میں دیکھی گئی وہ اُس مخالفت اور دشمنی کو بہت پیچھے چھوڑ گئی جو تیس اور چالیس کی دہائیوں میں ہندو مسلم سیاست کا خاصہ تھی۔

خود نا معلوم تھا۔ نا معلوم بطور ایک لفظ کے کہ جو کسی مخصوص ثقافت یا ایک زبان بولنے والے لوگوں کو شناخت دیتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ اس وسیع اختلاف میں دیکھی جائے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی زندگیوں کے درمیان موجود ہے۔ اختلاف اس بنا پر ہے کہ دونوں بالکل دو مختلف طریقہ ہائے زندگیوں سے وابستہ ہیں یعنی اسلام اور ہندومت۔ یہ اختلافات صرف مذہبی عقائد تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ یہ زندگی کے ہر پہلو تک پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ کس قسم کا کھانا پسند کرتے ہیں اور کیسے پکاتے ہیں۔ کس طریقے سے وہ اپنے مُردوں کو دفناتے ہیں۔ مسلمان توحید پرست ہے۔ ایک بت شکن' معاشرتی تنظیم کیلئے انسانوں کو برابر ماننے والا' کھانے سے متعلق بہت کم تعصبات رکھنے والا' جغرافیائی حدود سے مبرا تمام مسلمان فرقوں سے روحانی اتحاد کے احساس سے معمور۔ ہندو اُس کے برعکس ایک سے زیادہ خداؤں پر یقین رکھنے والا' ایک بت پرست' دوسرے جنم اور ذات پات پر یقین رکھنے والا' کھانے سے متعلق بہت زیادہ بندش رکھنے والا' بنگال یا برصغیر سے باہر دیگر گروہوں سے کسی بھی قسم کی یگانگت نہ رکھنے والا۔ نہ ہندو اور مسلمان آپس میں شادیاں کرسکتے ہیں نہ ہی اکٹھے کھانا کھا سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کی حقیقی زندگی سے بہت کم واقفیت رکھنے والے' ایک ہی گاؤں یا قصبے میں بطور ہمسایوں کی طرح رہنے کے باوجود بھی ذہنی طور پر وہ مختلف کائناتوں سے وابستہ رہتے ہیں۔ ایک مشترکہ زبان نے اُن دونوں کے درمیان چند بندھن پیدا کر رکھے تھے لیکن وہ اتنے کافی نہ تھے کہ دوسرے اختلافات کو کم کرسکتے۔ وہ ایک دوسرے کے تہواروں میں شرکت نہیں کرتے تھے بیشک وہ ایک ہی بازار میں کاروبار کرتے تھے لیکن ایک دوسرے کیلئے اجنبی ہی رہتے۔ علاوہ ازیں یہ امر اکثر نظرانداز کردیا جاتا ہے کہ انفرادی طور پر مسلمان مصنفین نے انیسویں صدی کے شروع سے بنگالی زبان کو اپنانا شروع کیا تاہم قوم نے اجتماعی طور پر اُسے تمدن کا معیاری ذریعہ موجودہ صدی کی پہلی دہائی تک نہ مانا۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بلا امتیاز اپنے معاشرتی پس منظر کے' فارسی اور اُردو کو ہی اپنی قوم کا خصوصی اثاثہ جانا اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا۔ اُن کے اعلیٰ ترین خیالات نے ان زبانوں میں جگہ پائی جو بروایت غلام حسین کی ریاض السلاطین یا سلطان غیاث الدین کی مشہور فارسی شعروں کی نمائندگی کرتی ہے اور جس کا جواب حافظ نے دیا وہ طریقہ انیسویں صدی کے آخر تک جاری رہا۔ مسلمانوں کی ثقافتی زبان نواب عبداللطیف کے دور میں اُردو تھی' حالانکہ وہ تمام بنگالی بولتے اور اُسے ہی روزمرہ کے امور میں استعمال میں لاتے۔ سید سلطان اور الاول جیسے مسلمان مصنفین کے باوجود نواب عبداللطیف کے زمانے کے کسی مسلمان کو یہ باور کرانا مشکل تھا کہ بنگالی بھی تمدن کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔

یہ بیشک حیران کن لگے کہ وہ ان پڑھ کسان جو بنگالی کے علاوہ کوئی بھی اور زبان نہیں جانتے تھے وہ اُسے مستند مسلم تمدن کیلئے ایک اجنبی زبان کے طور پر دیکھتے تھے یعنی بنگالی کو مسلمانوں کی زبان نہ سمجھتے تھے۔ دوردراز دیہاتوں میں مذہبی تہواروں پر اُردو اور فارسی زبانیں ہی استعمال ہوتی تھیں۔ ایسی رائے کہ بنگالی اُن کی بدل ہوسکتی ہے سننے والوں کو خوفزدہ کردیتی۔ آج تک سلسلہ یہی ہے باوجود یہ کہ پچھلے تیس سال سے زیادہ عرصے میں اُردو اور بنگالی کے درمیان تنازعہ موجود ہے لیکن مسلمان بنگالی بولتا بھی ہے اور اُس سے بچتا بھی ہے۔ وہ اُس سے محبت کرتا ہے کہ وہ اُسے بہترین طریقے سے زبان کے طور پر سمجھتا ہے لیکن اُسی وقت یہ شک بھی پیدا ہوجاتا ہے کہ اس نے اُس کو اسلامی تمدن کے ورثے سے کاٹ دیا ہے۔ بنگالی کے بارے میں مسلمانوں کا ایک ہی وقت میں پسند اور ناپسند کا رویہ اس ناکامی کا ذمہ دار ہے اور مذہبی اختلافات کے علاوہ اُن وجوہات میں سے ایک ہے کہ جس کی وجہ سے دونوں فرقے آپس میں مدغم نہیں ہوسکتے۔ یہ تعلق یورپ کے موجودہ حالات کی نسبت سے سمجھانا آسان نہیں۔

> برطانوی حکومت نے ڈھاکہ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو ہندوؤں نے اس کی بھرپور مخالفت کی تاکہ مسلمان تعلیم حاصل نہ کرسکیں

دونوں فرقوں کے درمیان ہمدردی کی عدم موجودگی کو سمجھنے کیلئے برصغیر میں انگریزوں کی آمد سے قبل کی سیاسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقتوں کا جاننا ضروری ہے۔ ایک ادنیٰ درجے کا مسلمان بھی اُس زمانے میں خود کو حکمران طبقے کا ایک فرد سمجھتا تھا اور بہت اہم درجے کا حامل ہندو جانتا تھا کہ حتمی تجزیہ میں وہ اپنے مسلمان ہمسایہ سے نچلے درجہ پر ہے۔ اُس کا نتیجہ تھا کہ وہاں کوئی ایسی نشانی نہیں تھی کہ بنگال کے مسلمان اور ہندو خود کو ایک قوم سمجھتے۔ اُس کے برخلاف برطانوی راج کی آمد کو اکثر ہندوؤں نے مسلمانوں کے غلبہ کے خاتمہ کے طور پر دیکھا۔ جب مسلمان لارڈ کلائیو کو ایک غاصب خیال کرتے تھے اور سراج الدولہ کے خاتمے پر حالت ماتم میں تھے ہندو یہ اُمید کرنے لگے کہ طاقت کی مسلمانوں سے انگریزوں کے ہاتھ منتقلی بالآخر ہندوؤں کے دوبارہ عروج کے لیے راستہ کھول دے گی۔

وفاداری کے خصوصی جذبات اُبھارنے میں ناکام رہے۔ اُن میں اکثر حکمران کھلے دماغ کے تھے۔ اُنہوں نے حتی المقدور کوشش کی کہ وہ رعایا سے غیر جانبدارانہ سلوک روا رکھیں۔ ہندو مصنفین نے اُن کی سرپرستی میں بہت زیادہ فوائد حاصل کیلئے اور وہ اُن کے گیت گاتے رہے لیکن یہ تعریف حکومتی اقتدار کی تھی اُس سے مشترک قومیت کے جذبات کی افزائش نہ ہوئی۔ وہاں کوئی احساس نہ تھا کہ بنگال ایک سیاسی یا ثقافتی حقیقت تھی اور جس کی آزادی اور سالمیت وہاں کے رہنے والوں میں ایک جذباتی ردعمل کا سبب بنتی۔

سراج الدولہ نے 1757ء میں جب کلائیو کے ہاتھوں شکست کھائی تو صرف چند لوگوں نے اس واقعہ کو اس طرح سوچا کہ ایک علاقہ جسے بنگال کہتے تھے اُس کی

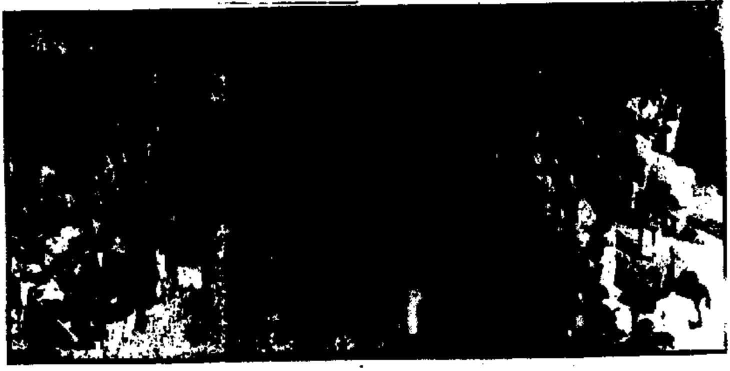

آزادی چھن گئی۔ اس کی تشریح اس طرح کی گئی کہ ایک حاکم کو شکست ہوئی اور دوسرے کا ظہور ہوا۔ یہ بعد میں آنے والے تاریخ دان تھے جنہوں نے اس واقعہ کو دوسرے رنگ میں دیکھا اور سراج الدولہ کے مقام کو بلند کر کے اُسے بنگال کی آزادی کا نشان قرار دیا۔ یہ ضرور مانا جائے کہ ایک یا دو ہندوؤں نے سراج الدولہ کے بارے میں اس خیال میں اپنا حصہ ڈالا لیکن انیسویں صدی کی ہندو احیاء کی دوسری شخصیتیں جن میں ودیا ساگر، مدھوسدن، بھدیو، ویکا نندا، بانکم چندرا اور ٹیگور وغیرہ شامل ہیں نے سراج الدولہ کیلئے بطور ایک مشترکہ نشان کے کسی وفاداری کا احساس ظاہر نہ کیا بلکہ اس کے برعکس ہوا۔

برطانوی حکومت کی سرکردگی میں حکومت خود مختاری کا قسطوں میں اطلاق وہ دن قریب لے آیا جب ہندو اپنی تعلیمی برتری کے باعث اس قابل ہو گئے کہ بہت پر اثر انداز میں سیاسی قوت کی باگیں چھین کر مسلمانوں پر غلبہ پا سکیں۔

پھر ایک اور وجہ بنگال کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں قومی یکجہتی کے مشترک احساس کے تقریباً نہ ہونے کی یہ تھی کہ دونوں فرقوں میں سے کسی ایک نے بھی ہندوستان کی سیاسی تحریک کے دور میں نمایاں حصہ نہ ڈالا۔ مسلمان غیر بنگالی لیکن ہم مذہبوں کے حوالے سے اپنی شناخت کرواتے لیکن بنگالی ہندوؤں کیلئے کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جو اُن کی جذباتی تشفی کر سکتا۔ حتیٰ کہ بنگال کے سلاطین یعنی وہ مطلق العنان حکمران جو اس علاقے کو کبھی نصیب ہوئے یہاں کے باسیوں میں بنگالی مادر وطن کیلئے بلا شرکت غیرے

معاملہ حقیقت میں یہ ہے کہ آپس میں سیاسی یا تمدنی یگانگت پیدا کیے بغیر یہ دونوں فرقے بنگال میں اکٹھے رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ تھی کرزن ہال ڈھاکہ' وقت تھا دسمبر 1948ء۔ میں نے جواب دینا ضروری سمجھا۔ اگلے ہفتے آزاد میں ایک دو کالم کے مضمون میں' میں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر شاہد اللہ جو بھی کر رہا ہے' وہ پاکستان کے وجود پر اعتراض تھا۔ وہ اس تمام حکمت کو مسترد کر رہا تھا جس نے تحریک پاکستان کو سوچ دی' حوصلہ دیا' منزل دکھائی' روحانی تاثیر دی۔ جب میں اُسے ملا تو اُس نے غصے سے مجھے کہا کہ تمہاری نکتہ چینی مجھے جیل پہنچا سکتی۔ لیکن وہ اس بات کو نہ جھٹلا سکا کہ اُس کے بیان نے ہمارے ملک کی جڑ پر وار کیا تھا۔

ایک وسیع حلقے میں قابل عزت سمجھے جانے والے شخص کی طرف سے ایسا بیان' دشمن کیلئے خدا کا عطیہ تھا۔ وہ بیان بدرالدین عمر کی کتاب میں جو کہ لسانی تحریک پر لکھی گئی تھی' موجود ہے۔

اب یہ موقع ہے کہ لسانی تحریک کی یاد تازہ کی جائے۔ یہ تحریک تعلیم یافتہ درمیانہ درجے کے لوگوں اور طالب علموں تک محدود تھی۔ جہاں تک غیر تعلیم یافتہ اکثریت کا تعلق ہے یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ وہ لاپرواہ تھے۔ دوسری طرف اگر انہیں مسئلہ بتایا جاتا اور اگر 1950ء کے شروع میں اُن سب کی رائے لی جاتی تو وہ سب بہت جوش و خروش سے اُردو کے حق میں رائے دیتے۔ ان کے نزدیک بہت حد تک وہ عربی کی طرح ہی قابل تعظیم تھی کیونکہ میلاد پر بولی جاتی یعنی حضور پاکؐ کی پیدائش کی تقریب میں۔ دلچسپ بات یہ ہے آج تک بنگلہ دیش میں ایسا ہی ہوتا آرہا ہے لیکن یہ درمیانے درجے کے لوگ اور طالب علم ہیں نہ کہ خاموش اکثریت جو سیاست کی تشکیل کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جس نے بھی لسانی تحریک میں حصہ لیا اُس نے شعوری طور پر پاکستان کی وفاداری سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ ایسا سوچنا اُن لوگوں سے سخت ناانصافی ہے جو بنگالی کے بہت پرخلوص حامی تھے لیکن بہت دیر بعد 1960ء کی دہائی کے آخر میں' جب پاکستان تباہی کے کنارے آلگا انہیں یہ سمجھ آئی کہ تحریک کے راہنماؤں کا مقصد اُن کے مقصد سے جدا تھا۔ بنگالی کو ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر ایک ایسی مہم میں استعمال کیا گیا جس کا مطلب بنگالی کی شناخت کا حصول نہ تھا بلکہ پاکستان کو تباہ کرنا اور مشرقی بنگال کو ہندوستان کی طرف واپس پلٹانا تھا۔ یہ وہی تھا جو پاکستان کے ٹوٹ جانے پر عوامی لیگ نے فوراً بعد کیا۔ یہ بھی وہی ہے جو آجکل کے چند دانشور مثلاً شمس الرحمٰن' پروفیسر ظل الرحمٰن صدیقی' پروفیسر احمد شریف' صحافی عبدالغفار چوہدری اور پروفیسر انیس الزماں نے کھلے عام کہنا شروع کر دیا ہے۔ اُن کے بیانات اُس مقصد کو جھٹلا رہے ہیں کہ لسانی تحریک کا مقصد اُن کے مطابق اس سے زیادہ نہ تھا کہ خود مختار پاکستان میں بنگالی کو اُس کا جائز مقام دلایا جائے جہاں سیاسی زندگی کے حادثات نے مشرقی حصے کو آبادی کے لحاظ سے اکثریت عطا کی۔

> **مخالفین کا دعویٰ تھا کہ مشرقی پاکستان میں بھی اردو زبان رائج ہونے سے بہت سے لوگ ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔**

لسانی تحریک کی تاریخ کی طرف واپسی

ستمبر 1950ء سے اکتوبر 1952ء تک میں ملک سے باہر ناٹنگھم یونیورسٹی برطانیہ میں اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے پڑھ رہا تھا۔ میں نے 21 فروری 1952ء کے المناک واقعہ کے بارے میں دی ٹائمز آف لندن میں پڑھا اور بہت زیادہ پریشان ہوا۔ لوگ لسانی حقوق کے لیے احتجاج کر رہے تھے کہ اُن پر گولی چلائی گئی اور کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ میں نے خلوص دل سے یہ خواہش کی کہ کاش ایسی المناک صورت حال سے بچا جا سکتا۔

جب میں وطن واپس آیا' تو میں نے دوستوں اور ساتھیوں سے پریشان اور حواس باختہ کرنے والی 21 فروری کی واردات کا احوال سنا کہ اُس دن کیا ہوا! کہا یہ گیا کہ تین ہلاکتیں ہوئیں' دوسروں نے بتایا سات یا آٹھ۔ سب نے کہا کہ بغیر کسی اشتعال کے طالب علموں پر گولیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برسائی گئیں اور یہ حادثہ اُس وقت پیش آیا جب مظاہرین اپنے مطالبات پیش کرنے کے لیے صوبائی اسمبلی کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے سنا کہ گولی اُس وقت کے وزیر اعلیٰ نورالامین کے حکم پر چلائی گئی۔ اُن دنوں طالب علموں میں سب سے مقبول نعرہ یہ تھا" (اُن کے بدلے میں جنھیں اُس نے مارا' ہم نورالامین کا خون چاہتے ہیں)"

1952ء کے حادثے میں جو مارے گئے تھے' وہ شہید کہلائے اور لسانی تحریک نے طالب علموں کی آنکھوں میں ایک مذہبی فرقے کا سا احترام حاصل کر لیا' ایک ایسا مذہبی فرقہ جو خون دینے سے پاک ہو گیا تھا۔

ماضی پر نظر دوڑانے سے یہ ناقابلِ یقین لگتا ہے کہ حکومت نے حالات سے نبٹنے میں نالائقی کا ثبوت دیا۔ تحریک کی اصلیت کو سمجھنے کی کوشش دکھائی نہ دی' نہ ہی کوئی یہ سمجھانے کی کوئی کوشش کی گئی کہ زبان کا مسئلہ فوری توجہ کا طالب نہ تھا اور پُرامن طریقہ پر طے کیا جا سکتا تھا اور یہ کہ ملک کو دوسرے کئی اہم مسائل کا سامنا تھا۔ اگر انہیں حل کیے بغیر چھوڑ دیا جاتا تو وہ تمام مواقع ختم ہو جاتے جن سے

پروفیسر عبدالرزاق ڈھاکہ یونیورسٹی کا ہفت روزہ پیترا کے لیے دیا گیا ایک انٹرویو پڑھا۔ اُس نے بتایا کہ ہلاک ہونے والوں میں برکت نامی شخص پولیس کا ایک جاسوس تھا جو اس ہنگامے میں اتفاقاً مارا گیا۔ دوسرا ایک رکشا ڈرائیور تھا اور وہ بھی اتفاقیہ مارا گیا۔ اُن دونوں میں سے نہ تو کوئی طالب علم تھا اور نہ بنگالی کی پہچان کے لیے لڑ رہا تھا۔ اکیلا طالب علم جو ایک سایہ کے نیچے آرام کرتا ہوا مارا گیا' میڈیکل کا طالبعلم تھا اور وہ بھی اتفاقیہ مارا گیا۔

میرے پاس سچ جانچنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا تا آنکہ بہت بعد بلکہ 1971ء میں پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد ہی ایسا ممکن ہو سکا لیکن جس طرح 21 فروری کے واقعہ کو ایک نیم مذہبی مسلک کے طور پر اُچھالا گیا' معلوم بھی ہوتا تھا کہ اصلیت کچھ اور ہے اور دکھائی کچھ اور دیتا ہے۔

میرے شکوک' یقین میں بدل گئے جب 70ء کی دہائی کے آخر یا 80ء کی دہائی میں (جب میں مکہ میں ام القراء یونیورسٹی میں انگریزی کا پروفیسر تھا) میں نے

یہ آخری تفصیل مجھے 80 سالہ مسٹر نورالاسلام

لسانی تحریک' قیامِ پاکستان کے لئے جدوجہد کرنے والے بنگالیوں کی آرزوؤں کی عملی شکل نہیں تھی بلکہ یہ ملک کے اندر اور ملک سے باہر پاکستان دشمنوں کی ایک گہری چال تھی

بنگالی اور اُردو کو قومی زبانوں کا درجہ ملتا۔ اُس کے بجائے ہوا یہ کہ زبان کی تحریک کا ساتھ دینے والوں کو عجلت میں غدار گردانا گیا۔ ایسا الزام جیسے میں نے کہا' اُن پر نہ دھرا جا سکتا تھا جن کو تحریک کے معماروں کے اصل عزائم کا پتہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ ابوالکلام شمس الدین ایڈیٹر روزنامہ آزاد جیسے شخص' جن کی پاکستان کیلئے خدمات بے مثل تھیں احتجاجاً صوبائی اسمبلی سے مستعفی ہو گئے اور اب یوں محسوس ہوتا تھا کہ غدار ٹھہرا دیئے جائیں گے۔ کوئی صحیح تحقیق نہ کی گئی کہ 21 فروری کے واقعات کا تسلسل کیا تھا۔ یہ معلوم کیا جاتا کہ جو جاں بحق ہوئے' وہ حقیقی طالب علم تھے جو جان بوجھ کر نشانہ بنائے گئے یا کوئی اور لوگ تھے جو اتفاقیہ مارے گئے۔

چودھری نے بتائی جو اُن دنوں عوامی لیگ کا ممبر تھا اور بہت تواتر سے لسانی تحریک میں حصہ لے رہا تھا۔ اُس کا دعویٰ ہے کہ گولیاں برستے وقت وہ وہاں موجود تھا اور کھلے بندوں اس نظریہ کو للکارتا ہے کہ کوئی طالب علم' بنگالی کے لیے لڑتا ہوا مارا گیا اور نہ ہی پولیس کے سامنے موجود ہجوم پر گولی چیف منسٹر یا کسی ذمہ دار پولیس آفیسر کے حکم پر چلائی گئی۔

اُس کا اصرار ہے کہ فائرنگ وہاں پر موجود پولیس کے بوکھلا جانے کی وجہ سے ہوئی اور اُس نے بغیر کسی اختیار کے یہ عمل کیا۔ مسٹر چوہدری نے ایک اعلیٰ افسر کو' انھیں اُن کی بے سوچی سمجھی حرکت پر سرزنش کرتے سنا لیکن یہ خرافات کہ مسلم لیگی راہنما نورالامین نے گولی چلانے کا حکم دیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالب علم بنگالی کے حقوق کیلئے لڑتے ہوئے مارے گئے اتنی زیادہ سود مند تھیں کہ بیچ کے مقابلے میں قربان نہیں کی جاسکتی تھیں۔ اس بات نے جذبات کو ایسی آگ لگائی کہ کوئی اور چیز ایسا نہ کرسکتی تھی۔ اس میں جذباتی طالب علموں کو مسلم لیگ کی سفاکانہ سازش کی موجودگی کا ٹھوس ثبوت دکھائی دیا کہ وہ مشرقی پاکستان کے لوگوں پر اُردو بولنے والے مغرب کا غلبہ چاہتی ہے۔

1950ء کی دھائی کے آخر میں لسانی تحریک بہت زور پکڑ گئی۔ وہ مشرقی پاکستان کے بہتر معاشی حقوق کے لئے جدوجہد کی شکل اختیار کرگئی اور اس کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ ایک افسانہ گزرے زمانے سے تراش لیا گیا۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے اساتذہ کے ایک گروہ جس کا سرغنہ پروفیسر عبدالرزاق تھا' نے عوامی لیگ کو یہ نظریہ دیا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان عدم مساوات مرکزی حکومت کی مشرقی حصے کے خلاف ایک سوچے سمجھے امتیازی سلوک کا نتیجہ ہے۔ عدم مساوات اصل میں نوآبادکاروں کا ورثہ تھا۔ مغربی پاکستان کا صوبہ پنجاب بالخصوص معاشی طور پر بنگال کے مشرقی حصے جو مشرقی پاکستان بنا' سے بہت مضبوط تھا۔ تقسیم تک مشرقی پاکستان کا علاقہ فصلوں کے کام آتا رہا۔ یہاں کی پٹ سن کلکتہ کی ملوں کو چلاتی تھی اور اس کی چائے اور کھالیں' اُسی جگہ کارخانوں کو مدد مہیا کرتیں۔ اُس کے دریا اور کھیتوں کی پیداوار کلکتہ کو خوراک فراہم کرتی۔ مشرقی پاکستان میں پٹ سن کا ایک بھی کارخانہ نہ تھا۔ اُس کی

> **بنگالی کو ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر ایسی مہم میں شامل کیا گیا جس کا مقصد بنگالی کی شناخت کا حصول نہیں بلکہ پاکستان کو تباہ و برباد کرنا تھا**

> **مختلف صوبوں کے ہندو آپس میں ہندی میں رابطہ نہیں کرسکتے تھے لیکن پورے ہندوستان کے مسلمان اردو کے ذریعے رابطہ کر سکتے تھے**

کپڑے کی تین ملوں کے غیر حاضر مالکان کلکتہ میں رہتے تھے۔ ڈھاکہ جسے 1947ء میں صوبائی دارالحکومت بننے کا اعزاز ملا' وہاں ایک بھی قابل ذکر ہوٹل نہ تھا۔ یہ بات یاد کرنے کے قابل ہے کہ کم وقت میں مشرقی پاکستان میں منتقل کی جانے والی انتظامیہ کے پاس عمارات نہ تھیں لہٰذا کئی تعلیمی اداروں کی عمارات کو زیر استعمال لایا گیا۔ ایڈن بلڈنگز میں مرکزی سیکرٹریٹ قائم کیا گیا۔ یہ عمارت دوسری جنگ عظیم میں ایڈن گرلز کالج کیلئے تعمیر کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی بنگال کی سخت غربت اُس جذبے کے پیچھے ایک اہم سبب تھی جسے پاکستان کے تصور نے اُبھارا۔ لوگوں نے اُسے ایک مثالی معاشرت خیال کیا کہ جو اُن کی مشکلات کا حل کردے گی۔

وہ بہت زیادہ توقعات جنھیں تحریک پاکستان کے دوران ضرورت سے زیادہ اُبھارا گیا' وہی اب اِس نئی مملکت کے خلاف بطور ہتھیار اپنائی گئیں۔

ترقی کا عمل جہاں کہیں بھی ہو سست رفتار ہوتا ہے اور قدرتی طور پر ایک ایسا علاقہ جو مشرقی پاکستان سے کئی منازل آگے تھا جس طرح کہ مغربی پاکستان' اُسے ایک رات میں سر نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سوائے اس طرح کہ اُس علاقے کی ترقی کو بالکل اُس وقت تک جامد کردیا جائے کہ مشرقی پاکستان ترقی کرتا ہوا اُس کے برابر ہوجائے۔ مغربی پاکستان کو وراثت میں تین بڑے شہر ملے۔ لاہور پنجاب کا دارالحکومت' کراچی سندھ کا دارالحکومت اور 1947ء سے پاکستان کا دارالحکومت اور پشاور شمال مغربی سرحدی صوبے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارالحکومت۔ اچانک یہ کہا جانے لگا کہ یہ تضاد جو کہ ڈھاکہ اور مغربی پاکستان کے شہروں میں پایا جاتا ہے وہ اُس ارادی حکمت عملی کا عکس ہے جو ارادی ناروا امتیازی سلوک ہے۔

عوامی لیگ کے راہنما شیخ مجیب الرحمان کو میں اس وقت سے ذاتی طور پر جانتا ہوں جب میں 1940ء میں اسلامیہ کالج کلکتہ میں ایک ٹیچر اور وہ ایک طالب علم تھا۔ 1956ء میں ایک دفعہ اُس نے مجھے کراچی ایئرپورٹ پر یہ قائل کرنے کی کوشش کی کہ کراچی کی تمام خوشحالی پٹ سن کی وجہ سے ہے۔

لوگوں کی یادداشتیں جب نوآبادی حکومت کے بارے میں محو ہونا شروع ہوئیں اس قسم کے ہکا بکا کرنے والے بیان دے کر بری الذمہ ہو جانا آسان سمجھ لیا گیا۔

سیاسی سطح پر دباؤ کے تحت پاکستان اس بات پر رضا مند ہو گیا کہ بنگالی کو اُردو کے برابر قومی زبان کا درجہ دے دیا جائے اور یہ موقف 1956ء کے آئین میں صاف طور پر بیان کر دیا گیا اور برابری کا اصول بھی اپنا لیا گیا۔ مقننہ اور ملازمتوں میں برابری کا اصول عوامی لیگ کے راہنما حسین شہید سہروردی نے تجویز کیا تھا۔ آئین کے نفاذ کے دن سے ہی عوامی لیگ نے یہ موقف اختیار کیا اور شکایت کرنا شروع کر دی کہ برابری کے اصول نے مشرقی پاکستان کو اُس سیاسی فائدے سے محروم کر دیا ہے جس کا مطالبہ وہ اپنی اکثریت کے بل پر کر سکتا ہے۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے جلد اپنے رہبر مسٹر سہروردی کے تجویز کردہ موقف کی تردید کرنا شروع کر دی۔ یہ ناراضگی کا ایک ذریعہ بن گیا اور ایک نیا ثبوت جسے پارٹی نے استحصال کا نام دیا۔ عوامی لیگ کے سمجھدار راہنما جیسے مرحوم عبدالمنصور احمد آخر تک یہ دلیل دیتے رہے کہ صرف برابری کا اصول ہی دونوں حصوں کے درمیان انوکھے تعلق کا حل تھا۔ مشرقی پاکستان حجم میں مغربی پاکستان کے حصے کا 1/3 حصہ ہونے کے باوجود آدھی سے زیادہ آبادی رکھتا ہے۔ یحییٰ کی 1969ء کی تباہ کن حکومت تک بہرحال برابری کے اصول میں خلل نہ ڈالا گیا۔

اسی دوران لسانی تحریک نے متوازی خطوط پر آگے بڑھتے ہوئے اُس نظریہ کو خیر باد کہہ دیا کہ پاکستان ایک مسلم مملکت ہے یا وہ مسلمانوں کا قومی وطن ہے۔ اُس نے اس کی مخالفت 'بنگالی ثقافت کی بنیاد پر قائم مشترک بنگالی قوم پرستی سے کی اور اب چونکہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی طرف سے براہ راست ظلم کی دھمکی ایک خطرے کے طور پر نہ دیکھی جاتی تھی جیسا کہ غیر منقسم بنگال میں تھا' اسلئے بنگالی قوم پرستی نے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو متاثر کیا۔"

میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ بنگالی مسلمان جذبات کی طرف مائل ہیں۔ بنگالی اکیڈمی 1954ء میں قائم کی گئی تھی اور یہ اُسی گھر میں قائم کی گئی تھی جس میں مسٹر نورالامین بطور وزیراعلیٰ رہ رہے تھے۔ یہ ایک طرح کا علامتی انتقام تھا جو اُن لوگوں کی جو بنگالی مسلمانوں کی طرح تھے کی تشفی کر سکتا تھا۔ اکیڈمی کا بنیادی کردار بنگالی کی ترویج تھی لیکن انہوں نے مشرقی پاکستان اور کلکتہ کے درمیان ثقافتی تعلقات کا

> ہنگامے میں ایک رکشا ڈرائیور، پولیس کا ایک جاسوس اور ایک ایسا طالب علم ہلاک ہوا تھا جو کچھ دور درخت کے نیچے آرام کر رہا تھا

دستور العمل شروع کر دیا جو تعلقات کو دوبارہ قائم کرتا تھا۔ مرکزی حکومت کی طرف سے احتجاج' یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ یہ دخل اندازی ہے یا بنگالی ثقافت کو دبانے کی کوشش۔ صدر ایوب نے انصاف کرتے ہوئے 1956ء کے آئین میں دونوں زبانوں کے بارے میں اپنایا گیا طریقہ برقرار رکھا اور مرکزی حکومت کے احساس کے ثبوت کے طور پر دونوں زبانوں کی ترقی کیلئے ترقیاتی بورڈ قائم کیے۔ ایک بنگالی کے لیے ڈھاکہ میں اور دوسرا اُردو کے لیے کراچی میں۔

میں شروع سے ہی بنگالی کے ترقیاتی بورڈ کا ممبر تھا اور اس کا خاتمہ 1972ء میں ہوا جب اس کے فرائض بنگالی اکیڈمی میں ضم کر دیے گئے۔ میری رکنیت تو اصل میں 16 دسمبر 1971ء کو پاکستان کے دولخت ہونے پر ختم ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب مجھے ایک غدار کے طور پر جان سے مار دینے کیلئے گھسیٹتے ہوئے لے جایا گیا۔ ہم نے جتنے بھی اقدام کیے وہ اُس بہت احتیاط سے پروان چڑھائی گئی اور ثابت قدمی سے پھیلائی گئی افواہ کو خاموش نہ کر سکے کہ پاکستان کے محرکات پر یقین نہ کیا جائے۔ ڈاکٹر انعام الحق ڈائریکٹر جنرل سنٹرل بورڈ نے درسی کتب لغات اور دوسرے ایسے کام شروع کیے جو طالب علموں کی ضرورت پوری کرتے تھے لیکن توڑنے اور تقسیم کرنے کی مہم جو لسانی تحریک کو کھلم کھلا مدد پہنچا رہی تھی ذو دست نہ ہوئی۔

بنگالی اُن قوتوں کو اکٹھا کرنے کی پکار بن گئی جو پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس میں بہت کم دلچسپی رکھتے تھے کہ بنگالی کو پاکستان کی ایک سرکاری زبان ہونے کا اعزاز ملے۔ جو وہ چاہتے تھے وہ پاکستان کی تباہی تھی تاکہ جسے وہ نقلی تقسیم کہتے تھے مشرقی پاکستان اور مغربی بنگال کی دو بنگالی بولنے والی برادریوں کے درمیان اُسے ختم کیا جا سکے۔ تبدیلی کی علامت جو طالب علموں اور عوامی

نے اُسے اس موضوع سے متعلق حکومت کی نالائقی کہا)۔ اگلے دن مشرقی پاکستان میں اخبارات ٹیگور سے متعلق اُس حصہ پر خوب برسے اور اعلان کیا یا لکھا کہ ٹیگور کا ریڈیو پاکستان پر آنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ رد عمل نہایت دھماکہ خیز تھا۔

یونیورسٹی کے پروفیسروں کی بہت بڑی تعداد' جن میں منیر چوہدری' سرور مرشد بھی شامل تھے اور کچھ صحافیوں نے بیان دیا کہ ٹیگور مشرقی پاکستان کی ثقافت کا اٹوٹ انگ تھا۔ اُس پر بندش بنگالی ثقافت پر بندش تھی۔ یہ پاکستان کے نظریہ کے خلاف جنگ کی کھلی دھمکی تھی میں نے سوچا کہ اُس پر ایک فوری جواب آنا چاہیے۔

میں اور چار دوسرے' وہ تمام یونیورسٹی کے اساتذہ تھے' مسٹر کے ایم منیر شعبہ انگریزی اور مسٹر شہاب الدین لاء کے پروفیسر اُن میں شامل تھے' نے اپنا اختلافی بیان تحریر کیا اور ایک جلسے میں کہا کہ حالانکہ ہم بطور مصنف ٹیگور کا احترام کرتے ہیں' ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کا تمدن مختلف ہے

جن لوگوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا ان کیلئے بنگالی کو بطور دوسری قومی زبان کا درجہ دلانے کا مطالبہ باعث حیرت تھا

[redacted]

مغربی پاکستان کی خوشحالی کو بھی دشمنوں نے پراپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا

لیگیوں کے اندر 60ء کی دہائی کے درمیان کھلے عام ظاہر ہوئی (میں اسے تبدیلی کہتا ہوں' لیکن اصل میں وہ چیز اب نظر آنا شروع ہو گئی تھی جسے اب تک چھپایا ہوا تھا) وہ ایک واقعہ تھا جو 60ء کی دہائی کے اخیر میں پیش آیا۔ مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں۔ پاکستان کے وزیر اطلاعات مسٹر شہاب الدین نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہماری ثقافت کے خلاف کوئی چیز نشر نہیں کی جائے گی۔ غالباً اس پر کوئی سخت تنقید نہ ہوئی لیکن اُنہوں نے ایک معیاری مثال دی کہ خواہ لکھنے والا کوئی بھی ہو' خواہ ٹیگور ہی کیوں نہ ہو۔ (میں

اور ہم کسی ایسے دعویٰ کے حامی نہیں ہوں گے جو ہمارے ملک کی بنیادوں پر وار کرے۔ میں اصل الفاظ جو ہم نے استعمال کیے بھول رہا ہوں۔ میرا خیال ہے بیان اس سے مختصر تھا۔ ہم نے خود کو یہ کہنے تک محدود رکھا کہ ہم اُس پاکستانی ثقافت سے متفق نہیں جسے ہمارے ساتھیوں نے بیان کیا ہے۔

جیسا کہ قیاس کیا جا سکتا ہے اُن واقعات کے تسلسل سے جو میں بیان کر رہا ہوں' ہم خاص طور پر "میں" عوامی لیگیوں کی نظر میں داغدار ہو گیا اور بنگالی لوگوں کے دشمنوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر مشہور۔

یہ ثبوت دینے کیلئے مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کہ لسانی تحریک اُن لوگوں کی بنیادی آرزو اور تمنا کے جواب میں شروع نہیں ہوئی تھی جو بنگال میں پاکستان کے لیے لڑے اور یہ کہ ملک میں اور ملک سے باہر یہ دشمنوں کا منصوبہ تھا' جنھوں نے اس توانائی کو بطور ہتھیار پاکستان کو تباہ کرنے کیلئے کمال ہوشیاری سے سوچا۔ وہ اس میں کچھ حد تک کامیاب رہے ہے چونکہ جو سیاستدان اُس وقت حکومت میں تھے اُن میں معاملہ فہمی' بصیرت' حکمت عملی اور دشمن کے اصل عزائم کو جانچنے اور اُن کا توڑ کرنے کی اہلیت نہ تھی۔ وہ انتہائی نااہلی سے مخالف عوام کے روبرو ہوئے یا اُنہوں نے انہیں خوش کرنے کے لیے مراعات دے کر پیٹ بھرنے کی کوشش کی۔

تحریک نے بہت سارے نوجوانوں کو جو بنگالی زبان سے حقیقی لگاؤ رکھتے تھے' اپنی طرف متوجہ کیا لیکن اُنہیں وقت گزر جانے کے بعد علم ہوا کہ وہ کہاں جا رہے تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ بنگالی کے بہت سے حامیوں نے کبھی یہ مطالبہ کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی کہ وہ ہندوستان کی طرف مراجعت چاہتے تھے جہاں ہندی سرکاری زبان تھی۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ بنگالی کی افادیت پاکستان کے خلاف بطور ہتھیار ختم ہوگئی اور وہ اس کو ایک بیکار ہتھیار کے طور پر پھینکنے کے لیے تیار ہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں مختصر طور پر اُن کلمات کا ذکر کروں گا جو ایک ہندوستانی صحافی نے 1973ء میں بنگلہ دیش کا دورہ کرنے کے بعد اپنی کتاب "Inside Bangladesh Today" میں اپنے تاثرات کے طور پر لکھے۔ اس کتاب کے ایک باب میں مصنف مسٹر بسنت چٹرجی بنگالی مسلمانوں کے اُس استحقاق کا مشاہدہ کرتا ہے جس کی بنا پر وہ خود کو بنگالی ثقافت کا سفیر سمجھتے ہیں۔

اُس ثقافت کے بارے میں وہ چٹکی سے یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اُونچی ذات کے ہندوؤں کی ساختہ ہے جس میں نچلی ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا کوئی قابل قدر حصہ نہیں۔ یہ بنگلہ دیش جیسی مملکت کی بنیاد نہیں بن سکتا' کیونکہ بنگالی ثقافت کے لئے باقاعدہ وفاداری کا اعلان کرنے کے باوجود وہ ہندوستان واپس نہیں جانا چاہتے جہاں بنگالی ثقافت کا منبع موجود ہے۔ پھر وہ ایک پیشین گوئی کرتا ہے۔

وہ کہتا ہے "بنگالی کو ایک ہتھیار کے طور پر پاکستان کے خلاف استعمال کیا جا چکا ہے اور یہ کہ بطور ایک سیاسی ہتھیار اس کی ضرورت پوری ہو گئی ہے" وہ یہ حیران کن پیشین گوئی کرتا ہے کہ اگر بنگالی مسلمان بنگلہ دیش کو ایک خود مختار مملکت کے طور پر قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اُن کی سیاسی بقا کی ضرورتیں ایک دن اُنہیں مجبور کریں گی کہ وہ اُردو کو اپنے ملک کی سرکاری زبان کے طور پر اپنا لیں۔

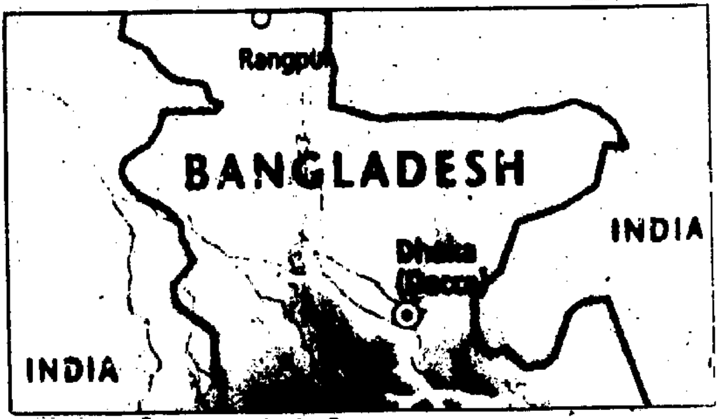

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک اور پاکستان کا درخشاں مستقبل

بہت عرصہ پہلے ایک بہت دلچسپ انگریزی ناول ''مرڈر آن وان ریان ایکسپریس'' پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ مرکزی خیال ایک شخص کے قتل سے متعلق ہے۔ بہت سارے کرداروں کا ایک ریل گاڑی میں جمع ہوتے جانا محض اتفاقات پر منحصر معلوم نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے ہر صفحہ پلٹنے پر دلچسپی مسلسل بڑھتی جاتی ہے۔ چونکہ ایک شخص کی زندگی کا خاتمہ ہوتا دکھایا گیا تھا تو ناول کے خاتمے پر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ عملی دنیا میں بھی حالات کا تانا بانا مختلف، اصلی کرداروں کے ذریعہ سے کیوں کرُبنا جاتا ہے اور ہر شخص ازل سے اپنا وہ کردار، جو ایک قدرتی عمل کا حصہ ہے، نبھانے پر کس قدر مجبور ہے اور اس سے مفر نہیں۔ اگر محض ایک فرضی کہانی پر مشتمل ناول مصنف کی سحر بیانی سے اتنا اثر پذیر ہو سکتا ہے کہ سچ کا گمان ہو تو سامنے نظر آتے سچ کو ہمارے اپنے لوگ ماننے سے انکاری کیوں ہیں؟ پاکستان کے قیام کو ایک غلط اقدام، اور اب کچھ عرصہ سے نام نہاد امریکی اور برطانوی سازش کیوں گردانا جا رہا ہے؟

اس 14 اگست کو پاکستان کو قائم ہوئے ماشاءاللہ ٹھیک چونسٹھ (64) سال ہو جائیں گے۔ اور اب یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے، جس طرح ہم اپنے مسلمان ہونے کی قدر سے ناآشنا ہیں اسی طرح ہم پاکستان کی وقعت سے بھی ناواقف ہیں۔

بابائے قوم کے سوانح نگار پروفیسر سٹینلے والپرٹ نے میرے بابا کو ان الفاظ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا:

> ''کم ہی لوگ تاریخ کا دھارا قابل ذکر انداز میں موڑتے ہیں۔ اس سے بھی کم لوگ ہیں جو دنیا کے نقشے کو تبدیل کر سکیں اور ایک قومی ریاست قائم کرنے میں تو شاید ہی کوئی کامیاب ہوا ہو۔ محمد علی جناح نے تن تنہا یہ تینوں کام اکٹھے کر دکھائے۔''

پاکستان بس یوں ہی آسانی سے نہیں بن گیا کہ اس میں بسنے والے اور اس کی بدولت عزتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پالنے والے میرے پاکستان کو، اپنی ماں کو اس قدر آسانی سے گالی دے دیتے ہیں۔ اس چراغ کو روشن کرنے کے لیے کتنی مقدس زندگیاں جان کی بازی ہار گئیں، کتنی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور کتنے باپ، بھائی اور بیٹے اپنوں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے، کتنے آنسوؤں کے سمندر بہے، کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔ آزادی کی خاطر دی گئی لاتعداد قربانیاں ایسی ہیں، اور ایسے ایسے ظلم مسلمانوں پر ڈھائے گئے کہ انہیں جاننے اور پڑھنے کے لیے کئی کئی ولیوں کا حوصلہ چاہیے۔ اور دوسرا رخ یہ کہ کس قدر قیمتی متاعات ان بے قدروں کے ہاتھ لگیں جن کا پاکستان کے بنانے میں کردار صفر تھا۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں: "اُسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا" اور یہ بھی کہ "منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے"۔ اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کہا جا رہا ہے کہ پاکستان تو اسلام کے نام پر بنا ہی نہیں، یہ تو ایک معاشی ضرورت تھی۔ استغفراللہ!

کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ پاکستان کی پیدائش 14 اگست 1947، جمعہ کے دن اور 27 رمضان المبارک لیلۃ القدر کی انتہائی مقدس گھڑیوں میں ہوئی۔ اور یہ بھی کہ پہلی وحی مبارک کا نزول بھی 14 اگست اور 18 رمضان 610ھ کو ہوا۔ تو کیا یہ سب محض اتفاقات ہیں زمانے کے؟ کیا قدرت اتفاقات سے کام لیتی ہے؟ اُس نے تو ہر چیز لوحِ محفوظ میں لکھ رکھی ہے۔ مبارک ساعتوں کے یوں منطبق ہونے کی بنا پر پاکستان کا قیام اپنے اندر خاص معنی رکھتا ہے۔ لاکھوں جانوں، عزتوں اور ہر قسم کی قربانیوں کے صلے میں پاکستان میرے باباؒ کے ہاتھوں دیا گیا ایک عظیم عطیہ خداوندی ہے۔ پاکستان مدینہ ثانی یوں ہے کہ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا اس وقت تک موجود تمام مسلمان ممالک یا تو اپنی اسلامی روح سے بیگانہ ہو چکے تھے یا عرصہ سے غلام بن چکے تھے۔ ان حالات میں میرے ملک کا ظہور اسلام کے نام پر ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ باباؒ نے اللہ پر یقینِ کامل اور اسی کے بھروسے پر یہ فرمایا کہ:

"پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے" (رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو: 25 نومبر 1947)

ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

وہ تحریک جس سے نظریہ پاکستان نے جنم لیا، اس کے دو عظیم راہنماؤں نے دو محاذوں پر اس قوم کی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ علامہ اقبالؒ نے غلامی اور مایوسی میں ڈوبی قوم میں ایک نئی روح پھونکی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزادی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ دوسری طرف قائداعظم محمد علی جناحؒ نے عام مسلمانوں میں ایک ذہنی، روحانی اتحاد، ایک آزاد اسلامی ریاست قائم کرنے کی دھن اور امنگ پیدا کی۔ یہ آپؒ کی ہی مساعی کا نتیجہ تھا کہ مسلم قومیت کا تشخص نئے سرے سے زندہ ہوا۔ اس عظیم تحریک سے اسلامی مملکت پاکستان کے نظریے نے جنم لیا۔ ان دونوں کی مساعی کے نتیجہ میں ایک خواب کو قدرت نے حقیقت بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کا مقابلہ دو ظالم، چالاک اور سازشی قوموں یعنی ہندوؤں اور انگریزوں سے تھا۔

اس اہم وقت میں صرف جناحؒ ہی تھے جو خداداد عزم صمیم، مصمم ارادے، مومنانہ فراست، قائدانہ صلاحیتوں، قانونی اور سیاسی مہارت سے بھرپور نوازے جانے کے باعث مسلمانوں کی قیادت کر سکتے تھے۔ آپؒ کو ان مسلمانوں سے بھی نبٹنا پڑا جو انگریزوں کے غلام تھے اور ایسے مذہبی پیشوا بھی جن کا نقشہ علامہؒ نے یوں پیش فرمایا:

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد
(ضرب کلیم)

ہم نے آزادی تو حاصل کر لی لیکن بابائؒ کی رحلت کے فوری بعد طالع آزماؤں کی بن آئی۔

انہوں نے جی بھر کر فوائد اٹھائے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی وجہ سے ہماری تربیت نہ ہو سکی اور نہ ہی ہمارے سامنے کوئی منزل ہے۔ موروثی سیاست کی ذلت کی وجہ سے ہم ایک ہجوم ہیں، قوم نہیں۔ ان سب منفی رویوں کے باوجود اوپر بیان کی گئی مبارک نشانیاں اپنے اندر ایک خاص اشارہ اور مقصد رکھتی ہیں۔ پاکستان کو امہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے ہماری قیادت نے اگر نہ سدھرنے کی قسم کھا رکھی ہے تو اللہ اس پر قادر ہے کہ:

"اُن سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ہیں۔" (المعارج: 41)

امریکہ اب زخمی سانپ ہے اور اسے اب چیونٹیوں کی نذر ہو جانا ہے۔ اللہ کے وعدہ کا وقت قریب آ رہا ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا لگے“ (الصف: 9)

ہمیں ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ“ کا نعرہ دوبارہ بلند کرنا ہے۔ اسلام نے، حق نے غالب آکر رہنا ہے۔ اس کے بارے میں شبہ کسی کافر اور منافق کو تو ہو سکتا ہے، کسی مسلمان کو نہیں۔ اقبالؒ کا پیغام اسی تناظر میں یوں ہے:

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

جب مسلمان ہوئے بغیر چارہ ہی نہیں تو پھر دیر کیسی؟ کسی بھی حدیث پر دلجمعی سے عمل پیرا ہو جائیں، اللہ کارساز ہے مہربان ہے، ہم بہتر سے بہتر مسلمان ہوتے چلے جائیں گے، آزمائش شرط ہے۔ دوسرا کام ہے قرآن پاک کا ترجمے کے ساتھ پڑھنا تا کہ سمجھ آئے اور عمل کرنا آسان ہو جائے۔ ابتداء "بسم اللہ" کے دو لفظوں سے کریں۔ ان شاء اللہ باقی مرحلے آسان ہوتے چلے جائیں گے، آسانیاں پیدا ہوتی جائیں گی۔ اللہ تو ہر روز تہجد کے وقت آسمان دنیا پر ہمیں اپنی بے پایاں رحمت میں لینے کا اعلان کر رہا ہوتا ہے، ہمیں اپنی طرف بلا رہا ہوتا ہے۔ اللہ ہی کے فضل اور مدد سے آنے والے وقت میں میرے ملک نے امہ کو ایک بہت مضبوط، پائدار اور مخلص قیادت فراہم کر کے اس کرہ ارض کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے میں اہم خدمت انجام دینی ہے، ان شاء اللہ اور ہماری آئندہ نسلیں اسلام کے قلعہ میں شاد اور آباد رہیں گی۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(”نوائے وقت“ 19 اگست 2011ء)

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قوم کے گناہوں کا کفارہ

وزیراعظم یا پی پی کا کوئی نمائندہ (ان میں ہر کوئی دانشور ترین ہے) جب یہ کہتا ہے کہ ہمیں اٹھارہ کروڑ عوام کی حمایت حاصل ہے تو تکنیکی طور پر اُن کا یہ دعویٰ مبنی بر حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ میں نے پی پی کو کبھی ووٹ نہیں ڈالا۔ ہاں یہ ضرور کہ پچھلے الیکشن میں نواز لیگ کو ووٹ ڈالا اور میرا ووٹ بالواسطہ زرداری کو صدر بنانے میں استعمال ہوا۔ جس طرح میرا ووٹ کسی اور طرح استعمال ہوا اسی طرح وڈیرے اپنے زیر اثر لوگوں کا اور اُن کے ووٹوں کا استعمال خوب جانتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے دروازے اُن پر بند ہیں۔ خود اپنے خاندان اور اپنے جیسوں پر جو قومی خزانہ لٹایا جاتا ہے اُس کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ لغاری نے اپنی صدارت کے دوران (وہ خود اور اُن کے دونوں صاحبزادے اٹچیسن کالج میں زیر تعلیم رہے) اٹچیسن کالج کو دو کروڑ روپیہ کا عطیہ دیا۔ کیا اُنہوں نے اسی فراخدلی سے اپنے علاقے میں اس سے چوتھائی رقم بھی غریبوں کے بچوں کی تعلیم کے لیے دی؟ جن بچوں کو تعلیم سے نابلد رکھا گیا اس جرم عظیم کا جواب دہ کسی نہ کسی کو تو ہونا پڑے گا۔

پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے نعرے اور اس میں پنہاں وعدے کو پچھلے 65 سال سے ہم نے پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ جن بدترین حالات سے ہم گزر رہے ہیں، یہ سزا اُس وعدہ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہے۔ ہمارا نادار طبقہ جس میں کسان، کاریگر، مزدور، رکشہ یا عام ڈرائیور شامل ہے وہ دین سے مکمل طور پر نابلد ہے۔ اُسے اپنے خاندان کے پالنے میں اتنی مشکل پیش آتی ہے کہ وہ دو جمع دو کو چار روٹیاں ہی جانتا ہے۔ علم کا حصول ان کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ بچوں کو بھی بہت چھوٹی عمر میں ہی سخت محنت و مشقت کا عادی بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح عام تنخواہ دار بھی اپنی جگہ انتہائی پریشان رہتا ہے۔ جو فخر سے کہتے ہیں کہ وہ 18 کروڑ عوام کے نمائندے ہیں، یہ نمائندے مرے کو مار رہے ہیں۔ دولت کی بدہضمی کے شکار کو ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق اس طرح نواز رہے ہیں کہ محترمہ وزیر خارجہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مل کا بجلی کا بل جو صرف چند کروڑوں میں ہے وہ 300 روپے ماہانہ کے حساب سے 1944 سال میں یعنی نویں نسل تک وصول کیا جائے گا۔ دوسری طرف واپڈا کے دفتروں میں موٹے موٹے لفظوں میں لکھا ہوتا ہے کہ "بل اقساط میں وصول نہیں کیا جائے گا"۔ یہ اقساط میں بل کی ادائیگی کرنے والے سفید پوش ہوتے ہیں جو نہایت مجبوری کے عالم میں واپڈا کے دفتر تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

اکثر زیادہ خوشحال گھرانے دین پر عمل کرنے کو آؤٹ آف فیشن خیال کرتے ہیں۔ صاحبان منبر کی اکثریت بہ امر مجبوری دو رکعت کی امام (علامہ اقبالؒ) ہے، وہ اپنے خطبوں میں زمین اور آسمان کے قلابے تو ضرور ملاتے ہیں لیکن سچ بولنے، صلہ رحمی، وعدہ نبھانے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنے جیسے انسان دوست احکامات، جن کا تعلق معاشرہ کی صحت مند نشوونما سے ہے، کے متعلق کم سے کم بتاتے ہیں۔ لوگوں کو روٹی کپڑے اور مکان کا جھانسا دیا جا رہا ہے۔ وہ بدترین حالات کے باوجود اس طلسم سے باہر نہیں آ پا رہے ہیں۔ تو کیا اس مداری پن کی کوئی سزا مداری کو نہیں ملنی چاہیے؟ یہی بارہا آزمائے ہوئے جعلساز اب بھی ڈھٹائی سے ہمارے سر پر سوار ہیں۔ بہتری کی صورت اس لیے نہیں کہ ان کو دوبارہ آنے میں کوئی روک نہیں۔ یہ دوبارہ اسمبلیوں میں پہنچ کر مل بانٹ کر کھائیں گے۔ ووٹ دینے والے مجبوراً یا اپنی پسند سے ذلت ہی خریدنا چاہ رہے ہیں تو پھر یہ ایسا ہی ہے کہ اپنی ہنڈیا کی حفاظت نہ کر کے کتے کو ہنڈیا میں منہ ڈالنے دیا جائے۔ پھر کتا ہنڈیا میں منہ کیوں نہ ڈالے گا؟

ہم سب سے افضل نبی ﷺ کے اُمتی ہونے کے باوجود اپنا کردار نہیں سدھاریں گے تو گلہ کس سے؟ ہمیں یہ ملک ایک عطیہ کے طور پر ملا ہے۔ ہمارے لیے بیشمار انجانوں نے جانتے بوجھتے قربانی دی، مثلاً بہار کے لوگوں نے! جو چیز کوئی دوسرا غلط کرے تو ہر کوئی "بک" دیتا ہے "یہ پاکستان ہے یہاں ایسا ہی ہوتا ہے"۔ کسی اور ملک کا باسی ایسے کبھی نہیں کہتا۔ میرے باباؒ کے بعد یہ ملک صرف وڈیروں، چالبازوں اور جرنیلوں کی نذر ہو گیا۔ اللہ نے ہمیں ہر چیز سے نوازا ہے۔ کیا برے اعمال کی سزا کوئی اور بھگتے گا، کیوں؟ اور یہ بھی فرمادیا: "جیسی قوم ویسے سردار" (القرآن)۔ پھر کیوں نہ اس سزا کو ایک بار ہی بھگت کر مزید سختیوں سے بچ جائیں، ہمیشہ کے لیے خلاصی پائیں۔ جن مشکل ترین حالات سے آج کل ہم گزر رہے ہیں یہ سزا ابھی کم ہے۔ بحیثیت ایک ریوڑ اور ہجوم کے ہم ایک کڑی سزا بھگتیں (ایک کفارے کے طور پر)۔ وہ ایسے کہ اگلے الیکشن میں تمام قوم پی پی کو ووٹ ڈالے۔ نواز شریف کی نوازش بھی اس قوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مکمل ہو جائے گی جو انہوں نے کمال شفقت سے اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں ترمیموں اور سینیٹ کے چناؤ کے وقت صرف اپنے ذاتی مفاد میں پی پی کے ساتھ مل کر تمام معاملات کو بخوبی سنبھال لیا۔ آج اس انتہائی ذلت کے زمانے میں شریف فیملی اور خاص طور پر نواز شریف کے کروفر، شان و شوکت میں کوئی فرق آیا ہے؟ نواز شریف کے چہرے کی رونق قوم کے غم میں دوبالا ہو گئی ہے، حسن کا ہالہ اور نمایاں ہو گیا ہے۔

پی پی چوتھی بار بھرپور انداز میں برسر اقتدار آ کر اپنا کام مکمل کرے، جو بھی بگاڑ کی کسر رہ گئی ہے وہ پوری کرے۔ اسی طرح قوم بھی تمام حدیں پھلانگ کر ہر اُس کام میں جت جائے جس سے ہمیں منع فرمایا گیا ہے۔ جب ہماری سزا کا عمل شروع ہوگا، سزا مکمل ہونے سے پہلے ہی اللہ کو ہم پر رحم آ جائے گا، ان شاء اللہ! ہم میں عبدالستار ایدھی، ڈاکٹر عبدالقدیر خان، بابا یحیٰی خان، مجید نظامی اور سید کبیر علی جیسی بہت سی ہستیاں موجود ہیں۔ اُن کے صدقے اور دُعاؤں سے پی پی سے ہمیشہ کے لیے گلو خلاصی ہو جائے گی، اللہ کی رحمتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت''، 9 جون 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئندہ حملے سے بچنے کی تیاری

آیئے ایک حدیث مبارک کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ان نشانیوں میں ہمارا حصہ کتنا ہے۔

”منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ 1۔بولے تو جھوٹ بولے۔ 2۔وعدہ کرے تو اُس کو پورا نہ کرے۔3۔امانت میں خیانت کرے“۔

بطور اُمہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک کے بعد دوسرے زخم سے لہولہان ہو رہے ہیں۔ 9/11 کے بعد ہمیں ناپاک خاکوں میں اُلجھا دیا گیا۔ ٹیری جانز نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی۔ امریکی عقوبت خانوں میں اس حرکت کو ایک معمول بنالیا گیا۔ اُن مواقع پر بھی تمام مسلم ممالک میں ہنگامے ہوئے، توڑ پھوڑ ہوئی، کئی جانیں ضائع ہوئیں لیکن جو خاکوں کے خالق تھے، کلام پاک کی بے حرمتی کرنے والے تھے اُن کا کوئی نقصان ہوا؟ آزادیٔ تحریر وتقریر اُن کی برأت کے لیے ایک ڈھال ہے۔ ابھی بھی ہیلری نے اسی ڈھال کے ذریعہ اُن ملعونوں کی طرف داری کی ہے جنہوں نے بیہودہ فلم بنائی ہے۔ ہمارے سربراہان ممالک خاص طور پاسبان حرمین شریفین کی طرف ہم جیسے ناکارہ لوگ اپنی گردنیں اُٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ اُن کی طرف سے کوئی ٹھوس عملی کارروائی کبھی بھی کی گئی؟

یوم عشق رسولؐ کو اگر ہمارے اربابِ اقتدار، اہم سیاسی اور دینی جماعتوں کے راہنما مل بیٹھ کر ایک جامع حکمت عملی کے تحت مناتے تو اس توڑ پھوڑ، بدنظمی، جانی نقصان سے بچا جاسکتا تھا اور جہاں پیغام پہنچانا مقصود تھا وہاں بھی اس پیغام کو اہمیت دی جاتی۔ دوسرے ممالک کی طرح ایک نظم وضبط کے تحت اگر جلوس نکالے جاتے تو ہوش مند، پڑھے لکھے اور ہر عمر اور جنس کے لوگ کثرت سے شامل ہوتے لیکن بدنظمی اور ہنگامی صورت حال متوقع تھی۔ لہٰذا حاضری کم رہی اور میڈیا نے بھی بدنظمی اور توڑ پھوڑ کے منظر زیادہ دکھلائے۔ حالانکہ کئی جگہ جلوس پُرامن بھی رہے لیکن ”بریکنگ نیوز“ کی سنسنی پھیلانے کے لیے اُن کی طرف کم توجہ دی گئی۔ چند اینکر پرسن خود بھی اشتعال دلا رہے تھے۔ کیا کسی سرکردہ سیاسی یا مذہبی شخصیت کی نکسیر بھی پھوٹی؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ ایک منظم طریقہ سے ریڈزون تک پُر امن جلوس جاتے اور وہاں اپنے اپنے احتجاجی مراسلے اپنے راہنماؤں کے ذریعہ متعلقہ سفارت خانے کے حوالے کرتے؟ اب حاصل صرف یہ ہوا کہ جس عظیم ترین شخصیت کی حرمت کی پاسبانی کے لیے یہ کارروائی کی گئی اُس پاک ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ہدایت پر عمل نہ ہوا۔ پھر ایسے تو ہوتا ہے ایسے کاموں میں۔ اگلے دن یعنی ہفتہ کے دن کچھ بھی ہمارے لیے باعث ندامت نہ تھا۔ ہوسکتا ہے کہ توڑ پھوڑ کو ایک باعث فخر عمل سمجھ کر بیان کیا گیا ہو۔ ہفتے کے دن تمام شہروں میں کاروبار حیات معمول کے مطابق تھا۔ سب غم وغصہ چھٹ گیا۔ کیا یہ دُکھ صرف ایک دن کے لیے تھا؟ مقصد یہ کہ ہم سوچیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو جانیں گئیں وہ ہمیشہ کی طرح عام لوگ تھے۔ کسی بھی جبہ ودستار والے کہ جو عوام کو شہید ہونے کا درس دیتے رہے، اُن میں سے کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی۔ پولیس کے لوگ اس ہنگامے میں زخمی ہوئے ۔وہ بھی ہمارے اپنے ہیں۔ بہت ممکن کہ جو گاڑیاں اور موٹر سائیکل جلائے گئے اور جن دوکانوں سے مال لوٹا گیا، جو بنک اور پٹرول پمپ جلائے گئے اُن کے بچارے مالکان اور کارکن بھی ان جلوسوں میں شامل تھے۔ جو جانیں گئیں اُن پر صرف ماتم کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے گلے پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو اُکسایا وہ شیطان کو کامیابی دلا کر آرام سے ہیں۔ کیا کسی گلا پھاڑنے والے کا سر پھٹا؟ ہمارے سیاستدانوں کا کردار بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہم خود اندازہ کریں ہم اُس ہستی ﷺ کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ خود درود بھیجتا ہے، اُس کے فرشتے بھی اور یہی سب سے متبرک عبادت ہم امتیوں کے لیے ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کے لیے حضور ﷺ کا صحیح معنوں میں غلام بنے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اوپر بیان کی گئی حدیث میں تین برائیوں میں سے کسی ایک کو ہر اُمتی خود سے فوری دور کرلے تو ان شاء اللہ ہم میں باقی دو برائیاں بھی جلد یا بدیر دور ہو جائیں گی۔ اس لیے کہ حدیث قدسی ہے کہ ''بندہ جب اللہ کی طرف چل کر آتا ہے تو اللہ اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہے''۔ اگر یہ بات سمجھ نہیں آتی تو پھر دوسروں کی مزید ذلت بھری غلامی کے لیے تیار رہا جائے۔

اب شیطان پارٹی کی جانب سے آئندہ حملہ کسی دوسری طرح کا ہوگا۔ ہمیں ابھی سے تیاری کرنی چاہیے تاکہ ہم مزید نقصانات سے بچ سکیں۔ سر کا انعام مقرر کرنے سے ایسی باتوں کا سدباب ممکن نہیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت'' 28 ستمبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذلت کب تک؟

موجودہ گورنمنٹ اور فرینڈلی اپوزیشن کے اکابرین کی مہربانی سے آئے دن اس بدقسمت قوم کو کسی نئی اُفتاد کا سامنا رہتا ہے۔2 مئی کے ڈرامے میں مبینہ طور پر اُسامہ کو شہید کر دیا گیا۔مبینہ اس وجہ سے کہ اگر حقیقت ہوتی تو اُس ٹرافی کو اولمپک مشعل کی طرح تمام دنیا میں گھمایا جاتا۔اُس بڑی کامیابی پر امریکہ کرسمس سے زیادہ خوشی مناتا،لاش کو نامعلوم پانیوں میں ڈالنے کا دعویٰ نہ کرتا۔لیکن جس قدر خفت،ذلت اور افسوس ناک بربادی جمعہ اور ہفتہ (25 نومبر) کی درمیانی شب ہمارے لیے سلالہ پر آئی وہ اُس خفت سے معلوم نہیں کتنے سوگنا زیادہ ہے جو ہمیں مبینہ ڈرامے کی وجہ سے ہوئی۔ہمارے 24 فرزندانِ قوم خود تو میری مقدس مٹی اوڑھ کر سو چکے ہیں اور 15 زخمی ہیں۔دو گھنٹے کی اس واردات میں امریکی اور اُس کے حواری مکمل آزادی سے ہمارے علاقے میں تباہی پھیلاتے رہے۔

علاقہ کیسا بھی ہو،فوج بہت منظم طریقہ سے اُس کا دفاع سنبھالتی ہے۔نظری اور امدادی فائر کے ذریعہ ایک دفاعی مقام اردگرد کے دوسرے دفاعی مقامات سے منسلک ہوتا ہے۔پہاڑی علاقوں میں یہ بندوبست میدانی علاقے کے مقابلے میں مختلف ہوتا ہے لیکن دفاع کے اصولوں کے منافی ہرگز نہیں۔ملاپ،رابطہ اور کمک پہنچانے کا معقول بندوبست کیا جاتا ہے۔موجودہ حالات میں ہماری ہوائی فوج یقیناً چوکنا ہوگی، 24 گھنٹے معروف کومبیٹ ایئر پٹرول (CAP) کہاں تھی؟ 9/11 کے بعد سے آج تک امریکہ کی جنگ اپنے سر لینے سے جو نقصان ہمیں اور باقی مسلمان ممالک کو پہنچ رہا ہے اُس کا ذمہ دار مشرف،اس وقت کی تمام فوجی قیادت (ق) لیگ اور سیاسی قیادتیں ہیں جو مشرف کا ساتھ دے رہی تھیں۔موجودہ حکومت تو امریکہ کی مشرف سے بھی زیادہ خدمت گزار ہے۔

اگر میں خود فوجی نہ ہوتا تو شاید مجھے گزشتہ واقعہ سے اتنا ملال نہ ہوتا۔اس واردات نے 71ء کی جنگ میں میری یونٹ کے نقصان کی یاد دلا دی ہے۔دشمن کے بارے میں معلومات ناکافی مہیا کی گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔اس بنا پر میری یونٹ کا حملے کے دوران جانی اور ٹینکوں کا بہت نقصان ہوا۔وہ بہرکیف جنگی کارروائی کے دوران ہوا۔یہاں تو فوجی سوئے ہوئے تھے،دشمن سے نبرد آزما ہو ہی نہ سکے۔وہ تو فوجی زبان میں "sitting duck" تھے۔یہ صرف جانوں کا زیاں ہے۔اُن کی یونٹ صرف اُن کے خون کے محض ضائع ہونے کی ہی بات کر سکے گی،فخر نہ کر سکے گی۔ہمارا خون اے مشرف تو نے اس قدر سستا کر دیا۔تف ہے تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر!

یہ تمام لوگ اپنی اعلیٰ ترین کمانڈ کی نااہلی کی بنا پر بے موت مارے گئے۔اگر چیف نے ملازمت میں توسیع نہ لی ہوتی تو بہت سی غلطیوں سے ہم بچ جاتے۔لیکن توسیع بھی تو امریکہ ہی کے حکم سے تھی۔پھر ایسا تو ہوتا ہے ایسے کاموں میں۔اس ناکامی میں ہوائی فوج بھی برابر کی حصہ دار ہے۔اس کے راڈار،ایف 16،اور تھنڈر کب کام آنے ہیں؟امریکی چیف نے کہا ہے ہم معافی نہیں مانگیں گے۔اُس نے ٹھیک کہا۔معافی غلطی کرنے پر مانگی جاتی ہے۔اُنہوں نے کیا غلطی کی؟معافی اپنے غلاموں سے؟ دو گھنٹے میں اگر ہمارا ایک بھی لڑاکا جہاز وہاں نہ پہنچ سکا تو آئندہ کیا ہونے جا رہا ہے؟کیا فوجی قیادت اور ہوائی فوج اپنے مشن میں کامیاب رہیں؟کیا سیاسی قیادت بشمول فرینڈ لی اپوزیشن اپنی سیاست سیاست ہی کھیلتی رہیں گی یا ملک کے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچیں گی؟یہ ملک تو ان شاء اللہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے لیکن جس نے بھی اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ ضرور ذلیل ہوا ہے۔اللہ مخلصوں کا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(''نوائے وقت''12دسمبر 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سب ایک ہیں

امریکی احکام تلے وہ سب ایک ہیں۔ نواز شریف کو مکمل کروفر والا حفاظتی پروٹوکول جو کہ کسی بھی طرح صدر یا وزیراعظم پاکستان سے کم نہیں، حاصل ہے۔ وجہ یہ کہ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ، خادم اعلیٰ کے برادر بزرگ اور پھر اگلی باری کے منتظر وزیراعظم ہیں۔ لیکن اب اگلی باری کی صورت کچھ یوں ہے کہ پی پی نے آزاد کشمیر میں واضح اکثریت حاصل کر لی ہے۔ اب امید یہی رکھنی چاہیے کہ ساڑھے تین سال کے عرصے کے دوران کیے گئے تمام تر عوام دشمن اقدام کے باوجود اب پی پی پاکستان میں اکثریت حاصل کرنے کا خواب دیکھ سکتی ہے اور پھر ایسا ہوا تو یہ اللہ کی طرف سے قوم کو سزا کی نوید ہی ہو سکتی ہے، اور یہ سزا یہ بدنصیب قوم اپنے لیے خود ہی چنے گی۔ ووٹ اب کسی بھٹو کی محبت میں نہیں پڑیں گے۔ اب بلے بلے صرف زرداری کی ہے۔ کیوں کہ یہ سب ذلتیں اٹھانے کے باوجود بھی عوام نے برادری، اپنے وڈیروں اور ملکوں کے حکم کے مطابق ووٹ دیئے ہیں اور وہ سب ہیں زرداری کے تابع۔ قسمت سے گلہ کیسا؟ ہمارے حکمران ہمارے اپنے کرموں کا پھل ہیں۔ مزید یہ کہ ''جیسا منہ ویسی چپیڑ''۔ ایبٹ آباد میں امریکیوں کے ناپاک قدموں کی آمد کے نتیجے میں کچھ بے گناہوں کا خون بہا، کراچی میں نیوی کے بیش قیمت جہازوں کی تباہی اور انمول جانوں کا ضیاع۔ ان سب سیاہ کاریوں کا کوئی ذمہ دار؟ پس پردہ متحرک شخصیات کو بے نقاب کرنے کا ہمارے ہاں رواج نہیں ورنہ قائد کی وفات، قائد ملت کی شہادت، 1971ء میں ملک کا دولخت ہونا، بہاولپور کا حادثہ، اوجڑی کیمپ، کارگل اور ایک صریح جھوٹ کی بنیاد پر مسلمانوں پر مسلط کی گئی جنگ اب ہماری جنگ کیسے ہوگئی؟ وجہ یہ ہے کہ ہر حکومت کے اکابرین کو صرف اپنے پانچ سالوں کی مدت کے پورا کرنے سے غرض ہوتی ہے اور اُس دوران زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی جلدی بھی۔ تو گڑے مردے کون اُکھاڑے۔ جب باریاں بھی لینی ہوں تو پھر میثاق بھی ہوں گے۔ اسی وجہ سے ہم کیڑے . .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکوڑے عوام کو رحمان ملک کے چہرے، فردوس عاشق اعوان کے فلسفے، اور زرداری کی اذیت ناک مسکراہٹ اور نواز شریف کی جمہوریت نوازی کو برداشت کرنا ہوگا۔ جب دونوں طرف کے مفاد پورے ہو رہے ہوں تو ہم کیڑے مکوڑوں کے لیے جمہوریت بس اسی کا نام ہے۔ سڑکوں پر آئیں گے تو اُن کی محافظ پولیس اور اُن سے بڑھ کر رحمان ملک کے رینجرز ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوں گے۔

خوبصورت لباس پہن کر ہمارے نمائندے ٹی وی پروڈیوسروں کو بھول کر، صرف اپنی پارٹی کے مفاد میں راگ الاپتے ہیں۔ بڑے ہیلری کے سامنے نہایت سلیقے سے مودب، اچھے بچے بن کر بیٹھتے ہیں اور ہمارے آرمی چیف بھی۔ ڈالروں کی طاقت بہت ہے۔ ہم عوام معلوم نہیں کتنی بار سو جوتے اور سو پیاز کھا چکے ہیں۔ امریکی احکام تلے جو کچھ اب کیا جا رہا ہے، دوسروں نے اپنی باری پر عوام کو اس سے بڑھ کر ہی ذلت جھیلنے پر مجبور کرنا ہے۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ دونوں طرف قوم کی خدمت کرنے کے جذبے کی جو آگ بھڑک رہی ہے وہ اگلی نسل میں بلاول اور حمزہ شریف کو باری باری سب سے زیادہ مقتدر مسند پر براجمان کرا کر ہی پوری ہو سکے گی۔ انہیں اپنی موروثیت سے غرض ہے۔ یوں اُن سے ہی جڑے دوسرے بڑے گھرانوں کی رونقیں بھی بحال رہتی ہیں۔ اس ذلت سے چھٹکارا پانے کا حل صرف ایک ہے۔ موروثی سیاست کی ذلت ختم کی جائے۔ یہ ذلت ختم کرنے کے لیے زرداری، شریف، خان، کھوسے، لغاری اور چودھری کیوں تیار ہوں گے؟ نواز شریف اور زرداری کا ایجنڈا ایک ہی ہے: اقتدار کا حصول اور زیادہ سے زیادہ لمبے عرصے کے لیے۔ اسی نسبت سے عوام کو ذلت سے نوازنا۔ سڑکوں پر ٹریفک بند کر کے جب اشرافیہ گزرتی ہے تو کتنی بددعائیں انہیں ملتی ہیں؟ اس کا خاتمہ اب عوام نے خود کرنا ہے۔ جن کا کوئی نہیں، ان کا اللہ ہے۔ "اُس کو اپنی مظلوم مخلوق سے بہت پیار ہے"۔ نبی مکرم ﷺ کو بھی مسکین اور غریب بہت عزیز ہیں۔ اللہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے لیکن سچے دل سے اُس کے آگے گڑگڑانا، اپنی مدد آپ کرنا ہمارا اپنا کام ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

("نوائے وقت" 29 جولائی 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے

صفا اور مروہ کے درمیان حضرت بی بی ہاجرہؑ کے سات چکروں کو اللہ نے شعائر اللہ کا نام دے دیا اور یہ سنت تا قیامت حج کا اہم رکن ٹھہری۔ اسی طرح ''زم زم'' فرما کر پاک پانی کے گرد بند باندھنا بھی آپؑ نے سکھایا۔ ایک حدیث کے مطابق ''اگر آپؑ یہ بند نہ باندھتیں تو یہ پانی ایک نہر کی صورت میں جاری رہتا'' (تفسیر ابنِ کثیر)۔ بی بی ہاجرہؑ نے بند اسراف سے بچنے کے لیے باندھا۔ اسراف ہمارے دین متین میں منع ہے۔ ہم نے دھیان ہی نہیں دیا۔ ہم میں موجود میر قاسموں اور میر جعفروں نے پاکستان توڑا، اوجڑی کیمپ، سی 130 طیارے کا حادثہ، اور پھر جو کچھ بے نظیر اور نواز شریف کے درمیان ہوا، اُس سب کا نقصان پاکستان کو ہوا، دونوں نے بس دولت جمع کی۔ نواز شریف کے ''ہیوی مینڈیٹ'' کے خناس کا بے جا اعتماد مشرف نے چکنا چور کر دیا۔ اور ساتھ ہی پاکستان کے لیے انتہائی بدقسمتی کا دور شروع ہو گیا۔ امریکی غلامی قبول کی۔ زلزلہ آیا۔ موجودہ سیلاب نے ہمیں شیخ رشید کے مبینہ امریکی حملے کے خطرے کی صورت میں پتھر والے دور سے بھی بہت پیچھے دھکیل دیا ہے اور ہم حضرت نوحؑ کے سیلاب کے زمانے میں آ گئے ہیں۔ امریکہ ابھی بھی ڈرون حملے کیے جا رہا ہے۔ دُعائیں بھی بے اثر ہو چکی ہیں۔ یہ اللہ کی وہ بے آواز لاٹھی ہے جس کا خوف عرصے سے تھا۔ ابھی بھی مزید خطرہ منڈلا رہا ہے۔ اللہ رحم فرمائے، آمین۔ کھاتا پیتا طبقہ ہمیشہ کی طرح بے حس ہے۔ سیلاب سب کچھ سمندر میں بہا لے گیا، اُن کا جو پہلے ہی بے آسرا تھے۔ بیشک ظفر اللہ جمالی جیسے چند بے گھر ہوئے لیکن اُن کے لیے گھر بہت۔ اِن جیسے ہی سیاست دانوں نے اسراف جاری رکھا ہے اور ہمارا انتہائی قیمتی پانی سمندر کی نذر کرتے آ رہے ہیں۔ لیکن آخر یہ ہونا ہی تھا۔ اب بھی اگر انہیں سمجھ نہ آئی تو ابھی صرف غریبوں کی اکثریت ڈوبی اور بے گھر ہوئی ہے، اب یہ تیار رہیں۔ آنے والے عذاب کو صرف اس نظر سے دیکھیں کہ زمین پر جائیدادوں، مکانوں، سڑکوں، پلوں کے آثار کیا باقی ہیں؟ مزید یہ کہ جب بھی پانی اترے گا پھر دلدل، کیچڑ سے بیماریاں پھوٹیں گی۔ کیا اُن کا علاج ہو سکے گا اُن سے جو عین مشکل کے وقت اپنی بیرون ملک موجود ذاتی جائیداد کو لاحق سیلاب کے خطرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچانے کے لیے مسکراہٹیں بکھیرتے روانہ ہوئے؟ آخر کونا رمنڈی سمندر کے کنارے پر واقع ہے۔

اب آتے ہیں گیہوں کی طرف، جو کہ پی کے خیبر اور سندھ ہیں، اور اُن کے ساتھ پس پنجاب گیا ہے بطور گھن۔ صوبہ خیبر میں کالاباغ ڈیم کی مخالفت اے این پی کے طفیل ہے۔ ڈیم نہ بنانے سے جو تباہی آئی ہے اُس کے باوجود اُن کی آنکھوں سے تعصب، بغض اور عناد کی پٹی نہیں اُتری اور بھارت کا مفاد ابھی اُنھیں 1946ء کے ریفرینڈم کے طرح عزیز ہے۔ اسی اثر کے تحت تو عدیل (کیا کوئی حاجی اسلام کے نام سے الرجیک ہوسکتا ہے؟) نے پاکستان کے نام سے جڑے "اسلامی" تشخص کو علیحدہ کرنے کی بات کی ہے۔ تو کیا اس سے مزید تباہی نہیں آنی چاہیے؟ اسی طرح سندھ کے وڈیرے، جاگیردار، پیر، اور ایم کیو ایم کے کرتا دھرتا کالاباغ ڈیم کے خلاف ہیں۔ آخر یہ ہندوستان کی سرزمین پر ہی تو الطاف بھائی (کن کے؟) نے یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان کا بننا ایک فاش غلطی (نعوذ باللہ) تھی۔ اُس غلطی کو ٹھیک کرنے کے لیے کیا بھارت پاکستان کو صحرا میں تبدیل نہیں کرنا چاہتا؟ اسی لیے تو اسے اربوں روپیہ خرچ کرنا پڑ رہے ہیں کالاباغ اور پاکستان کے مخالف کارروائیاں کروانے کے لیے اور پھر کراچی میں آنا فانا کہاں سے اتنے لوگ آکر بہت دہشت ناک کارروائیوں میں ملوث ہوکر کس طرح صاف بچ نکلتے ہیں؟

لیکن اب یہ اسلامی تشخص اور اسلامی رنگ دوبالا ہونا شروع ہوگا۔ جس کسی نے بھی اس اسلامی تشخص سے پیچھا چھڑایا، اسے اس پاک وطن کی مٹی نے قبول ہی نہیں کیا۔ ابھی بھی خیبر پی کے بنوانے والے پاکستان اور پنجاب کے بارے میں تعصب سے تائب ہوجائیں تو اللہ مہربانیاں نچھاور کرنا شروع کردے گا۔ اتفاق میں برکت ہے۔ ذرا سوچیں تو سہی کہ ایسے سنگلاخ علاقے میں ایسا سیلاب؟ اب بھی وقت ہے۔ ہم صدقِ دل سے معافی مانگ لیں، اللہ ہمیں ہماری اوقات سے زیادہ نوازے گا ان شاء اللہ!

"اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے"۔ (النساء : 106)

ملفوظات سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں مذکور ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: "جب گناہ گار گناہ سے دور ہوجاتا ہے تو میں اُس کے نزدیک ہوجاتا ہوں"۔ آئیں ہم سب مل کر گناہوں سے دور ہوجائیں، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہوگا ان شاء اللہ! یہ بےجا اسراف کرکے ہم نے یہ دن دیکھا ہے۔ وہ پانی جو ہمارے لیے آبِ حیات ثابت ہوتا وہ خیبر، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں ہر چیز ملیامیٹ کرتا ہمیں سیلابِ نوحؑ کے زمانے میں لے آیا ہے۔ یہ سب شہر، گاؤں جو ٹوٹے تباہ ہوئے اور بہہ گئے صدیوں کی کوششوں کا نتیجہ تھے۔ کئی نسلیں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر کو بناتی اور سنوارتی ہیں، اس پانی نے اُن سب کے نشان مٹا دیئے۔ٹھیک ہے کہ قیامت کے نزدیک تر ہوتے جا رہے ہیں لیکن حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: ''اگر اللہ کو اُمت محمدی ﷺ پر عذاب کرنا مقصود ہوتا تو اُن کو رمضان اور سورۃ قل ھو اللہ شریف ہرگز نہ عنایت فرماتا''۔(نزھۃ المجالس: ج ا، ص 612) ہم تو عذابوں کو خود دعوت دے رہے ہیں۔مشرف نے مسلمانوں کا خون بہانا شروع کیا۔سیاستدانوں اور فوج نے اُس کا ساتھ دیا آج ہم امریکی احکامات پر عمل کے پابند ہیں۔گن کر دیکھ لیں، اب تک کتنی اور کیسی کیسی آفتیں نازل ہو رہی ہیں ،ہالبروک اور ہیلری سمیت۔ڈرون حملوں کے ذریعے مسلمان مارے جا رہے ہیں۔صدر کا کہنا ہے کہ ڈرون حملوں میں اتفاقی ہلاکتوں سے امریکیوں کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہونی چاہیے۔اس سے پہلے بھارت کے بارے میں صدر کا یہ بیان بھی تھا ''ہمیں ہندوستان سے کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا ہے''۔ایسے بیان دیے جاتے ہیں کہ بندہ سوچتا ہی رہ جاتا ہے کہ ہم ایسے اربابِ اقتدار ''جوگے'' رہ گئے ہیں۔لیکن حیرانی بھی کیوں ہو، ''جیسی روح ویسے فرشتے''۔کافی عرصہ تک یہ غلط فہمی رہی کہ پی پی میں اعتزاز احسن، رضا ربانی اور بابر اعوان جیسے ڈھنگ کے لوگ بھی ہیں لیکن وائے ناکامی!

موجودہ سیلاب کی صورت میں کچھ عذاب الٰہی جس کا خوف تھا، ظاہر ہو گیا ہے۔ملکی قیادت (بشمول نواز شریف) اپنی مستیوں میں مگن ہیں۔ٹریلر دیکھنے کے باوجود کوئی نہیں سنبھلا۔صرف فرق کو واضح کرنے کے لیے یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ حضرت عمرؓ جیسی عظیم ہستی جن کی عشرہ مبشرہ میں بھی ایک خصوصی حیثیت ہے، وہ تو فرات کے کنارے ایک کتے کے پیاسے مر جانے پر خود کو جوابدار سمجھتے ہوئے خوفزدہ رہتے تھے لیکن ہمارے حکمرانوں کے دور میں:......دن دہاڑے جہاز گرنے پر لاشوں سے قیمتی سامان چرا لیا جاتا ہے......دو نوجوانوں کو پولیس کی موجودگی میں پُر تشدد طریقہ ہلاک کر دیا گیا۔سینکڑوں وہاں نظارہ کر رہے تھے۔اسلام جانوروں پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دیتا، یہ تو پھر بھی انسان اور حافظ قرآن تھے۔ظلم کرنے والوں میں کئی محمد اسلم، حبیب احمد اور غلام حسین بھی ہوں گے۔پولیس والے وہاں قاتلوں کی پشت پناہی کے لیے موجود تھے۔اللہ کا قاتلوں کے بارے میں واضح ارشاد ہے:

> ''جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے اُس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔اور اللہ اُس پر غضب ناک ہوگا اور اُس پر لعنت کرے گا۔اور ایسے شخص کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (النساء:93)

(''خواتین میگزین''، نومبر 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توانائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان اور کالاباغ ڈیم

کالاباغ ڈیم کی تکمیل اور پاکستان کی خوشحالی لازم وملزوم ہیں ۔ یہ ڈیم ان شاء اللہ پاکستان کو سرسبز کرنے اور روشنیوں سے جگ مگانے کے لیے مکمل ہو کر رہے گا۔اس کے مخالفین، پاکستان مخالف قوتوں کی طرح مزید حیرت زدہ رہ جائیں گے۔پاکستان کا مستقبل اللہ کے فضل وکرم سے تابناک ہے۔جس طرح اپنی تمام کجیوں اور خامیوں کے باوجود مجھے اپنی خوش بختی پر غیر متزلزل یقین صرف آپ ﷺ کا امتی ہونے کی بنا پر ہے اسی طرح مجھے یہ یقین کامل بھی ہے کہ میرے بابائؒ کے فرمان کے مطابق "پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا"۔(رائیٹر کے نمائندے سے انٹرویو:25 اکتوبر 1947ء)

پاکستان ان شاء اللہ اس لیے قائم ودائم رہے گا کہ یہ مدینۃ الثانی ہے۔اس کے حصول، قیام اور اس کی طرف ہجرت کرتے وقت ان گنت گھرانوں نے اپنی عصمتیں، گھر بار، کاروبار اور شہیدوں نے اپنا خون ہمارا آج سنوارنے کے لیے اس پر نچھاور کر دیا۔ان میں بزرگ بھی تھے، مائیں، بہنیں، بھائی بڑے، چھوٹے بچے اور نوزائیدہ بھی جنہیں بالکل علم نہ تھا کہ وہ کیوں شہید کیے جا رہے ہیں۔اس وطن کے حصول کے لیے بابائؒ نے ایک وکیل کے طور پر اپنا کردار انتہائی متانت، بردباری اور ان تھک جواں مردی سے نبھایا۔ایک اولوالعزم رہنما ہوتے ہوئے انگریزوں، ہندوؤں، سکھوں اور سب سے افسوس ناک یہ کہ چوٹی کے مسلم علماء اور رئیسوں کا مقابلہ کیا۔اسی وجہ سے آپ کے ایک سوانح نگار سٹینلے والپرٹ نے آپ کو ان الفاظ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا:"کم ہی لوگ تاریخ کا دھارا قابل ذکر انداز میں موڑتے ہیں۔ اس سے بھی کم لوگ ہیں جو دنیا کے نقشے کو تبدیل کر سکیں اور ایک قومی ریاست قائم کرنے میں شائد ہی کوئی کامیاب ہوا ہو۔محمد علی جناحؒ نے تن تنہا یہ تینوں کام اکٹھے کر دکھائے۔"

مدینہ منورہ کی ریاست کے قیام کے 1365 سال بعد جب پاکستان نقشۂ دنیا پر ابھرا اس وقت مسلمان ممالک میں اسلامی روح مفقود تھی۔عرصہ پہلے سلطنت عثمانیہ کا بٹوارہ ہو چکا تھا۔پاکستان 14 اگست 1947ء، 27 رمضان المبارک، جمعہ کے دن وجود میں آیا۔(پہلی وحی کا نزول 14 اگست 610ء، 18 رمضان المبارک۔سرگزشت فلسفہ حصہ اول: ڈاکٹر نصیر احمد ناصر) یہ صرف ایک اتفاق ہی نہیں کہ کتنی چیزیں ایک تاریخ کے ساتھ منطبق ہو رہی ہیں۔اسی لیے یہ عرش نشین کا فیصلہ تھا اور بابائؒ کے ہاتھوں ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخشا گیا عطیہ خداوندی سمجھتے ہیں۔ پاکستان کا نام خوجہ عبدالرحیم نے تجویز کیا۔ علامہؒ نے مکمل اتفاق کیا اور خواجہ عبدالرحیم کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

ایک اور چشم کشا حوالہ:

جناب ممتاز مفتی اپنی کتاب ''الکھ نگری'' صفحہ 759 پر لکھتے ہیں: ''جب قدرت نے امام بری کی درگاہ پر جانے کی بات کی تو میں حیران ہوا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی امام بری کی یا ان کے مزار پر جانے کی بات نہ کی تھی۔ ''یہ آپ کو دفعتاً امام بری کی حاضری دینے کی بات کیسے سوجھی؟'' میں نے قدرت اللہ سے پوچھا۔ کہنے لگا: '' ہالینڈ میں اسلامی کتب کی دنیا بھر میں سب سے بڑی لائبریری ہے۔ اس لائبریری میں بے شمار قلمی مسودات ہیں۔ اتفاق سے ایک قلمی مسودہ دیکھنے میں آیا، جس میں لکھا تھا کہ امام بری نے فرمایا کہ ''ہمارے علاقے میں ایک اسلامی شہر آباد ہوگا جو دنیا کے اسلامی ملکوں کا مرکز بنے گا۔''

''وہ قلمی کتاب کب کی لکھی ہوئی تھی؟'' میں نے پوچھا۔ ''دو ڈھائی سو سال پہلے کی'' وہ بولا۔

ایسی خوشخبری بزرگ صوفی برکت علی بھی دے چکے ہیں۔ پاکستان کا نام بھی ایک منفرد معنی رکھتا ہے اور یہ امتیاز بھی اسے ہی حاصل ہے کہ 1956ء میں اسلامی جمہوریہ بنا۔ ''اسلامی'' اس سے پہلے کسی ملک کے نام کا لاحقہ نہ تھا۔ حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ انیسویں صدی میں پاکستان کے قیام کے لیے قدرت نے حیرت انگیز ہستیاں مسلمانوں میں پیدا کی تھیں۔ دوسری طرف دشمنوں میں بھی لوگ مقابلے کے ہی تھے۔ یہ بھی مدِ نظر رہے کہ پروفیسر مبارک علی اور دودھ بھائی پرویز جیسے نام نہاد روشن خیال اور ان جیسے دوسرے جتنا بھی شور و غوغا کر لیں، پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا، مسلم قومیت کی بنا پر۔ درج ذیل واقعات اسی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد صرف کلمہ توحید پر ہے، نہ وطن نہ نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہ رہا تھا۔ وہ ایک الگ قوم کا فرد بن گیا تھا۔ آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا محرک کیا تھا؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری تھی نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔'' (قائداعظمؒ کا خطاب: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ 8 مارچ 1944ء)

ایک محقق ملک حبیب اللہ نے اپنی کتاب ''قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو'' میں ایک واقعہ درج کیا ہے۔

''مولانا اشرف علی تھانوی (1863ء-1943ء) ایک برگزیدہ عالم اور صوفی لیکن مکمل طور پر غیر سیاسی شخصیت تھے۔ آپ نے کبھی کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار نہ کی اور نہ ہی کسی سیاسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شخصیت سے ان کا کوئی رابطہ تھا۔ 1938ء میں امرتسر میں اپنے مریدوں کو اس وقت یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ ایک مخلص اور سچے مسلمان اور ہندوستانی مسلمانوں کے قابل ترین راہنما ہیں۔ ان کے اخلاص اور سچائی کی روشنی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہو کر رہیں گے۔ اللہ جل شانہ انہیں مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک قائم کرنے کا شرف ضرور عطا کرے گا۔ میں نے اپنے تمام مریدوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ہر بات اور ہر حال میں محمد علی جناحؒ کی حمایت کریں۔" (ص:59)

مولانا تھانوی نے محمد علی جناحؒ کی زوردار حمایت کیوں کی؟ مولانا کے بھتیجے مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس کی وضاحت یوں کی۔ ایک صبح مولانا اشرف علی تھانوی نے انہیں بلا کر کہا:

"مجھے خواب کبھی کبھار ہی آتے ہیں لیکن گزشتہ شب مجھے ایک عجیب وغریب خواب آیا۔ مجھے ایک عظیم انبوہ نظر آیا۔ یوں لگا جیسے یوم حشر ہے۔ اس ہجوم میں بزرگان دین، دانشور اور پرہیزگار حضرات کرسیوں پر فروکش ہیں۔ محمد علی جناحؒ عربی لباس میں ملبوس ان حضرات کے ہمراہ ہیں۔ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اس گروہ میں یہ کیسے شامل ہیں۔ مجھے آگاہی دی گئی کہ محمد علیؒ جناح عین اس وقت اسلام کی عظیم خدمت بجالا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یہ مرتبہ عنایت کیا گیا ہے۔"

4 جولائی 1943ء کو مولانا تھانوی نے مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کو طلب فرمایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو کہا: "مجھے کشف ہوا کہ اللہ جل شانہ محمد علی جناح کو کامیابی عطا کرے گا۔ 1940ء کی قرارداد پاکستان کامرانی سے ہمکنار ہوگی۔ میرے دن گنے جا چکے ہیں۔ اگر میں زندہ رہتا تو یقیناً ہاتھ بٹاتا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک علیحدہ ریاست نصیب ہو۔ آپ سے جو بھی بن پڑے، قیام پاکستان کے لیے کریں۔ اپنے مریدین کو بھی ایسا ہی کرنے کے لیے کہیں۔ تم میں سے ایک عثمانی میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور دوسرا محمد علی جناحؒ کی نماز جنازہ کی امامت کرے گا۔" (ص 60)

ایسا ہی ہوا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ کی امامت کی اور مولانا ظفر عثمانی نے مولانا اشرف علی تھانوی کی۔

نئی پود کو ان باتوں کا علم دلایا جائے تاکہ انہیں پاکستان کے بانی اور پاکستان کی عظمت کا احساس ہو اور وہ پوری لگن، خلوص اور جذبے کے ساتھ اس ملک کی خدمت کر سکیں۔ اب ذرا کالا باغ ڈیم پر ایک نظر۔ سیاسی جماعتیں کالا باغ ڈیم جیسے منصوبے کو پروان چڑھتا نہیں دیکھ سکتیں۔ اے این پی اپنی عجیب ہیئت کی سرخ ٹوپیوں سمیت ان کی سرخیل ہے۔ 1946ء کے ریفرنڈم میں شکست سے اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنگ سرحدی گاندھی کی پارٹی کی سیاست کا انداز وکھری ٹائپ کا رہا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت جنرل ضیاء کے ایک منظور نظر، متکبر، ظالم اور ہٹ دھرم جرنیل فضل حق کی وجہ سے اے این پی نے اپنائی۔ تکنیکی سقم بنیاد نہیں۔ فضل حق کی موت عبرتناک تھی۔ اس ڈیم سے وابستہ پاکستان کے روشن مستقبل میں سرحد کے لوگوں کا برابر کا حصہ ہے۔ اے این پی کے کردار کو قائد کے اس فرمان کی روشنی میں جانچیں:

"یاد رکھیے کہ ہم ایک ایسی ریاست بنا رہے ہیں جو ساری اسلامی دنیا کی تقدیر میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی۔ لہٰذا ہمیں ایک وسیع تر نقطۂ نظر درکار ہوگا۔ ایک ایسا وسیع تناظر جو صوبائی حدود، تنگ نظر قوم پرستی اور نسل پرستی سے ماوراء ہو۔" (اسلامیہ کالج، پشاور 12 اپریل 1948ء)

فضل الرحمٰن کے بڑے پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ اس کی جماعت کا ایک مذہبی جماعت ہونا تہمت ہے۔ یہ صرف ہمیشہ کی سرکاری پارٹی ہے۔ ان کا حلوہ مانڈہ چل رہا ہے۔ ان کی بلا سے کالا باغ ڈیم بنے یا نہ بنے۔ ایک اور پارٹی کے بڑے نے تو بسنتی لباس پہن کر بہت یقین کے انداز میں بھارت یاترا کے دوران پاکستان کو ایک "بلنڈر" قرار دیا تھا۔ وہ اسی بناء پر بلنڈر کو کالا باغ ڈیم سے پنپتا کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ سندھ نے ڈیم سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے لیکن ڈیم کی مخالفت ان کی سیاست کا اہم نکتہ ہے۔ مقصد پاکستان کو کمزور دیکھنا ہے۔ پی پی پی نے تو حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلا وار کالا باغ ڈیم پر ہی کیا۔ اسی طرح ایران اور چین سے سستی گیس اور بجلی کی پیشکش قبول نہ کرنے سے کیا بات سمجھ آتی ہے؟

کالا باغ ڈیم کی تکمیل ناگزیر ہے۔ یہ ان جماعتوں کی سعی سے ممکن ہوگی جن کا جینا اور مرنا اسلام سے وابستہ ہے۔ جس طرح تخلیق پاکستان پر مُہرِ ربانی کی چھاپ ہے اسی طرح یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر جو بابائے کے فرمان کے مطابق ہماری "شہ رگ ہے" اس نے پاکستان کو مکمل کرنے کے لیے اپنے تمام ڈیموں سمیت ہمارے ساتھ آملنا ہے۔ یہ راستہ اللہ نے نکالنا ہے: "بے شک اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔" (الانفال، 30:8)

یہ سارا عمل مکمل ہونے کے بعد پاکستان نے اسلامی دنیا کو ایک فعال قیادت بھی فراہم کرنی ہے ان شاء اللہ، لیکن زبردست آزمائشوں سے گزر کر۔ ابھی تک ہم نے سیکھا کچھ نہیں ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

("نوائے وقت"، 26 اپریل 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کالاباغ ڈیم اوراسراف

کلام پاک میں یہ بہت واضح ہے کہ اللہ اسراف یعنی اس کی دی گئی نعمتوں کو ضائع کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔"اللہ کے عطا کردہ مال کو فضول خرچیوں میں نہ اڑاؤ" (بنی اسرائیل:25) اور "اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں" (بنی اسرائیل :26) ۔ایک طرف تو یہ خبر کہ ہم کالا باغ ڈیم کو سیاست کی نذر کرنے کی وجہ سے ہر سال اپنا 560 ارب روپیہ کا نقصان کر رہے ہیں (نوائے وقت: 18 جنوری 2012ء)، دوسری طرف اسفند یار ولی نے بہت فخر سے یہ اعلان کیا ہے کہ "ہم نے کالا باغ ڈیم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے" (نوائے وقت: 26 جنوری 2012ء)۔خان صاحب کی اپنی سرسبز اور ہر وقت پانی سے گھری شاداب زمینیں مجھے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔الحمدللہ، اللہ انہیں تا قیامت مزید سرسبز رکھے (آمین) چونکہ یہ میرے ملک کی ہیں۔میرے ملک کے لوگ، چرند اور پرند ان سے اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔خان صاحب اگر خود اس ملک کے طفیل "سُو کھے" ہیں تو وہ باقی سب کو کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر کے "اوکھا" تو نہ کریں۔کالا باغ ڈیم پر تکنیکی باتیں بہت ہو چکی ہیں۔اب بات دین کے حوالے سے ہے۔اے این پی والے ماضی میں رہ رہے ہیں۔سرخ روس کو کیا اب کہانی نہیں بنا دیا اللہ نے؟ قذافی کی نقالی میں خان صاحب کو سلامی دیتی سرخ پوش غیرت مند پٹھانوں کی دوشیزائیں کس سے شاباش وصول کرنے کے لیے میدان میں اتاری گئی ہیں؟ قذافی کی گرین بک بھی گئی اس کے ساتھ۔اللہ کی کتاب موجود ہے، رہے گی۔پی پی اور ایم کیو ایم بھی اے این پی کی طرح سیکولر جماعتیں ہیں۔فضل الرحمٰن کی پارٹی سرکاری پارٹی ہے۔اُن سب کا کالا باغ ڈیم کے بارے میں ایک ہی راگ ہے۔کالا باغ ڈیم کا نہ بننا ہماری صنعت وحرفت، زراعت، تعلیم، علاج معالجے، غرض کہ کھیلوں کے فروغ میں بھی ایک دم رکاوٹ ہے۔خان صاحب نے ہندوستان کے پاس وہ فہرست ضرور دیکھی ہو گی جس میں پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے اقدام لکھے ہیں۔کیا کالا باغ ڈیم وہاں سرفہرست ہے؟ کیا اسی لیے آپ اس بات پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈٹے ہوئے ہیں جو اغیار کی دلی خواہش ہے۔اوپر درج بات ہے اللہ کے حکم کی۔ایک چھوٹی سی بات بھی اللہ قبول فرمالے تو تقدیر پلٹتے دیر نہیں لگتی۔آج تک ہم جس قدر اللہ کی نعمت کو ضائع کر چکے وہ تو واپس نہیں آ سکتی لیکن در توبہ تو کھلا ہے۔اللہ کو اپنا رب ماننے والا ہر کوئی اپنی بساط اور طریقہ کے مطابق کالا باغ ڈیم کے حق میں آواز بلند کرنی شروع کر دے تو ارباب اقتدار خواہ کوئی بھی ہوں، مجبور ہو جائیں گے۔شہادت کی انگلی بھی اگر ہم اس نیک کام کے حق میں کھڑی کرنا شروع کر دیں تو ہماری بگڑی ان شاء اللہ بن جائے گی۔الیکشن بھی قریب ہیں۔یہاں شوبز والوں سے بھی کہنا ہے۔ان کا اپنا ایک اثر ہے۔وہ بھی اس نیک کام میں حصہ ڈالیں، آخرت کھری کر لیں۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(''نوائے وقت'' 31 جنوری 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کالا باغ ڈیم: ایک اور پہلو سے

بھارت پانی پر ڈاکے ڈالتا جارہا ہے اور ہمیں ریگستان میں تبدیل کر کے زندہ در گور کرنے پر تلا ہوا ہے اور ہمارے کرتا دھرتا اس قبضہ پر خاموش لیکن تجارت، کبڈی، کرکٹ اور اُس کی ثقافتی یلغار کے بارے میں انتہائی پُرجوش۔ جب کالا باغ ڈیم کا ذکر آتا ہے اُسے صرف پنجاب کے لیے کارآمد اور باقی تینوں صوبوں کے لیے دشمنی کے مترادف گردانا جاتا ہے۔ لیڈران رٹے ہوئے الفاظ ''قومی مفاہمت اور دوسروں کو ساتھ لے کر چلیں گے'' کے طلسم میں کھوئے ہوئے ہیں۔

جو مصیبتیں عوام پر نازل ہو چکی ہیں، کیا اُن میں سے کوئی سی ایک مصیبت بھی ہمارے لیڈران میں سے کسی ایک نے جھیلی ہے؟ کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی پانی اور بجلی کے بغیر ایک دن گزارا ہے؟ اب نواز اور عمران خان بھی اسی قومی مفاہمت کے ایجنڈے پر آمنّا وصدقنا کہہ چکے ہیں کہ کالا باغ ڈیم نہیں بننا چاہیے۔ کیا یہ بھیانک مذاق اُن کی سمجھ میں صرف اقتدار کے حصول کی وجہ سے نہیں آرہا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی مخالفت اور قدرتی تحفہ سمندر کی نذر کرنے کے صلہ میں ہندوستان سے اربوں روپیہ ملے تو کیا بُرا ہے۔ اُن کا کیا جاتا ہے۔ بجلی بند ہو تو ان کے ہاں جنریٹر چنگھاڑ کر ارد گرد ان کی مزید دھاک اور واہ واہ کروا دیتے ہیں۔ پیروں اور مخدوموں کے ڈیرے بھی اسی طرح جگمگاتے ہیں۔ جب ہر طرف اندھیرا گھپ ہوتا ہے بجلی کا اکلوتا بلب بجھ جانے کے ساتھ جب پانی بھی چلا جاتا ہے تو غریبوں کے گھر کربلا کا ماحول پیش کرتے ہیں۔ کتنی بختاوریں اور کتنے بلاول رات کو پڑھنے سے محروم رہ جاتے ہیں، ہسپتالوں میں کیا بیتتی ہے، کارخانے بند ہونے کی صورت میں کتنے دیہاڑی دار روزی کمانے سے محروم رہ جاتے ہیں؟

اے این پی، پی پی پی اور ایم کیو ایم تو سیکولر ٹھہریں، فضل الرحمٰن نے اپنے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے ہر اُس کام کی مخالفت کرنی ہے جس سے پاکستان کا بھلا ہو (چونکہ ان کے بزرگ پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہ تھے لیکن حکومت میں شرکت اُن کی بھی رہی اور یہ تو ہیں ہمیشہ ہمیشہ سرسبز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکاری پارٹی کے ساتھی)۔ چودھری برادران کی مجبوری صرف اقتدار میں رہنا سمجھ آتی ہے، جیسا بھی کوئی سی بھی ہو۔ لیکن نواز لیگ والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں، اللہ کے گھر کے پڑوس میں اتنا عرصہ گزار کر آئے ہیں۔ اقتدار بھی ان کے پاس ہے۔ عمران بھی قرآنی آیات سے تقریر کا آغاز کرتا ہے۔ کم از کم نواز شریف اور عمران کو اس بھیانک طریقے سے زندہ درگور ہونے کی اذیت کا اندازہ کرنا چاہیے اور وہ اس زیاں کے باعث اللہ کی ناراضگی مول نہ لیں۔ اگر ضیا اور مشرف اپنے اقتدار کے لیے لایعنی ریفرنڈم کرا سکتے تھے تو بھیانک موت کے منہ میں جانے سے بچنے کے لیے یہ کیوں نہ کرا دیا جائے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ ہم امریکی ایجنڈے کے تحت اُس ازلی دشمن کو جو ہمیں زندہ درگور کرنا چاہتا ہے، پسندیدہ ترین قرار دیتے ہیں۔ یہاں بھی نواز اور عمران کی سوچ بہت حد تک مشترک ہے اور یہ دکھ کی بات ہے۔ اللہ ہم پر اپنا خصوصی کرم فرمائے۔ آمین!

''ہم اس بات (پر قادر) ہیں کہ اُن سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں۔''

(المعارج70: 40-41)

(لیکن اے اللہ ہم تو عاجز آچکے ہیں، ہماری التجا سن لے، آمین)

ہماری قوم ملک کے بننے سے پہلے بھی اور اب بھی آزمائشوں سے گزر رہی ہے۔ مدینہ ثانی ہونے کا بھرم رکھنا آسان نہیں۔ آنے والے وقتوں میں پاکستان کو اُمہ کی قیادت کے لیے تیار کیا جارہا ہے۔ اسے ایک واہمہ نہ سمجھا جائے۔ ایوب نے 1963ء میں پانی ہندوستان کو بیچ دیا اور کالا باغ ڈیم کا بنانا آسان سمجھتے ہوئے بعد میں خود انحصاری کے تحت بنانے کے خیال سے موخر کیا اور اب جو ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ آج تک جو پانی سمندر برد ہو چکا اُس کا خمیازہ کیا ہم نے نہیں بھگتا؟ ہر فوجی ڈکٹیٹر نے ملک کو اپنے طریقہ سے زک پہنچائی۔ ضیاء نے کالا باغ ڈیم کے لیے کوشش کی لیکن اس کے چہیتے بدماغ اور متکبر جنرل فضل حق نے ولی خان کو اُکسایا اور سب دھرے کا دھرارہ گیا۔ اللہ اُسے معاف نہ کرے۔ آمین!

بھارتی قیادت کو معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کی بربادی ہم نہیں چاہتے۔ وہاں بھی آج 20 کروڑ مسلمان بس رہے ہیں۔ جس طرح طائف کے ظالموں کو نبی اکرم ﷺ نے بددعا نہیں دی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کی اولادیں مسلمان ہوں گی اسی طرح بھارت نے بھی ایک دن اسلام کے جھنڈے تلے آنا ہے۔
ان شاءاللہ۔

''اعلان کردیں کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہوگیا۔ یقیناً باطل تھا ہی نابود ہونے والا۔''
(سورۃ بنی اسرائیل 17:80)

جب سورۃ روم کا نزول ہوا تو کفار کا ردِعمل کیا تھا؟ درج بالا آیات اور نزول حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں احادیث کی روشنی میں اوپر جو بات کہی گئی ہے کہ اسلام نے دنیا میں چھانا ہے تو صرف وقت کا انتظار ہے۔ ایک حدیث کے مطابق آپ ﷺ کو اس طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ اس لیے میرا ایمان ہے کہ بھارت ہمیں زیر کیا کرے گا، اُس کی ساری آبادی نے مسلمان ہوکر اپنے تمام ڈیموں سمیت ہمارے ساتھ آملنا ہے۔ لیکن اُس وقت کے انتظار میں ہم اپنا کام تو کریں۔ قیادت کے لیے قائدانہ خوبیاں تو اپنے آپ میں پیدا کریں۔ اللہ حامی وناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت''، 22دسمبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنازع کا حل

مکرمی! کالاباغ ڈیم کے مسئلے کا حل ایک نئے نئے وزیر برائے پانی و بجلی کی محض ایک پریس کانفرنس کی مار نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس مد میں پچھلی کئی دہائیوں سے ہمارے غریب اور پس ماندہ ملک کا اربوں کے حساب سے سرمایہ کھپ چکا ہے۔ اب کالاباغ ڈیم، سبز باغ کے مترادف بن گیا ہے۔ پریس کانفرنس میں فرزندِ سرحد محترم شمس الملک جن کے سر کے آدھے بال کالاڈیم کے بارے میں مثبت آراء اور دلائل دیتے دیتے سفید ہو گئے ہیں، کی موجودگی بہت ضروری تھی۔

☆ یہ مسئلہ ہمارے حقیقی آبِ حیات سے متعلق ہے

☆ ملک کے سرسبز رہنے یا ریگستان میں تبدیل ہونے سے متعلق ہے۔

☆ زرعی اور صنعتی میدانوں میں ترقی سے متعلق ہے۔

اس ڈیم کو پنجاب سے منسلک کر کے وجہ تنازع نہ بنایا جائے۔ اس مسئلہ کا از سرِنو قومی اسمبلی میں بے لاگ مباحثے کے ذریعے حل نکالا جائے۔ علاوہ ازیں ضروری ہے کہ متبادل انتظام بھی کیا جائے تاکہ وہ قیمتی پانی بچایا جا سکے جو ہم کتنی دہائیوں سے اپنی ضد، کم فہمی اور بہت زیادہ بدنصیبی کی وجہ سے سمندر کی نذر کیے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ کہ ماحول میں تبدیلی کے باعث قطبین پر برف پگھلنے کے باوجود پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں پانی زمین کی گہرائیوں میں اتر چکا ہے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ''اگلی عالمی جنگ پانی کے باعث لڑی جائے گی''۔

(''نوائے وقت'' 11 اپریل 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دورِ نبویؐ کا چشم کشا واقعہ

10 ستمبر 2012ء کے نوائے وقت میں پرویز مشرف کے ساتھ طلبہ کے ایک انٹرویو کو اپنے کالم میں پرویز مشرف کی خالی بڑھکوں اور طلبہ کے چبھتے سوالوں پر ملک میں واپس آ کر اُنہیں تمیز سکھانے کی بات کو جناب آسی صاحب نے ایسے سمیٹا کہ ''یہ نشست اصلاح سے زیادہ جرنیلی آمروں کے لیے عبرت کا مقام بنی نظر آ رہی تھی اور مجھے اب یہ یقین ہے کہ مشرف کے دل میں دوبارہ اقتدار کے کسی سہانے خواب نے ملک واپسی کی جوت جگائی ہوگی تو اس نشست سے واپسی پر کافور ہو چکی ہوگی''۔ پھر اسی انٹرویو کے تناظر میں اسی اخبار میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے ''القلم فاؤنڈیشن'' کے چیئرمین علامہ عبدالستار صاحب سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے بجا فرمایا کہ ''پاکستان کے لیے خدمات پر قومی مجرم مشرف سے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں''۔ مشرف، صدام اور البرادی اس صدی کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُمہ کو ایک ایسے نقصان سے دوچار کیا ہے جس کا خمیازہ ہوسکتا ہے کہ اُمہ کو بہت عرصے تک بھگتنا پڑے۔ مشرف نے جتنے ظلم اپنے دور میں کمائے اُن میں وہ اکیلا نہ تھا۔ اُس کی حکومت کے کرتا دھرتا جو آج مختلف حکومتوں اور پارٹیوں میں شامل ہیں وہ سب بھی برابر کے جوابدہ ہیں۔ کیسے؟ اس کا اُن کو بخوبی علم ہے۔ اسی تناظر میں غزوہ تبوک سے متعلق ایک واقعہ ہمارے لیے بہت چشم کشا ہے (صحیح بخاری، جلد دوئم، پارہ 18، المغازی)۔

حضرت کعبؓ بن مالک بیعت العقبہ اور جنگ بدر میں شامل رہے۔ جنگ تبوک میں شرکت کرنے میں تساہل کا شکار ہو گئے۔ آپؓ نے حضور ﷺ کو سچ سچ بتا دیا کہ وہ قصوروار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کعب نے سچ سچ کہہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کعب اب تو ایسا کر کہ چلا جا، جب تک اللہ تیرے باب میں کوئی حکم نہ اُتارے''۔ حضرت کعبؓ کے مطابق، حضور ﷺ نے تمام مسلمانوں کو منع کر دیا کہ ہم تینوں آدمیوں (دو حضرات اور بھی تھے یعنی حضرت مرارہ بن ربیع عمری اور حضرت بلالؓ بن اُمیہ) سے کوئی بات نہ کرے۔ دوسرے لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے جنہوں نے جھوٹے بہانے کیے تھے، اُن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کوئی ایسا حکم نہ دیا۔ پچاس راتیں اسی پریشانی میں گزریں۔ اسی دوران بازار میں ایک نصرانی نے غسان کے نصرانی بادشاہ کا خط حضرت کعبؓ کو دیا۔ مضمون یہ تھا: "مجھے خبر پہنچی ہے کہ تمہارے پیغمبر صاحب نے تم پر ستم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا ذلیل نہیں بنایا ہے نہ بیکار (تم تو کام کے آدمی ہو)۔ تم ہم لوگوں سے آن کر مل جاؤ۔ ہم تمہاری خاطر خدمت کریں گے۔" آپؓ نے جب یہ خط پڑھا تو دل میں کہنے لگے یہ ایک دوسری بلا ہوئی۔ آپؓ نے وہ خط لے کر آگ کے تنور میں جھونک دیا۔ اُن پریشانی کے دنوں میں بھی غسانی بادشاہ کے اُمید افزا پیغام کو اپنے لیے ایک مصیبت اور ذلت کا باعث جانا۔

اس واقعہ سے بتانا یہ مقصود ہے کہ حضرت کعبؓ جیسے عظیم المرتبت صحابیؓ کا قصور غزوہ میں شرکت نہ کر سکنا تھا۔ وہ ندامت کے ساتھ اللہ سے معافی کے خواستگار رہے اور پھر اللہ نے خود مہربانی فرمائی اور نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ آپ کی معافی کی خوشخبری عطا کی۔

لیکن ایسے مسلمان جو غیر مسلموں سے مل کر صرف اپنے ذاتی مفاد کے لیے باقی مسلمانوں پر ایسی جنگ مسلط کرانے کے ذمہ دار ہوں جو ایک بے بنیاد اور صریح جھوٹے الزام کی بنیاد پر برپا کی گئی ہو، اور وہ اُن کے دست و بازو اور آنکھیں بنے ہوئے ہوں' اُن کے لیے درج بالا واقعہ میں کوئی سبق ہے؟ اس جنگ کو جو لوگ ہماری جنگ کہہ رہے ہیں وہ بھی ہوش کے ناخن لیں۔ جو تباہی پاکستان میں خودکش حملوں وجہ سے برپا کی جاتی ہے' اور جو ڈرون حملے مسلمانوں کی جان و مال کو تباہ کر رہے ہیں' اس کے بارے میں کوئی جواب دار ٹھہرایا جائے گا؟ کیا اس کا خمیازہ اُس کو نہیں بھگتنا پڑے گا جس نے اس تباہی کی داغ بیل میں اپنا حصہ ڈالا کہ بش جیسے غیر مسلموں کی وجہ سے اقتدار قائم رہے اور ڈالروں کی خیرات ملتی رہے؟ آج وہ اقتدار کہاں ہے؟ آج جو بھی کوئی اس تباہی کے پھیلانے کے عمل میں اپنا حصہ ڈال رہا ہے اُس کے لیے حضرت کعبؓ کا درج بالا واقعہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں غیروں کی خاطر اپنے ہی بھائی بندوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے بچائے اور پاکستان اور مسلم اُمہ کو اپنی مکمل حفاظت عطا فرمائے۔ آمین!

(غیر مطبوعہ، 12 ستمبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حزب اللہ بمقابلہ حزب الشیطان

اسرائیل کی طے شدہ حکمت عملی کے تحت تمام شیطانی قوتیں مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ بنا کر مسلمان دنیا کو تباہ و برباد کرنے کا عزم لے کر براستہ افغانستان، عراق اور اب لبنان میں آ ٹھہری ہیں۔ فلسطین کو تو اسرائیل با قاعدہ زندہ اہداف کے طور پر فوجی تربیت گاہ کے لیے استعمال کر ہی رہا ہے۔ یہ راز کی بات تو ہے نہیں کہ تمام مغربی ذرائع ابلاغ مکمل طور پر یہودیوں کی ملکیت ہیں، لہٰذا حِزْبُ اللّٰہِ کے راکٹوں سے تباہ ہونے والی گاڑیوں اور مکانوں کو تو بے حد نزدیک اور ہر ہر زاویہ سے تفصیل سے دکھایا جاتا ہے (ویسے بھی اتنے بڑے ذرائع ابلاغ تھوڑے نقصان کو اور کس طرح اچھالیں) لیکن لبنان میں توپ خانے، جہازوں اور ٹینکوں سے کی جانے والی گولہ باری کو دور سے صرف دُھوئیں یا گرد و غبار کی صورت میں دکھانے کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ لبنانیوں کا جانی نقصان تو صرف کہیں "غلطی" کی بنا پر ہو رہا ہے۔ ایک عربی چینل جو حقیقت دکھا رہا تھا اُسے دنیا کی اکیلی طاقت نے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے۔ یہ ہے وہ آزادی تحریر و تقریر، انفرادی آزادی اور روشن خیالی اور اُس کی برکتیں جن پر مغرب کو اتنا ناز ہے اور ہمارے متمدن، آزاد خیال اور روشن دماغ صاحبان اقتدار جن اقدار کو اپنانے کے لیے انتہائی بے تاب ہیں۔ کاش کہ ہمارے 57 ممالک کے حکمرانوں میں سے کوئی تو ایسا ہوتا جو لبنانی بھائیوں کی حالتِ زار کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرتا اور حوصلہ بھی کہ جو کام "متحدہ مسلم افواج" کا تھا وہ صرف "حِزْبُ اللّٰہِ" نے کس طرح صرف اللہ کے بھروسے پر اور جذبۂ شہادت سے لبریز ہو کر انجام دیا۔

مغربی ذرائع ابلاغ سے اُن کے بہت روشن دماغ اور اُجلے دلوں والے عالم فاضل مبصرین ایران اور شام کو لگا تار الزام دے رہے ہیں کہ وہ حِزْبُ اللّٰہِ کو امداد دے رہے ہیں مگر امریکہ اور پورا مغرب جو مدد اسرائیل کی تواتر سے اور خاص طور پر آج کل کر رہا ہے اسے وہ جائز تسلیم کر رہے ہیں اور شاید ناکافی بھی۔ سوال یہ ہے کہ:

☆ فلسطین اور لبنان میں جو تباہی ہو رہی ہے، تاریخ میں اس کو کیا نام دیا جائے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ایک تسلیم شدہ وحشی اور جارح کی بے دریغ پشت پناہی تہذیب اور روشن خیالی کی کون سی قسم ہے؟

☆ کس طرح کا انصاف آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہوگا؟

☆ کیا آج کل کے روشن خیال' معتدل مزاج اور کھلے دل و ذہن رکھنے والے مغربی اور امریکن اکابرین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ ضد' ہٹ دھرمی' دھونس' دھاندلی' ظلم اور مذہبی تعصب کو ہی انصاف کا نام دے کر دنیا سے اُجلا پن ختم کر کے رہیں گے؟

لبنان میں عراق کی تاریخ یوں دہرائی جا رہی ہے کہ جب امریکی افواج نے عراق پر جارحیت کی تو عراق کی افواج جن کا بہت شہرہ تھا اور خاص کر کہ ''فدائین'' ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ غیر فوجیوں نے مزاحمت کی اور یہ اب تک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لبنان میں بھی لبنانی افواج کا کوئی ذکر نہیں اور صرف'' حزبُ اللہ ''ہی نشانہ پر ہے۔

یہ حزب اللہ کو ختم اور نیٹو افواج کو لبنان میں داخل کرنے کی سازش ہے۔ اس طرح لبنان کو زیر کرنے کے بعد شام اور ایران سے نپٹنا آسان ہو جائے گا۔ جہاں تک اسرائیلی افواج کا تعلق ہے' اُس کے غبارے میں سے تو ہوا نکل گئی ہے۔ اس کا اچھا خاصا منفی اثر امریکہ اور نیٹو کی افواج پر بھی پڑے گا' ان شاء اللہ۔

پاکستان کی حکومت نے جہازوں کی تباہی سے متعلق معلومات برطانیہ کو بہت ہی صحیح موقع پر فراہم کی ہیں۔ اس طرح لبنان کے معاملہ کو پس پردہ کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔

9/11 اور 7/7 کی تحقیقات کا نتیجہ کب برآمد ہوا تھا کہ یہ نیا الزام مسلمانوں پر دھر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی صحیح الدماغ اور عام کیفیت رکھنے والا انسان کبھی دوسرے انسان کے خون سے ہاتھ رنگنے پسند نہیں کرے گا چہ جائیکہ ایک صحیح معنوں میں مسلمان ایک باشعور اور قرآن اور حدیث کا علم رکھنے والا مسلمان یہ جانتا ہے کہ انسانی جان کی اللہ کی نظر میں کیا حرمت ہے۔ وہ کبھی اُن معصوموں کی جان لینے کی کوشش نہیں کرے گا کہ جو میدان جنگ میں اس کے مدِ مقابل نہ ہوں۔ بہر حال اس انتہائی اہم خدمت کا ''اجر'' جلد ہی ظاہر ہوگا، اس شکل میں کہ ہر جگہ مسلمانوں کا جینا مزید دوبھر ہو جائے گا۔ اس حالیہ جنگ میں بھی اکثر حکومتوں نے مقدور بھر حصہ ڈالا ہے، چونکہ وہ امریکہ اور مغرب کی پالتو ہیں۔ اُن کی پشت پناہی کی وجہ سے ہی اپنے عوام کے سروں پر قائم ہیں۔ تیمور کے گھرانے میں اگر تھوڑی سی بھی غیرت ہوتی تو ملائیشیا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلائے گئے اجلاس میں او آئی سی کی کارکردگی یقیناً مسلمانوں کے لیے سرخروئی کا باعث بنتی۔ کیا موجودہ مسلمان حکمرانوں کے لیے جو اپنی ذات' اپنے اقربا اور حاشیہ برداروں کے لیے زیادہ سے زیادہ توشہ حیات سمیٹنے کو ہی کامیابی سمجھتے ہیں' سادات' ایوب خان' یحیٰی خان' بھٹو خاندان' شہنشاہ ایران' بنگلہ بندھو مجیب الرحمٰن' ضیاالحق اور یاسر عرفات کی شکل میں عبرت کا کوئی سامان نہیں ہے؟ کیا اُن کے لیے محمد ﷺ کے غلاموں سلطان صلاح الدین ایوبی اور سلطان ٹیپو شہید کی زندگیوں سے سیکھنے کے لیے کچھ بھی نہیں؟

(ماہنامہ ''بیدار ڈائجسٹ'' ستمبر 2006)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شیطان کامیاب جا رہا ہے

شیطان نے دیوار پر اپنی ناپاک اُنگلی سے صرف شیرا لگانا ہوتا ہے، اور پھر باقی کے کام اُس کے چیلے چانٹے سنبھال لیتے ہیں۔ شیطان اور اُس کے ساتھی ابھی تک اپنے اُس مقصد میں کامیاب جا رہے ہیں جو 9/11 کے ڈرامے سے شروع ہوا۔ ہمارے حصے میں کیا آ رہا ہے؟ صرف تباہی اور ذلت! اس صیہونی سازش کو کامیاب بنانے میں مسلمان حکمران برابر کے شریک ہیں۔

آج تک ہمارے تمام ملکوں (ایران کے علاوہ) کے حکمران صیہونیوں کے اُس جھوٹ کے اثر سے باہر نہیں آنا چاہتے کہ جس کو بنیاد بنا کر اُمہ کو ایک انتہائی بھیانک سازش کا شکار بنایا گیا، اور صیہونی ایجنڈے کو کامیاب بنانے کے لیے اُسے تباہی، بربادی اور ہلاکتوں سے ہمکنار کیا جا رہا ہے۔ تمام اکابرین اپنے طور پر اس سازش سے مکمل آگاہ ہیں، لیکن وہ اپنے صرف چند روزہ ذاتی اقتدار اور حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے امریکہ اور مغرب کو اپنا قبلہ وکعبہ بنائے ہوئے ہیں۔ ہر حکمران یہ سب بھی بھول جاتا ہے کہ اُس کے پیش رو کی سبک دوشی کے وقت (کسی بھی بنا پر) امریکہ یا مغرب کس طرح طوطا چشمی کا مرتکب ہوا۔

میجر غلام نصیر (ریٹائرڈ) نے اپنی کتاب "علامات قیامت" میں صیہونی سازش کو بہت احسن طریق پر بے نقاب کیا ہے۔ اُن کے مطابق، صیہونی اقلیت مغرب کی عیسائی اکثریت اور اُس کی دفاعی قوت کو اپنے مفاد میں استعمال میں لانے کے لیے ایک عالمی جنگ کے حق میں راہ ہموار کرنا چاہتی ہے کیوں کہ صیہونیوں کے مطابق اُن کا مسیحا عنقریب آنے والا ہے جسے عیسائی دنیا نے قبول نہیں کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے عیسائیوں کی بربادی ضروری ہے۔ اس مفروضے یا خیال کو ایک امریکی مصنفہ گریس ہیل سیل (Grace Halsell) نے اپنی کتاب "فورسنگ گاڈز ہینڈ" میں اس طرح پیش کیا ہے:

1۔ امریکن پادری فال ویل اور لنڈسے کے مطابق یہ اللہ کا حکم ہے کہ ہم ہولناک جنگ لڑیں۔ مبلغ پیٹ رابرٹسن کے مطابق، بائبل میں آئندہ حادثات کی صریح شہادتیں موجود ہیں۔ آخری جنگ عظیم برپا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہونے والی ہے۔ یہ حزقیل کی تائید میں ہے۔

2۔امریکی پادری آخری جنگ عظیم کے مذہبی نظریے پر یقین رکھتے ہیں اور تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

3۔پادری کلائیڈ کے مطابق حزقیل کے باب 38 اور 39 میں ایٹمی جنگ بیان کی گئی ہے۔

4۔کلائیڈ کے مطابق اللہ روس کی تقریباً 80% آبادی کو تباہ کر دے گا۔

5۔بائبل میں درج ہے کہ ابتلاء کے زمانے میں ایک ایٹمی جنگ ہوگی جس میں انسانوں کی ایک تہائی تعداد آگ، دھوئیں سے ہلاک ہو جائے گی۔ قدیم اور جدید دونوں صحیفے ایٹمی تباہی کی خبر دیتے ہیں۔

6۔جان وی ڈوائن نے کتاب انکشاف میں آخری جنگ کی مکمل تصویر دکھائی ہے اور مکمل تباہی کی پیشن گوئی کی۔

7۔ڈیلس کی مذہبی درس گاہ (ڈیلس تھیولوجیکل سیمنریز) اس فکر کا سرچشمہ ہے کہ اللہ کی ہدایت کے بموجب ہمیں اس دنیا کو ختم کر دینا چاہیے۔ امریکہ اور یورپ اس پر تلے ہوئے ہیں۔

اس صیہونی سازش کو ناکام بنانے میں ہماری قربانیاں اور دعائیں اگر رنگ نہیں لا رہی ہیں تو اس کی وجہ بھی ہم خود ہیں۔ ہم اُس پاک ہستی ﷺ کی تعلیم سے سراسر روگردانی کر رہے ہیں، صرف بھونڈے انداز میں نقلیں اپنا رہے ہیں، منافقت کر رہے ہیں۔ آیئے ایک حدیث مبارک کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ان نشانیوں میں ہمارا حصہ کتنا ہے!

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: 1۔ بولے تو جھوٹ بولے، 2۔ وعدہ پورا نہ کرے،
3۔ امانت میں خیانت کرے"۔

بطور اُمہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک کے بعد دوسرے زخم سے لہولہان ہو رہے ہیں۔ نو گیارہ کے بعد ہمیں ناپاک خاکوں میں اُلجھا دیا گیا۔ پادری ٹیری جانز نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی۔ امریکی عقوبت خانوں میں اس حرکت کو ایک معمول بنا لیا گیا۔ اُن مواقع پر بھی تمام مسلم ممالک میں ہنگامے ہوئے، توڑ پھوڑ ہوئی، جانیں ضائع ہوئیں، لیکن جو خاکوں کے خالق تھے، کلام پاک کی بے حرمتی کرنے والے تھے اُن کا کوئی نقصان ہوا؟ آزادی تحریر و تقریر اُن کی براءت کے لیے ایک ڈھال ہے۔ ابھی بھی ہیلری نے اسی ڈھال کے ذریعے اُن ملعونوں کی طرفداری کی ہے جنہوں نے یہ بیہودہ فلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنائی ہے۔ ہمارے سربراہانِ مملکت خاص طور پاسبانِ حرمین شریفین کی طرف ہم جیسے ناکارہ لوگ اپنی گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ اُن کی طرف سے کوئی ٹھوس عملی کارروائی کبھی بھی کی گئی؟

یومِ عشق رسول ﷺ کو ہمارے اربابِ اقتدار، اہم سیاسی اور دینی جماعتوں کے راہنما مل بیٹھ کر ایک جامع حکمت عملی کے تحت مناتے تو اس توڑ پھوڑ، بدنظمی، جانی نقصان سے بچا جاسکتا تھا، اور جہاں پیغام پہنچانا مقصود تھا وہاں بھی اس پیغام کو اہمیت دی جاتی۔ دوسرے ممالک کی طرح ایک نظم وضبط کے تحت اگر جلوس نکالے جاتے تو ہوش مند، پڑھے لکھے اور ہر عمر اور جنس کے لوگ کثرت سے شامل ہوتے لیکن بدنظمی اور ہنگامی صورت حال متوقع تھی۔ لہٰذا حاضری کم رہی اور میڈیا نے بھی بدنظمی اور توڑ پھوڑ کے مناظر زیادہ دکھلائے حالانکہ کئی جلوس پُر امن بھی رہے، لیکن "بریکنگ نیوز" کی سنسنی پھیلانے کے لیے اُن کی طرف کم توجہ دی گئی۔ چند اینکر پرسن خود بھی اشتعال دلا رہے تھے۔ کیا کسی سرکردہ سیاسی یا مذہبی شخصیت کی نکسیر بھی پھوٹی؟

کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ ایک منظم طریقہ سے ریڈ زون تک پُر امن جلوس جاتے اور وہاں اپنے اپنے احتجاجی مراسلے اپنے راہنماؤں کے ذریعہ متعلقہ ایمبیسی کے حوالے کرتے؟ اب حاصل صرف یہ ہوا کہ جس عظیم ترین شخصیت ﷺ کی حرمت کی پاسبانی کے لیے یہ کارروائی کی گئی اُس پاک ہستی ﷺ کی کسی بھی ہدایت پر عمل نہ ہوا۔ پھر تو ایسے ہوتا ہے ایسے کاموں میں۔ اگلے دن یعنی ہفتہ کے دن کچھ بھی ہمارے لیے باعث ندامت نہ تھا۔ ہوسکتا ہے کہ توڑ پھوڑ کو ایک باعث فخر عمل سمجھ کر بیان کیا گیا ہو۔ ہفتے کے دن تمام شہروں میں کاروبارِ حیات معمول کے مطابق تھا۔ سب غم وغصہ چھٹ گیا۔ کیا یہ دُکھ صرف ایک دن کے لیے تھا؟ مقصد یہ ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو جانیں گئیں وہ ہمیشہ کی طرح عام لوگ تھے۔ جبہ و دستار والے جو عوام کو شہید ہونے کا درس دیتے رہے، اُن میں سے تو کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی۔ پولیس کے لوگ اس ہنگامے میں زخمی ہوئے۔ وہ بھی ہمارے اپنے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ جو گاڑیاں اور موٹر سائیکل جلائے گئے اور جن دوکانوں سے مال لوٹا گیا، جو بنک اور پٹرول پمپ جلائے گئے اُن کے بچارے مالکان اور کارکن بھی ان جلوسوں میں شامل تھے۔ جو جانیں گئیں اُن پر صرف ماتم کرسکتے ہیں۔ جنہوں نے گلے پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو اُکسایا وہ تو شیطان کو کامیابی دلا کر آرام سے ہیں۔ کیا کسی گلا پھاڑنے والے کا سر پھٹا؟ ہمارے سیاستدانوں کا کردار بھی روزِ روشن کی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہے۔ہم خود اندازہ کریں ہم اُس ہستی ﷺ کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ خود درود بھیجتا ہے(الاحزاب:56) اُس کے فرشتے بھی اور یہی سب سے متبرک عبادت ہم امتیوں کے لیے ہے۔ہم میں سے ہر ایک کے لیے حضور ﷺ کا صحیح معنوں میں غلام بنے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔اوپر بیان کی گئی حدیث میں تین برائیوں میں سے کسی ایک کو ہر اُمتی خود سے فوری دور کر لے تو ان شاءاللہ ہم میں باقی دو برائیاں بھی جلد یا بدیر دور ہو جائیں گی۔اس لیے کہ حدیث قدسی ہے کہ "بندہ جب اللہ کی طرف چل کر آتا ہے تو اللہ اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔" اگر یہ بات سمجھ نہیں آتی تو پھر دوسروں کی مزید ذلت بھری غلامی کے لیے تیار رہا جائے۔

اب شیطان پارٹی کی جانب سے آئندہ حملہ کسی دوسری طرح ہوگا۔ہمیں ابھی سے تیاری کرنی چاہیے تاکہ ہم مزید نقصانات سے بچ سکیں۔سر کا انعام مقرر کرنے سے ایسی باتوں کا سدِ باب ممکن نہیں۔ رشدی ابھی بھی زندہ ہے۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(غیر مطبوعہ،24 ستمبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وقتِ دعا ہے!

دنیا میں بظاہر امریکی لیکن اصل میں صیہونی لائحہ عمل کے تحت جو کچھ ہو رہا ہے اُسے مکافاتِ عمل ہی نام دیا جاسکتا ہے۔ یعنی:

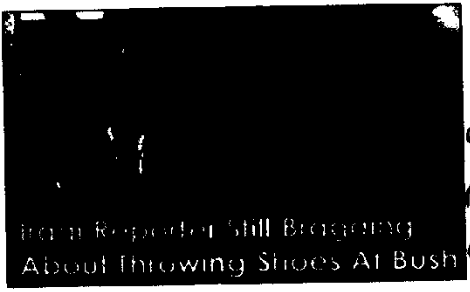

☆ شیرون اب تک سسک رہا ہے۔

☆ عراقی صحافی منتظر زیدی نے بش کو ذلت کا نشان بنا دیا اور اپنا نام رہتی دنیا تک جواں مردوں میں درج کرا لیا۔

☆ مشرف اپنے ملک میں تو کیا، کسی بیرونی ملک میں بھی سخت تحفظ کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا۔

لاکھوں انسانوں کو پاکستان، افغانستان، اور عراق میں قتل کرنے، اپاہج اور معذور بنانے والے، معصوموں اور بے کسوں کی عزتوں کی بربادی، بستے بستے شہروں کو صرف ذاتی مفاد کے لیے کھنڈروں میں تبدیل کرنے والے صرف انتظار کریں۔ ابھی تو اُنھیں کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔

ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے، ٹپکے گا تو جم جائے گا

دوسری انتہا یہ ہے کہ درج بالا تینوں بدبخت اشخاص کا ساتھ ان کے عوام کی کثیر تعداد نے دیا۔

ان حالات کے پیشِ نظر، علامہ اقبالؒ کے ایک شعر سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں:

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

سادہ ترین الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ فردِ واحد کی معافی تو ہو سکتی ہے لیکن قوم کے گناہوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معافی نہیں۔ شروع ہم اپنے سے کرتے ہیں۔مشرف کی قیادت میں پاکستانی قوم نے امریکہ کی غلامی کرتے ہوئے افغانستان کے خلاف جنگ میں "فرنٹ لائن سٹیٹ" ہونے کی لعنت ماتھے پر سجائی۔اس لیے ابھی تک پیاز اور جوتے دونوں کھانے پڑ رہے ہیں۔مشرف سے امریکی سائبان تلے تعاون کرنے کی حامی بھری گئی، بے نظیر پاکستان روانہ ہوئیں۔ جہاز کی سیڑھی سے اُترنے کے دوران بے نظیر نے بے ساختہ چہرہ اُوپر اُٹھا کر اللہ سے دُعا کی۔ آنکھوں سے بہتے آنسو تمام دنیاوی خواہشات، خوف اور وسوسے بہا کر لے گئے۔کیا فطرت کا اغماض کام آیا؟ کیا وہی آنسو شہادت کا سبب بنے؟ اللہ ہی بہتر جانے!

قوم کی وھلائی جاری رکھنے کے لیے بے نظیر کے خون نے چند ناتواں پودوں کو یکدم بظاہر تناور درختوں کا روپ دے دیا۔اور یوں ہر دم مسکراتے صدر ہمیں ملے۔یہ مکافاتِ عمل کا حصہ ہے۔اس سے پہلے گزشتہ انجینئرڈ زلزلہ مکافاتِ عمل کا حصہ تھا۔ہم نے کچھ نہ سیکھا۔اب سوات کے جنت نظیر اور اُس سے ملحقہ علاقوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی مکافاتِ عمل ہے۔اسی لیے صدرِ محترم اِس آگ کو اب پورے وزیرستان میں پھیلا دینا چاہتے ہیں۔ یہ وہی کچھ ہے جو امریکہ، بھارت، افغانستان اور اسرائیل چاہتے ہیں۔ان علاقوں میں آگ کو زیادہ سے زیادہ بھڑکانے سے جوہری ہتھیاروں کے خطرناک ہاتھوں میں چلے جانے والی بات کا وزن بڑھ جائے گا۔بلی کے بھاگوں کبھی تو چھینکا ٹوٹتا ہوگا کہ یہ بات بنی۔اکثر موروثی لیڈر شپ کے شکنجے میں کسی جماعتیں قومی مفاد سے زیادہ اپنے لیڈر کے مفاد کو ترجیح دیتی ہیں۔اس منافقانہ نظام کے تحت "عدل ریگولیشن" کی مخالفت سمجھ میں آنے والی بات

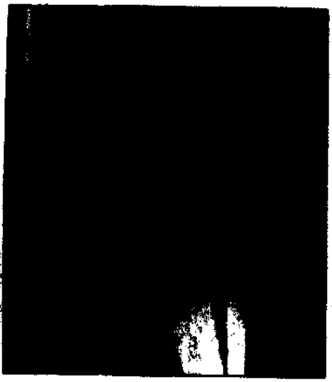

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس سے عوام کو سستا اور جلد انصاف ملتا۔اس نظام میں کوئی نکتہ آئین یا شریعت کے خلاف نہ تھا۔شریعت اسلام کا قانون ہے، مکمل اسلام نہیں۔یہ دین اسلام کا ایک چھوٹا حصہ ہے۔کیا آئین مکمل اسلام کے مطابق ہے؟ معاشرتی انصاف کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔انصاف ملنے کی راہ میں رکاوٹیں زیادہ اور آسانیاں کم ہیں۔طالبان کا نظریہ انصاف اپنا ہے۔رابن ہڈ سے متاثر ہو کر جدی پشتی طاقت بڑوں کے ہاتھ سے لے کر پیسے ہوئے لوگوں کو بانٹ رہے ہیں۔یہ کام حکومت کے کرنے کا تھا۔اس لیے حکومت کی ناکامی طالبان کی کامیابی ٹھہری۔62 سال میں پاکستان میں قانون کی حکمرانی نہیں رہی، سماجی انصاف نہ مل سکا، لہٰذا طالبان کا اثر پھیلنا انہونی بات نہیں۔جب 22 گریڈ کا فوجی افسر ایک چیف جسٹس کو قید کر سکتا ہے تو انصاف ملنے کی توقع کیسی؟ صرف مکافاتِ عمل کا امکان ہو سکتا ہے۔طالبان کی حکمت عملی خواہ غیر اسلامی ہو لیکن ملک عبدالقیوم جیسے لوگ جنہوں نے انصاف کی حکمرانی کبھی قائم ہی نہیں ہونے دی وہ طالبان کے خلاف بات کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ایسے تمام لوگ جو ''محنت میں عزت'' پر یقین نہیں رکھتے، اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے وہ اچھے مسلمان نہیں ہو سکتے۔

اُمید تھی کہ 16 مارچ کے دن عدلیہ کی بحالی کے بعد حالات سدھر جائیں گے لیکن توجہ دوسروں کو الزام دینے کی طرف ہے۔اس لیے دھلائی اُس علاقے کی طرف سے شروع ہوئی ہے جو صرف چند سال پہلے تک سب سے خوبصورت اور پُرامن علاقہ تھا۔اب وہاں انسانی خون کرنے سے

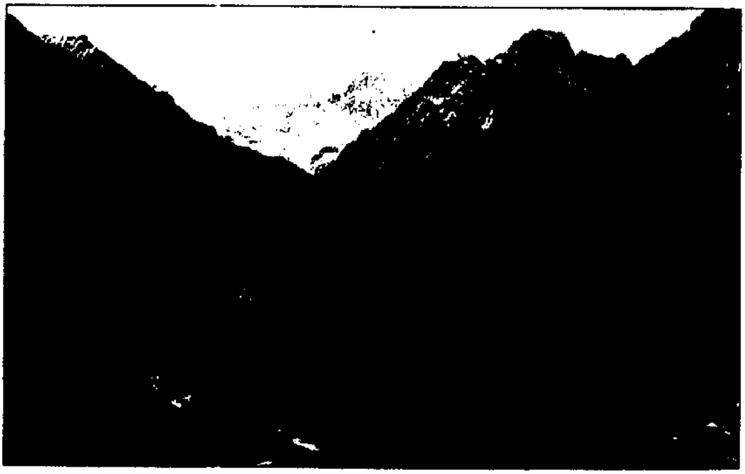

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت پھول کھلنا بھول گئے ہیں اور پھل کے بجائے درختوں سے انسانی جسم جھول رہے ہوتے ہیں۔امریکہ کو وہ نظام عدل کانٹے کی طرح چبھا جس کی منظوری قومی اسمبلی نے 13 اپریل کو دی۔سوات،دیر، چترال،بونیر،شانگلہ،مہمند وغیرہ کے علاقے میں اس کی عمل داری ہونی تھی۔اس ماڈل کی کامیابی مغربی معاشرے اور ہماری تباہی میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے کیوں قابل قبول ہوتی۔المیہ یہ ہے کہ ہماری حکومت نے جو این آر او کے تحت دھلے دھلائے صدر کی جنبش ابرو کی منتظر رہتی ہے،صرف بیرونی دباؤ کے تحت کسی بہانے فوجی کارروائی دوبارہ شروع کر دی۔نتیجتاً مولانا صوفی محمد کے اعلان کے بعد جن طالبان نے ''دارالقضا'' کے قیام کی وجہ سے ہتھیار حکومت کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا اور اسلحہ کی نمائش کو ''باغیانہ'' کارروائی سمجھا جاتا تھا وہ دوبارہ باغی ہو گئے۔سرکاری عمارات پر حملے شروع ہو گئے اور کرفیو نے شہریوں کی زندگی جہنم بنا دی۔ماضی میں نیک محمد کے ساتھ معاہدے کو بھی پسند نہ کیا گیا۔یہ صحیح کہ کامیابی کے لیے دونوں اطراف کا کردار خلوص نیت سے خالی تھا۔اس کوشش کو کامیاب نہ ہونے دینے میں امریکہ اور امریکہ نوازوں کا ہاتھ زیادہ تھا۔نواز لیگ کا کردار بھی مشکوک رہا۔یہ جنگ ہماری نہیں۔پاکستان میں ایک بار پھر مشرقی پاکستان والے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔میں بطور ایک فوجی یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے۔22 مئی کے ''دی نیشن'' میں آرمی چیف اور دیگر افسران کی بہت پُر مسرت چہروں والی تصویر سے یوں گمان ہوتا ہے کہ وہ ایک کامیاب جنگی مشق دیکھ کر اور ایک اچھی ''ٹی بریک'' کے بعد خوش خوش واپس لوٹ رہے ہیں۔ان جنگی مشقوں میں شہید اور مارے جانے والے ہمارے اپنے ہیں۔ایسی تصویریں یقیناً اُبامہ،کرزئی اور من موہن کا سیروں خون بڑھا دیتی ہوں گی۔اس جنگ کو تمام وزیرستان میں پھیلانے سے گریز ضروری ہے۔آزاد قبائل،افغانوں کی تاریخ،روایات،خونی رشتوں اور پاکستان کا مفاد مد نظر رکھتے ہوئے خودکشی کے رستے سے بچنا ضروری ہے۔افغانستان پر فوج کشی سے پہلے امریکہ سے درخواست کی گئی تھی کہ پنج شیر کے مسعود اور شمالی الائنس کو کابل نہ آنے دیا جائے۔لیکن کیا ہوا اُس درخواست کا؟یہ نقصان فرنٹ لائن سٹیٹ ہونے کے ناطے ہو رہا ہے۔طالبان کو جدید ترین اسلحہ،گولہ بارود اور دیگر جنگی سامان کون دے رہا ہے؟ایک خبر کے مطابق،افغان فوجی بھی طالبان کو ہتھیار فروخت کر دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرسودہ سوات معاہدے کی شقیں ریکارڈ کے طور پر درج ذیل ہیں:

ا۔قاضی عدالتوں کے احکامات پر تمام قانون نافذ کرنے والے ادارے اور پاکستان کے حکام عمل کرانے کے پابند ہوں گے۔

ب۔ضابطے کا اطلاق مانسہرہ سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات، سابقہ ریاست اَمب اور صوبائی قبائلی علاقوں پر ہوگا۔ان علاقوں میں قائم عدالتیں زیر ساعت مقدمات کے فیصلے بھی شرعی قانون کے تحت کریں گی۔

ج۔غیر مسلموں کے مقدمات کا فیصلہ اُن کے مروجہ قانون، متعلقہ روایات اور اصولوں کے تحت ہوگا۔

د۔عدالتوں کی کارروائی اردو، پشتو یا انگریزی زبان میں ہوگی۔

ر۔سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے بینچ بالترتیب ''دار دارالقضا'' اور ''دارالقضا'' کہلائیں گے۔جج کو قاضی کہا جائے گا۔

ایک باقاعدہ لائحہ عمل کے ذریعہ مقدمات کو جلد نپٹانے کا طریقہ دیا گیا تھا۔لیکن اس ریگولیشن کو ''طالبان شریعت'' کا نام دیا گیا اور اسلام کے خلاف زبانیں چلائی گئیں۔کوئی ایسا نکتہ نہ تھا کہ کسی کے بنیادی حقوق متاثر ہوتے یا وہ آئین سے متصادم تھا۔صرف انصاف کو سستا اور جلد مہیا کرنا مقصود تھا۔اس ریگولیشن کو بنیاد بنا کر ایسا خوف پیدا کیا گیا کہ:

☆ 24 اپریل کو جنرل مولن نے کہا کہ شدت پسند پاکستان پر قبضہ کرلیں گے۔

☆ 14 اپریل کو آئی جی سرحد نے کہا کہ طالبان سرحد کے تمام شہروں میں موجود ہیں۔

☆ 10 اپریل کو من موہن نے کہا کہ انتخابات کے دوران طالبان کے حملوں کا خطرہ محسوس کرتا ہوں۔

☆ سنجے گاندھی کے بیٹے نے جب یہ کہا کہ ''تمام مسلمانوں کے سر اُڑا دینے چاہئیں''، اس کے خلاف مغرب میں معتدل سوچ رکھنے والوں نے کوئی احتجاج کیا؟

☆ 11 اپریل کو ہالبروک نے کہا قبائلی علاقے امریکہ کے لیے خطرہ ہیں۔

☆ 15 اپریل کو نیویارک ٹائم کی سرخی کچھ یوں تھی ''پاک فوج طالبان کو شکست دینے میں ناکام ہوگی۔نفاذ شریعت کی اجازت دینا ظلم کی سرکاری منظوری کے مترادف ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ سوات امن معاہدہ حکومت پاکستان کی پسپائی ہے: امریکن تھنک ٹینک

☆ 16 اپریل: ''نظام عدل پاکستان کی بربادی کا معاہدہ ہے۔ نوٹیفیکشن جاری کر کے ظلم کا لائسنس دیا گیا'' (ایم کیو ایم)

☆ طالبان ہزارہ سے ہوتے ہوئے تربیلا ڈیم پہنچنے والے ہیں: فضل الرحمان

☆ پاکستانی شہری طالبان کو برداشت کرنے کی حکومتی پالیسی کے خلاف آواز بلند کریں: ہیلری

☆ پاکستان کے لیے دو ہفتے نہایت اہم ہیں: جنرل پٹریاس

امن کے پجاریوں نے 9/11 کے ڈرامے کے بعد انسانیت کو جو نقصان پہنچایا ہے، کیا طالبان کی طرف سے پہنچائے جان والے نقصان سے اُس کا موازنہ کیا جا سکتا ہے؟ جب کہ اُن کے اپنے طالبان کا ذکر اُوپر کیا جا چکا ہے۔ یہ نقصان مسلمان ڈکیٹیٹروں، شاہوں اور صدور کے لیے باعث تکلیف نہیں لیکن پاکستان میں لوگوں کو سستا انصاف فراہم کرنے کی کوشش قابل قبول نہیں۔ ایک تو صدر نے دستخط ہی 45 دن کے بعد کیے اور دوسرا یہ کہ معاہدہ اُباما سے ملاقات سے پہلے ہی سبوتاژ کر دیا گیا تا کہ سند رہے۔ امریکی ڈرونز ہمارے علاقے میں تباہی پھیلانے میں آزاد لیکن نظام عدل قائم کیے بغیر طالبان سے ہتھیار پھینکنے کا مطالبہ۔ شرط ہتھیار نہ اُٹھانے کی تھی، ڈالنے کی نہیں۔ نیک محمد کے ساتھ کیے گئے معاہدے کا انجام؟ طالبان (مسلمان، جعلی نہیں) ہمارے اپنے ہیں۔ اُن میں سے کچھ گمراہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن مشرقی پاکستان والی غلطی نہیں دہرائی جانی چاہیے۔ اب وقت دعا ہے۔ ہم اکٹھے ہو جائیں اور امریکی غلامی سے نکل کر اللہ کی غلامی میں آ جائیں۔

اس جنگ کی وجہ سے امریکہ میں 5 سے 7 ملین لوگ بیروزگار ہیں۔ معیشت کو متحرک کرنے کے لئے 3.5 ٹریلین ڈالر صرف کرنے کے باوجود مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے۔ سود پر بنے مکان نیلامی پر لگ رہے ہیں۔ نجی تحویل میں پچیس کروڑ آتشیں اسلحہ ہے۔ سماجی بدامنی کو روکنے کے لیے نیشنل ایمرجنسی سنٹرز قائم کرنے کی تجویز ہے۔ بش کے صیہونی منصوبے پر گامزن رہنے کے لیے 2010ء میں عراق اور افغانستان میں جنگی اخراجات کے لیے اُباما نے 130 بلین ڈالر مانگے ہیں۔ اس سے پہلے 75 بلین ڈالر کی اضافی رقم 2009ء کے لیے طلب کی جا چکی ہے۔ 2010ء کے لیے پینٹاگان کا اپنا بجٹ 534 بلین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈالر ہے۔ جنگ کا دائرہ پاکستان، پھر ایران تک پھیلنے کی صورت میں یہ اخراجات 205 بلین سے بڑھ کر 600 بلین تک پہنچ سکتے ہیں۔ سابق امریکی وزیر خزانہ پال کریگ رابرٹس کے مطابق، امریکہ ایک ناکام ریاست بنتے جارہا ہے۔ یہ سب کمزوروں پر ظلم اور سودی سرمایہ دارانہ نظام کے باعث ہے۔ ''اور اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشو ونما دیتا ہے'' (البقرہ:276)۔ ہمارے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ اکٹھے ہوجائیں اور اللہ سے اجتماعی معافی مانگیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت'' 28 مئی، 2009ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کی ظالم ترین ایمپائر کے غلام

"یارب چھین لے مجھ سے حافظہ میرا" یہ الفاظ وہ ہیں جو 25 مئی کے "نوائے وقت" میں جنرل عبدالقیوم کا مضمون پڑھ کر میرے ذہن میں یکلخت اُبھرے۔ بات اتنی ہے صرف، کہ جب یہ جنرل صاحب اور اُن کے دوسرے ہم ریٹک تاریخ کے ظالم ترین ایمپائر کے غلام تھے تو اُس وقت اگر اُن میں سے صرف چند ہی جرنیل اپنی شاف کالج اور نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں حاصل کی گئی بصیرت کو کام میں لا کر مشرف کے سامنے ڈٹ جاتے تو آج ہم دنیا کے سامنے ذلیل نہ ہو رہے ہوتے اور نہ اُدبامہ زرداری سے وہ سلوک کرتا جواب تاریخ کا غیر تابناک حصہ ہے۔ جنرل صاحب نے اپنے وقت کی انتہائی طاقتور رومن سلطنت کا ذکر کیا۔ اس کے زوال کی درج ذیل وجوہات موجودہ رومن سلطنت پر ہو بہو منطبق ہوتی ہیں:

- ☆ لگا تار جنگیں اور بھاری فوجی اخراجات
- ☆ ناکام ہوتی ہوئی معاشی حکمت عملی
- ☆ اخلاق اور قدروں کی تنزلی
- ☆ کمزور ملکوں پر جارحانہ فوج کشی
- ☆ کمزوروں پر وحشیانہ ظلم

(ملا ضعیف کو جب مار پیٹ کے بعد قدرتی لباس میں ایک ایلی کاپٹر میں پھینکا جا رہا تھا تو اُنہوں نے ایک پاکستانی جرنیل کو اپنی سپاہیانہ وردی میں کھڑا دیکھا۔ اب وہ جرنیل بھی شاید کسی روز اپنا زورِ قلم اسی طرح استعمال کرے اور امریکہ سے داد کا طالب ہو)

جنرل عبدالقیوم نے فوج میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں اور اب نواز لیگ میں شامل ہو کر قوم کی خدمت انجام دے کر مزید سرخروئی حاصل کریں گے۔ یعنی چٹ بھی ان کی پٹ بھی ان کی۔ جناب مجید نظامی صاحب کے بھی آپ بہت قریب ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سب محترم مجید نظامی صاحب کے صلاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشورے سے ہونے جارہا ہے۔ نظامی صاحب اُنہیں ضرور بتائیں کہ امریکہ کی برائی صرف رسمی طور پر کریں چونکہ اُن کے نئے ممدوح تیسری باری کے لیے امریکہ ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ حکومت میں آنے کے لیے سب کی نگاہیں امریکہ ہی کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ بینظیر بھٹو جب خودساختہ جلاوطنی کے دوران امریکہ یاترا کو گئیں تو اُنہوں نے امریکیوں سے اقتدار میں آنے کی بھیک اس طرح مانگی کہ اگر اُنہیں حکومت میں نہیں لایا جاتا تو پھر طالبان پاکستان کی حکومت پر قبضہ کرلیں گے۔ مضمون کے آغاز میں لکھے گئے مصرعے کو مدنظر رکھیں تو جنرل صاحب خود بھی اُس وقت کے باغبان اعلیٰ (چیف ایگزیکٹو) کے تخت کا مضبوط ترین پایہ تھے جب اُس نے صرف اپنے ذاتی مفاد میں پاؤل کو لبیک کہا۔ اب بھی ہمیشہ کی طرح امریکہ سے خیر کی تمنا رکھنا عبس ہے، تو پھر واشنگٹن سے نگاہیں حرمین شریفین کی طرف موڑنے میں کون سا امر مانع ہے؟ قرآن پاک میں اللہ کا واضح ارشاد ہے:

> ”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے“۔ (سورہ الصف: 9)

دوسری گواہی میرے بابا رحمت اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ”پاکستان ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے“۔

جب اسلام نے غالب آنا ہے اور پاکستان نے اِن شاء اللہ قائم رہنا ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنے آپ کو اللہ کا سپاہی بنائیں اور صرف اُس کی ہی طرف دیکھیں؟ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین! پاکستان پائندہ باد۔

(نوائے وقت کو بھیجا گیا۔ غیر مطبوعہ، 26 مئی 2012ء)

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اُمہ کے تین انتہائی بڑے مجرم

ظلم، ڈھٹائی اور بدبختی کی کوئی حد ہے؟ اس کا اندازہ تین انسانوں کی زندگیوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایک تو 30 دسمبر 2006ء کو اپنے انجام کو پہنچا، دو مسلمانوں کے سینے پر مونگ دل رہے ہیں۔ تقریباً تین دہائی پہلے دنیا کی سٹیج پر ایکٹر تو وہی تھے لیکن اُن کے کردار مختلف تھے۔ 1983ء میں امریکی سیکریٹری دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ عراق پہنچ کر صدام حسین کی خدمت میں یہ معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوتا ہے کہ ایران کے خلاف امریکہ عراق کی کیا مدد کرسکتا ہے؟ اور پھر بھی رمزفیلڈ عراق کو کیمیائی ہتھیار کی فراہمی میں مدد کرتا ہے۔ اتفاق یہ ہے کہ اُس وقت کا امریکی صدر رونالڈ ریگن بھی ایک سابق فلم ایکٹر ہی تھا اور وہ صدام حسین کے تمام جنگی جرائم کو تحفظ دینے پر رضامند تھا۔ اُس ایران عراق جنگ (1980ء-1988ء) میں حلبچا کے 6800 کردوں کو گیس کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ عراق کو یہ گیس کس نے فراہم کی تھی؟ عراقی فوج نے امریکی بیل ہیلی کوپٹر اس حملے میں استعمال کیے تھے۔ اسی جنگ میں کویت نے بھی امریکی حکم کے تحت ایران کے خلاف عراق کو ہر طرح کی امداد فراہم کی تھی، جس کا خمیازہ اُس کو بعد میں بھگتنا پڑا۔ پھر بھی رمزفیلڈ عراق پر جنگی یلغار سے پہلے کہتا ہے کہ صدام اپنے لوگوں پر بہت ظلم ڈھا رہا ہے اور جمہوریت کا دشمن ہے۔

نام و نمود اور شور شرابے کے شوقین، طاہر القادری کی صدام کے بارے میں غلط فہمی اور غلط بیانی کے باعث کم فہم مولویوں نے طوفان اُٹھا دیا۔ یہ نہ سمجھا کہ صدام نے مسلمانوں پر کس قدر ظلم ڈھایا اور امریکہ کو موقع فراہم کیا کہ اُس کی فوج سعودی عرب میں ڈیرے ڈال دے اور اس کی فوج کا تمام خرچہ بھی سعودی عرب برداشت کرے، جس میں شراب اور کباب کا خرچہ بھی شامل ہوگا۔ یہ ہے چوکیداری کا معاوضہ۔ نو سالہ ایران عراق جنگ میں نقصان صرف اور صرف مسلمانوں کا ہوا، اور خوشیاں ہمارے مشترکہ دشمن کے حصہ میں آئیں۔ اُن کے ہتھیار، ناکارہ اور کارآمد اور دوسرا جنگی ساز و سامان دونوں متحارب ملکوں نے خریدا اور اُن کی قیمت امریکہ، مغربی ممالک اور روس کے بنکوں میں جمع ہوئیں۔ تباہی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بربادی اور ہلاکتیں ایران اور عراق کے حصہ میں آئیں۔تاریخ سبق یہی سکھاتی ہے کہ جنگ و جدل کا انجام تباہی ہے لیکن کوئی سیکھے تو! خاص طور پر مسلمان جو نبی رحمت ﷺ کے ماننے والے ہیں۔آج پاکستان، افغانستان، اور عراق میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہم کوئی سبق سیکھ رہے ہیں؟ ہم نے مشرقی پاکستان کیوں کھویا تھا؟

1990ء میں امپیریل گلیسپی عراق میں امریکہ کی ایمبیسیڈریس تھی۔اُس نے صدام کو کویت پر حملے کے لیے سبز جھنڈی دکھائی اور یہ یقین دہانی کرائی کہ امریکہ اس معاملے میں غیر جانبدار رہے گا۔صدام نے 2 اگست 1990ء کو بغداد کے وقت کے مطابق صبح 2 بجے تین ریپبلیکن گارڈ ڈویژنوں کے ساتھ کویت کی طرف پیش قدمی شروع کی۔اُس کے دو ڈویژن کویت پر حملہ آور ہوئے اور 4 اگست کو کویت پر قبضہ مکمل کر لیا گیا۔تیسرا ڈویژن سعودی عرب اور کویت کی سرحد کی طرف سعودی عرب پر ممکنہ حملے کے لیے بھیجا گیا۔کویت کا امیر اپنے خاندان سمیت بھاگ کر سعودی عرب میں پناہ لے چکا تھا۔عراقی افواج نے کویتی اور غیر ملکیوں کو ہر ممکنہ تباہی سے دوچار کیا اور صحیح دشمنوں والا سلوک کیا، حالانکہ دونوں مسلم ممالک تھے۔صدام نے اسرائیل اور دہران (سعودی عرب) پر سکڈ میزائیل سے حملے کیے۔18 جنوری 1991ء کو حیفہ اور تل ابیب میں 7 اسرائیلی زخمی ہوئے اور 25 فروری کو دہران میں 27 امریکی مارے گئے۔عراق میں ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے بعد اپریل گلیسپی پس پردہ چلی گئی اور اُسے کسی طرح کا انٹرویو دینے سے منع کر دیا گیا۔

7 اگست 1990ء کو امریکی وزیر دفاع ڈک چینی نے سعودی عرب کا ایک خفیہ دورہ کیا تاکہ امریکی افواج کو سعودی عرب کے دفاع کے لیے وہاں تعینات کیا جا سکے۔اصل میں یہ سب ایک منصوبہ تھا اُس پاک سرزمیں پر قبضہ جمانے کا۔اُس فوج کے تمام اخراجات سعودی عرب کے ذمہ ہیں۔اب جبکہ صدام کا خطرہ عرصہ ہوا ختم ہو چکا تو یہ افواج واپس کیوں نہیں جا رہی ہیں؟ آج جاپان میں اوکیناوا میں موجود امریکی افواج کے انخلا کے لیے جاپانی اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں لیکن سعودی عرب میں ایسا نہیں ہوگا۔

صدام امریکیوں کا اپنا تھا۔جب اُس کا کام ختم ہو گیا، تو تیل پر قبضے کے لیے جھوٹ پر مبنی کہانی کو بنیاد بنا کر کہ صدام کے پاس مہیب تباہی پھیلانے والے ہتھیار ہیں، عراق پر حملہ کر دیا گیا جبکہ افغانستان پر حملہ اُسامہ والے ڈرامے کے لبادے میں تھا کہ اصل ہدف افغانستان سے آگے عراق پر حملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اب افغانستان کی معدنیات پر کس کی اجارہ داری ہے؟ یہ بات بھی سمجھ سے بالا ہے کہ امریکہ کی افواج جب عراق میں داخل ہوئیں تو عراقی افواج ہوا میں کیوں تحلیل ہو گئیں؟ اُس کے روسی ٹینک کیا ہوئے؟ صدام کے خاتمے کے بعد اب بھی جو تباہی وہاں ہو رہی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ذرا تصور تو کریں کہ وہ زندگی کس قدر اذیت ناک ہوگی کہ جہاں ہر دم موت تعاقب میں ہو۔ امریکی بدمعاشوں کے ہاتھوں کیا عراقی خواتین کی عزت، عصمت محفوظ رہ سکتی ہے خاص طور پر بے سہارا، بے آسرا خواتین کی؟ جب وہ کسی گھر میں بے دھڑک دروازے توڑ کر داخل ہوتے ہوں گے تو اُن کا سلوک معصوم بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے ساتھ کیسا ہوتا ہوگا؟ ذرا تصور تو کریں۔ کیا حیا، عصمت یا شرم کے الفاظ امریکی یا مغربی اقوام کی لغت میں ہیں؟ ہر وقت کی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور گولا بارود کے پھٹنے اور دھوئیں میں لپٹے، سہمے نوزائیدہ بچے، بیمار، اپاہج اور زخمی، بیروزگار، ہر جنس اور عمر کے لوگ کس طرح بنیادی ضرورتوں کے بغیر جی رہے ہوں گے؟ یہ ہے ترقی یافتہ لوگوں کی جمہوریت، انسان دوستی، فراخدلانہ برتاؤ اور روشن خیالی کی اصل صورت!! اور یہ ہمیں بھی لے ڈوبی ہے۔

اب ہم ذکر کرتے ہیں مصری شہری محمد البرادی کا، جو انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (آئی اے ای اے) کا سربراہ تھا۔ اُس نے صرف مسلمان ملکوں پر ہی اپنا دباؤ برقرار رکھا اور اسرائیل سے اُسے کبھی کسی قسم کے خطرہ کی بو محسوس نہ ہوئی۔ شمالی کوریا کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اُس نے ہر ممکن کوشش کی کہ مسلمان جوہری توانائی کے فوائد سے فیض یاب نہ ہو سکیں۔ اپنے آقاؤں کے وفادار پالتو کا کردار اُس نے خوب نبھایا۔

تیسرا فرد پرویز مشرف ہے جس نے صرف اپنے (ناپائیدار) اقتدار کو طول دینے کے لیے امریکہ کے سایہ عافیت میں آنا چاہا۔ اُس کے تمام سیاسی ساتھی (ق لیگ اور ایم کیو ایم خاص طور پر) اور فوجی قیادت اُس کے جرم میں برابر کی شریک ہے۔ اگر مشرف افغانستان پر حملے کے وقت امریکہ کو ہر ممکن امداد بہم نہ پہنچاتا تو عراق پر امریکی حملہ اتنا آسان نہ ہوتا۔ امریکہ کے عراق پر حملے کے لیے ساری راہ مشرف نے ہموار کی۔ کس دھڑلے سے اب بھی اپنے آپ کو صحیح ثابت کر رہا ہے، بلکہ دوبارہ حکومت کا سربراہ بننے کا خود کو اہل بھی سمجھ رہا ہے۔ ”شرم تم کو مگر نہیں آتی“۔ مشرف کے ہاتھ پر اُن تمام انسانوں کا خون ہے جو افغانستان، پاکستان اور عراق میں آج تک مارے جا رہے ہیں۔ آج جو تباہی پاکستان میں ہو رہی ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اُس کا قصوروار براہ راست مشرف ہے جس نے اپنے ذاتی مفاد کے لیے امریکہ کے سامنے اپنا سرنگوں کردیا۔ڈرون اور خودکش حملوں کے نتیجے میں نہتوں کا یہ خون، اپاہج پن کا زندگی بھر کا روگ، بے حرمتیاں اور ہر طرح کی تباہیوں اور تینوں ملکوں میں ہنستے بستے شہروں کا اُجڑنا، یہ تمام مشرف اور اُس کے رفقا کے سر ہے۔ڈرون حملوں کے ذریعے جہاں تباہی پھیلائی جاتی ہے اُن علاقوں میں ہمارے صحافیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ جو مارتے ہیں وہ خود ہی مارے جانے والوں کی اور زخمیوں کی تعداد بھی بتاتے ہیں۔کس قدر صحیح صورت حال بتائی جاتی ہوگی؟ وہاں ہمارے اپنے علاقے میں ہمارے صحافی صرف اس لیے قتل کیے جاتے ہیں کہ صحیح صورت حال آشکارا نہ ہو پائے۔حیرت تو محمود علی قصوری، شیر افگن، طارق عظیم، اعجاز الحق اور بیرسٹر سیف پر ہے کہ وہ کس طرح اب تک اُس قاتل کا ساتھ دیئے جا رہے ہیں۔کاش! اُن کے اپنے گھر اُجڑے ہوتے تو اُنہیں معلوم ہوتا کہ اُن کے مالک نے کس طرح اوروں کو تکلیفیں پہنچائیں اور زندگی بھر کے لیے رونے تڑپنے پر مجبور کردیا۔امریکہ اگر حکم عدولی کی بنا پر حملہ آور ہوتا تو ایک ہی بار ہوتا اور ہم ایک ہی بار مر جاتے لیکن ہم افغانستان یا عراق بھی تو نہیں تھے۔اب تو ہم سسک سسک کر مر رہے ہیں۔اور آج کے حکمران مشرف سے بھی زیادہ امریکہ اور بھارت کے تھلّے لگے ہوئے ہیں۔صدر مملکت کا فرمان ہے کہ ''بھارت سے ہمیں کبھی خطرہ نہیں رہا ہے''۔اور وزیر خارجہ کو ابھی بھی اس میں شک نہیں کہ بھارت پانی کے معاملہ میں پاکستان کا حق مار رہا ہے۔ان واقعات کا بتانا اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں مزید مشکل حالات کا سامنا کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا۔امریکی حکومت صیہونیوں کے بتائے گئے فریم ورک سے ادھر اُدھر نہیں جا سکتی اور اتنی بارڈ سے جانے کے باوجود امریکہ کے تابع رہنا تباہی اور صرف تباہی ہے۔ایک بار اللہ کی پناہ میں تو آؤ۔امریکہ کی پناہ میں تو کئی بار جا کر زخم خوردہ ہو چکے ہو۔اللہ ہمیں اپنی پناہ میں لے گا، اُس کی پناہ مانگو تو سہی۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(نوائے وقت کو بھیجا گیا۔ غیر مطبوعہ، 16 دسمبر 2008ء)

☆☆☆

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں کے خدمت گزار

ڈھٹائی اور بے شرمی بے کنار ہے۔ شرم اور غیرت سے صرف ایک بار ہی فارغ ہونا پڑتا ہے، پھر نئی سرسبز چراگاہیں بہت۔ پرویز مشرف اس ذلت کی ایک بہت واضح مثال ہے۔

9/11 کے ڈرامے کا پوسٹ مارٹم ہو چکا۔ سارے کردار بے نقاب ہو گئے۔ صرف "میں نہ مانوں" اور "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" کی وجہ سے قصور وار القاعدہ ہے، مسلمان ہیں، گھنی داڑھیوں والے ہیں۔ 9/11 کے بعد افغانستان پر حملہ عراق پر قبضے کے لیے تھا۔

بُش قصور وار ٹھہر چکا۔ امریکہ افغانستان سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔ برطانیہ نے مانا کہ امریکہ کا ساتھ دینا غلط تھا۔ نیٹو کے اکثر ممالک میں یہی تاثر ہے۔ لیکن ابھی بھی بُش کی لیاقت، بصیرت کی کوئی تعریف کر رہا ہے۔ اس کی دوستی پر نازاں ہے تو وہ مشرف ہے۔ اُسی فخر اور ناز کی بدولت اُسے اپنے جوتے اور سابقہ خاتونِ اول کو اپنا زیور امریکی ہوائی اڈے پر اُتارنا پڑا۔ چوڑیوں میں کتنے بم سا سکتے ہیں؟ تُف ہے!

مشرف ہماری فوج کا سپہ سالار اور 9/11 کے ڈرامے کے وقت ملک کا چیف ایگزیکٹو تھا۔ المیہ یہ ہے کہ وہ اُس فوج کا سپہ سالار تھا جس کے نعرے میں ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ کے الفاظ شامل ہیں۔ مشرف نے ملک کا چیف ایگزیکٹو بنتے ہی کتا بغل میں دبا کر پاکستان کو روشن خیالی، معتدل مزاجی اور آزاد خیالی کا جامہ پہنا دیا۔

شہر لاہور میں ایک مخلوط میراتھن ریس منعقد کی گئی جس میں مقامی اور خصوصی طور پر بیرون ملک سے مدعو کی گئیں خواتین نے مختصر لباس پہن کر شرکت کی تاکہ ملک میں روشن خیالی کو فروغ ملے۔

ہمارے ازلی دشمن نے 9/11 کے بعد اپنا کچھ کھوئے بغیر اپنے تمام مفادات حاصل کر لیے۔ ہم سب کچھ کھوئے جا رہے ہیں۔ ہم اپنے دشمن سے اپنے حصہ کا پانی بھی نہیں مانگ سکتے۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ حکومت امریکہ اور بھارت کی خدمت بجالانے میں مشرف سے بھی کئی ہاتھ آگے ہے۔ مزید یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ نواز شریف کی سرکردگی میں فرینڈلی اپوزیشن بھی اسی مہم میں حکومت سے کندھے سے کندھا ملائے کھڑی ہے۔ ہم تو ڈرون حملے بھی اپنی مرضی سے ہی کرواتے ہیں۔ کون کون خون میں نہاتا ہے، کیا کیا بربادی ہوتی ہے، ڈرون حملے کرنے والے ہی بتاتے ہیں۔ ہمارا میڈیا وہاں نہیں جا سکتا ہے۔ کئی صحافی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اُس وقت کے وزیراعظم نے دوتہائی اکثریت کے زُعم میں اپنے منظورِ نظر چودھری نثار کی سفارش پر موزوں ترین جرنیل علی قلی خان کو نظرانداز کر کے بھٹو کی طرح اپنا ایک "ضیاالحق" پرویز مشرف کی شکل میں چن لیا۔ اور یہی خرابی کی جڑ تھی جس کا خمیازہ اُمہ کو بھی بھگتنا پڑ رہا ہے۔

ہم نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ وہاں بھی فوجی حکمران کی نااہلی اور ہوسِ اقتدار کے باعث ہم خود آپس میں کٹ مرے۔ وہاں مکتی باہنی تھی اور یہاں اُس کی جگہ مختلف ناموں کی دوسری تحریکیں اور تنظیمیں ہیں۔ اُن کے پیچھے ڈوریاں ہلانے والے ہاتھ 1971ء والے ہی ہیں۔ امریکی "ڈومور" اور ڈرون حملوں میں ہلاکتیں اِس کے علاوہ ہیں۔ وہ قبائلی علاقہ جو افغانستان پر روسی قبضے کے دوران بھی محفوظ ترین بارڈر تھا، اب وہاں ہمارے قبائلی بھائی ہماری فوج کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ دونوں طرف سے خون ہمارا اپنا ہی بہہ رہا ہے۔ ملک دُشمن کارروائیوں میں معروف عناصر کو امریکہ، نیٹو، بھارت، اسرائیل اور افغانستان کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ اُنھیں مالی، جدید ترین جنگی اسلحہ، اور تربیت سمیت مکمل امداد فراہم کی جارہی ہے۔ واضح ثبوت مہیا ہونے کے باوجود ہم اپنے آقاؤں سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن بغیر ثبوت کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہمیں اجمل قصاب اور فیصل شہزاد جیسے معاملوں میں اُلجھا دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب ابھی ظاہر ہونے والے حقائق کا آغاز ہے۔ مشرف کے بھونپو شیخ رشید احمد نے کہا تھا کہ "اگر ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو وہ ہمارا تورا بورا بنادیتا۔" یہی کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ ہمارا ازلی دشمن بھارت جس سے مذاکرات کے لیے ہم ہر حیلہ بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں، مرے جارہے ہیں وہ کچھ کھوئے بغیر اپنے تمام مفاد حاصل کیے جارہا ہے۔ ہم اُس سے اپنے حصے کا پانی بھی نہیں مانگ سکتے بلکہ وزیرِ خارجہ شاہ محمود کا کہنا ہے کہ "پانی ہم خود ضائع کر رہے ہیں"۔ وہ بھارت کو کوئی الزام نہیں دیتا۔

اُس وقت ہمارا سپہ سالار کردار کا غازی ہوتا تو وہ "تورا بورا" بننا پسند کر لیتا۔ ہماری ہر کمزوری کے باوجود اہم بات یہ کہ نہ تو ہم افغانستان ہیں اور نہ ہی عراق۔ مشرف کا ساتھ دینے والے تمام سیاسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکابرین اور اُس وقت کی فوجی قیادت مشرف کے جرم میں برابر کے شریک ہیں۔فوجی جرنیل مشرف کی بات ماننے کے بجائے استعفیٰ دے دیتے تو حالات مختلف ہوتے۔اُس وقت تورا بورا بننا آج کے مختلف عذابوں تلے سسک سسک کر مر جانے سے بہتر تھا۔ہمارے بعد ایک نئی نسل ہوتی اور باغیرت بھی۔جعلی ڈگریوں والے سینہ پھلا کر پارلیمنٹ میں نہ ہوتے اور کوئی وزیر اعظم بغیر کسی شرم کے ان کا دفاع نہ کر رہا ہوتا۔نئی نوکریاں نہ دے رہا ہوتا۔فی الحال سرنگ کے دوسری طرف کوئی کرن نظر نہیں آ رہی۔مشرف کو خوش فہمی ہے کہ قوم اُسے ''اُڈیک'' رہی ہے۔مشرف کے دل پر پردے پڑے ہیں۔اُس کی وجہ سے جو خون ناحق لال مسجد میں بہا اور پورے پاکستان،افغانستان اور عراق میں بہہ رہا ہے اُسے اُس کا احساس نہیں۔وہ اب بھی امریکہ میں اپنے اقدام کا بھرپور دفاع کر رہا ہے۔پاکستانی چینل پر نہایت ڈھٹائی سے کہہ رہا ہے کہ وہ عوام میں نہایت مقبول ہے۔پاکستان کی قسمت بدل دے گا۔روزِ جزا کسی نے نہیں دیکھا ہے لیکن اُس کے لیے سوال نامہ تو چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ پہلے دے دیا گیا ہے۔اُس کی روشنی میں اپنے بارے میں فیصلہ کرنا چنداں مُشکل نہیں۔ان حالات میں اگر مشرف اور اُس کے دیرینہ ساتھی خود کو اقتدار میں آنے کا اہل سمجھ رہے ہیں تو پھر وجہ کوئی اور ہے۔زرداری حکومت،مشرف کے چاروں گورنروں سمیت مشرف سے بھی مزید چار قدم آگے جا کر آقا کی خدمت کر رہی ہے۔ہیلری کے اِس بیان سے بھی بہت کچھ واضح ہوتا ہے کہ''ہم افغانستان کے عوام کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے''۔ہوسکتا ہے مشرف سے کوئی مزید کام لینا باقی ہو۔لیکن قوم اگر مشرف کو دوبارہ قبول کرتی ہے تو پھر ایسی قوم کو جینے کا حق بالکل نہیں ہے۔اللہ کا فرمان ہے''اگر چاہے تو تم کو برباد کر دے اور نئی مخلوقات کو آباد کر دے۔'' ان حالات میں اللہ سے یہی دُعا مانگنی چاہیے کہ اللہ کا فرمان پورا ہو جائے۔

امریکہ مشرف کو پیراشوٹ کے ذریعے سے اگر ہمارے سر پر بٹھا بھی دیتا ہے تو وہ عبرت کا نشان بننے کے لیے ہوگا۔اُس کی گردن پر کتنی ہی معصوم جانوں کا لہو ہے۔پاکستان،افغانستان اور عراق میں کتنے ہی لوگ جن میں بچے،بوڑھے،اور جوان مرد اور خواتین شامل ہیں،ذہنی مریض بن چکے ہیں،ہمیشہ کے لیے اپاہج یا معذور ہو گئے ہیں۔کتنے گھر لٹے،ٹوٹے اور برباد ہوئے۔لیکن مکین کہاں گئے؟ کتنے یتیم ہوئے،کتنے ماں باپ کی گودیں خالی ہوئیں،کتنی بیوا ہوئیں؟ کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ ہو سکے گا۔

صرف سوچیں کہ دن رات فضا سے بم برس رہے ہوں،گولیوں کی تڑتڑاہٹ ہو،توپ خانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ٹینک گولے برسا رہے ہوں اور امریکہ اور نیٹو کے مادر پدر آزاد لفنگے، لچے، لادین فوجی اپنی مرضی کی کارروائیاں کرنے میں آزاد ہوں تو وہاں مجبور عوام اور خاص طور پر مستورات کس حال میں ہوں گی؟ تباہی کی خبریں بھی اُن ہی کے ذریعے ملتی ہیں جو تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ تو وہ کتنی سچی ہوں گی؟ بگرام، ابوغریب جیسی دوسری جیلوں میں کیا ہو رہا ہے، صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر مسرور ہوں گے، جنہوں نے پاکستان کی بیٹی عافیہ کو اغوا کر کے امریکیوں کے حوالے کیا ہوگا، اور اُس کے تین معصوم بچوں سمیت۔ اگر وہ فوجی تھے تو اُنہیں اپنا حلف نامہ ضرور یاد ہوگا۔

ہمارے موجودہ اربابِ اختیار صرف ایک بار اپنے ملک کی تاریخ پر نظر ڈالیں، ماضی کو یاد کریں۔ جس سیاسی، غیر سیاسی یا فوجی شخصیت نے اس ملک کے ساتھ غداری کی، اِسے نقصان پہنچانے کا سبب بنا، قدرت نے کڑا انتقام لیا۔ عبرت کا نشان بنا کر رکھ دیا۔ زندہ ثبوت مشرف کی شکل میں دیکھ لیں۔ لیکن ابھی تو اُس کا کچھ نہیں بگڑا، صرف امریکی ہوائی اڈے پر اُس کے جوتے اور اُس کی بیوی کے زیورات اُتروائے گئے ہیں آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا! سب حادثات کے باوجود پاکستان نے اللہ کے حکم سے قائم رہنا ہے۔ نئی پود غیرت مند ہوگی۔ اُس کی سرکردگی میں پاکستان نے باقی اُمہ کو قابل قدر قیادت فراہم کرنی ہے اِن شاء اللہ۔ پوری دنیا پر اسلام کے غلبہ کا ارشاد قرآن میں بہت واضح ہے۔ شاید ہم تو نہیں ہوں گے لیکن وہ ہمارے ہی ہوں گے جن کے ہاتھوں اللہ اپنے فرمان کو عملی شکل بخشے گا۔ اِن شاء اللہ!

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اُسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی کیوں نہ لگے''۔ (الصف : 9)

''اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہ دے گا'' (النساء 141)

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت'' 26 جون 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم دولت مشترکہ کا قیام؟

ملکہ برطانیہ اور خاص طور پر سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے اپنی وزارت عظمیٰ کے آخری لمحوں میں ملعون سلمان رشدی کو "سر" کے خطاب سے نواز کر عیسائی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل کرنے کے علاوہ بش کو "عظیم صلیبی جنگ جو" کے اعزاز سے کافی حد تک محروم کر دیا ہے۔ انعام کے طور پر بلیئر کو ایک نئی نوکری سے نوازا گیا۔ اس نوکری کا تعلق امن سے جوڑا گیا ہے۔ یہ امن بھی ویسا ہی ہوگا کہ جسے قائم کرنے کے لیے افغانستان اور عراق میں بدترین تباہی پھیلائی جا رہی ہے۔

شکاگو میں قائم مسلمانوں کی تنظیم "International Strategy and Policy Institute" مسلمانوں کے مفاد میں بہت اہم خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ اس تنظیم نے پروفیسر رالف برئنٹی کے ایک مقالے "The Nature and the Structure of the Islamic World" کو ایک بہت اعلیٰ پایہ کی کتاب کی شکل میں 1985ء میں چھپوا کر عام کیا۔ پروفیسر رالف نے مغرب کے دیرینہ تعصب کو مثالوں کے ذریعے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ان تمام مسلمان حکمرانوں کو پڑھنی چاہیے جو اسلام کو اپنے ذاتی مفاد کے مدنظر اور غیر مسلم آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے روشن خیال، معتدل، متوازن اور متمدن بنانے پر بضد ہیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اسلام شروع دن سے ہی ایسا ہے۔ کیا خطبہ حجۃ الوداع میں دیئے گئے انسانی حقوق میں اضافہ ممکن ہے؟ یہاں بنیاد پرستی کی حقیقت ہم پر واضح ہو سکے گی:

Two subtle rhetorical aberrations further cloud our perception of Islam.The first is the use of term "fundamentalist" to describe those Muslims who engage in violence. This term is a translation from Christian thought where its meaning is well-settled and precise. There it refers to those who believe in literal rather than the metaphorical interpretation of the Bible.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Particularly the prophesies of the old Testament. But in Islam, believers are the fundamentalist.

وقفے وقفے سے مغرب مسلمانوں کے خلاف اپنے تعصب کا اظہار کرتا رہتا ہے، اور کوئی نہ کوئی مکروہ سازش بھی جس کے ردِعمل میں مسلمان ملکوں کے محکوم عوام جو کہ زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے، اپنی بے حس حکومتوں سے الجھ پڑتے ہیں۔ نقصان بے بس مسلمان کو پہنچتا ہے؛ ستائش اور شاباش حکومتوں کے حصہ میں آتی ہے۔ لال مسجد کے اندوہناک واقعہ میں کیا ہوا؟ بات شروع ہوئی تھی "سر" کے خطاب سے۔ یہ اسی گہری سازش کا حصہ ہے جس کے تحت 9/11 کا ڈرامہ رچایا گیا، کارٹون شائع کیے گئے اور پھر اس سے متعلق بش اور پوپ کی طرف سے یکجہتی بھرا پیغام، کارٹون شائع کرنے والوں کی حمایت میں۔

مغرب اس وقت امریکی قیادت کے تحت اکٹھا ہے، ایک مکے کی مانند۔ مسلمان امہ کہیں نہیں۔ وہ اپنے موروثی بادشاہوں یا ڈکٹیٹر حکمرانوں کی شکنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ مزید تفریق یہ ہے کہ حکومتیں مغرب کی پروردہ ہیں اور عوام مغرب سے متنفر۔ حکمران صرف اپنے محدود ذاتی مفادات کے اسیر ہیں۔ یہاں ایران، ملائیشیا اور سابق مشرقی پاکستان کو باقی مسلم ممالک سے علیحدہ شمار کیا جائے۔ اسلامی دنیا کو بربادی سے ہمکنار کرنے کی سازش 9/11 کے ڈرامے سے شروع ہوئی۔ اس سازش کے بارے میں ہر نقطۂ نگاہ سے اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ کوئی بھی راز باقی نہیں رہا۔ یہ سب لکھا بھی مغرب والوں نے ہے، لہٰذا ٹھیک ہی لکھا ہوگا، سچ ہی لکھا ہوگا۔ مگر یہ سچ نہیں پہنچا تو صرف ہمارے بہت ذی ہوش حکمرانوں تک۔ وہ ہر طرح متوازن، روشن خیال اور لبرل ہونے کا سبق دیے جا رہے ہیں۔ اسامہ کو بغیر کسی ثبوت کے ایک مجرم گردان کر افغانستان جیسے پس ماندہ ترین ملک پر مغرب اکٹھا حملہ آور ہوا۔ کیا یہ بدترین دہشت گردی نہیں تھی؟ اس مہم میں پاکستان کو "فرنٹ لائن سٹیٹ" ہونے کا منفرد اعزاز بخشا گیا۔ انعام کے طور پر افغانستان سے ملحقہ ہمارے علاقوں کو توپ خانے، میزائلوں اور جہازوں سے بمباری کا نشانہ بنا کر جانی اور مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس طرح کے واقعات سے ہماری خودمختاری، عزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفس اور خودداری پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ سرحد پار سے ہونے والے بعض حملوں کو نہایت خلوص نیت سے ہم اپنے سر لے لیتے ہیں۔ بعض اوقات تو نقصان اٹھانے کے باوجود ایسے حملوں کی وقوع پذیری ہی سے صریحاً انکاری ہو جاتے ہیں۔ ایسی پستی، ایسی بے حمیتی؟ ہماری عزت افزائی کے لیے تین چھوٹے درجے کے اہلکار امریکی صدر کے احکامات سے لیس ہو کر یکے بعد دیگرے وارد ہوتے ہیں۔ ان کی وطن واپسی کے فوری بعد سرحد کے اس پار سے یا ملک ہی سے ایک خونی حملہ ہو جاتا ہے۔ تربیلہ کا حملہ ایک نیا ثبوت ہے۔ اب ہمیں اپنے فوجیوں کی حفاظت کے لیے محافظوں کی ضرورت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. شائد آپ اتفاق کریں کہ افغانستان پر روسی تسلط کے دوران میں بھی ہماری وہ سرحد کبھی اتنی غیر محفوظ نہیں تھی۔ اس وقت تو ہم ایک ایٹمی قوت بھی نہیں تھے۔ اب ہمارے دوست اس قدر اپنائیت دکھا رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر بھی حملہ کی دھمکی دے رہے ہیں۔ ہمارے جلیل القدر اکابرین نے کیا اس کا مؤثر جواب دیا ہے؟ جب تک ہم اُمہ کے مفاد میں متحد نہیں ہوں گے، ذلت کا شکار رہیں گے۔ اس ذلت سے نکلنے کے لیے ایک اجمالی خاکہ مضمون ''حضرت محمد ﷺ: سرچشمہ علم وہدایت'' میں درج ہے۔

ڈاکٹر مہاتیر محمد اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسی اہل نظر اور مخلص ہستیاں (اللہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی مشکلات آسان فرمائیے۔ آمین) ان تجاویز کو نکھار کر کسی مفید راہ عمل کی طرف نشان دہی کریں تا کہ ہم ذلت کے گڑھے سے نکل سکیں۔ عزم راسخ کے سامنے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں، ہم تو اس عمل کے ساتھ اللہ کی مدد بھی شامل حال پائیں گے۔ ان شاء اللہ!!

ماضی میں سب سے پہلے سید جمال الدین افغانیؒ نے امہ کی یکجہتی کا نظریہ ''اتحاد بین المسلمین'' کے نام سے پیش کیا۔ ایران اور افغانستان کے اس وقت کے حکمرانوں نے صرف اپنے ذاتی مفادات کے لیے اُن کی کوششوں کا ناکام بنا دیا۔ اسی طرح انیسویں صدی کے پہلے نصف میں محمد ابن علی سینوسی نے بھی عالم اسلام کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ حقیقتاً یہ اسلامی دولت مشترکہ کے قیام کا ایک منصوبہ تھا۔ اس وقت اٹلی، فرانس، برطانیہ بالترتیب شام، الجزائر اور مصر پر قابض تھے لہٰذا سینوسی تحریک کامیاب نہ ہو سکی۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے مغرب اور لیگ آف نیشن کے کردار سے بددل ہو کر اپنی نظم ''جمعیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوام مشرق' میں ایک راہ عالم اسلام کو سجھائی۔ آپ نے فرمایا:

طہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شائد کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

آج طہران ہی ہے جو اکیلا ایک عالمی طاقت کے سامنے ڈٹا ہوا ہے۔ علامہؒ کی بصیرت سے رہنمائی لیتے ہوئے مسلمان طہران میں اسلامی دولت مشترکہ کا قیام عمل میں لائیں۔

(ماڈل ٹاؤن پارک میں جنوری 2008ء میں 'باباؤں کی محفل' میں پڑھا گیا)

(''چشم بیدار''، 7 دسمبر 2007ء)

(روزنامہ ''اسلام''، 4 جنوری 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[redacted]

By Maj (Retd) Haider Hassan

The practicisng Muslims are dubbed 'fundamentalist'. No such term is used for Christians, Jews or any other community.

Lord William Rees Mogg in his article "The Quran can save us all – A western view", has practically blamed the Muslims for acts of terrorism. He has simplified every thing for the advantage of his co-religionists. Jews should be bracketed with them, a both these communities are one, against Muslims, today. The Holy Quran is the last of the divine books, revealed for guidance of mankind, till doomsday. "This is the book; in it is guidance sure, without doubt, to those who fear God." (Al-Baqra-2). And those who fear God do not transgree the limits. It ddoes not teach radicalism. It is how the prejudiced West perceives it. Holy Quran is same since the revelation of its very first word till today. No point or a stroke has undergone a change since it revelation, more than four teen centuries ago.

There was, there is, and there will never be any change in it. It is word of God and He has taken on Himself to guard it (Surah Al Hijr-9). It is beyond any human criticism. This contention that "it is not diffucit to find verses in the Quran or the Bible, which are open to misinterpretation by a bad man in a bad way", is based completely on ignorance as far as Quran is concerned. The Holy Quran is to be studied in reference to context, and not out of context. Instead of teaching Quran to the Muslims, teach Bible to Bush and Blair. The Christ has directed his followers to "present the other cheek".

The practicing Muslims are dubbed "fundamentalist". No such term is used for Christians and Jews or any other community. Particularly the Jews who's hold is so strong in the West that any such thing said about the Jews or any criticism on them is taken anti-Semitism and is an offence in the eyes of law. Paul Findley, an ex Congressmen suffered due to very stronghold of Jewish lobby on American politics. He has narrated what he had to go through, in his book, "14ley Dare To Speak". Our great Seer Allama Iqbal has said more than hundred years ago that "the jugular vein of the West is in the claw of Jews".

The Israel is the illegitimate child of the imperialism. It was established right in the middle of the Middle East to destroy the peace of Muslim lands .It is a thorn in the side of Muslims. In the same manner Kashmir dispute

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

between India and Pakistan, resulted in wars, deaths and other innumerable miseries. West has rendered many such services to the Muslims through people like Lawrence of Arabia.

The West and the US is being served by dictators and the tyrant hereditary Muslim rulers. They have invented a 'soft image of Islam', a new type of Islam which is favoured by liberals, moderates and the enlightened only .They support moderation and oppose terrorism to get a pat from the West. But contrary to that at the same time oppress their own subjects ruthlessly to prolong their own rule. And they are in good books of US and the West.

Suppose Al-Qaeda consists of Muslims .Who suffers more, when an incident of terrorism occurs any where in the world and without any delay it is ascribed to Al-Qaeda? An organisation consisting of Muslims gains no sympathy when its activities cause tremendous damage to the Muslims. In case A1-Qaeda consists of Muslims, who has harmed the humanity more, Al-Qaeda or the joint venture of Bush and Blair?

Al-Qaeda is a pseudo organisation which is acting on behest of those who want to harm Muslims.

When Muslims resist persecution anywhere in the world be it Palestine, Kashmir, Bosnia, Chechnya, Philippines, Thailand, Afghanistan or Iraq, their resistance is called 'terrorism' by the moderates and the most enlightened. Whereas all such movements who resisted Germans in France etc., were known as 'Resistance Movements'. Why this out right discrimination?

It is evident from the 9/11 drama that, it was the use of Global Hawk Technology which resulted in this tragic loss of human lives, and the property (minus those Jews who did not turn up at WTC). Muslims do not possess this know how. If Osama possessed this capability while being away more than 4000 miles away in the most desolate area, like Afghanistan, then, it is marvellously incredible, a feat. But one cannot simply believe it.

To chase escape goat, Osama a creation of their own, Afghanistan was ruined, and Iraq was punished for possessing those WMDs, which the sole superpower very much knew were never there. These were the lame excuses. It was out rightly an act against Muslims for usurping Muslim lands for oil, to secure Israel, and to be in close vicinity of China and Russia for strategic purposes.

Who were they? Go through research of David Duke, Carol A. valentine and Thierry Meyssan? Do not point out all

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

the fingers towards Muslims. Pointing a finger is considered bad.

The world has become a more miserable place since 9/11. Its miseries are increasing day by day due to the terrorism being spread by the policy of 'might is right' adopted by Bush, Blair and their allies. Tyrant and dictator Muslim heads of governments are their allies for very short term gains to remain in power. They pay no heed to *this holy verse, "His are the all* things in the heavens and on earth (Al Baqra -255)".

Who are being killed, maimed in thousands throughout the world where the Muslims are under the subjugation of others? What are Bush and Sharon doing to the Muslims? What are the oppressed supposed to do under most humiliating conditions?

The worthy Lord has given a very long list of requirements to understand West for a naive Muslim. We do not need to understand your culture. It is in no way an ideal one. It is based on capitalism, which is opposed to the teachings of Islam based on the concept of Alafve, "They ask thee how much they are to spend: Say: What is beyond your needs."(Al Baqra-219). For the Muslims, the religion is not a private matter, having no *influence on private lives.* Besides, when Europe was in deep slumber, Muslims were at the height of their glorious period.

The Europe has thrived from knowledge which was our heritage. We are going down the hill, most unfortunately due to our lethargy. This is said in fact to jolt Muslims out of slumber.

(COURTESY: THE NATION)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

QURAN CAN SAVE US ALL

BY WILLIAM RESS-MOGG/29 July 2005

THE London bombings have added to the anxiety in London and pressure on the Muslim community. Many people ask: "How can a religion of peace have become such a cause of fear?"

When one reads the Quran, one is struck by the simplicity and directness of the central themes. There is one God, Allah, Mohammad peace be upon him, is his Prophet and all people have a duty to obey God's laws, which require works of charity, justice and mercy.

These doctrines are closely related to those of Judaism and Christianity. A good Muslim who is loyal to the Quran has a great deal in common with a good Jew, who studies the Torah, or a good Christian, who studies the Bible Again and again the Quran emphasizes that Allah is a merciful God, all seeing and all wise. This is not a doctrine of bombs, but of mercy and compassion. How, then are we getting so dangerously close to religious conflict, not between Islam and Christianity, such as occurred in the Middle Ages, but between Islam and the modern culture of Europe and North America? What is it in the two cultures that has brought them into such conflict? No doubt the conflict arises out of material interests as well as cultural.

In historical retrospect, the Balfour Declaration in 1917, and the subsequent creation of thė State off Israel, have been a lasting cause of serious dissension. Oil has also been divisive. The global economy depends on oil, and Islamic states have a large share of the world's oil reserves. Many protesters have argued that America is wicked and cynical to allow oil interests to exert so much influence on forging policy. Yet the fundamentalists , who would use oil as weapon of political blackmail.

But oil has more political power than bombs on the London Underground. America has a responsibility to protect global supplies of oil every country from china to Peru depends on it.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

The root of the conflict is, however a clash of civilization, which all of us need to understand . Islam is a religion of the book. One cannot begin to understand Islam without reading the Quran. It might not be a bad thing if more Muslims read the Bible to discover how much of the holy books of Judaism and Christianity are in fact compatible with the teaching of the highest beliefs of Islam . They will remember that Muhammad, peace be upon him, himself once had a vision of Jesus, whom he respected as a Prophet id not as Christ.

The modern civilization of the West is so pluralist that it cannot be represented by any single book. A Muslim who wanted to understand the core beliefs of the West would need a large library, stretching from the American Declaration of Independence to Marx's Das Kapital the Lenin's Imperialism . He would need to listen to music from Beethoven to The Beatles. It is even harder for Muslims to understand western culture- except by living it- than for westerners to understand theirs.

The senior figures of the British Muslim community, who quite rightly have meetings with the Prime Minister, reassure him that Islam is a religion of peace - that is, after all , what the word means - and that no one who supports terror can be a good Muslim.

They are correct, if one reads the Quran as a good person would read it. The trouble is that the interpretation of all books is decided by the individual reader. The more complex the book, the more true that is.

It is true of the Quran, but it also true of Shakespeare; all sorts of people read their own characters, and perhaps their own circumstances into the story Hamlet. We interpret the greatest books in the light of our own temperament. Wicked opinions into the wisest books.

It is not difficult to find verses in the Quran, or the Bible , that are open to misinterpretation by a bad man in a bad way. To take just one example , there is a passage in chapter two of the Quran that deals with jihad.

"Fight in the cause of Allah those who fight you, but do not transgress limits; for Allah loves not transgressors. Slay them wherever you catch them, and turn them out from where they have turned you out; for tumult and oppression are worse than slaughter.

The mature understanding of these verses might concentrate on the line 'but

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

do not transgress limits; long before the present troubles one commentator observed that this mean. 'War is only permissible in self-defence, and under well defined limits. Strict limits must not be transgressed; women, children, old and infirm men should not be molested.

In this passage, and in others, the Quran condemns terrorism. On the other hand, 'slay them wherever ye catch them ' sounds very like an exhortation to ruthlessness. Such contrasts leave open the choice between a moderate and a radical interpretation, they are to be found in many chapter of the Quran. which has undergone less historic criticism than Jewish Torah or the Christian New Testament.

We need to remember - and Muslims need to remember too- that 7th century Arabia was a rough and violent place in which the prophet himself suffered harsh treatment. If one adopts the most radical interpretation of the Quran, one distorts the character of the book. Yet that is what some radical Muslims seem to be doing. The tactics of terrorism need to be distinguished from the strategy. The tactics are simple enough: persuade the foot soldiers of terror to kill or maim innocent people- men, women and children. The purpose of the strategy is to create conflict and suspicion between different communities.

If after the London bombings, British Muslims are feared by the larger British community, that is an important victory for Al Qaeda. The fact that London was bombed obviously weakens those muslim leaders who support moderation and oppose terrorism. Anything that weakens them strengthens Al Qaeda. It will also divide and weaken Britain, which Al Qaeda regards as major enemy.

Each act of terrorism therefore damages both communities, which are opposed to Al Qaeda and its sympathizers and agents. So for British Muslims and the larger British community have seen this trap for what it is. Nothing is more difficult than to reconcile communities once they have broken apart. We have seen this in Northern Ireland, where Catholics and Protestants have been in murderous, if intermittent, conflict at least since the reign of Queen Elizabeth I. Our immediate task is to prevent the development of a religious war in Britain. Lord William Rees-Mogg, a veteran British journalist and former editor of the Times of London, writes weekly column for The Times and The Mail on Sunday.

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطوط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محسن پاکستان کے نام خط!

انتہائی محترم اور عالی قدر جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب!

السلام علیکم! دل کی گہرائیوں سے یہ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو جلد صحت کاملہ سے نوازے (آمین ثم آمین)۔ مزید یہ کہ آپ پھر اپنے مقدس وطن، اس عطیہ خداوندی کی خدمت میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق مشغول ہو سکیں۔ رب ذوالجلال آپ اور آپ کے پیاروں کا حامی و ناصر ہو (آمین)۔

آپ اور آپ کے معتمد ساتھیوں نے اس ملک کو اپنی خداداد صلاحیتوں اور بے لوث جذبہ خدمت سے جو حفاظت فراہم کی ہے وہ اس ناچیز کی رائے میں گھوڑے تیار رکھنے (سورۃ الانفال:60) کے حکم کے عین مطابق ہے۔

قوم کو ایثار کا سبق آپ نے اس طرح دیا کہ دوسروں کا گناہ اپنے سر لے لیا۔ قوم شرمندہ ہے، بے بس ہے، لیکن یہ کب تک؟ اللہ کی رسی اس کی اپنی مشیت کے تحت ہی دراز ہے۔

یہ قوم بلوغت کی منزل سے ابھی بہت دور ہے۔ اس منزل تک آپ نے ہی اس قوم کی رہبری فرمانی ہے۔ یہ ہماری ایک بنیادی ضرورت ہے۔ آپ نے دنیاوی تقاضوں کے مطابق حفاظت ہمیں مہیا کر دی۔ قوم کی ایک بڑی تعداد صدق دل سے آپ کی ممنون ہے۔ بابائے قومؒ کے بعد مقام بطور ایک محسن اور محافظ آپ کا ہی ہے۔ اب قوم کو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہجوم کے بجائے صحیح معنوں میں ایک قوم بن سکے۔ آپ کی تربیت اسے اس راہ پر ڈال دے گی جس سے وہ واقعی اس طرح متحد و منظم اور ایمان سے سرشار ہو جائے کہ جس طرح پاکستان کی تشکیل کے وقت یہ سب خوبیاں اس میں موجود تھیں۔

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

132-C ماڈل ٹاؤن، لاہور

(''نوائے وقت'' 28 مئی 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب آصف علی زرداری کے نام کھلا خط

مکرمی! بی بی ایک حادثاتی موت سے دوچار ہوئیں۔ ہمارے ایمان کے مطابق وہ شہید ہیں۔ یہ ایک ایسا رتبہ ہے جس سے ہر اہل ایمان واقف ہے۔ اللہ پاک بی بی کو ہماری سوچ سے بدرجہا بہتر درجے سے نوازے...... آمین!

کچھ عرصہ پہلے تک آپ نے بہت سختیاں جھیلیں۔ آپ کی شخصیت نکھر گئی۔ بی بی کے جانے کا دکھ بیشک سب سختیوں پر بھاری ہے لیکن یہ امر ربی ہے، لہٰذا حکم ہے صبر کا!

''ایک بار حضورﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ایک قبر کے پاس سے گزرے، فرمایا اس قبر والے پر عذاب ہو رہا ہے۔ کچھ دیر وہیں سے واپس گزرے تو ارشاد فرمایا کہ عذاب ٹل گیا ہے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ اس شخص کے بیٹے نے مدرسہ میں ''الف'' پڑھنا سیکھ لیا ہے۔ سکندر اعظم اس دنیا سے گیا تو خالی ہاتھ گیا تھا۔ اربوں میں کھیلنے والی بی بی خالی ہاتھ گئیں۔ ایک مفلس اور مفلوک الحال شخص بھی خالی ہاتھ جاتا ہے۔ یہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ گزر جانے والے پیاروں کو آسودگی پہنچانے کا نسخہ۔ ان اہم کاموں کی ایک خاص اہمیت ہے۔

بی بی نے خود ساختہ جلاوطنی سے واپسی پر ایک بم دھماکے کے نتیجہ میں کراچی میں عوام کے ٹکڑے اڑتے دیکھے۔

پنڈی میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے لئے سجائے گئے پی پی پی کے استقبالیہ میں یہی ہوا۔

پنڈی میں بی بی کے خود جام شہادت نوش کرتے ہی ملک میں قیامت برپا ہوگئی۔ حکومت جانے کہاں دبک گئی تھی۔ اوباشوں کو سرعام ذاتی اور سرکاری املاک کو جلانے، اور توڑ پھوڑ دینے کی کھلی اجازت دے دی گئی۔ چالیس کے قریب لاشیں تو صرف کراچی میں گریں۔ بی بی کے علاوہ بیس لوگ پنڈی میں شہید ہوئے۔ زخمی اس کے علاوہ ہیں۔ اب جو نہیں رہے ان کے لواحقین، زخمی ہونے والے اپاہجوں اور معذوروں کی دیکھ بھال ہم سب کا فرض ہے۔ اب آپ اٹھیں اور اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان شاء اللہ بہت سے پُر عزم فرزندان پاکستان آپ سے آملیں گے۔اللہ کارساز ہے۔اس کے مدد پہنچانے کے انداز انوکھے ہیں۔

ایک چراغ سے بہت سے چراغ جلتے چلے جاتے ہیں۔آپ اپنے اور بی بی کے اثاثوں کا جس کی قدروقیمت کا شاید خود آپ کو اندازہ نہیں، کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کے لیے وقف کردیں۔

چند اسکول ان کے بچوں کے لیے کھلوادیں جو اس مد میں خرچ کرنے سے قاصر ہیں۔اگر صرف ''الف'' سیکھنے کی برکت سے ایک گناہ گار والد عذاب سے بچ جاتا ہے تو تعلیم وتربیت کے لیے بندوبست کرنے والے کا کیا رتبہ ہوگا؟

چند ہسپتال قائم کریں۔دورافتادہ جگہوں پر معمولی علاج کا میسر نہ آنا بھی موت کا سبب بن جاتا ہے۔

پیاسے انسانوں کے لیے صاف پانی مہیا کردیں۔اس دور میں بھی کئی جگہوں پر انسان اور جانور ایک ہی جوہڑ سے اپنی پیاس بجھارہے ہیں۔

بی بی، پی پی پی کے مطابق چاروں صوبوں کی وفاقی وحدت کی علامت تھیں۔آپ درج بالا نیک کاموں کا آغاز اپنے علاقہ سے کریں۔آہستہ آہستہ تمام صوبوں تک پھیلادیں۔یہ سب کام بی بی کے نام پر صدقہ جاریہ کے طور پر کریں۔آپ کو اللہ ان شاء اللہ اپنی شان کے شایان ہی نوازے گا۔رحم کرنا تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے لیے لازم کرلیا ہے۔(الانعام:12)

آپ جب خدمت انسانی میں مگن ہوجائیں گے تو آپ کا ہر ہر سانس اور اس جانب اٹھتا ہر قدم عبادت بن جائے گا۔آپ تب کئی کئی وزارتیں اور صدارتیں اس کام کے عوض قربان کرنا پسند کریں گے۔ایک زندگی بچانا تو پوری انسانیت کے بچانے کے برابر ہے۔(المائدہ:32) آپ تو بہت زیادہ استطاعت رکھتے ہیں۔اللہ آپ کو صبر، حوصلہ اور ہمت دے۔آمین!

آپ کے غم میں برابر کا شریک

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

(''نوائے وقت'' 12دسمبر 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناروا ایثار

ہمارے ایک جاننے والے اپنے مخصوص دیہاتی ماحول کے باعث آٹا خود گندم کو پسوا کر ہی استعمال کرتے ہیں۔ڈیل ڈول سے بھی کھاتے پیتے گھرانے کے فرد ہی لگتے ہیں۔اُن کے مطابق آج کل حالت یہ ہے کہ جہاں گندم پیدا ہوتی ہے یا گندم کی منڈیاں ہیں وہاں سے منجھے ہوئے کھلاڑی گندم 625 سے 650 روپے فی من کے حساب سے خرید کر 740 روپوں میں فروخت کر رہے ہیں۔امید یہ کی جا رہی ہے کہ اگر حالات یہی رہے اور ڈیزل وغیرہ کی قیمتیں بڑھتی رہیں تو قیمت فروخت 800 روپوں تک پہنچ جائے گی۔ویسے بھی ہمارے ہاں سے برکت اُٹھ گئی ہے۔اب مشینی دور ہے۔ٹوپوں سے جب گندم ناپی جاتی تو ہر ٹوپہ پر بسم اللہ پڑھی جاتی تھی۔ہمارے اپنے ہاں تو یہ حالات ہیں لیکن ہماری دریا دلی یہ ہے کہ افغانستان کو محترم وزیر اعظم صاحب پچاس ہزار ٹن گندم بھجوا رہے ہیں۔وہاں تو پہلے گندم اور آٹا سمگل ہو رہا ہے۔شاید وہاں پاکستان کے مقابلے میں قیمت کم بھی ہو،کوئی بعید نہیں۔افغانستان وہ ملک ہے کہ جہاں سے پاکستان کی پیدائش کے پہلے دن سے ماسوائے طالبان دور کے کبھی خیر کی خبر پاکستان کے لیے نہیں آتی۔ہم نے افغانیوں کو اپنے ملک میں مہمان بھی رکھا۔30لاکھ کے قریب لوگوں میں سے چند لاکھ ہی اب تک واپس گئے ہوں گے۔اکثر افغانی تو اب یہاں با اثر اور صاحب جائیداد بنے ہوئے ہیں اور جو اوقات پاکستان کی افغانستانیوں اور کرزئی کی نظر میں ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔وزیر اعظم سے درخواست ہے کہ وہ پہلے گندم ان لوگوں تک پہنچائیں جو بیروزگاری،مہنگائی،پولیس،ظلم اور معاشرتی دباؤ کے تحت نہایت بے بس ہیں اور نوبت خودکشیوں تک پہنچ رہی ہے۔سربراہِ مملکت جوابدار ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اگر کوئی مثالیں اپنی زندگی سے چھوڑی ہیں تو ہماری رہبری کے لیے ہی ہیں،صرف واہ واہ کے ڈونگرے برسانے کے لیے نہیں۔اللہ ہی ہمارے اکابرین کو ہدایت دے،سیدھا راستہ دکھائے۔آمین!

(''نوائے وقت'' 12 جون 2008ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواز شریف کے لیے کھلا خط

مکری! پختونخوا، پختونستان سٹنٹ سے وابستہ ہے، اسی بناء پر سرحدی گاندھی جلال آباد میں دفن ہے۔ آپ نے اچھا نہیں کیا۔ رینٹل پلانٹس سے بجلی تو نہیں ملی، 5 ارب کرایہ ہو گیا۔ کیا اپوزیشن اتنی فرینڈلی ہے کہ اس کے بارے میں نہیں پوچھ سکتی؟ اگر چین اور ایران کی بجلی پاکستان آجائے تو ''جاتی عمرہ'' کے روشن جزیرے کے اردگرد تاریکی میں ڈوبے کیڑے مکوڑوں کے کچے پکے گھر، گھروندے بھی روشن ہو جائیں گے۔ بے شک زرداری گورنمنٹ نہ گرائیں (ملی بینڈ اور ہالبروک ناراض ہو جائیں گے)، بے شک باریاں لگائیں لیکن ''واحد ہستی'' کو آپ جوابدہ ہوں گے۔ جاتی عمرہ آخر آنی جانی شے ہے۔ ایران اور پاکستان میں بجلی کا معاہدہ 2008ء میں ہوا تھا۔ وہ کہاں اور کیوں دفن ہے؟

(''نوائے وقت'' 9 اپریل 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے

مکرمی!

ایپل انک کا مالک چل بسا۔ اُس کے پاس علاج کروانے کی کون سی سہولت موجود نہ رہی ہوگی؟ بل گیٹ نے اپنی کمائی خیرات میں دے دی۔ بڑے زرداری صاحب اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ چھوٹے زرداری نے بے شک اطلس سے لدے پھندے تابوت میں اپنے والد محترم کو آخری سفر پر روانہ کیا ہو لیکن وہ اپنے بیٹے کی پاکستان سے دوسرے ملکوں میں پھیلی جائداد اور دولت میں سے اپنے ساتھ کچھ نہ لے جا سکے۔ صرف اُن کے اپنے نیک اعمال اُن کے کام آئیں گے، یا جو نیکیاں آصف زرداری اپنے والد کے لیے ایصال ثواب کے لیے انجام دیں۔ صرف جائز دولت سے کمائی گئی نیکیاں ہی جنت کے پھول اور پھل بنیں گی۔ یہ حقیقت کس بے خبر ترین مسلمان کو معلوم نہیں؟ کیا زرداری صاحب کی سرکردگی میں ہماری اشرافیہ اپنی دولت کو قوم اور ملک کی مصیبتوں کو ختم کرنے کے لیے خرچ کرنے کا سوچ سکتی ہے؟ ہمارے اسلاف تو ایسی ہزاروں مثالیں ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔ ہم سب کو کسی بھی وقت یہاں سے کوچ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ باقی رہے اللہ کا نام۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت'' 19 اکتوبر 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر تو ایسا ہو گا

مکری! حالیہ ضمنی انتخابات کے نتائج نے یہ بات تو ثابت کر دی ہے کہ عوام دونوں بڑی جماعتوں کی کارکردگی سے بے حد مطمئن ہیں۔ عوام اپنی من پسند پارٹیوں کی جیت پر ڈھول ڈھمکے اور مخلوط رقص کے ذریعہ سڑکوں پر جس بے پناہ مسرت کا اظہار کر رہے تھے اُس سے یہی ثابت ہو رہا تھا یہ کامیابیاں اب مہنگائی کے عفریت کو نیست و نابود کر دیں گی اور دودھ اور شہد کی بہتی نہروں کو بند باندھ کر ہی روکا جا سکے گا۔ اب کوئی شک نہیں کہ عام انتخابات میں بھی یہی جماعتیں اور ان کے اصولی سیاست کرنے والے حلیف ہی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

(''نوائے وقت'' 6 مارچ 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم ایک اور تنور سے پانی کے اُبلنے کا انتظار کر رہے ہیں؟

جب سے ہوش سنبھالا ہے، کہنے کو تو ایک مسلمان معاشرے میں رہتے بستے ہیں لیکن ایسا کچھ نہیں۔ کیا مسلم معاشرہ ایسا ہوتا ہے جہاں آئے دن کمزور ناحق پستے ہی چلے جائیں اور زبردست، زبردستی مزید زبردست ہوتے چلے جائیں؟ سچ بولنے پر گمراہ لوگ ایک معمر اُستاد کی ٹانگیں توڑ دیں اور جب ایک ذمہ دار پولیس افسر مجرموں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرے تو اُس کو دور دراز علاقہ میں بطور سزا بھیج دیا جائے اور دوسری طرف ایک وزیر اعلیٰ کا بیٹا نشے کی حالت میں پولیس ملازمین کو تشدد کا نشانہ بنائے اور کچھ بھی نہ ہو۔ پہلی قومیں مختلف قسم کے گناہوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے برباد کر دی گئیں، کم تولنے، راہزنی اور ملاوٹ کرنے پر (حضرت شعیبؑ کی قوم)، مظلوموں پر ظلم کی وجہ سے (قوم فرعون)، نافرمانی پر (قوم نوحؑ اور ھود)۔ ہم اپنے اعمال پر نظر کریں تو یہ سب اور بے شمار دوسرے عیوب ہم میں موجود ہیں۔ جھوٹ تو بلا ضرورت بھی بول دیتے ہیں "کہہ دو میں گھر نہیں ہوں"۔ موبائل نے جھوٹ کو مزید جلا بخشی ہے۔ لاہور میں موجود ہوتے ہوئے اپنے آپ کو کسی دوسرے شہر میں موجود بتایا جاتا ہے (ایک حدیث کے مطابق جھوٹ بولنا زنا سے سے زیادہ کبیرہ گناہ ہے: تفسیر ابن کثیر)۔ معصوم بچے بچیوں کا قتل، ٹارگٹ کلنگ اور خودکش حملے، کتنے گناہوں، کتنے کبیرہ گناہوں کا بوجھ ہم اپنے اوپر بڑھائے چلے جا رہے ہیں، اور ہم ہی اس بوجھ کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ جوابداری کے خوف سے جو پریشان رہتے تھے، وہ کسے معلوم نہیں!

سونے پہ سہاگہ یہ ہے کہ ہماری پولیس (لفظ ہماری مناسب ہے؟) خوف خدا سے بالکل عاری ہے۔ یہ ایک علیحدہ ہی مخلوق ہے۔ معلوم یہ دیتا ہے کہ نچلے عملے کو عوام کے خلاف غلیظ زبان کے استعمال، لاٹھی چارج اور ملزموں پر بے پناہ تشدد کرنے کی خاص تربیت دی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں میں نام نہاد خادم اعلیٰ کے پاس دادرسی کے لئے جانے والی ماں بیٹی کی جو عزت افزائی ہوئی اس کا علم خادم اعلیٰ کو شائد ہوا ہو۔ کیا ہم بڑی تباہی کے لیے کسی اور تنور کے اُبلنے کا انتظار کر رہے ہیں؟

("نوائے وقت" 9 مارچ 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصنوعی یکجہتی

کرکٹ میچ کا سیمی فائنل دکھانے کے لیے مختلف ٹی وی چینلز نے اور گھر سے باہر دیکھنے کے لیے ملے گلے کے شوقین لوگوں نے جو زبردست بندوبست اور تیاریاں کیں، کیا اُن لغویات اور ہمارے آج کل کے مشکل ترین دور جس میں ہم بہت ہی مشکل سے سانس ہی لے رہے ہیں، کچھ مناسبت ہے؟ جو وقت، سرمایہ اور کاوشیں اس گناہ بے لذت کے حصول میں صرف ہوئیں، اُن سب کے ہم متحمل تھے؟ ٹی وی پر ماہرین اپنی آراء کا اظہار اس طرح کر رہے تھے گویا کہ اُن کی قیمتی آراء ٹیم تک لمحہ بہ لمحہ پہنچ رہی ہیں اور اسی طرح ہمارے پُر جوش نوجوان اور بنی سنوری خواتین جس طرح نعرے بازی اور موقع کی مناسبت سے ہوٹنگ اور سب ضروری ''افعال'' انجام دے رہی تھیں، وہ ضرور ہمارے کھلاڑیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اُن تک پہنچ رہے تھے۔ اگر ہماری ٹیم جیت جاتی تو پھر جو موج میلہ ہوتا اور کئی من چلے دن وہیلنگ کرتے تو کیا ہوتا؟ اللہ ہم پر خصوصی کرم فرمائے (آمین)۔ چند دن پہلے یہی چینلز اور یہی لوگ اُن جلوسوں میں بھی شامل تھے جو توہین رسالتؐ کے خلاف ایک منظم طریقے سے اپنی آواز بلند کرنے کے لیے نکالے گئے۔ ایک پیغام اُن کو پہنچانا مقصود تھا جو یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کر رہے ہیں۔ لیکن اپنی بدنظمی اور عدم یکجہتی کی بنا پر ہم ہمیشہ کی طرح ناکام رہے اور الٹا اپنا ہی نقصان کر بیٹھے۔ توہین کرنے والوں کو کامیابی ہم نے دلائی، اُن کا بھرپور ساتھ ہم نے دیا۔ کیا ہم اپنی غلطیوں پر نادم ہیں؟

(''نوائے وقت'' 8 اکتوبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریمنڈ ڈیوس کی امریکہ میں گرفتاری

محترمہ طیبہ ضیا نے (نوائے وقت: 6 مارچ) ریمنڈ ڈیوس کی ایک امریکی پر تشدد کے باعث گرفتاری کے بارے میں لکھ کر بہت ساری ذلتوں میں سے ایک کو شدت سے تازہ کیا ہے۔ زرداری سے بالکل گلا نہیں ہونا چاہیے، وجہ صاف ظاہر ہے، لیکن شہباز شریف اور جنرل کیانی نے ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرانے کے لیے جو کچھ کیا وہ اُس کے لیے شرمندہ ہی رہیں گے، ان شاء اللہ!! کافروں نے تو ہمارے دین کا مذاق بناتے ہوئے دھونس اور دھاندلی سے دیت کی پاکیزہ شق کا فائدہ ضرور اُٹھایا لیکن وہ رقم وصول کرنے والے جس طرح تباہ ہوئے ایسے انجام سے اللہ ہم سب کو بچائے (آمین)۔ ہمارے جن کارپردازوں نے امریکی ظلم، تکبر، غرور، ہٹ دھرمی اور ابلیسیت میں ان کا ساتھ دیا ان کا کیا بنے گا جب یوم الدین کو تین مقتول اُن سے زیادتی کا جواب چاہیں گے؟ (آج ہمارے ملک میں جو بھی غارت گری ہو رہی ہے اُس کا جواب پرویز مشرف اور اُس کی حکومت میں شامل لوگوں کو دینا پڑے گا) وہ بھی سوچ چھوڑیں جنہوں نے جیل میں آذان تک بند کروادی۔ قاتل کو کسی قسم کا پروٹوکول دینا تو معمولی بات ہے۔ یہ تو اس مملکت خداداد میں دولت کے زور پر ہوتا چلا آرہا ہے۔ نوجوان امیر کبیر قاتل جتوئی کے سلسلے میں کیا کچھ نہیں ہوا؟ ہم میں سے کسی بھی مسلمان کو کیا اپنی موت یاد نہیں؟ کیا وہاں یوم الدین کو بھی امریکہ کی غلامی کے کام آنے کی اُمید ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

(''نوائے وقت'' 9 مارچ 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکیل آفریدی، بلوچستان اور امریکی حاکمیت

ایبٹ آباد کے واقعہ سے منسلک شکیل آفریدی کا کردار اور اُسے نوازنے کا امریکی اعلان ہمارے زخموں پر نمک مرچ نہیں بلکہ نمک کا تیزاب انڈیلنے کے مترادف ہے۔ تیزاب پھینکنے والے ہمارے اپنے ملک میں یہ سب کچھ آزادی سے کر گزرتے ہیں، امریکہ تو پھر اپنی مرضی کا مالک بھی ہے۔ اس کے بارے میں گورنمنٹ کی سطح پر جو ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی طرح شکیل کو اعزاز وصول کرنے کے لیے امریکہ کب روانہ کیا جاتا ہے؟ کیا کوئی نیا انصار برنی اُسے خود چھوڑنے جائے گا؟ یہ انصار برنی اگر ہماری فرینڈلی اپوزیشن سے ہو تو پھر تو امریکہ زیادہ خوش ہوگا۔

اب رہی بات بلوچستان کے بارے میں۔ اس کے بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں چونکہ امریکہ ہمیشہ سے ہمارے تمام حکمرانوں کا دوست رہا ہے اور وہ اُس کے خیر خواہ چلے آرہے ہیں، اس لیے ڈر کس بات کا؟ امریکہ نے تو صرف دیوار پر شیرہ لگایا ہے۔ باقی کام کرنے والے تیار کھڑے ہوں گے۔ کیڑے مکوڑے عوام جتنا مرضی شور مچائیں، دفاع پاکستان والے آسمانوں پر تو دھرنا دینے سے رہے۔ بلوچستان میں کس کی حکومت ہے؟ بلوچستان کے مسئلے کا حل کس کے پاس ہے؟ تمام وزیروں اور مشیروں پر مشتمل بلوچستان اسمبلی کس مرض کی دوا ہے؟ کیا کبھی بلوچی صدر نے بلوچستان کا دورہ کیا ہے؟ جن کی دولت اور دولت خانے باہر ہیں وہ شوکت عزیز کی طرح اپنی ڈیوٹی انجام دے کر باہر جا بسیں گے، صرف وقت کے انتظار میں ہیں۔ عمران خان اور اچکزئی جیسے لوگ اس مسئلے کے حل کے لیے اکٹھے ہوں۔ آخری بات، پاکستان کے دُشمن اندرونی اور بیرونی، اللہ کے فضل سے ان شاء اللہ ناکام اور ذلیل ہوں گے۔ میرا بابا پاکستان کے ہمیشہ قائم رہنے کا بہت واضح پیغام دے گیا ہے۔ اگر پاکستان کا قیام معجزہ تھا تو قائم رہنا بھی معجزہ ہوگا۔ یہ ہم جیسوں کی وجہ سے نہیں لیکن اُن قربان ہونے والوں کا صدقہ ہے۔ آیئے اُن کے لیے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائیں، اس میں بھی ہمارا ہی اجر بڑھے گا۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(''نوائے وقت''، 21 فروری 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیاان پرکوئی قانون یا ضابطہ اخلاق لاگو نہیں ہوتا؟

مکرمی! کل رات ٹی وی کے کسی چینل پر مشاہد حسین سید بہت جوش وجذبے سے ڈاکٹر عافیہ کے معاملے میں زبردست تقریر فرما رہے تھے۔ یہ مشرف کے جوتے چاٹنے والے چودھری برادران، مشاہد، شیخ رشید، قصوری، شیر افگن، اعجاز الحق، ہمایوں برادرن، سیف اللہ خاندان کے چشم وچراغ اور ان جیسے بہت اور، اب جو مرضی کریں ان کے چہرے سے یہ سیاہی نہیں دُھل سکتی جو انہوں نے مشرف کا ساتھ دے کر افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ جب ڈاکٹر عافیہ کو مشرف امریکہ کے ہاتھ بیچ رہا تھا تب بھی مشاہد نے اسی جوش سے مشرف کا ساتھ دینے کے لیے تقریر کی ہوگی اور لال مسجد پر حملے کے وقت بھی ایسا ہی ڈرامہ رچایا ہوگا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ سب دوبارہ اقتدار میں بھی آجائیں گے لیکن مسلمانوں کا خون ان کے گلے پر رہے گا۔ حیرت یہ بھی ہے کہ نظریہ پاکستان جیسے اداروں میں مشاہد حسین جیسے لوگ اب بھی وہی قدر و منزلت پا رہے ہیں جو خادم پاکستان کو ملنی چاہیے۔ کچھ اس کے بارے میں بھی سوچا جائے۔

(''نوائے وقت'' 2 جولائی 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلوب ہے اپنی مشہوری

مطلوب وڑائچ کا مضمون ہمیشہ صرف تین شخصیات کے گرد گھومتا ہے اور قاری کو اکثر امریکہ، کینیڈا اور سوئٹزر لینڈ کی سیر کرائی جاتی ہے۔ ایک غریب اور معصوم جہاں گرد کس قدر ظلم سہتا رہا اور اپنے ساتھ کبھی واشنگٹن، لاس اینجلس اور کبھی دوبئی جیسی غریب پرور جگہوں پر ظلم کی شکار جلاوطن بے نظیر کو اپنی کار (مرسڈیز کا ذکر ضرور ہوتا ہے) میں دربدر لیے سرکردہ امریکیوں سے ملاقات بھی کراتا رہا۔ کیا یہ ملاقاتیں بیک ڈور پالیسی کا حصہ تھیں؟ آج یکم جنوری 2012ء کے کالم میں تیسری شخصیت یعنی زرداری کے ساتھ جیل میں گزارے وقت کا ذکر بھی آ گیا۔ کیا زرداری کی فرانس، اور دنیا کے دوسرے مقامات پر موجود جائیداد (سرے پیلس کو بھول کر)، سوئس بینک وغیرہ میں پڑی دولت کا جیل جانے سے کوئی تعلق تھا؟ یہی دولت اگر باہر ہی پڑی رہ گئی تو؟ صدام، قذافی اور حسنی مبارک کی دولت اُن کے کس کام آسکی؟ زرداری صاحب اپنی دولت ملک کے کام میں لے آئیں تو ساری عمر صدر رہیں، کسی کو گلہ نہ ہوگا۔ اگر زرداری سے حسب منشا رشتہ قائم رہتا تو "اس قدر معلومات افزا" مضامین ہم جیسوں کو پڑھنے کو کیسے ملتے؟ اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہے۔ پاکستان میں اچھے دن آنے کو ہیں ان شاء اللہ!! ہماری تقدیر بدلنے والی ہے۔ یہ ہماری کوتاہ بینی ہے جو ہم پاکستان کی اصل قدر سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت قائدؒ اور دوسرے قائدین کی بے لوث خدمات اور بے شمار عزتوں کی پامالی اور قربانیوں کے طفیل یہ ملک ہمیں ملا۔ قائدؒ کا فرمان ہے کہ یہ ملک قائم رہنے کے لیے بنا ہے۔ 14 اگست 18 رمضان پہلی وحی کا نزول ہوا اور 14 اگست 27 رمضان المبارک کو ہمارا ملک وجود میں آیا۔ کیا یہ مماثلت، یہ جوڑ، یہ تعلق محض اتفاق ہے؟ یہ سب کچھ ایسے ہی نہیں ہو گیا۔ موجودہ حکومتی دور ایک سزا ہے۔ حالات مزید بگڑتے نظر آتے ہیں لیکن سورت الم نشرح آیت 2 میں ارشاد ہے "ہاں (ہاں) مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے (اور) بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے" ان شاء اللہ!! آئندہ میرے ملک نے دنیا کی رہبری کا فرض انجام دینا ہے۔

میرا ایمان ہے کہ اگر ہم نے چند خانوادوں کی خدمات کے بجائے ملک کی خدمت کی ہوتی تو محترم مطلوب وڑائچ جیسے لوگ اپنے ملک کو اس حالت میں نہ پاتے۔ وہ اور اُن کی اولادیں اس ملک میں ہی خوشحال ہوتیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

("نوائے وقت"، 1 جنوری 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواز شریف کو مبارک باد مگر......

جناب محمد نواز شریف صاحب! اس بار میرا ووٹ آپ کے لیے نہیں تھا۔لیکن اب کامیابی پر کھلے دل سے مبارکباد قبول کریں۔

آپ وزیراعظم بن کر ان شاء اللہ، تیسری بار حکومت کرنے جارہے ہیں۔اس ناچیز کی چند گزارشات پر غور فرمائیں۔ملکی حالات کا بہتر ہونا، اس کی عزت میں اضافہ، آپ کی کامیابی تسلیم ہوگی۔ قوم آپ کو مزید عزت سے نوازے گی۔اللہ کی مخلوق سے آپ کا اچھا سلوک آپ کے توشۂ آخرت میں بہتری کا سبب بنے گا، اِن شاءَاللہ!!

1۔ بھارت سے دوستی کا شوق مہنگا پڑے گا اور کبھی پورا نہ ہوگا۔ بھارت نے پہلے دن سے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا۔مشرقی پاکستان میں لسانی اور بنگالی قومی تحریکیں پاکستان کے قیام کے فوراً بعد ہی شروع ہوگئیں اور بنگلہ دیش بننے کے فوراً بعد اُن کی افادیت صفر رہ گئی۔مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کرنے میں اُن تحریکوں نے بہت اہم کردار ادا کیا۔مکتی باہنی والے کون تھے، کسے معلوم نہیں؟

2۔ کیا آپ کو مقبوضہ کشمیر کے لیے بھارت کی اٹوٹ انگ کی رَٹ قبول ہے؟ فرعون کی طرح جوانوں کو وہاں موت کے گھاٹ اُتارا جانا اور عورتوں کو بے عزت کیے جانے کے لیے زندہ رکھا جانا آپ کو قبول ہے؟ افضل گورو کو اُس سب سے بڑی جمہوریت میں عوام کو مطمئن کرنے کے لیے پھانسی دی گئی۔واہ رے امن کی آشا والو!

3۔ بھارت کے ساتھ تجارت آپ کی اور آپ کے ساتھی تجار کے لیے انفرادی طور پر تو بہت فائدہ مند ہوگی لیکن قومی سطح پر یہ امن کی آشا کی بین تلے صریحاً گھاٹے کا سودا ہے۔آپ سے زیادہ بہتر کون سمجھ رکھتا ہے ان تجارتی معاملات کے بارے میں! ہرگز ہرگز یہ برابری کے اصول پر مبنی تجارتی تعلق نہیں ہے۔اس موضوع پر اسمبلیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کھلے دل سے بحث کروائیں، پھر اس تجارت کے بارے میں فیصلہ کریں۔

4۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے لیکن اُس کے آگے ناجائز بچھ جانے کو نہیں کہتا۔ ہم تمام پاکستانی اُن کے لیے شاءاللہ مرحوم ہی ہیں اور اُن کا ہمارے بارے میں یہی پروگرام ہے، لیکن یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ زرداری اور آپ کی چلنے نہیں دے گا، اِن شاء اللہ! یہاں ذکر را کے سربجیت سنگھ کا بھی جس کو بھارت نے قومی ہیرو کا درجہ دے کر اُس کی آخری رسومات ادا کیں یا اُس را کے ایجنٹ کا بھی جسے انصار برنی پورے اعزاز کے ساتھ پاکستانی جھنڈے والی کار میں چھوڑ کر آیا اور پھر اُس ایجنٹ کا بھارت پہنچتے ہی اپنا بیان کہ وہ کون ہے!

5۔ زرداری کا بطور صدر پاکستان یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ ''بھارت سے ہمیں کبھی خطرہ نہیں رہا'' اور خود آپ کے مطابق اُن کا اور ہمارا کلچر اور رب ایک ہی ہے۔ اگر ایسا تھا تو پھر آپ کے، میرے اور الطاف بھائی انگلینڈ والے کے بڑے سب کچھ وہاں چھوڑ کر اِدھر کیوں آ گئے؟

6۔ اگر بھارت سے ہمیں کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا تو تین جنگیں ہم نے کیا چین اور ایران کے خلاف لڑیں؟ ایک میں تو الحمدللہ خود میں نے بھی وطن کے دفاع میں دشمن کے خلاف اہم کردار ادا کیا۔

7۔ چوتھی جنگ تو آپ کو خوب یاد ہونی چاہیے، کارگل والی۔ مشرف کے خلاف کچھ نہ کہنا آپ کی حد تک ٹھیک ہی ہو لیکن اب اُسے بھی شائد ریمنڈ ڈیوس کی طرح بحفاظت باہر بھیج دیا جائے گا۔ اس قومی مجرم کو آپ کی مرضی کے بغیر تو نہیں بھیجا جا سکتا۔ کیا ایک اور 'این آر او' تیار ہونے جا رہا ہے؟

8۔ جن دنوں بھارتی بحریہ اپنی مشقیں کر رہی تھی اُس کے جنگی بیڑے کے درمیان سے گزر کر پاکستان سے بھیجے گئے بارہ دہشت گردوں نے ممبئی میں ایک ہوٹل پر حملہ کر دیا۔ صرف ایک دہشت گرد اجمل قصاب زندہ گرفتار ہوا۔ ہمارے اپنوں نے فوراً اجمل قصاب کے پاکستان میں واقع گاؤں میں اُس کا ''گھرا'' بھی برآمد کر لیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بھارتی حکومت، بحری فوج اور دوسرے حفاظتی اداروں کو اُن کی لاپرواہی پر جوابدہ بناتی، لیکن چونکہ یہ ایک ڈرامہ تھا لہٰذا الزام پاکستان پر لگا دیا گیا اور رحمان ملک نے فوراً انکوائری میں تمام سہولت مہیا کرنے کی یکطرفہ پیشکش کر دی۔ اسی طرح بھارتی پارلیمنٹ پر بھی حملے کا ڈرامہ رچا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرایا جاچکا ہے۔کیا حملہ آور اپنے ساتھ اپنے پاکستانی شناختی کارڈ بھی لے کر گئے ہوئے تھے؟

9۔بھارت ہمارا پانی پر پانی بند کیے جارہا ہے اور آپ من موہن سنگھ کو اپنی تخت نشینی کے موقع پر بلانا چاہتے ہیں۔جن سے آپ نے ووٹ لیے ہیں، صرف اُن ہی کی رائے اس دعوت کے بارے میں لے لیں تو لگ پتہ جائے گا آپ کو۔الیکشن میں فتح مبارک لیکن یہ فتح بھارت کے اُس کینے اور دشمنی کو، جو وہ ہمارے لیے شروع دن سے رکھتا ہے، کا توڑ نہیں۔

کیا اُس کے اسلحہ کے بڑھتے انبار کے سائے میں امن کی آشا کی راگنی محض ایک فریب نہیں؟

آپ کی چینی تو ضرور بک جائے گی۔آپ کے نزدیکی اور آپ کی مستقبل میں بننے والی کچن کیبنٹ کے ممبرانِ کی بھارت سے تجارت اُن کی تجوریاں ضرور بھر دے گی لیکن من حیث القوم ہمارا نقصان ہی نقصان ہے۔

10۔بھارت نے افغانستان کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر فائدہ ہی فائدہ اُٹھایا اور ہمیں ہر طرح کا نقصان پہنچانے کے لیے وہاں چودہ کونسلیٹ کھول رکھے ہیں۔یہ خودکش حملے اور دھماکے وہیں پروان چڑھتے ہیں۔ایک صحیح العقیدہ مسلمان خوب سمجھ رکھتا ہے کہ ایک انسان کو ناجائز قتل کرنے کے بعد بخشش نہیں ہے۔یہ قرآن مجید کا اٹل فیصلہ ہے (سورۃ النسا)۔یہ شیطانی ٹیٹو جسم پر بنوا کر ہمارے ملک میں دھماکے اور خودکش حملے کرنے والوں کے پیچھے کون ہیں؟

11۔بلوچستان میں تباہیوں کا ذمہ دار کون ہے؟

یہ ہے اوقات آپ کے ملک کی اُن کی نظر میں، جس سے آپ نہ صرف تجارت کرنا چاہتے ہیں بلکہ اُسے ''بہت ہی محبوب قوم'' کا درجہ دینے کے لیے راہیں ہموار کی جارہی ہیں۔پی پی پی، ایم کیو ایم، اور اے این پی تو لادینی جماعتیں ہیں لیکن آپ کا تو اُوڑھنا بچھونا اسلام اور صرف اسلام ہے۔تجارت ایران، چین، افغانستان، ترکی، روس سے آزاد ہونے والی ریاستوں سے کریں لیکن بھارت سے جان بوجھ کر چند لوگوں کے فائدے کی خاطر نقصان کی تجارت تو نہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ پہلی فرصت میں پاکستان کے اصل (اپنی کچن کیبنٹ، خاص طور چودھری نثار علی خاں سے ہٹ کر) خیر خواہوں سے بہت عجز اور خلوص سے (امریکہ سے خائف ہوئے بغیر) رابطہ کریں اور اُن کی مدد اور رائے سے صرف چند ترجیحی امور پر مشتمل احسن لائحہ عمل مرتب کریں۔ سرفہرست امن وامان، توانائی کے بحران اور امریکہ کی جنگ سے فوری علیحدگی کو رکھا جائے۔ چند بڑے اور محترم نام یہ ہیں: محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، محترم مجید نظامی صاحب، جنرل حمید گل، ڈاکٹر عطا الرحمٰن، جناب عبدلستار ایدھی۔ ان جیسی قابل احترام شخصیات کے علاوہ اور اہل علم وفن ہم میں بہت ہیں اور وہ خلوص دل سے پاکستان کی خدمت دل وجان سے کرنے کا خبط رکھتے ہیں لیکن وہ بے زر ہونے کی وجہ سے بے حیثیت ہیں، اس لیے اُن کی شنوائی نہیں۔ اب آپ کو پاکستان کی سچی خدمت کرنے کے علاوہ اور کوئی بھی حرص، تمنا اور خواہش نہیں پالنی چاہیے۔ آپ دنیا جہاں کی تمام نعمتوں سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس ملک میں اور اس ملک سے باہر آپ کو اللہ نے کس قدر دے رکھا ہے، کتنا نوازا ہوا ہے۔ آپ وہ سب کچھ حاصل کر چکے ہیں جس کی کوئی بھی خوش قسمت ترین پاکستانی اور ایک اللہ والا مسلمان امید، خواہش، تمنا رکھتا اور جس کے لیے دُعا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وجہ کچھ بھی سہی، آپ اللہ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے مہمان رہ کر آئے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کی ایک خاص حیثیت اور پہچان ہے۔ اب یہاں پاکستان سے توشہ آخرت بھاری بھر کم کر لیں! اللہ نے پھر موقع عطا کر دیا ہے۔ اب شکرانے کے طور پر اللہ کے آگے سربسجود ہو کر صرف اُس کی بے پناہ نوازشوں کے شکریے میں پاکستان کے عوام کے سچے غم خوار بن کر اپنی اور اپنوں کی عاقبت سدھار لیں۔ اب پاکستان کی صحیح معنوں میں خدمت انجام دیں۔ پاکستان کو اُس راہ پر ڈال دیں کہ جس کی نشان دہی اللہ والے بہت پہلے سے کر گئے کہ آنے والے وقت میں پاکستان نے اُمہ کی راہبری کرنی ہے، ان شاء اللہ! پندرہ سال پہلے بھی ہیوی مینڈیٹ کا بخار آپ کو رہا اور انجام آپ دیکھ چکے۔ پی پی پی والے بھی اسی بخار میں مبتلا رہ کر پانچ سال پورے کرنے کی نہایت تکلیف دہ رٹ لگا کر عوام کے سینے پر مونگ دلتے رہے۔ اور اب وہ کس حال میں ہیں؟ وہ بھٹو کو اب مار بیٹھے ہیں۔ جو کا م ضیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحق، آپ، ق لیگ اور مشرف نہ کرسکا وہ زرداری کے ہاتھوں انجام پا گیا۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔

وَاللهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔ (الانفال:30)

"اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے"

آپ کے پاس یہ وقت امانت ہے۔ ایک لمحہ میں انسان کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ یاد کریں عمران خان کے ساتھ پیش آیا حادثہ۔ ایک لمحہ بعد وہ کدھر تھا؟ بہت اچھا کیا آپ نے! ایک اچھے کھلاڑی ہونے کا ثبوت دیا، اور ایک بہت اچھے کھلاڑی کی تیمارداری کر کے اجر بھی پایا اور بہت احسن مثال بھی قائم کی۔ اللہ آپ کا اور آپ کے اپنوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

اب آتے ہیں سبز پاکستان کی طرف۔ پی پی پی، ایم کیو ایم اور اے این پی تینوں سیکولر جماعتیں ہیں جبکہ فضل الرحمان (اُسے مولانا لکھتے ہوئے میرا ہاتھ کبھی ساتھ نہیں دیتا!) کے بڑے "پاکستان بنانے کے جرم میں شریک نہیں تھے" اس لیے یہ چاروں جماعتیں وہ کچھ کر رہی تھیں جو بھارت کا ایجنڈا ہے۔ اللہ نے اپنی نعمت سمندر برد کرنے کی سزا اُنہیں دے دی۔ آواز کالا باغ ڈیم کے بارے میں آپ کی بھی نہیں سنائی دی اور نہ ہی عمران خان کی۔ پی پی پی نے تو ایک ملک دشمن ایجنڈے کے تحت برسرِاقتدار آتے ہی کالا باغ ڈیم کے معاملے کو سرد خانے میں ڈال دیا تھا۔ آپ اُسے سرد خانے سے نکال کر مکمل کرنے کا عزم لے کر اُٹھیں۔ توانائی حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع بھی استعمال میں لائیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی خدمات سے اس ملک کو بہرہ مند کریں۔ توانائی، سائنس، تعلیم و تربیت کے شعبے اُن کے حوالے کر دیں۔ ان شاء اللہ وہ آپ کو اور قوم کو بہترین تحفے سے نوازیں گے۔ اُن کا قیمتی وقت ہم پہلے ہی بہت ضائع کر چکے ہیں۔ اللہ مشرف کو معاف نہ کرے۔ آمین!

پاکستان کے کھیتوں کو پھر سے سرسبز کرنے کے لیے، فیکٹریوں اور کارخانوں میں مشینوں کو حرکت میں لانے اور بھارت کی ہمیں ریگستان میں تبدیل کرنے کی سازش کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناکام بنانے کے لیے قوم کو اپنے ساتھ شامل کر کے اُس کی توانائیاں استعمال میں لائیں۔ قوم آپ کو سرخرو کرے گی۔ اللہ آپ کی غائب سے مدد فرمائے گا۔ نعمت کو برباد ہونے سے بچانے سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں شامل حال ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گی، اِنْ شَاء اللہ!! آپ کو مزید مینڈیٹ کی ضرورت ہے تو ریفرینڈم کرالیں۔ پوری قوم ماسوائے چند دشمنوں کے اشاروں پر چلنے والوں کے،اسی سچی سوچ کی حامل ہے۔امریکہ کی طرف دیکھنے کے بجائے چین اور ایران سے تعلقات مزید بہتر بنائیں۔ وہ ہر لحاظ سے ہمارے خیر خواہ اور دوست ہیں۔ چین نے کل بھارت کے ساتھ آٹھ معاہدے کیے ہیں۔ہم کدھر کھڑے ہیں؟ امریکہ کی بھرپور امداد بھارت کو حاصل ہے۔ہمیں اس نام نہاد ہماری جنگ نے کیا دیا؟ محض تباہی، بربادی، ذلت اور وہ سب کچھ جسے ناکامی کہتے ہیں۔

عمران خان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔آپ دونوں قوم کی قسمت بدل سکتے ہیں۔ ناقدروں اور دشمنوں کے نسل در نسل غلاموں اور اُن کے اشاروں پر چلنے والوں کو اللہ نے اُن کی اُوقات دکھا دی ہے۔وہ اب ہمیشہ ہمیشہ ناکام ہی رہیں گے،ان شاء اللہ!! آپ آگے بڑھیں، یہ دھماکہ بھی کر دکھائیں۔ہم سب اس پاک دھرتی کے لوگ آپ دونوں کو اور آپ کے اپنوں کو وہ عزت دیں گے جو آپ دونوں کے قیاس میں نہیں آسکتی۔اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔آمین!

(''ضیائے آفاق'': جون 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Keep it up!

[illegible] Cavalry [illegible] backed [illegible] But [illegible] of [illegible] are [illegible] when [illegible] are [illegible] are [illegible] in [illegible] ding [illegible] is [illegible] to the [illegible] arms. Moreover, [illegible] banner [illegible] like Jaish-e-Mohammad [illegible] a deserving [illegible] livelihood [illegible] of their own [illegible] instead. Well [illegible] keep it up!—MAJ ([illegible]) [illegible] HASSAN, Lahore [illegible] 2.

tagonising the whole civilised world in

Still waiting

www.KitaboSunnat.com

متفرق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو بیانیے

مورخہ 10 اور 11 جنوری 2014ء کے ''ایکسپریس'' میں شائع ہونے والے امتیاز عالم کے دونوں بیانیے پڑھے، اور کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ دین اسلام اور پاکستان کے بارے میں ان کی گوہر افشانیاں ناگزیر وجوہات کی بنا پر پریس میں کافی پذیرائی حاصل کرتی ہیں۔ دین اسلام آفاقی ہے اور کسی خاص علاقے تک محدود نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے وطن کی مخالفت اُسی طرح کی کہ جس طرح ایک بت کی، لیکن ایک تناظر میں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے یہ ایک نظریاتی مملکت ہے، علامہ ہی کے خواب کی تعبیر ہے، الحمدللہ۔ ایک معجزہ اسے وجود میں لایا۔ یہ وطن اسلام کے نام پر وجود میں آیا ضرور لیکن اسلام کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ جمہوریت یہ ہے کہ موروثی سیاست دان چھائے ہوئے ہیں۔ بیچ میں تین دہائی سے زیادہ تک فوجی ڈکٹیٹر ملک کو نقصان پہنچاتے رہے۔ پاکستان نہ تو اب جمہوری ہے اور نہ ہی اسلامی۔ اس کی قسمت کے فیصلے لندن، دبئی میں ہوتے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون کو بے اثر کرنے کے لیے، بم دھماکوں اور اسی طرح کی قتل و غارت میں ملوث اپنے افراد کو سہولت پہنچانے کے لیے باہر سے موصول حکم پر موت کی سزا روک دی جاتی ہے۔ اسلام کو ماننے والے اور منکر دو فریق ہیں۔ یہی دو قومی نظریہ کی اساس ہے۔ آج سے نہیں بلکہ جب پہلے نبی علیہ السلام نے تبلیغ شروع کی۔ پاک و ہند کی تقسیم کے وقت ہجرت مسلمانوں نے اپنی مرضی سے کی یا وہ غیر محفوظ بنا دیئے جانے پر جان جوکھوں میں ڈال کر قربانیاں دے کر یہاں آئے۔ بٹوارے کے وقت مسلمانوں پر ایسے ظلم ڈھائے گئے کہ اُن واقعات کو پڑھنا انتہائی جگرے کا کام ہے۔ کیا مشکور حسین یاد اور مولانا اکرم اعوان کی تحریریں امتیاز عالم کی نظر سے گزری ہیں؟ بہاریوں نے ہجرت نہیں کرنی تھی لیکن سب سے زیادہ اکثریت میں ووٹ پاکستان کے حق میں اُنھوں نے ڈالے۔ مشرقی پاکستان کیوں علیحدہ کیا گیا اور آج وہاں جو ہو رہا ہے اُس سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے 1970ء کی دھائی میں ڈھاکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور ڈاکٹر سید سجاد حسین مرحوم کے انگریزی میں لکھے گئے دو مضامین (مشرقی پاکستان میں لسانی تحریک، بنگالی قوم پرستی کیا ہے؟) چشم کشا ہیں۔ اُن مضامین کا اردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت اس راقم کو حاصل ہوئی۔ وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مضامین بالترتیب نومبر، دسمبر 2009ء میں ماہنامہ ''نظریہ پاکستان'' اور'' نوائے وقت'' میں شائع ہوئے۔ بصد شوق دونوں کی کاپی فراہم کی جاسکتی ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، یہ علامہ اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریات کے بجائے ''کھوٹے سکوں'' کی شوق سیاست کی نذر ہو کر ایک صحیح اسلامی اور فلاحی مملکت میں ڈھل ہی نہیں سکا۔ رہی سہی کسر فوجی ڈکٹیٹروں اور موروثی سیاست دانوں نے پوری کردی۔ اگر ملک میں مذہبی رواداری نہیں تو یہ مسلک نواز، بڑے پیٹوں والے نام نہاد علماء کے باعث ہے (اللہ سے ڈرنے والے کا پیٹ بڑا نہیں ہوسکتا)۔ ان علماء کی مساجد اللہ کے نام کے بجائے اُن کے مسلک کے نام پر ہیں۔ ایسے حالات میں امتیاز عالم جیسوں کے لیے پاکستان اور اسلام کو نشانے پر رکھنا بہت آسان ہے۔ امتیاز عالم کی نظر میں اسلامی ثقافت (عربی ثقافت) اور ورثہ جو سادگی، پاکیزگی اور عفت کا حسین امتزاج ہے، سے زیادہ اہم مقامی ورثہ اور ثقافت ہے اور خاص طور پر وادی سندھ کی تہذیب اور ثقافت۔ اگر اس ثقافت اور مقامی ورثوں کے مفاد میں اسلام کو خیر باد کہہ دیا جائے تو امتیاز عالم قبیل کے لوگوں کو اطمینان حاصل ہوجائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

محمد بن قاسم کی ہندوستان میں آمد کی وجہ کسے معلوم نہیں؟ وہ اسلام پھیلانے نہیں آئے تھے اور نہ ہی مسلمان فاتحین نے ہندوستان پر حملے اسلام پھیلانے کی خاطر کیے۔ اسلامی لشکروں کے ساتھ آئے درویشوں، اولیا اللہ، مسلمانوں کے بلند اخلاق، مفتوح اقوام کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے یہاں اسلام نے اپنی جڑیں مضبوط کیں۔ جہاں تک جہاد اور قتال اور جبر سے اسلام کی طرف رجوع کرانے کا معاملہ ہے تو اسلام امن کا دین ہے، اعتدال پسندی سکھاتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ سے تو ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا سخت ترین دشمنوں سے حسن سلوک ہی تھا کہ ابوسفیان مسلمان ہوئے وہ رضی اللہ عنہٗ اور اُن کا گھر جائے امن قرار پایا، ہندہ کو رضی اللہ عنہا کا درجہ نصیب ہوا اور حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کے بیٹےؓ کے کہنے پر آپ ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھائی حالانکہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اللہ نے آپ ﷺ کو منافق کی نماز پڑھانے سے منع فرمادیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پادریوں کی طرف سے دعوت ملنے کے باوجود گرجے میں نماز ادا کیوں نہ فرمائی؟ دوسری قوموں کے مقابلے میں ہماری تاریخ ایثار اور حسن سلوک کی مثالوں سے لبریز ہے۔ آج ہم اپنے اسلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اتباع اور اُن کے کہے پر عمل پیرا نہیں ہیں تو پھر ہمیں ذلت اور توہین تو سہنی پڑے گی۔ جہاں تک القاعدہ کا تعلق ہے کہ وہ کیا ہے، کیسے وجود میں آئی، اس کا علم تو عالم صاحب کو ہوگا لیکن امتیاز عالم ہائی جیکر عطا کو تو ضرور تعریف سے نوازیں جس نے اپنا جہاز ڈبلیوٹی سی کے ٹاور سے ٹکرانے کے بعد نشانہ باندھ کر ثبوت کے طور پر اپنا پاسپورٹ جہاز کی کھڑکی سے نیچے سڑک پر موجود ایف بی آئی کے کارندے کو دے مارا۔ وہ نام نہاد بغیر ختنوں کے طالبان جن کے جسموں پر شیطانی ٹیٹو بنے ہوتے ہیں، اُن کا تعلق ضرور خوف ناک جہاد اور قتال سے ہے۔ اُن کی ڈور کہاں سے ہلائی جاتی ہے، اس کا علم یقیناً امتیاز عالم جیسے عالم کو نہ ہوگا۔ جب ملا عمر کی حکومت تھی اور 75 فیصد علاقہ پر طالبان کا قبضہ تھا تو اُس وقت اور بعد کے حالات کا موازنہ امتیاز عالم قبیل کے لوگوں کو کیا پیغام دیتا ہے؟ لڑکی کو کوڑے مارنے والی جعلی کارروائی اور اسی طرح بلوچستان میں نام نہاد طالبان کے بارے میں ایک فرانسیسی ٹیم کے ذریعے بنائی جانی والی فلم کے بارے میں اس دانشور کے کیا تاثرات ہیں؟

10 جنوری کے مذہبی روایت پسند بیانیہ میں یہ دانشور رقم طراز ہے:

”سوائے اسلام کے باقی تمام ادیان باطل ہیں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے گمراہ ہیں۔ دیگر ادیان کے ماننے والے کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے حتی کہ ایک مسلک کے ماننے والے دوسروں کو کافر گردانتے ہیں اور ان کے قتل پر مصر ہیں۔ شریعت اور اللہ اور رسولؐ کے احکام کی بجا آوری کے لیے مسلمانوں کی جماعتیں کوئی بھی راہ اختیار کر سکتی ہیں بھلے ملکی اور عالمی قوانین اس کی اجازت نہ دیتے ہوں۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان کو حق ہے کہ لوگوں کو برائی سے روکے اور اچھائی کی طرف راغب کرے بھلے ریاستی قوانین اجازت نہ دیں۔“

درج بالا بیان کے متعلق کوئی ذاتی رائے دیے بغیر صرف قرآنی آیات کا ترجمہ پیش کرنے اور ایک حدیث شریف کا حوالہ دینے کی جسارت کی جارہی ہے:

1۔ ”آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر مکمل کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“ (المائدہ:3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

2۔''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔تم میں سے جو اُن کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔''(التوبہ:23)

3۔''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اُس کا شمار بھی انہی میں سے ہے۔یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔''(المائدہ:51)

4۔''مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہرگز نہ بنائیں۔جو ایسا کرے گا اس سے اللہ کا کوئی واسطہ نہیں۔''(آل عمران:28)

5۔''اور جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔''(النساء:138)

6۔''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔''(الصف:9)

حدیث شریف:''روئے زمین پر کوئی گھر یا خیمہ ایسا نہیں باقی رہے گا جس میں اسلام داخل ہو کر نہ رہے۔جو عزت سے چاہے گا وہ عزیز ہو کر،جو ذلت سے چاہے گا ذلیل ہو کر''۔

الفاظ کی دانشورانہ جگالی

مکمل بیابیے میں الفاظ کی جگالی زیادہ ہے۔اگر اُمہ تاریک دور میں داخل ہے تو اس کی بڑی وجہ اُمہ کے حکمران ہیں جو مغربی طاقتوں کے اسیر چلے آرہے ہیں۔امریکہ نے کم و بیش 58 ملکوں میں ظلم و بربریت کی تاریخ رقم کی ہے۔یہ بش اور مش کی نامبارک دوستی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں قتل و غارت ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی،افغانستان اور عراق میں تباہی اور بربادی کا طوفان تھم نہیں رہا ہے۔مش کو اب معمولی بیماریوں نے آپکڑا ہے تو وہ لاچار ہو گیا ہے لیکن معصوم بچے،جوان،بوڑھے،بچیاں اور عورتیں جو اُس کی وجہ سے زندگی کی بازی ہار گئیں،عصمتوں کے لٹنے سے،صدموں سے عمر بھر کے لیے نفسیاتی مریض بن گئیں،کچے پکے گھر ریزہ ریزہ ہو گئے،روزگار چھن گئے،ہر عمر اور جنس کے لوگ عمر بھر کے لیے اپاہج اور کسی سہارے کے محتاج ہو گئے اس کے بارے میں اس روشن خیال کا کیا خیال ہے؟ دانشور نے کٹر پنے اور تنگ نظری کی ڈگری مسلمانوں کو تو تھمادی بائیں ہاتھ میں،لیکن مغرب میں مادر پدر آزادی سے جو تعفن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیلا ہوا ہے،تحریر اور تقریر کی نام نہاد آزادی کی وجہ سے جو قرآن کی توہین ہوتی ہے،خاکے بنائے جاتے ہیں وہ ترقی،تہذیب وتمدن اور روشن خیالی کی کون سی قسم ہے؟میں اپنی بات اس سچ پر ختم کر رہا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا،میرے باباؒ کے فرمان کے مطابق اس نے قائم رہنا ہے ان شاء اللہ،اور آنے والے وقت میں دنیا کی رہبری کا گراں قدر فریضہ انجام دیتا ہے۔کیونکہ:

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اُسے اور دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔''(الصف:9)

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین!

(ایکسپریس اخبار نے لکھا کہ امتیاز عالم کے دو بیانیے کے بارے میں قارئین رائے بھیجیں، وہ چھاپی جائے گی۔راقم نے ایکسپریس اخبار کے ایڈیٹر کو یہ مضمون بھیجا اور پھر عبدالقادر حسن اور محترمہ شیریں حیدر کو بطور گواہ،ایڈیٹر اسلم سیٹھی سے ٹیلیفون پر بات بھی کی لیکن یہ مضمون نہ چھپا۔امتیاز عالم کو بھی یہ مضمون ای میل کیا۔)

(غیر مطبوعہ 15 جنوری 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلورنس کا مصلوب

لندن سے 1900ء میں چھپنے والی کتاب ''ڈیوٹی'' (سیمویل سمائلز، ایل ایل ڈی) میں اٹلی کے ایک عیسائی راہب کا ذکر پڑھنا شروع کیا تو ٹینی سن (19 ویں صدی کا برطانوی ملک الشعراء) کے ایک جگہ لکھے الفاظ یاد آئے: ''سولی پر گرے ہوئے غیر عیسائیوں کے خون اور پسینے کے قطرے بنجر زمین میں خدا کی بہترین شبنم کی مانند ہیں'' (شائد اسی شبنم کے لیے آج بھی مسلمان غیر مسلموں کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی سازشوں کی بنا پر اپنے اپنے ملکوں میں لہولہان ہیں)۔ وہ راہب اشرافیہ میں اخلاقی بگاڑ، اُن کی فضول خرچیوں اور دکھاوے کے جنون، جو کسی قوم کے زوال کا باعث ہیں کے خلاف تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ اشرافیہ کی بد چلنی کا اثر معاشرے کے تمام طبقات پر پڑتا ہے۔ انسان کی چھپی کمینی خصلت بُرے ماحول میں کردار کی مثبت خوبیوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ حکام اور اشرافیہ کی اخلاقی گراوٹ معاشرے کے نچلے طبقات پر اپنے بُرے اثرات چھوڑے بغیر نہیں رہتی اور تمام ایک جیسے عیاش اور آوارہ منش ہو جاتے ہیں (پاکستان کے حالات سے موازنہ جاری رہے۔ اس لحاظ سے یہ کہانی بہت سبق آموز ہے)۔ سلطنت رومہ کے زوال کا باعث بھی یہی خرابیاں تھیں اور زوال کے بعد اٹلی کی اشرافیہ بھی آسائشات میں ڈوبی ہوئی تھی جبکہ نچلی سطح پر لوگ غربت، بے بسی اور ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ چرچ سے متعلقہ افراد اپنے عہدے کی مناسبت سے بد اعمال تھے، جتنا بڑا عہدہ اُتنا زیادہ بد اعمال عہدے دار۔ نہایت مقبول کہاوت تھی کہ ''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا بیٹا ایک بُرا انسان بنے تو اُسے پادری بنا دو''۔

اٹلی کے قریب ایک گاؤں فریرا میں 1452ء میں جنم لینے والے گرولاموساونرولا کے معاملے میں اُلٹ ہوا۔ اُس کے نیک دل والدین اُسے طبیب بنانا چاہتے تھے لیکن اُس نے بائبل سے تعلق جوڑ لیا۔ وہ سینٹ ٹامس اقیونس کی تحریروں سے بہت متاثر لیکن اپنے ارد گرد اور مذہبی طبقے میں موجود برائیوں اور گندے ماحول سے سخت متنفر تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ ''یہاں ایک بھی ایسا فرد نہیں کہ جو کسی اچھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم غریب عورتوں اور بچوں سے سیکھیں کیونکہ اب صرف وہی ہیں جن میں معصومیت کا کوئی سایہ نظر آتا ہے۔ اچھے لوگ ظلم سہہ رہے ہیں اور اٹلی کے لوگوں نے مصریوں کی طرح خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنایا ہوا ہے"۔

آخر کار ایک دن اپنے ماحول سے متنفر ہو کر وہ گھر میں کسی کو بتائے بغیر بلوگنا میں سان ڈومینکا کے کنیسہ میں پہنچ گیا۔ وہاں سے اُس نے اپنے والد کو لکھا "میں لوگوں کی مصیبتوں، بندوں میں اُونچ نیچ، بدکاریوں، مذہب کی بے حرمتی اور برائیوں کو مزید برداشت نہ کر سکنے کے باعث اٹلی کو چھوڑ کر یہاں آ گیا ہوں۔ میری ماں کا خیال رکھیں اور آپ دونوں میرے لیے دُعا گو رہیں"۔

اُس وقت خود چرچ میں موجود برائیاں ناقابل برداشت تھیں۔ پوپ پال دوئم، پوپ الیگزینڈر ششم اور دیگر مذہبی شخصیات کے گھناؤنے جرائم سے اٹلی کے تمام اچھے لوگ انتہائی متنفر تھے۔ خاص طور پر پوپ الیگزینڈر ششم ایسی برائیوں میں ملوث تھا کہ جو زبان پر نہیں لائی جا سکتی ہیں۔ ساوونرولا انہی حالات کو دیکھ کر کہتا ہے: "کہاں ہیں وہ پرانے وقتوں کے اُستاد، معمر بزرگ، علم، محبت، گئے دنوں کی پاکیزگی؟ اے خدا! کاش! یہ صرف دائمی عذاب کی طرف اُونچا لے جانے والے پر توڑے جا سکتے!"

بلوگنا میں سات سال گزارنے کے بعد ساوونرولا کو فلورنس جانے کے لیے کہا گیا۔ وہاں تک کا سارا سفر ساوونرولا نے پیدل طے کیا۔ ایلپائنز کی چوٹی سے نیچے اُس نے اُس خوبصورت فلورنس کو دیکھا جہاں اپنی خداداد صلاحیتوں، جرأت مندانہ طریق زندگی کا کھل کر مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی جسمانی اذیت سے گزر کر اُس نے مذہب پر قربان ہونا تھا۔ وہ سینٹ مارک کلیسا پہنچا اور برادری میں شامل کر لیا گیا۔

اخلاق و کردار کی ہر خوبی سے مکمل فارغ، اپنے دشمنوں کو ملک بدر، قیدی بنا کر، یا موت کے گھاٹ اُتارنے والا، لارینزو اعظم فلورنس کا حاکم تھا۔ اُس کی تمام بُرائیاں اس لیے بھلا دی گئی تھیں کہ وہ مصنفوں، علماء اور فنکاروں کی کھلے دل سے سرپرستی کرتا تھا۔ عوام کو اُس نے رقص و سرود، میلوں ٹھیلوں اور کھیل تماشوں میں مگن رکھ کر جوتی تلے رکھا ہوا تھا۔ پروفیسر ولاری کے مطابق "اُس زمانے کے علماء، فنکار، سیاست دان، امراء اور عوام یکساں طور پر برائیوں میں ملوث اور ذہنی طور پر بدکردار تھے۔ اُن کی ذاتی اور معاشرتی زندگی اچھائی سے خالی تھی اور اخلاقی جذبے کا کردار پر کوئی اثر نہ تھا۔ مذہب کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت کرنے کے لیے ایک حربے یا منافقت کے لیے استعمال میں لایا جاتا تھا۔ سیاسی معاملات، مذہب، کردار، حکمت اور یقین سے خالی تھے حتی کہ تحقیق کی لگن کمزور ترین سطح بھی پر موجود نہ تھی۔ ہر جگہ اصول کو نظر انداز کرنے کا دور دورہ تھا۔

ساوونرولا ان حالات سے بہت دلبرداشتہ ہوا۔ سینٹ لارینزو میں اپنے پہلے ہی درس میں وہاں کے عام اخلاقی بگاڑ کو آڑے ہاتھوں لیا۔ لوہے کے کوڑے سے وہ برائیوں پر حملہ آور ہوا۔ بائبل مثالیں دے کر اُس نے جوئے بازی، جھوٹ، فریب کاری کی بے لاگ مذمت کی۔ سامعین پہلے تو حیران اور آخر کار مشتعل ہو گئے۔ بھورے لباس میں یہ کون راہب ہے جو پہاڑ کے اُس پار سے یہاں فلورنس میں آ کر اخلاقی بگاڑ کی یوں مذمت کر رہا ہے؟ اُنہوں نے اُس پر طنز کیے، اُس کا تمسخر اُڑایا۔ اُس خوبصورت شہر میں وہ کچھ بھی تھا لیکن خوبصورت نہ تھا۔ جب دوسرے راہب نے خطاب کیا تو ایک جم غفیر اُسے سننے آیا۔ وہ لوگوں کا بھیدی تھا، اُس نے اُن کی برائیوں کو گدگدایا۔ اُس نے کوئی مذمت نہ کی، خواہ وہ کھو دینا تھا زہد یا آزادی کا! وہ عظیم لارینزو کا دوست تھا۔ جب ساوونرولا کو اُس راہب کی کامیابی پر طنز کا نشانہ بنایا گیا تو اُس نے کہا "زبان کی نفاست تبلیغ کی سادگی اور درست عقائد کو ضرور جگہ دے"۔ اُسے اپنے الوہی فریضے پر یقین تھا۔ اُسے وہ اپنی زندگی کا اہم ترین فرض سمجھتا تھا۔ اُسے ایک ہی دھن تھی کہ وہ اپنے فرض کو احسن ترین طریق سے ادا کر سکے۔ سامعین کو وہ اپنے جیسے شدید جذبے سے سرشار کر دیتا۔ اُس نے اپنی پوری قوت سے خواب غفلت میں پڑے ہوؤں کو اُن کی برائیوں پر جھنجھوڑا اور کوشش کی کہ اُن کو کسل سے چھٹکارا دلائے۔ وہ اُس کے گرویدہ ہوتے گئے۔

عظیم لارینزو کے لیے یہ سب نہایت خفگی کا موجب تھا۔ اُس نے پانچ سرکردہ لوگ اس کے پاس خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجے کہ تم نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنے کانونٹ کے لیے بھی مشکلات پیدا کر رہے ہو۔ ساوونرولا بولا "تم خود نہیں آئے ہو بلکہ لارینزو نے بھیجا ہے۔ اُسے جا کر بتاؤ کہ وہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہونے کے لیے تیار رہے کیوں کہ خدا کسی کو نہیں بخشتا اور اُسے دنیاوی شہزادوں کا کوئی خوف نہیں ہے"۔

اُسی سال ساوونرولا کو سینٹ مارک کا اعلیٰ ترین عہدہ دیا گیا۔ اُس کی بلند اخلاقی اور خودسری برقرار رہی۔ کانونٹ کے لیے بھیجے گئے بیش قیمت تحفوں کے باوجود ساوونرولا، لارینزو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کردار کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتا۔ اپنے وعظ میں جوئے تعیشات اور امراء کے بے جا اسراف کو اس بنا پر شدید تنقید کا نشانہ بناتا کہ وہ عوام میں کم ہمتی پیدا کرنے کا باعث تھے۔ وہ اچھائی کے کاموں، آزاد سوچ پر زور دیتا۔ ''ہمارا ارادہ'' اُس نے کہا ''قدرتاً لازمی طور پر آزاد ہے؛ یہ آزادی کو ایک شخصیت میں ڈھالنے کا عمل ہے''۔ خدا سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے لیکن وہ مدد دیئے جانے کو پسند کرتا ہے۔ ''دعا لگن سے مانگو'' ساوونرولا نے کہا؛ ''لیکن انسانی وسیلے نظر انداز نہ کرو۔ ہر ممکن طریقہ سے اپنی مدد آپ کرو، پھر خدا بھی تمہارے ساتھ ہوگا۔ ہمت کرو میرے بھائیو، اور سب سے اہم کہ اتحاد قائم رکھو۔ سچ کو آشکارا کرنا عدل کا لازمی حصہ ہے''۔

اور لارینزو بیمار ہوگیا۔ خوش منظر کوریگی میں قائم رہائش گاہ میں منتقلی، ہر ممکن علاج کارگر نہ ہوا۔ وہ بستر مرگ سے جا لگا۔ اب مذہب کی یاد آئی۔ جیسے جیسے موت قریب آتی گئی اُسے گناہ حجم میں بڑھتے نظر آئے۔ آخرِ وقت مذہب کی طرف توجہ تکلیف سے باعث نجات نہ تھی۔ اُسے اپنے پالتو اعتراف سننے والے کی سچائی پر یقین نہ تھا۔ اُسے ساوونرولا کا خیال آیا جو کبھی اُس کی دھمکیوں یا خوشامد سے مرعوب نہیں ہوا تھا۔ ''میں اُس کے علاوہ کسی اور راہب کو ایماندار نہیں سمجھتا''۔ ساوونرولا کو بلایا گیا۔ وہ اپنے تین گناہوں کا اعتراف کرنا چاہتا تھا۔ جیسے ہی لارینزو نے بات ختم کی، ساوونرولا نے کہا ''تم سے تین باتیں منوانی ہیں۔ پہلی یہ کہ یہ ضروری ہے کہ تمہیں خدا کے رحم پر مکمل اور قوی یقین ہو۔'' ''ہاں مجھے مکمل یقین ہے!'' ''دوسرا یہ کہ یہ ضروری ہے کہ جو کچھ تم نے زبردستی چھینا ہے وہ واپس کردیا اپنے بیٹوں کو کہو''۔ اس بات پر اُسے حیرانی اور تکلیف ہوئی لیکن کوشش سے سر کے اشارے سے ہاں کہی۔ اب ساوونرولا اُٹھا جب کہ قریب المرگ شہزادہ خوف سے بستر پر سکڑ گیا۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے اعتراف کروانے والا ''آخری یہ کہ تم فلورنس کے لوگوں کی آزادی بحال کردو'' شہزادے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سخت لہجے میں کہتے وقت خود اپنی ذات سے بھی بلند ہوگیا تھا۔ لارینزو نے رہی سہی طاقت کے ساتھ بغیر کچھ کہے کروٹ بدل لی۔ ساوونرولا معافی دلائے بغیر واپس ہوا۔ شہزادے نے آخری سانس لیا۔

لارینزو کا بیٹا پیرو، باپ سے بھی بدتر تھا۔ اُسے علم وفنون سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ عیاشی اور لغویات میں محو رہتا۔ شاہ فرانس فلورنس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ساوونرولا اکیلا شاہ فرانس کو فلورنس پر حملہ نہ کرنے کی درخواست کرنے گیا لیکن درخواست نہ مانی گئی۔ شاہ فرانس نے حملہ کیا، لوٹ مار کے بعد آگے نکل گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے کہنے پر ساوونرولا نے ایک مجلس مقرر کر کے انتظام اُس کے سپرد کر دیا اور خود تبلیغ کرتا رہا۔ ایک سال کے اندر فلورنس کے لوگوں میں مثبت تبدیلی آ گئی۔ محصول کم ہو گئے۔ عورتوں نے سادگی اختیار کر لی۔ انصاف ملنے میں بہتری ہوئی۔ سود کا لین دین بند ہو گیا اور اُس کی جگہ غریبوں کو 'مونٹ دی پیٹا' کا ادارہ بنا کر قرضے دیے جانے لگے۔ یہودی چھوٹی چھوٹی رقموں پر ساڑھے 32 فیصد کے حساب سے سود لیتے تھے۔ اب دوپہر کے وقفہ میں دوکاندار بائبل پڑھتے نظر آتے۔ گرجے بھرے ہوتے۔ سب سے بڑی بات، تاجروں اور بینکوں نے ضمیر کی آواز پر غلط طریقے سے حاصل کی ہوئی کثیر رقوم واپس کر دیں۔ یہ سب ایک آدمی کے اثر سے ممکن ہوا۔

اب اُس کے خطاب بہت تند تھے۔ اُس کے مخالفین نے اُس کا ایک خطاب نقل کر کے پوپ کے پاس بھیج دیا۔ اس خطاب میں اُس نے پوپ اور اُس کے ماتحتوں پر داشتائیں رکھنے اور اعتراف کے بدلے رقوم حاصل کرنے پر اُن کی سخت پکڑ کی تھی۔ پوپ نے بشپ کو تقریر کا جواب بھیجنے کے لیے کہا تو بشپ نے کہا اُسے دوست بناؤ، اُسے کارڈینل بنا دو، تقریر پر کوئی کارروائی نہ کرو۔ اسی دوران 1495ء میں شہزادے کے خیر خواہوں نے اُسے مار ڈالنے کی دھمکی دی اور دوسری طرف پوپ الیگزینڈر ششم نے اُسے کارڈینل بنانے کی خواہش کی۔ ساوونرولا نے انکار کر دیا۔ اب اُس پر ابتلا کا دور شروع ہوا۔ مئی 1497ء میں پوپ نے اُسے کلیسائی عقیدے کے خلاف کام کرنے والا قرار دے دیا۔ اُس نے اپنا آخری وعظ 18 مارچ 1498ء کو دیا۔

1495ء کے صوم الکبیر کے موقع پر خطبہ کے بعد ساوونرولا بہت تھک گیا۔ وہ بہت کم کھاتا، سخت بستر پر سوتا۔ روزے سے رہتا اور کسی بھی آسائش سے مکمل کنارہ کش ہو چکا تھا۔ اور پھر جلد ہی ایسا لگا کہ جیسے ہوا کے جھونکے نے پون چکی کے پتوار کو الٹا گھما دیا ہو۔ اُس کی آٹھ سالوں کی مشقت جس میں اُس نے لوگوں کو خدا کی مدد سے اپنی اور چرچ کی حالت سدھارنے کی تلقین کی تھی وہ یہ سب بھول کر اُس کے مخالف ہو گئے۔ اُس کے ماننے والے خوف کے مارے چھپ گئے۔ اُسے کہا گیا کہ وہ اپنی سچائی کا ثبوت آگ میں سے گزر کر دے۔ ساوونرولا نے اُس بیوقوفانہ امتحان کو رد کر دیا۔ سینٹ مارک پر حملہ کر دیا گیا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو لائبریری میں اکٹھا کیا اور اُس کے آخری ناقابلِ فراموش الفاظ یہ تھے:

"میرے بیٹو، خدا کے حضور اس مقدس مقام پر کھڑے ہو کر جب کہ میرے دشمن پہلے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کانونٹ میں ہیں، میں اپنے نظریے کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو میں نے کہا وہ میرے پاس خدا سے آیا، اور وہی آسمان میں میرا گواہ ہے اور جو میں کہتا ہوں وہ سچ ہے۔ میں نے کم ہی یہ سوچا تھا کہ تمام شہر میرے خلاف ہو جائے گا؛ لیکن خدا کا منشا پورا ہوگا! میری آخری نصیحت تمہیں یہ ہے۔ تمہارا ہتھیار یقین، صبر اور عبادت ہے۔ غم اور تکلیف سے تمہیں الوداع کہتے ہوئے میں اب دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا جاؤں گا۔ مجھے یہ نہیں پتہ کہ وہ میری زندگی مجھ سے چھینتے ہیں؛ لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ میں مر کر، آسمانوں میں تمہارے لیے اُس سے زیادہ کارآمد ہوں گا، جتنا کہ زندہ ہوتے ہوئے زمین پر اپنی بساط کے مطابق کر سکا۔ مطمئن رہو، صلیب کو گلے لگاؤ، اس سے تمہیں بخشش کے خزانے ملیں گے۔"

سپاہی اندر پھلانگ آئے، ساوونرولا کو گرفتار کر لیا۔ اُس کے دو ساتھیوں نے اُس کے ساتھ جانے کا اصرار کیا۔ لوگوں میں اشتعال تھا، وہ اُسے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ مشکل سے اُن سے بچایا گیا۔ اُسے مجسٹریٹوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ تفتیش کے دوران اُسے دھمکیوں، تضحیک اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اُس کی دونوں کلائیاں اُس کی پشت پر باندھ کر اُن کو عقوبت خانے کی چھت سے لگی ہوئی ایک چرخی میں سے گزارے ہوئے رسے سے کس دیا گیا۔ اذیت دینے کے لیے رسے کو دوسرے سرے سے کھینچنا شروع کیا تو اُس کے بازو پیچھے سے اوپر اُٹھنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ وہ اوپر اُٹھ گیا اور اُس کا وزن اُس کے پشت پر بندھے بازوؤں پر آ گیا۔ اُس کے گوشت کے ریشے کٹ پھٹ گئے اور جوڑ تکلیف سے لرز گئے۔ اس تکلیف نے ایک ہیجانی اور موت کی سی کیفیت طاری کر دی۔ اُسے اوپر اُٹھایا جاتا اور پھر جھٹکے سے نیچے پھینکا جاتا۔ یہ عمل کئی بار دہرایا گیا۔ اس سے جسم کے پٹھے اور ریشے چر گئے اور ہڈیاں چٹخ گئیں۔ بہتے خون کے ساتھ اُسے پھر قید کر دیا گیا۔ یہ سزا اگلے دن پھر شروع ہوئی۔ تفتیش بھی جاری رہی۔ وہ بے ہوشی کے عالم میں جواب دیتا رہا۔ جب وہ اُس کے خلاف کچھ نہ حاصل کر سکے تو ایک وکیل بولا "اگر کوئی شکایت نہیں مل رہی ہے تو ہم گھڑ لیں گے"۔ صوم الکبیر سے لے کر ایسٹر تک روزانہ تشدد کیا جاتا اور یہ امتحان مہینہ بھر جاری رہا۔ 15 مئی 1498ء کو پوپ کا کمیشن آیا۔ کارڈینل رومونیلو کے حکم پر ساوونرولا سے پوچھ گچھ کے بعد اُسے کوڑوں اور سخت اذیت کا نشانہ بنایا گیا۔ اُس پر ہیجانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اُس کے بے ربط جواب کو وکیل مکمل بدل دیتا۔ لیکن وہ اس سے مرضی کا جواب حاصل کرنے میں مکمل ناکام رہے۔ جرم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روداد پر نہ تو دستخط ہوئے نہ وہ کبھی شائع کی گئی۔ایک دن ساوونرولا کو رسے سے اوپر کھینچ کر چودہ بار سخت جھٹکے سے نیچے گرایا گیا۔اُس کے پاؤں جلتے کوئلے سے جلائے گئے۔اُس نے ہمت نہ ہاری۔اُس کا جسم چوٹوں سے بری طرح مضمحل لیکن اُس کا حوصلہ نا قابلِ شکست تھا۔

کمیشن 22 مئی کو پھر آیا۔جج نے اُسے چار سو سکے دینے کا لالچ دیا تا کہ وہ اُن کے کہنے کے مطابق بیان دے تو پھر اُس کو ملزم سے مجرم بنانا آسان ہو لیکن انکار پر کمیشن نے تینوں راہبوں کو موت کی سزا سنا دی۔جلد ہی ایک راہب اُس کے پاس آ گیا۔وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو آخری وقت میں پھانسی کی سزا پانے والے کے ساتھ رہتے تھے۔ساوونرولا کی درخواست پر راہب نے اُس کے دونوں ساتھیوں سے اُس کی ملاقات کروائی۔یہ اڑتالیس دنوں میں اُن کی پہلی ملاقات تھی۔وہ دونوں گھٹنوں کے بل گر گئے اور اپنے اُستاد سے دعائیں لیں۔واپسی پر ساوونرولا راہب کے زانوں پر سر رکھ کر سو گیا۔

صبح کو تینوں پھر ملے اور ساوونرولا نے اپنے ہاتھوں میثاق مسیحی ادا کیا اور پھر بشپ کی نام نہاد کارروائی کے بعد تینوں کو باری باری پھانسی دے دی گی۔گرولا مو ساوونرولا آخری تھا۔تینوں لاشوں کو لوہے کے سنگلوں سے باندھ کر نیچے سے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا۔یوں 23 مئی 1498ء کو پینتالیس سالہ ساوونرولا مذہب کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہوئے گھناؤنے کردار کے مالک پوپ اور اُس کے بےرحم کارندوں کے ہاتھوں فلورنس کے خوبصورت شہر میں زندگی سے محروم کر دیا گیا۔

(اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کو کہانیوں کے مقابلے کے لیے بھیجی گئی اور حسب توقع رد کر دی گئی)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمال کا متن اور بھرپور اداکاری

بابر ابھی مسند اقتدار سے دور تھا اور ساتھیوں سمیت پہاڑوں میں برف باری میں گھر گیا۔ ایک محفوظ غار ڈھونڈنے کے بعد اُسے کہا گیا کہ وہ غار میں جا کر آرام کر لے۔ اُس نے ایک اعلیٰ رہبر اور ایک بہترین قائد کی مثال قائم کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی رہنا پسند کیا۔ اس واقعہ نے اُس کے ساتھیوں پر کیا اثر ڈالا؟ وہ اُس کے انتہائی وفادار جاں نثار بن گئے اور بابر کو شہنشاہ بابر بنانے میں اُن کا ایک خاص حصہ تھا۔ اُس سے بالکل برعکس صدیوں بعد ملک بھر سے ایک بھرپور، منظم اور ''محفوظ'' مارچ کے اختتام پر ایک ڈرامہ تھا جو اسلام آباد میں پہاڑوں کے دامن میں، جنوری کی یخ بستہ سردی اور بارش میں رچایا گیا۔ وہ ایک خاص مقصد کے تحت بہت مہارت سے سٹیج کیا گیا ڈرامہ تھا جسے بیرون ملک تیار کیا گیا تھا۔ شیخ الاسلام صاحب متن کے عین مطابق ملک میں لائے گئے اور متن کے عین مطابق ہی بنائے گئے اپنے بلٹ پروف اور ہر سہولت سے مزین شیشے کے گھر میں بند رہ کر اپنے پیروکاروں کو چار دن تک اپنی حرکات اور گرم گفتاری سے گرماتے رہے۔ بابر نے تو تمام رات کھلے آسمان اور برف باری سے 'لطف اندوز' ہوتے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزاری تھی لیکن شیخ الاسلام نے اپنے ''سادہ سے ہجرے'' سے باہر آ کر اپنے گرویدہ پیروکاروں میں ''گھل مل'' جانے سے مکمل پرہیز برتی۔ شائد ایسی بے تکلفی متن سے انحراف شمار ہوتی۔ اس مارچ اور ڈرامے سے حاصل کچھ اسباق اس طرح ہیں:

ا۔ ہمارے لیڈر سیاسی ہوں یا مذہبی، وہ کسی اور جگہ سے ہلائی گئی ڈوریوں پر حرکت کرتے ہیں۔

ب۔ لیڈر جہاں بھی ہو اُسے آرام سے ہونا چاہیے۔ دم صرف وہ باہر والوں کا بھرے۔

پ۔ حکومت اگر چاہے تو لاہور سے اسلام آباد تک ایسے سست رفتار جلوس کو بحفاظت پہنچا کر وہاں بھی چار دن سے زیادہ تک تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔

ت۔ بم دھماکوں میں ملوث اشخاص اور خودکش حملہ آوروں کو کون سی ڈوریاں حرکت دیتی ہیں اُن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں رہے سہے شکوک رفع ہو گئے۔

ث۔اصول،نظریات (نظریہ ضرورت پڑھا جائے)،اخلاقیات اور رواداری جیسے الفاظ صرف کتابوں میں لکھنے کے لیے ہیں۔شیخ الاسلام کے پائے کی ایک مذہبی شخصیت وزیراعظم اور تمام حکومتی ارکان کو فارغ کرنے اور ہر طرح سے اُن پر برسنے کے بعد،بغیر ہچکچاہٹ کے جس طرح اُنہیں اپنے گلے لگاتی رہی اور حکومتی ارکان بھی جس طرح پھولے نہیں سمارہے تھے،ایک انتہائی منافقت پر مبنی ایک نیا ڈرامہ تھا،اور یقیناً متن کا اہم ترین حصہ۔

ج۔کل کلاں کوئی بھی دوسری غیر ملکی شخصیت ایک بہتر متن اور مزید بہتر تیاری کے ساتھ آموجود ہو تو کیا اُسے نیا گل کھلانے سے روکا جا سکے گا؟

ایک سب سے اہم بات یہ سمجھ آئی کہ ہماری قوم کو اگر ایک راسخ سوچ اور حقیقی مومنانہ فراست والا (جس طرح اللہ نے قوم کو خاص وقت میں قائداعظمؒ سے نوازا) ایک رہبر میسر آجائے تو وہ ملک کی کایا پلٹ سکتا ہے۔بے شک منہاج القرآن کے اراکین نے اپنے لیڈر پر آنکھیں اور کان بند کر کے اندھے اعتماد،بھروسے،صبر اور برداشت کا جو مظاہرہ کیا وہ تعریف کے قابل ہے۔میڈیا کے تجربہ کار اراکین کے سوالوں کے جواب جس طرح بچیوں،نوجوانوں،مردوں اور خواتین نے دیئے کسی اور سیاسی یا مذہبی جماعت کے اراکین سے اس طرح کی توقع عبث ہے۔دوسری جماعتوں کے لوگ تو روزہ بھی وقت سے پہلے افطار کر لیتے ہیں،چیزیں کھاتے کم اور ضائع زیادہ کرتے ہیں،کرسیاں گھروں کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔یہ منہاج القرآن والوں کے اُسی صبر اور برداشت کا نتیجہ تھا کہ نواز شریف اور دیگر لیڈر بھی اکٹھا ہونے پر مجبور ہو گئے،نتیجہ خواہ کچھ نہ نکلے۔دوسری جماعتیں اور ادارے اسی طرح منظم ہو جائیں تو متن اور کردار درآمد نہیں کرنے پڑیں گے،ملک کی حالت سدھر جائے گی۔اس ڈرامے میں ہمارے لیے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔سمجھنے کے لیے ارسطو کی عقل کی ضرورت نہیں۔دیکھنا صرف یہ ہے کہ ڈرامہ کامیاب ہوتا تو سب سے زیادہ فائدہ کس کو ہونا تھا۔قوم کو کیا ملتا۔اور یہ بھی مدنظر رکھا جائے کہ کوئٹہ میں اتنی ہلاکتیں،مشرقی بارڈر پر ہندوستان نے اتنی گرمی پیدا کر دی،وزیراعظم ہندوستان کے بیانات میں شدت اور اُن کے بری اور ہوائی فوج کے سربراہوں کی دھمکیاں۔

متن اگر باہر کا نہیں تھا تو نام نہاد طالبان کیوں گڑبڑ پھیلانے سے باز رہے؟ الطاف حسین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لوگ لاہور کے جلسے میں تھے، دھرنے میں صرف رسد فراہم کی۔ اگر قادری صاحب وارد نہ ہوتے تو نواز شریف، فضل الرحمٰن اور سید منور حسن کو بھی اپنے ہاں مدعو نہ کرتے۔ آخری بات قوم قابل اصلاح ہے اور حوصلہ رکھتی ہے، تربیت ہو جائے تو کوئی بھی کارنامہ انجام دے سکتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اسی قوم کے فرزندوں کی تربیت کی اور اُن کے ذریعہ ہی اس قوم کو ایٹمی قوت بنایا۔ کاش! ٹوپی ڈرامے کے بجائے شیخ الاسلام نے ملک وقوم کے لیے یہ سب کچھ کیا ہوتا۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(غیر مطبوعہ، 20 جنوری 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سراب یا حقیقت

کہیں پڑھا تھا کہ جب پریشانی ہو تو اُسے کاغذ پر منتقل کرنے سے مثبت نتیجہ نکلتا ہے۔ پریشانی اور المیہ ایک ہی رہا ہے، معاشی ناہمواری۔ فوج کی نوکری کے دوران بھی اور بعد میں بھی۔ ماضی گزرے کل سے ہی منسلک ہے۔ فوج کی نوکری دینی فریضہ کے طور پر انجام دی، لیکن گاڑی پٹری پر اُترتی چڑھتی رہی۔ بیسویں سال کے خاتمے پر اگلے رینک میں ترقی نہ دیئے جانے پر (غلطیاں، نالائقی اپنی یہ تسلیم!!) بادل نخواستہ فوج کو خیر باد کہہ دیا۔ بعد میں بھی کوئی اچھا ''جاگ'' نہ لگ سکا، حالات قابو سے باہر رہے۔ دو بڑی غلطیاں ہوئیں: فوج سے (سکیم کے تحت) ملے مکان کا بیچنا اور ایک شاٹ گن کی خریداری۔ ان غلطیوں کے علاوہ کیا سیدھی اور سادہ زندگی گزارنے اور حلال روزی کمانے کا نظریہ غلط تھا؟ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں کا خیال کرنا تو غلط نہیں؟ اب تک یہ نہیں پتہ کہ نظریئے یا زندگی گزارنے کے طریقے میں سے کیا غلط رہا؟ اب تک تو اہل خانہ کو مشقت کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ اپنے ساتھیوں اور جاننے والوں میں سب سے کوسوں پیچھے۔ اسی وجہ سے ایم بی اے کرتے بیٹے کا بہت معقول سوال تھا: ''آپ کے اصولوں نے ہمیں کیا دیا؟'' وجہ یہ تھی کہ سمیسٹر کی فیس اُس کا موٹر سائیکل بیچ کر دی تھی۔ میرا جواب صرف یہ تھا، ''آج تک آپ لوگوں کے منہ میں جان بوجھ کر حرام کا ایک لقمہ نہیں ڈالا، انجانے میں ایسا ہوا ہو تو کہہ نہیں سکتا''۔ مجھے بخوبی یہ علم ہے یہ کوئی خاص بات نہیں ہے، زیادہ احتمال یہی ہے کہ زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں سیکھا، ایک کامیاب زندگی گزارنے کا! انگریزی کا یہ مقولہ تو پھر درست ہوا کہ "Nothing succeeds like success" ''یعنی کامیابی کی مانند کوئی چیز کامیاب نہیں ہوتی ہے۔''

ہمیں ہر آسودہ حال شخص کامیاب نظر آتا ہے۔ باطنی طور پر وہ مطمئن ہے یا نہیں، یہ صرف اُسے معلوم ہے۔ جس طرح ہر شخص دوسرے سے مختلف ہے اسی طرح آسودگی کی تعریف، پیمانہ اور معیار بھی ہر شخص کا اپنے مطابق اور دوسروں سے مختلف ہے۔ ہر شخص ایک کامیاب یا ناکام زندگی کا موازنہ اپنے رشتے داروں، دوست احباب، اڑوس پڑوس کے لوگوں اور ارد گرد کے ماحول سے کرنے پر مجبور ہے۔ اُس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا اپنے ملنے جلنے والوں سے متاثر یا غیر متاثر ہونا فطری عمل ہے لیکن کیا وہ اُن جیسا بن سکتا ہے جیسے دوسرے ہیں؟ یہ ممکن نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ قادرِ مطلق نے ہر انسان کو دوسرے شخص سے اُسی طرح مختلف بنایا ہے کہ جیسے ایک ہی درخت کے دو پتے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ وہی قادر ہی جانے اور یہ بحث اسی طرح بے نتیجہ رہے گی کہ جیسے ایک گلاس میں موجود پانی کو دو اشخاص اس طرح دیکھتے ہیں کہ ایک کو گلاس آدھا خالی اور دوسرے کو آدھا بھرا نظر آتا ہے۔ کیا دونوں صحیح نہیں ہیں؟ میرے خیال میں جسے گلاس آدھا خالی نظر آرہا ہے وہ دوسرے کے مقابلے میں خواہ بہت ہی کامیاب ہو لیکن جہاں تک راحت، سکون اور خوشیوں کا تعلق ہے وہ ضرور غیر مطمئن ہوگا۔ اُس کی لغت میں شکر کا کلمہ بھی شائد نہ ہو اور راضی برضا ہونے سے بھی مکمل فارغ۔ ہم میں سے اکثریت ایسوں ہی کی ہے۔

اقبالؒ کچھ حاصل ہو جانے کے بعد مطمئن ہونے یا سکون کو موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپؒ ہمیں بہتر سے بہتر بننے کی تلقین کرتے ہیں، اور یہ اُس کے برعکس ہے کہ جسے گلاس آدھا خالی نظر آتا ہے۔ یہ مادی اور روحانی نظریات کی کشمکش ہے۔ مادہ کی انتہا یہ ہے کہ وہ تباہ نہیں ہوتا شکل بدلتا ہے لیکن روحانیت کی انتہا یہ ہے کہ اللہ انسان کو اپنا دیدار کرائے۔ یہ سکوت کی نفی اور فوز العظیم ہے۔ سلام کرنے میں پہل کرنا رسول ﷺ کی سنت ہے، اور اس میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم خود کو دوسروں سے افضل نہ جانیں۔

سید علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں حضرت ابراہیم ادہمؒ کی ایک حکایت کا ذکر کیا ہے۔ کسی نے آپؒ سے سوال کیا کہ: کبھی آپ اپنی مراد کو پہنچے؟ فرمایا:

''دوبار مراد ملی۔ ایک بار میں کشتی میں سوار تھا اور وہاں کوئی مجھے نہیں پہچانتا تھا۔ میں نے بہت میلے کپڑے پہن رکھے تھے اور میرے سر کے بال لمبے تھے۔ میں اسی حالت میں کشتی میں تھا کہ لوگ میری تحقیر کرنے لگے اور میرا مذاق اُڑانے لگے۔ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو تمسخر کرتے کرتے میرے سر کے بال نوچنے کھسوٹنے لگ گیا۔ لوگ مجھ سے تمسخر کرتے کرتے میرا اور مذاق اُڑانے میں مشغول ہو گئے اور میں اپنے دل میں اس سے خوش تھا اور مراد دلی پا رہا تھا۔ ہوتے ہوتے ایک دن میری خوشی اپنی حد کو پہنچی اور وہ اس طرح کہ ایک مسخرے نے مجھ پر اٹھ کر پیشاب کر دیا۔''

اس طرح کی دلی مراد پانا ہر کسی کے بس میں نہیں لیکن ہم دوسروں کو دکھ تو ہرگز نہ پہنچائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان تو بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ نیکی کرے۔ کون سی نیکی افضل ہے؟ دوسروں کے کام آنا، اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ ہے۔

ایک بوڑھی عورت تیز دھوپ میں وزن اٹھائے آتی آپ ﷺ کو نظر آئی۔ آپ ﷺ نے بوجھ خود اُٹھالیا اور عورت سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہی تھی۔ اُس نے بتایا کہ ایک جادوگر محمد ﷺ کی وجہ سے وہ یہ جگہ چھوڑ کر جا رہی ہے۔ راستہ بھر وہ یہ کہتی آئی کہ محمد ﷺ سے بچنا، وہ اپنوں میں تفریق ڈلوا دیتا ہے۔ اُس کا نام میرے سامنے نہ لینا۔ آپ ﷺ نے اُس کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ عورت کو مطلوبہ جگہ پہنچا کر جب آپ ﷺ واپس پلٹنے لگے تو اُس بوڑھی عورت نے آپ ﷺ کا نام معلوم کیا۔ جب اُسے نام معلوم ہوا تو اِس کے سوا اُسے کچھ نہ سوجھا کہ وہ گواہی دیتی کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں۔ یہی وہ اخلاص اور اپنی ذات کی نفی ہے جو دوسروں کو بہتر بننے میں مدد دیتی ہے۔ آیئے ہم آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرنا شروع کریں اور بہتری کی طرف پہلا قدم بڑھائیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(غیر مطبوعہ، 1 دسمبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مشعل راہ شخصیت

خواجہ محمد بخش ایک بالکل اَن پڑھ شخص تھے لیکن اپنی خداداد ذہانت، صبر و استقامت، انتہائی محنت، اور اَن تھک کوششوں کی بنا پر آسٹریلیا جیسے دور دراز ملک میں جہاں اُس زمانے میں غیر ملکیوں خاص طور پر ہندوستانیوں کو بہت سی وجوہات کی بنا پر انتہائی حقیر سمجھا جاتا تھا، انہوں نے اپنا ایک خاص تشخص قائم کیا، اور آسٹریلین تاجر کہلائے۔ 1926ء میں بطور ایک تاجر یہ اُنہیں مقام حاصل تھا کہ جب وہ آسٹریلیا سے ہندوستان روانہ ہوتے یا ہندوستان سے واپس آسٹریلیا پہنچتے تو وہاں کے اخبار یہ خبر ایک شہ سرخی کے طور پر شائع کرتے۔ اُن کی شخصیت اُس وقت تو تھی ہی قابل ستائش لیکن آج کے انتہائی مشکل دور میں بھی وہ ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ غالب نے شاید اُن جیسوں کے لیے ہی کہا ہے کہ:

''ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے''

اور یہ حضرت صبح سر پر سامان سے بھری ٹوکری لے کر نکلتے تھے اور ''حرکت میں برکت ہے'' پر دل صمیم سے عمل کرتے ہوئے پیدل ہی سارا سامان بیچ کر واپس پلٹتے۔ اُن کی عادات نہایت سادہ اور رہن سہن کسی بھی قسم کے تکلف سے مبرا تھا۔ جب خیال آیا کہ تمباکو نوشی پیسے اور وقت کا زیاں ہے تو وہ عادت فوراً ترک کر دی۔ ایک ایسا ہمدرد اور فعال دل رکھتے تھے کہ جیسے ہی آسٹریلیا میں اُنہیں اپنے قدم جمانے کا موقع مل گیا اُنہوں نے اُسی وقت سے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اپنے عزیزوں کو اپنے پاس بلالیں تاکہ وہ بھی اپنی روزی کما سکیں۔

اُن کے جدِ امجد مسعود وائین کشمیر سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ سے تین میل دور ایک گاؤں اٹاوہ میں آ بسے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اُس وقت پنجاب پر حکمران تھا۔ خواجہ محمد بخش کے دادا محمد صدیق، مسعود وائین کے تین بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ وہ لاہور آ بسے اور یہیں اُنہوں نے شادی کر لی۔ اُن کے بڑے بیٹے امیر بخش، خواجہ محمد بخش کے والد تھے۔ امیر بخش کھڈیوں پر ایک خاص قسم کا اُونی کپڑا تیار کرنے کے ماہر تھے۔ امیر بخش نے گھر کے تمام اخراجات کی ذمہ داری اُٹھا رکھی تھی۔ امیر بخش کی زوجہ وفات پا چکی تھیں اور خواجہ محمد بخش کی پرورش ان کی دادی نے کی جنہیں وہ اپنی حقیقی ماں ہی سمجھتے رہے۔ جب امیر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بخش نے دوسری شادی کی تو سوتیلی ماں کے سخت ناروا سلوک کی وجہ سے خواجہ محمد بخش کی ابتلا کا دور شروع ہوگیا۔ یوں تو نو سال کی عمر سے ہی خواجہ محمد بخش نے بُنائی کے کام میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا اور لگن سے جلد کام میں مہارت بھی حاصل کر لی تھی، لیکن گھر کے ماحول نے اُنہیں گھر سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ وہ پا پیادہ صرف ایک دھوتی میں ملبوس راوی پار کر کے اپنے ماموں کے پاس گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ ایک ماہ بعد اُن کے ماموں اُن کو واپس چھوڑ گئے۔ کچھ عرصہ مزید گزرا تو اپنے والد کی اجازت سے یہ ریل گاڑی میں سوار ہو کر بمبئی پہنچے اور محنت مزدوری سے پیٹ بھی پالا اور ملک سے باہر جانے کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرتے رہے۔ اُن کے علم میں یہ بات آئی کہ آسٹریلیا میں رزق کمانے کے وافر مواقع ہیں۔ مختلف جہاز راں کمپنیوں کے دفاتر کا چکر لگا کر آسٹریلیا جانے کے بجائے بحری جہازوں پر سخت ترین جسمانی مشقت کرتے ہوئے صحرانوردی کے ہم وزن بحر نوردی کرتے کرتے لندن، فرانس، اٹلی، مالٹا، چین، ہانگ کانگ، مصر، بصرہ، حجاز مقدس، اور سنگاپور وغیرہ نہ صرف دیکھ ڈالے بلکہ وہاں کے حالات، لوگوں کی بود و باش، طرز زندگی، اور کھانے پینے کی اشیا اور طور طریقوں کا ایسا بغور مطالعہ کیا کہ کوئی بہت پڑھا لکھا شخص (بے شک وہ مستنصر حسین تارڑ ہی کیوں نہ ہو) نہ ایسا مشاہدہ کر سکے اور نہ ہی ایسا جاندار تجزیہ۔ اسی دوران حج کا فریضہ بھی اس طرح انجام دیا کہ وہاں واقعی میں ہی صحرانوردی بھی کی اور اپنے ایک ہم وطن کو اپنی استطاعت کے مطابق حج کرنے میں مکمل مدد بھی دی۔

آپ سنگاپور میں تھے۔ ایک جہاز چند دن تک وہاں سے آسٹریلیا جا رہا تھا۔ آپ نے وقت مقررہ پر جب جہاز کے کپتان سے جہاز پر نوکری کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ صرف ملائی زبان جاننے والوں کو نوکری مل سکتی ہے۔ خواجہ محمد بخش کے پاس ٹکٹ خریدنے کے لیے پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ کچھ کر گزرنے کی دھن سوار تھی۔ آپ نظر بچا کر جہاز میں داخل ہو گئے اور ہنگامی حالات میں استعمال ہونے والی دو کشتیوں کے درمیان چھپ گئے۔ 24 گھنٹے بغیر کچھ کھائے پیئے گزرنے پر جب بھوک اور پیاس نے بے تاب کر دیا تو باہر نکلے اور پکڑے گئے۔ کپتان کے پاس لے جائے گئے اور جب جسمانی تلاشی پر کچھ برآمد نہ ہوا تو جہاز پر کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ بحری جہاز سات دن بعد آسٹریلیا پہنچا اور میلبورن کے نزدیک پورٹ ولیم ٹاؤن پر لنگر انداز ہوا۔ وہاں سے ٹرین کے ذریعے میلبورن جانا تھا۔ بغیر ٹکٹ سفر کیا اور ریلوے سٹیشن پر ٹکٹ چیکر نے پکڑ کر سٹیشن ماسٹر کے حوالے کر دیا۔ آپ نے اُسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ کسی ہندوستانی سے ملا دیں تو ادائیگی کر دوں گا۔ اُس نے بعد میں ادائیگی کر دینے کا کہہ کر جانے دیا۔ ایک پولیس مین کی مدد سے ہندوستانیوں کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ وہاں ایک بنگالی جو درویش کہلاتا تھا، ملا۔ اُس نے سونے کے لیے لکڑیاں رکھنے والی جگہ دی۔ بستر کے لیے دو بوریاں اور دو بدبودار کمبل دیئے۔ رات ایسے تیسے گزر گئی۔ صبح وہیں رہائش پذیر پوٹھوہار کے دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ بنگالی درویش ایک قسم کی چٹنی بنانے کا ماہر تھا اور وہ دونوں آدمی کمیشن پر یہ چٹنی دن بھر پیدل چل پھر کر شہر میں بیچتے تھے۔ کمیشن میں ایک پونڈ کے پانچ شلنگ ملتے تھے۔ خواجہ محمد بخش نے پہلی صبح ہی یہ کام شروع کر دیا۔ پہلے دن سے ہی کام ملنے پر وہ بہت خوش تھے۔ اُس دن تو صرف دس شلنگ کی چٹنی بک سکی اور صرف ڈھائی شلنگ ملے۔ اُس وقت شلنگ 14 آنے کا تھا، اس طرح خواجہ محمد بخش صرف ایک روپیہ اور چار آنے بچا پائے۔ لیکن پہلے ہی دن روزگار کے دروازے کھل جانے سے خواجہ محمد بخش کو یہی سمجھ آئی کہ آسٹریلیا میں کمائی کے مواقع وافر ہیں۔ جلد ہی وہ اُن دونوں سے زیادہ مال فروخت کرنے کی وجہ سے بنگالی کی نظروں میں زیادہ اہمیت حاصل کر گئے۔ اُنہوں نے وہاں کے لوگوں سے تعلقات بھی بنا لیے۔ تین ماہ کے عرصہ میں اُنہوں نے پچاس پونڈ پس انداز کر لیے تھے۔ دل و دماغ کی صلاحیتیں سب قدرت کا انمول عطیہ ہیں، کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اللہ نے خواجہ محمد بخش کو انتہائی فراخ دل اور بہترین صلاحیتوں سے مالا مال ذہن سے نوازا تھا۔ وہ اپنے وقت سے بہت آگے کی سوچ رکھتے تھے۔ اُن کے کاروبار کرنے کے طریقے بھی اپنے ہی تھے۔ وہ اپنا مال قیمت خرید پر بیچتے تھے۔ وہ اپنا منافع بچے ہوئے؛ پیکنگ میٹریل کو بیچ کر حاصل کرتے تھے۔ کاروبار سے منافع کمانے کا ایسا طریقہ شائد ہی کسی نے اپنایا ہو۔ وہ سارا مال نقد خریدتے تھے، اس وجہ سے اُنہیں اُدھار پر خریدنے والے تاجروں کے مقابلے میں سامان ارزاں دستیاب ہو جاتا تھا۔ اُن کے نرخ کم ہونے کے باعث اُن کا سامان بہت جلد بک جاتا۔ اُن کا سرمایہ گردش میں رہتا تھا اور اُسی نسبت سے اُن کا منافع بھی زیادہ ہوتا۔ وہ اس قدر مصروف رہتے تھے کہ دن میں کھانے کی فرصت بھی کم ہی نکال پاتے۔ جب اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی تو ایک جہاز جو گھوڑے لے کر ہندوستان جا رہا تھا وہ اُس کے ذریعے ہندوستان آ گئے۔ اُس سفر میں گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے کے دس پونڈ ملے۔ گھر پہنچ کر تمام رقم اُنہوں نے اپنے والد اور سوتیلی والدہ کے سپرد کر دی۔ خواجہ محمد بخش سوتیلی والدہ کا احترام سگی والدہ کے برابر کرتے تھے۔ وہ رقم اُن کے والد نے جلد ہی برابر کر دی اور جب حالات زیادہ خراب ہو گئے تو خواجہ محمد بخش کو ترغیب دینی شروع کی کہ وہ دوبارہ آسٹریلیا چلے جائیں۔ وہ واپس گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہت مستحکم کاروبار کی بنیاد رکھی۔خواجہ محمد بخش ایک بڑے انسان تھے۔دوسروں کے کام آنا اُن کے وصف کا حصہ تھا۔دوسروں نے اُنھیں ہمیشہ نقصان پہنچایا،جس کا تذکرہ جا بجا اُن کی سوانح عمری میں واضح ثبوتوں کے ساتھ درج ہے۔اپنے عزیزوں کو اپنے خرچ پر اپنے پاس بلا کر اُن کو کام دلایا اور اُن کی تمام ضرورتوں کا خیال بھی رکھا۔غیر تعلیم یافتہ اور خاص طور پر انگریزی زبان نہ جاننے کے باوجود جس طرح اُنہوں نے وہاں کے لوگوں سے معاشرتی اور تجارتی تعلقات قائم کیے وہ باعثِ تعجب ہیں۔تجارت اور کاروبار سے متعلق اور اسی طرح کامیاب اور باعزت زندگی گزارنے کے تمام گر اُنہوں نے اپنی سوانح عمری میں رقم کرائے ہیں۔اُنہوں نے آسٹریلیا میں بہت سی ذاتی عمارتیں اپنی نگرانی میں بنوائیں۔اس تجربہ کا نچوڑ بھی اُنہوں نے بہت موثر انداز میں سوانح عمری میں لکھوایا ہے۔علاوہ ازیں مختلف تقریبات،رسم و رواج اور شادی بیاہ پر کھانا پکانے کے بارے میں مکمل ہدایات اُن کی سوانح عمری کا ایک بہت اہم جز ہیں۔اپنے ملک میں ایک بنک آسٹریلشیا بنک کے نام سے قائم کیا۔1965ء تک تو اُس کی شاخیں کئی جگہ پر قائم تھیں۔رفاہ عامہ کے کام کروائے جس کا ایک واضح نشان لاہور ریلوے سٹیشن کے سامنے موجود ایک خوبصورت "آسٹریلیا مسجد" ہے۔اُن کے وارث آج آسٹریلیا میں خوشحال زندگیاں گزار رہے ہیں۔اللہ اُن کے مرقد پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔آمین!

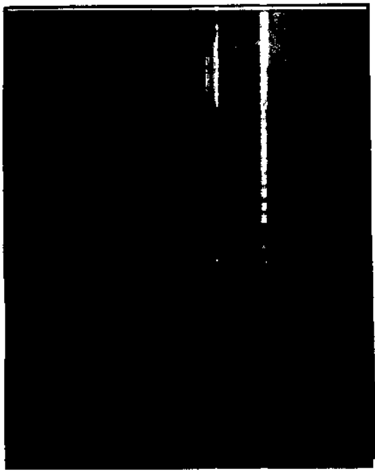

(2007ء میں راقم نے خواجہ محمد بخش کی اُردو میں لکھی گئی سوانح عمری کا انگریزی میں ترجمہ کیا)

(غیر مطبوعہ،15 مئی 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکافاتِ عمل

قدرت ہم پر مہربان ہے۔ ہماری راہنمائی کے لیے سبق آموز واقعات دہراتی رہتی ہے۔ یہ اب ہم پر منحصر ہے کہ ہم اُن سے سبق سیکھ کر اپنی عاقبت سدھارتے ہیں یا نہیں۔ میرے ایک کلاس فیلو بہت عرصے بعد ملے۔ اُن کے ایک بہت قریبی عزیز علیم شاہ جن سے میرے بھی مراسم تھے، کے متعلق پوچھا تو بہت قابلِ عبرت صورتِ احوال سامنے آئی۔ ایک ایسا شخص جو حقیقتاً سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا، کسی کم حیثیت اور ایرے غیرے کو اپنے برابر بٹھانے کا روادار نہ تھا، محفل میں جسے صرف اپنی آواز کی گونج کے سننے کا شوق تھا، اب مکمل طور پر بستر پر دراز، دوسروں کا محتاج ہے۔ بات کا سمجھنا اور سمجھانا مشکل ہے۔ اللہ ہمیں اپنی حفاظت سے نوازے، کسی کا محتاج نہ کرے اور ہر طرح کے غرور اور برتری کے احساس سے بچائے (آمین)۔ علیم شاہ کا تعلق ایک تعلیم یافتہ، بہترین معاشی اور سماجی حیثیت کے گھرانے سے ضرور ہے لیکن اس خداداد ودیعت، نوازشات اور خوش بختی کے کوئی بھی مثبت اثرات اُس کی شخصیت میں رتی برابر بھی نظر نہ آئے۔ وہاں رواج دیکھا کہ نوکروں یا مالی وغیرہ کو فریج کا پانی اس وجہ سے نہیں دیا جاتا تھا کہ اُن کی عادت خراب ہو جائے گی، لیکن ہم مرتبہ اور اپنے سے زیادہ کھاتے پیتے لوگوں کو زبردستی پلیٹوں میں خود کھانا ڈال کر دینا، اور ایسا جو بھی آیا اس کی موقع بے موقع دکھاوے کی خوب خاطر ہوتی بارہا دیکھی۔ مزید یہ کہ متکبرانہ مزاج اور خونی رشتوں سے مسلسل زیادتیاں کرتے رہنے کی وجہ سے نہ صرف اُس کے اپنے ہی خاندان کے بلکہ دور پار کے عزیزوں کو بھی مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ خاندان میں بگاڑ کا باعث سوتیلا پن رہا۔ اُس کی والدہ کا اپنے سوتیلے بیٹے اور بیٹی سے روایتی سوتیلی ماں والا برا سلوک اصل میں تمام برائیوں کا سبب بنا۔ اس کی والدہ نے جو بویا تھا اس کا خمیازہ بھگتنا اور اُسے کاٹنا علیم شاہ اور اس کی دو بہنوں کو پڑا۔ علیم شاہ بچپن اور ابتدائی تعلیم کے ایام میں مختلف بیماریوں کا شکار رہا۔ اسی بنا پر چڑچڑا پن، ضد، ہٹ دھرمی اس کی شخصیت کا جز ہیں۔ اپنی خراب صحت کے باعث اپنے والد کی زندگی میں اُس نے پرائیویٹ طور پر بی اے کیا۔ والدہ نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحت اپنے شوہر پر دباؤ ڈال کر زمین جائیداد کا سارا بندوبست علیم شاہ کے سپرد کروا دیا تھا۔علیم شاہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے عزیزوں میں ہوئی لیکن عرصہ تک اولاد نہ ہونے کے باعث مکمل ان پڑھ دوسری بہو غیر خاندان سے لائی گئی۔ دونوں بہنیں غیر شادی شدہ ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔سوتیلا بڑا بھائی سلیم شاہ ایک بہت پڑھا لکھا اعلیٰ سرکاری افسر تھا۔دور دراز علاقوں میں تعیناتی کے باعث ہمیشہ آبائی گھر سے دور رہنے پر مجبور۔عید، شب برات کی چھٹی یا شادی غمی کے مواقع پر آبائی گھر آتا۔زمین جائیداد سے اُسے اِتنا سروکار تھا کہ موقع کی مناسبت سے علیم شاہ کچھ خرچہ اُسے دے دیتا۔ جب بھی اُس نے جائیداد وغیرہ کے حالات کے بارے میں پوچھا، علیم شاہ نے مشکلات اور مندے کا ذکر ضرور کیا۔زمین داری اور کاروبار کے بارے میں سوجھ بوجھ جیسے جیسے بڑھی، علیم شاہ نے وکالت پڑھنے کا ارادہ کرلیا۔ پھر اتنا ہوا کرم اوپر والے کا کہ علیم شاہ کو یہ معلوم کرنے میں وقت تھی کہ اُس کے پاس اللہ کا دیا کتنا ہے! پھر اس ڈگری کو کام میں اس طرح لایا کہ اپنے تعلقات بڑھانے شروع کیے۔کورٹ، کچہری جانا صرف ایک مصروفیت ظاہر کرنے کا بہانہ تھا۔نہ کوئی چیمبر، دفتر بنایا، نہ کوئی منشی تھا۔کبھی کوئی سائل پیشی یا صلاح بارے گھر آتا دکھائی نہ دیا۔ہاں، دوسروں کا حق مارنے کے داؤ پیچ خوب سیکھ لیے۔

ایک وقت آیا کہ سلیم شاہ مدت ملازمت مکمل کر کے جب کنالوں پر آباد آبائی گھر لوٹا تو اُس کے لیے وہاں کوئی جگہ نہ تھی۔اُسے دو کمروں اور ایک نامکمل غسل خانے پر مشتمل، ایک وقت میں خدمت گاروں کے زیر استعمال جگہ دے دی گئی۔سلیم شاہ کی اولاد جوان اور سکول، کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ بھانجے بھی پڑھے لکھے اور بہت اچھی سرکاری نوکریوں پر تھے۔اُن کے لیے یہ سب برداشت سے باہر تھا۔وہی ہوا جس کے لیے وکالت پڑھی گئی تھی۔مشکل سے بہت کم جائیداد بڑے بھائی کے حصے آئی، اور وہ کرایہ پر رہنے پر مجبور ہوا۔لیکن مکافاتِ عمل یوں کہ خود علیم شاہ تو بے خبر صاحب فراش ہے، دوسری بیوی کے رشتے دار تمام کاروبار اور زمین پر قابض ہو گئے ہیں۔ بڑے بھائی کی اولاد البتہ خوب پھل پھول رہی ہے اور اُن کے بچے بھی۔علیم شاہ کو کیا ملا؟

(فیملی میگزین، نوائے وقت: 14 اکتوبر 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یونٹ اور دسمبر 1971ء کی جنگ سے متعلق اہم یادیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت جوانی، دلیرانہ شہادت

میجر سید آل احمد کی شہادت سے پہلے تینوں سکاڈرن کمانڈرز رجمنٹل ہیڈکوارٹرز آئے ہوئے تھے۔ کام اور رات کے کھانے سے فارغ ہو کر ہم چاروں سردی سے بچاؤ کی خاطر ایمبولینس میں آمنے سامنے لگے گدے والے سٹریچرز پر بیٹھ گئے۔ یہ 8 دسمبر 1971ء کی رات تھی۔ میجر محمد وسیم خان اور میجر نصراللہ سامنے بیٹھے تھے اور میں میجر آل احمد کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جنگ شروع ہوئے 6 دن ہو چکے تھے لیکن یونٹ کے حالات کمانڈنگ آفیسر (سی او) کی انگریزوں والی ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' حکمتِ عملی سے

کیپٹن افتخار، کیپٹن اعظم قادری میرے جنگی دفتر میں

چلائے جارہے تھے۔ ظاہر ہے حالت کیسی ہوگی! یہ کوئی راز نہیں۔ باہر کے لوگ بھی جانتے تھے۔ ایک اور آرمرڈ یونٹ میں سی او نے کہا: ''میں گدھوں کو ڈنڈے کے ذریعہ کمانڈ کر رہا ہوں''۔ سی او ایک طرف، سیکنڈ ان کمانڈ میجر اللہ بخش ٹوانہ اور چاروں سکاڈرن کمانڈران دوسری طرف تھے۔ میں کیپٹن (ایڈجوٹینٹ) اُن سب سے جونیئر اُن کے درمیان پس جاتا تھا۔ ایمبولینس میں میں نے اپنا سر میجر آل احمد کے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے کہا ''سر! جنگ ختم ہو تو یونٹ کا ماحول ٹھیک کرنا ہے''۔ اُنہوں نے جواب دیا ''ان شاء اللہ''! مگر ماحول ٹھیک نہ ہو سکا، کیونکہ میجر آل احمد (16 دسمبر 1971ء) 12 بجے سے پیشتر شہادت کا رتبہ پا چکے تھے۔

میجر محمد وسیم خاں، کرنل خواجہ نسیم اقبال، میجر نصراللہ خاں، کیپٹن اعظم قادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حملے کے دوران اُن کے وائرلیس سیٹ اوپریٹر یا مین کا پیغام میں نے سنا ''امام زخمی''۔ میرا خیال تھا کہ جیسے ہی موقع ملا خود دیکھنے جاؤں گا کہاں؟ اس کی خبر نہ تھی چونکہ اُس وقت لڑائی عین زوروں پر تھی۔ اپنی یونٹ کے دوسرے زخمیوں کو ضرور آتے دیکھا۔

16 دسمبر کی صبح 6 بجے کے قریب بریگیڈ میجر (حربی کارروائیوں کے لیے ایک بریگیڈ کمانڈر کا معاون، سٹاف آفیسر) میجر اعجاز حسین شاہ نے فیلڈ ٹیلیفون پر مجھے بتایا کہ دشمن نے آج صبح ساڑھے پانچ بجے ''سورج چک'' کے علاقے میں بارڈر پار کر لیا ہے اور ہمیں کسی بھی وقت موجودہ جگہ سے پیش قدمی کے لیے تیار رہنا ہے۔ میں نے لیفٹیننٹ کرنل خواجہ نسیم اقبال کو فوری آگاہ کیا۔ اُن کی ہدایت کے مطابق پیش قدمی کی تیاری کے لیے تمام سکاڈرن کمانڈروں کو احکامات جاری کر دیئے۔ میجر آلِ احمد فجر کی نماز کے بعد جب ابھی ہلکی ہلکی روشنی پھیلی رہی تھی، میری سی وی (کمانڈ وہیکل) پر آئے۔ سر پر سگنل ہیلمٹ، گلے میں کالا سکارف (میرا تحفہ)، کالی ڈانگری، خاکی ڈفل، اور پاؤں میں کریپ سول کے گہرے خاکی رنگ کے جوتے تھے، اور اُن کا وہی حلیہ آج تک میرے سامنے ہے۔ ہلکی سی مسکراہٹ سے مجھ سے پوچھا ''توری کیا خبر ہے؟'' (کیپٹن اعظم قادری اور میں نے کچھ عرصہ قبل ٹنڈ کروالی تو میجر آلِ احمد نے مجھے توری کہنا شروع کر دیا)۔ قریب آ کر سی وی میں لگے نقشہ پر نظر ڈالی، سورج چک دیکھا اور چلے گئے۔ اور یہ آخری اللہ حافظ تھا۔ ہمیں اُن کی شہادت کی خبر اُسی دن نہ دی گئی، 17 دسمبر کی صبح کو معلوم ہوا۔

دراز قد، سانولے رنگ کے میجر سید آلِ احمد ایک انتہائی وجیہہ، بارعب اور انتہائی دلیر شخصیت کے مالک تھے۔ کسی سے بھی مرعوب ہونا ان کی لغت میں نہ تھا۔ وردی، کالی ڈانگری یا سول لباس پہنتے وقت بہترین خوش لباسی (فوجی زبان میں ٹرن آؤٹ) کا مظاہرہ کرتے۔ ہر لباس میں جچتے بھی۔ اپنے ماتحتوں کا خاص خیال رکھنا، نظم و ضبط، خوشدلی، اور اپنے کام میں انتہائی مہارت اُن کا خاصہ تھا۔ اسی لیے یونٹ کے ایڈجوٹینٹ اور جنگ شروع ہونے سے پہلے آرمر سکول نوشہرہ میں شعبہ گنری کے انچارج تھے۔ جنگ کی وجہ سے یونٹ آ گئے۔ کس کس خوبی کو گنایا

میجر سید آلِ احمد شہید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میجر سید آل احمد شہید اور کیپٹن سید حیدر حسن

جائے؟ وہ خود ایڈ جوٹنیٹ رہے تھے اور مجھے بھی یونٹ ایڈ جوٹنیٹ دیکھنا چاہتے تھے۔ 1969ء میں کیپٹن ساجد چٹھہ اور میں (لیفٹیننٹ) کرنل انور وجیہہ کے ساتھ ایک ڈیوٹی پر سیالکوٹ سے کھاریاں گئے۔ وہاں کیپٹن آل احمد کے دفتر گئے، جو اُس وقت بریگیڈیر ضیا الحق کے سٹاف آفیسر تھے۔ میں حیران ہوا کہ جب کیپٹن آل احمد نے سی او سے کہا ''سر اسے ایڈ جوٹنیٹ بنائیں''۔ سی او نے بتایا کہ ابھی اسے انٹیلی جنس آفیسر (آئی او) لگایا ہے، ابھی وقت ہے۔ انہی کے دفتر میں بریگیڈیر ضیا الحق (بعد میں سی او اے ایس اور صدر) سے بھی اتفاقاً ملاقات ہوئی۔

1971ء میں جب مشرقی پاکستان میں حالات ابتر ہوئے تو ستمبر میں ہمیں مکمل جنگی تیاری کے ساتھ شکر گڑھ کے علاقے میں جانے کا حکم ملا۔ ان ہی دنوں میں مجھے یونٹ ایڈ جوٹنیٹ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ پہلے دن اپنے نئے آفس میں موجود تھا کہ کالی ڈانگری میں (رجمنٹ ہیڈ کوارٹرز میں ڈانگری میں آنا منع تھا) میجر آل احمد دفتر میں آئے، "Today my dream has come true" رُکے بغیر یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے باہر چلے گئے۔ میرے لیے یہ بے حد حیرانی کا باعث تھا۔ اب واپس میدان جنگ میں۔ 16 دسمبر کو جب اُنہیں دشمن پر حملے کے لیے کہا گیا تو اپنے جوانوں کو حملہ کے متعلق ہدایات دینے کے بعد اُن کے الفاظ تھے ''یہ ہمیں مروا رہے ہیں لیکن ہم نے آگے بڑھنا ہے''۔ وجہ یہ تھی کہ یہ حملہ تمام جنگی اصولوں، کارروائیوں اور سکھلائی کے خلاف اور سب سے اہم، عین دن کی روشنی، دشمن کی

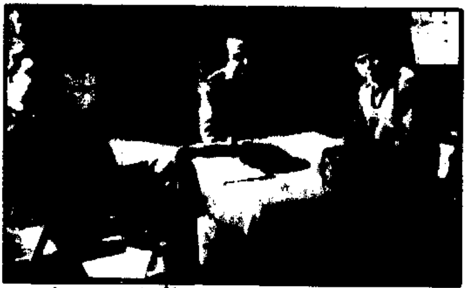
میجر حمید شفقت، میجر محمد وسیم خاں، میجر اللہ بخش ٹوانہ میرے دفتر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

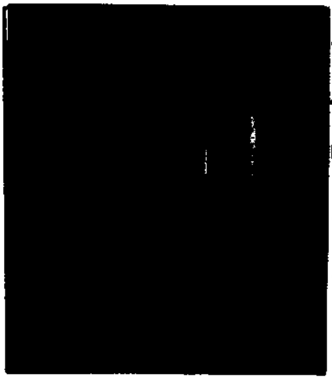

لیفٹیننٹ زاہد رشید

عین نظروں میں (ساڑھے گیارہ بجے) توپ خانے کے امدادی فائر کے بغیر کروایا گیا جب کہ دشمن ہمارے علاقے میں داخل ہو کر مضبوط دفاعی نظام ترتیب دے چکا تھا۔ دشمن ٹینک' ٹینک شکن میزائیل (تار کی مدد سے ہدایت حاصل کر کے ہدف کو نشانہ بنانے والے میزائیل) اور دوسرے ٹینک شکن ہتھیاروں سے لیس تھا۔ ہوا یوں کہ بریگیڈیر شیر علی باز کے بریگیڈ کی یونٹ جسے اُس علاقے میں ہونا چاہیے تھا' اُس نے دشمن کے بارے میں انتہائی غلط اطلاع دی تھی کہ دشمن بہت کم تعداد میں تھا۔ میجر سید آل احمد نے دشمن کے تین ٹینکوں کو تباہ کیا۔ سی او کی ہدایت کے باوجود ٹینک کے کھلے کپولے میں کھڑے ہو کر اپنے سکوارڈوں کی کمان کر رہے تھے۔ اُن کے ٹینک پر گولا لگا۔ ایک ٹکڑا اُن کے سر پر لگا اور وہ دلیرانہ شہادت کا مقام پا گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)۔ اللہ اُن کے درجے مزید بلند فرمائے (آمین)! ان کے ساتھ لیفٹیننٹ زاہد رشید اور چھ جوان بھی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ لیفٹیننٹ زاہد رشید کا ٹینک دشمن سے صرف ڈھائی سو گز کے فاصلے پر نشانہ بنا۔ اللہ سب شہیدوں کو اپنا قرب عظیم عطا فرمائے (آمین)۔ ہمارے ٹینکوں کو وائر گائیڈڈ میزائیل سے بھی نشانہ بنایا گیا۔ بعض سینئر افسران اس بات کو مانتے نہیں تھے۔ ایک آرمرڈ بریگیڈ کے کمانڈر بریگیڈیر حبیب اکبر کو میجر حمید شفقت نے اپنے ٹینکوں میں سوراخ اور گائیڈڈ میزائیلوں کی تاریں دکھائیں تو اُنہیں یقین آیا۔

(''دی نیشن'' 16 دسمبر 2005ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنل سید فاروق رحمان

دسمبر 1971ء کی جنگ میں میری یونٹ 31 کیولری 75 فیصد مغربی پاکستان اور 25 فیصد مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے عہدے داروں پر مشتمل تھی۔ مشرقی پاکستان کے ساتھیوں میں بہاری اور بنگالی دونوں شامل تھے۔ افسروں میں کیپٹن سید فاروق رحمان مشرقی پاکستان سے تھے۔ اُن کے والد سید عطاالرحمٰن آرمی میڈیکل کور میں میجر ڈاکٹر تھے۔

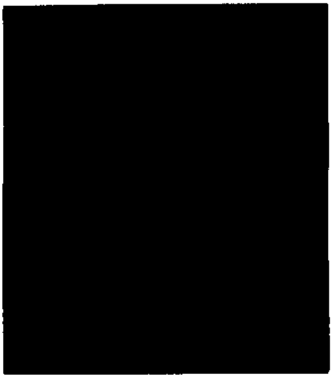

کرنل سید فاروق رحمان

کیپٹن سید فاروق رحمان بہت خوش وضع، انتہائی خوش اخلاق، پُر مزاح اور کھلی ڈلی شخصیت کے مالک تھے۔ عام لباس اور خاص طور پر وردی وہ بہت اہتمام سے پہنتے جو اُن پر جچتی بھی خوب تھی۔ ٹینک پر بھی فوجی مشقوں کے دوران با قاعدہ سفید دستانے، گہرے سبز رنگ کی مہنگی رے بین عینک پہنتے اور عینک پر ٹینک گاگلز تو چڑھانے پڑتے ہی تھے۔ انگریزی کی کتابیں پڑھنے اور اپنا فوجی رنگ کا 150 سی سی ہنڈا موٹر سائیکل چلانے کے شیدائی۔ لباس کے بارے میں اتنے محتاط کہ ایک بار میجر وسیم نے اُنہیں سوتے میں جگایا اور کہا ''فاروق اُٹھو جنگ لگ گئی ہے''۔ ہڑبڑا کر اُٹھے اور پوچھا ''سر بلیکس اور خاکس؟'' یعنی ڈریس کون سا پہننا ہے کالی ڈانگری یا خاکی وردی (کالی ڈانگری ہم آرمرڈ کے افسروں کا نہایت پسندیدہ لباس ہے۔ تراش خراش بالکل خاکی یونیفارم کی طرح لیکن کپڑے کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ اُس اچھے زمانے میں ہم کالی ٹسر کی ڈانگری بنواتے تھے)۔

کیپٹن فاروق ایک بہت محنتی اور قابل افسر ہونے کے باعث 1970ء کے شروع میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈیپوٹیشن پر ابوظہبی بھیج دیے گئے تھے۔ جب مشرقی پاکستان میں شورش شروع ہوئی تو وہاں سے مشرقی پاکستان چلے گئے، اور علیحدگی کے بعد "فرسٹ بنگال لانسرز" کے نام سے ایک آرمرڈ یونٹ کھڑی کی۔ یوں وہ اُس کے پہلے کمانڈنگ آفیسر تھے۔ اہم بات یہ ہے کہ مجیب کے بھارت کی طرف جھکاؤ اور پاکستان سے علیحدگی کی اصل وجوہ معلوم ہوئیں تو اکلوتی آرمرڈ یونٹ کا کماندار ہونے کے سبب مجیب کے خلاف بغاوت اور اُس کے قتل میں اُن کا کردار سب سے اہم تھا۔

محترم ادیب جاودانی نے مشرقی پاکستان کے دورہ کے دوران کرنل فاروق رحمان کا ایک مفصل انٹرویو کیا۔ اُسے اپنے "مون ڈائجسٹ" اگست 1990ء کے شمارے میں شائع کیا۔ جناب ادیب جاودانی کی اجازت سے (نومبر 2013ء کے دوران ٹیلیفون پر بات ہوئی) یہ انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

اُس انٹرویو کے چیدہ چیدہ اقتباسات درج ذیل ہیں۔

"آتش بجاں، سیماب صفت کرنل فاروق رحمٰن اس امر پر فخر کرتے ہیں کہ بنگلہ بندھو شیخ مجیب الرحمٰن ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُترا۔ بنگلہ دیش کے حالیہ دورہ پر جاتے ہوئے میری یہ خواہش تھی کہ بنگال دھرتی کے اس لال سے ملوں جو اپنی جراتِ رندانہ سے تاریخ کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ ان کی سیاست سے اختلاف ممکن لیکن ان کی دلیری، صاف گوئی، اور سچائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس یادگار ملاقات کا اہتمام ہمارے میزبان جناب نور اللہ نے کیا جو چٹاگانگ سے قومی اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے اثر و رسوخ سے فریڈم پارٹی کے سربراہ کرنل فاروق سے وقت لے دیا۔ چنانچہ یہ انٹرویو رات دس بجے سے دو بجے تک جاری رہا۔ اس طویل انٹرویو میں سیاست کے اہم گوشوں کے ساتھ ساتھ مجیب الرحمٰن کے قتل کی پوری واردات بھی سامنے آئی۔

"میں ضلع جیسور کے جنوب مغربی حصہ میں ایک بٹالین میں شامل تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب انڈیا نے ٹیک اُوور کیا اور پھر بنگلہ دیش کا دور شروع ہوا۔ سیاست میں براہِ راست ملوث نہ تھا، لیکن ہم جاننا چاہتے تھے کہ بنگلہ دیش کی مستقبل کی افواج کا ڈھانچہ کیا ہوگا۔ ہر چیز عارضی رکھی گئی تھی۔ فوجیوں کو تنخواہ اس لیے ملتی تھی کہ مجیب نے تنخواہ دینے کے لیے کہا تھا۔ گویا قانون نہیں بلکہ مجیب کے حکم پر ہماری تنخواہ کا انحصار تھا۔ پھر اُس نے فوج میں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت مختلف گروپ قائم کر دیے۔ اُس نے اپنے نالائق بیٹے جمال کو فوج میں اعلیٰ عہدہ دلانے کی کوشش کی۔ اُس نے باقاعدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوج کے مقابلے میں اپنی ذاتی ''راکھی باہنی'' کو ترجیح دی اور پچاس، پچپن ہزار باقاعدہ فوج کی جگہ راکھی باہنی کی تعداد کو ڈیڑھ لاکھ تک لے گیا۔ اس باہنی کو جدید ترین ہتھیار فراہم کیے گئے اور بے پناہ اختیارات اس کے حوالے کر دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بنگلہ دیش کے پہلے ہی انتخابات میں 80 فیصد فوجیوں نے مجیب کے خلاف ووٹ دیئے۔ انہوں نے واضح طور پر مجیب کی مخالفت کا اظہار کر دیا تھا جس سے مجیب چونک اُٹھا۔ فروری 1974ء میں اس نے یہاں تک کہا کہ وہ ایک طاقتور فوج کے خلاف ہے کیونکہ ہم ایک ایسا دیو تیار نہیں کرنا چاہتے جس سے پاکستان میں ہمیں سابقہ پڑا تھا۔ اس سے فوج میں مجیب کے خلاف نفرت اور بے چینی پیدا ہوئی۔

''ہمارے ذہن میں کوئی سیاسی محرک تھا ہی نہیں۔ البتہ یہ بات ضرور تھی کہ عوام میں اس کے آمرانہ رویہ کے باعث اس کے خلاف نفرت عروج پر تھی۔''

''ملک میں قحط تھا اور غلہ بھارت کو سمگل ہو رہا تھا۔ سمگلروں کے خلاف فوجی کارروائی ہوتی تو حکم آ جاتا کہ اس شخص پر ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ بسوں اور ریل گاڑیوں میں ڈاکے، بنکوں میں ڈاکے، سیاسی مخالفین کے قتل اور دن دہاڑے عورتوں کی عصمت دری، یہ وقوعات راکھی باہنی کے لوگ بھی کرتے تھے اور عوامی لیگ کے غنڈے بھی لیکن ہمارے آپریشن کا کوئی سیاسی محرک نہیں تھا کیونکہ ہم حکومت پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے تھے...... ہم سیاست نہیں کر رہے تھے۔ ہم ملک کو نجات دلانے چلے تھے۔''

''سیاستدان بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہیں لیکن ان کا عمل الٹ ہوتا ہے۔ اُس نے ہم سے کہا کہ لوگوں کو پکڑو، باندھو اور مارو۔ ہم نے اس سے کہا کہ فوج میں تو ایسا نہیں ہوتا، کوئی کیس ہو تو اسے کورٹ میں لائیں...... مجیب نے براہ راست بریگیڈ کمانڈر کو حکم دیا کہ یہ جو بائیں بازو کے لوگ ہیں انہیں ہلاک کر دو۔''

لیکن ہم اپنے ہی بندوں کو نہیں مار سکتے...... یہاں یہ کام انڈین آرمی نے کیا، پاک آرمی نے کیا لیکن ہم نہیں کر سکتے، لیکن یہ جو ہمارے اولکل عوامی لیگی بھائی تھے ان کے تحت یہ

ادیب جاودانی کرنل فاروق کا انٹرویو لیتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ چل رہا تھا۔"

"پھر ایک ایسا واقعہ ہوا کہ جس نے نوجوان فوجی افسروں کو ہلا کر رکھ دیا۔ ڈھاکہ کے شمال میں ٹونگی کے علاقہ میں فوجی جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی کر رہے تھے۔ میجر ناصر کی کمان میں تین افراد گرفتار ہوئے۔ اُنہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال سردیوں میں ایک نوبیاہتا جوڑا ٹیکسی میں جا رہا تھا۔ اُسے راستے میں روک لیا گیا۔ دولہا اور ٹیکسی ڈرائیور کو تو وہیں قتل کر دیا گیا لیکن دلہن کو حملہ آور اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک مکان میں اُنہوں نے اُس نوبیاہتا لڑکی پر بار بار مجرمانہ حملے کیے۔ تین دن بعد اُس کی مسخ شدہ لاش ملی لیکن اس تہرے قتل، دولہا، ٹیکسی ڈرائیور اور پھر دلہن کی تحقیقات اس لیے روک دی گئیں کہ ان درندوں کے گروہ کا سرغنہ مقامی عوامی لیگ کا سربراہ مزمل تھا۔ میجر ناصر نے اُسے گرفتار کر لیا اور ڈھاکہ لے آئے۔ مزمل نے اسے تین لاکھ ٹکا (روپے) رشوت کی پیش کش کی، جسے میجر ناصر نے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اُسے سول حکام کے حوالے کر دیا لیکن تیسرے ہی دن شیخ مجیب کی ذاتی مداخلت پر اسے رہا کر دیا گیا۔ اس واقعے نے میجر ناصر اور دوسرے افسروں کو ہلا کر رکھ دیا اور ٹونگی کا واقعہ ان کی زندگی کا اہم موڑ بن گیا...... چنانچہ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ اس حکومت اور اس سربراہ کو مٹا کر دم لیں گے۔"

"جنگ کے نتیجے میں ساڑھے تین لاکھ رائفلیں نجی ہاتھوں میں چلی گئی تھیں۔ منظم چھاپہ مار گروہ بھی یہی کام کر رہے تھے۔ املاک اور بڑے بڑے پل تباہ ہو گئے تھے...... 30 لاکھ سے زیادہ افراد قتل ہوئے تھے۔ اس تباہ شدہ ملک کی بہتری کے لیے کچھ کرنے کے بجائے مجیب نے عوامی لیگ اور رکھی باہنی کے غنڈوں کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ دے دی تھی۔"

حکمت عملی کے لحاظ سے معاملہ نہایت نازک اور پیچیدہ تھا۔ میں نے ایک سال تک اس پر غور کیا، اس کے باوجود محسوس کیا کہ سیاسی پہلو کو حل کرنا بہت مشکل ہے۔ مجیب کی مخالفت تو بہت تھی لیکن...... لیکن اگر لوگوں سے کہا جاتا کہ آو بلی کے گلے میں گھنٹی باندھیں تو اُن میں سے کوئی بھی نہیں آتا تھا...... جتنے آج جنرل صاحب اور کرنل صاحب بنے پھرتے ہیں اُن دنوں میجر یا کیپٹن تھے، ویسے تو سب بڑے تیز بنتے ہیں لیکن کام کے لحاظ سے بڑے ڈرپوک ہیں...... ان سب سے ملا۔ اُنہوں نے مخالفت نہیں کی لیکن ساتھ دینے پر بھی تیار نہیں تھے۔ یہ مجھ سے آج بھی ڈرتے ہیں...... میں نے حساب کتاب کر کے ایک مستحکم منصوبہ بنایا تھا۔ سب سے بڑا ٹارگٹ شیخ مجیب الرحمٰن تھا۔ اس منصوبے پر بحث و تمحیص ہوئی، دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے حق اور مخالفت میں چلے، سب کچھ ہوا لیکن یہ سارا عمل صرف تیس یا چالیس منٹ کا تھا۔''

''ہم نے 14، 15 اگست ساڑھے بارہ بجے رات کا آرڈر دینے کے بعد خدا سے دعا کی تھی کہ اے خدا بے شک میری جان لے لے لیکن ہمارے ملک پر، ہمارے آدمیوں پر اپنا رحم کر۔''

'' کام جو تھا بہت سادہ تھا۔ میرے ماتحت 28 ٹینک تھے، ان میں 18 فیلڈ گنز تھیں۔ انفنٹری کی ایک دوسری بٹالین بھی تھی...... آرمی ہیڈ کوارٹر ہمارے کنٹرول میں تھا...... جیسور بریگیڈ بھی ہماری مدد کے لیے حرکت میں آ چکا تھا...... ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ کام ہو۔ تمام سیاستدان، تمام فوجی افسران یہی چاہتے تھے۔ ہمارے فوجی پنجابی یا پٹھان نہیں ہیں۔ بنگلہ دیشی سپاہی کی اپنی خصوصیات ہیں۔ بنگلہ دیشی مسلمان کا بھی اپنا ایک کردار اور خصوصیات ہیں...... انہیں ذہانت اور قیادت مل جائے تو وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں۔''

''میں صرف ایک سو سپاہی لے کر شیخ مجیب کے گھر گیا تھا، تمام افسران اس بات سے آگاہ ہیں...... ایک سپاہی نے بھی مجھے دھوکہ نہیں دیا...... وہ میری بات سمجھ گئے تھے اور اُسے درست سمجھتے تھے۔ پورے برصغیر میں یہ بات خاصی غیر معمولی محسوس ہوگی کہ سو کے سو سپاہیوں میں سے ایک بھی منحرف نہیں ہوا لیکن یہاں عام سادہ بنگالی مسلمان کے لیے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ ان کے لیے معمول کا طریقہ یہی ہے کہ جس بات کو درست سمجھا جائے اس کا ساتھ دیا جائے...... میں اُنہیں سیدھا کنٹونمنٹ لے گیا تھا جہاں میں نے اُن کے سامنے لیکچر دیتے ہوئے مجیب الرحمٰن کو پرواڈین قرار دیا جس کا تختہ الٹنا ضروری تھا۔ یہ بات وہ سمجھ گئے اور اُس پر ڈٹ گئے۔''

''ہم نے جو پلاننگ کی تھی وہ تو پوائنٹ ایک فیصد بھی نہیں تھی بلکہ پوائنٹ زیرو ون پرسنٹ بھی نہ تھی، یہ تو 99 فیصد اللہ کی رحمت تھی۔ ایماندار بندہ اگر اچھی نیت کے ساتھ کوشش کرے تو اپنا ایمان ہے کہ وہ کامیاب ہوگا۔ میں 71، 72، 73، 74ء اور خصوصاً 75ء سے دیکھ رہا ہوں کہ پورے ایمان کے ساتھ اگر سیدھا کام کیا جائے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کا حکم ہے کہ تم نے جو کچھ دینا ہے وہ اللہ کو دو، اللہ تمہیں اس کا دس گنا دے گا اور حقیقت یہ ہے کہ میرے تجربے اور مشاہدے میں اللہ کی یہ قدرت ہمیشہ آئی ہے۔ میں سیالکوٹ میں تھا تو وہاں بھی اس کا تجربہ ہوا۔ 75ء میں بنگلہ دیش چھوڑا تو بھی اس کا تجربہ ہوا۔

''دراصل مسلمان ایک چیز کو بھول گئے جو برصغیر کے حوالے سے نہایت اہم ہے اور وہ یہ کہ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے 1947ء میں خدا سے وعدہ کیا تھا۔ایک ملک اللہ کی خدمت کے لیے بنایا تھا، اپنی خدمت کے لیے نہیں۔اس وعدہ کو ہم بھول گئے۔اب میں تمام مشکلات کے باوجود سیاست اس لیے کر رہا ہوں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا وعدہ یاد دلاؤں اور اُسے پورا کیا جائے۔"

"مجھے یاد ہے جب ہماری پہلی گاڑی نے چلنا شروع کیا تو رجمنٹ کی مسجد سے فجر کی آذان ہونے لگی تھی۔بہت سے لوگ پوچھتے ہیں کہ مجیب کتنے بجے مارا گیا، تو اندازہ کر لیجیے کہ فجر کی آذان کے چالیس منٹ بعد ہم نے مجیب کو مار دیا تھا۔ہماری پہلی گاڑی چلنے کے ساتھ اللہ اکبر کی آواز سنائی دی۔میرا آرڈر ساڑھے چار بجے کا تھا لیکن ایمونیشن لیا، سپاہی لیے، کچھ دیر اس میں ہوگئی۔"

"جسمانی طور پر بھی میں نے حصہ لیا لیکن فوجی اصول ہے کہ آپ کمانڈر کو نہیں دیکھیں گے، صرف ہدایت پر عمل کریں گے چنانچہ ہدایات میری تھیں۔"

"آرڈر بھی دیا تھا اور سب جگہ خود بھی گیا تھا"

"شیخ مجیب الرحمٰن کے گھر۔مجھے ہر چیز کو چیک کرنا تھا۔آرمڈ فورسز کے چیف آف سٹاف اور کمانڈر نیازی کو 'نیوٹرلائز' کرنا تھا۔ایک ایسی عبوری حکومت تشکیل دینا تھی جو ملک کو جائز اور منصفانہ طریقہ سے چلا سکے۔شیخ مجیب الرحمٰن کو گولی مارنے کے بعد یہ کام ضروری تھا۔یہ سب ایک دوسرے سے وابستہ معاملات تھے، صرف مجیب الرحمٰن کو ہلاک کرنا تو کوئی کام نہ تھا۔یہ ایک قوم کا، ملک کا مسئلہ تھا۔"

"ایوان صدر کے باہر متعین پولیس دستہ کو ان لوگوں کی آمد سے حیرت ہوئی لیکن جب انہوں نے بھاری تعداد میں مسلح فوجیوں کو دیکھا تو ہتھیار ڈال دیے۔اس مرحلہ پر مجیب کے محافظوں کی آنکھ کھل گئی۔اُنھوں نے گیٹ پر مسلح اجنبی افراد کو دیکھا تو اپنا اسلحہ نکال لیا اور آنے والوں پر فائرنگ شروع کر دی.....فوجی انداز میں آگے بڑھ کر مجیب کے تمام محافظوں کو ہلاک کر دیا۔مجیب کے دونوں بیٹے جمال اور کمال سٹین گن نکال کر مقابلے میں آگئے۔کمال نے ہمارے دو آدمیوں کو زخمی کر دیا۔جوابی فائرنگ سے وہ ہلاک ہوگیا۔خود شیخ مجیب الرحمٰن جاگ چکا تھا اور حالات سے مقابلے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کر رہا تھا.....اسی لمحے میں بھی وہاں پہنچ گیا۔مجیب نے مجھے دیکھ کر کہا" کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ یہ خیال دل سے نکال دو۔مجھے تو پاک آرمی موت کے گھاٹ نہ اُتار سکی تو تم کل کے بچے کس کھیت کی مولی ہو؟ عین اُس وقت میجر نورالدین اور میجر ہدیٰ آگئے۔میں نے اُنہیں اشارہ سے ہدایت کی کہ کام تمام کر دیا جائے۔میجر نورالدین نے سٹین گن سے ایک برسٹ مارا۔مجیب الرحمٰن منہ کے بل گرا اور زینے سے پھسلتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہوا نیچے تک چلا گیا..... اُس وقت صبح کے 5 بجکر 40 منٹ ہوئے تھے اور مجیب ختم ہو چکا تھا۔''

''کسی نے کوئی احتجاج نہ کیا حتی کہ اس کی موت پر کوئی رونے والا بھی نہیں تھا۔ اس کے خاندان کے افراد تو مارے گئے تھے جبکہ عوام خوش تھے کہ اُنہیں مجیب سے نجات ملی۔ اس کی تو لاش بھی بغیر کفن کے دفن کی گئی۔ ایک ہیلی کوپٹر میں اسے اس کے گاؤں ٹونگی لے جایا گیا۔ وہاں لوگوں نے اس کے آبائی مکان کو بھی لوٹ لیا۔ مجیب کو قتل کرنے والے تمام فوجی افسروں کی معافی کے لیے خوندکر مشتاق نے آرڈیننس جاری کیا۔''

''کیا آزادی دلائی تھی؟ آزادی تو اب بھی نہیں ہے اسی لیے میں نے فریڈم پارٹی بنائی ہے..... اسلام میں آزادی کا تصور یہ ہے کہ صرف اللہ کے بندے آزاد ہوتے ہیں، اسلامی جمہوریت خلافت ہے اور خلافت اللہ کے بندوں کی ہوتی ہے۔ آدمی کا آدمی کے ماتحت ہونا کوئی آزادی نہیں۔ البتہ جو انسان اللہ کے سوا کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے وہ آزاد ہے اور یہ مغربی فلاسفی سے بہت مختلف ہے۔''

''پاکستان توڑنے میں مجیب، ذوالفقار علی بھٹو اور یحییٰ خان تینوں کا ہاتھ تھا۔ پاکستان کے دنوں میں جس شخص کو تین وقت کی روٹی ملتی تھی اسے ایک وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی، تعلیم کے حصول کی بات بھی محدود ہے۔''

''ہاں میرے خیال میں برصغیر کے لیے تین خاندان بہت منحوس ثابت ہوئے۔ ایک نہرو خاندان، دوسرا مجیب خاندان اور تیسرا بھٹو خاندان۔ ان تین خاندانوں کی وجہ سے نحوستیں آئیں۔ ان تینوں نے اپنے اپنے ملک کو نقصان پہنچایا۔ مجیب جب یہاں آیا تو بنگلہ دیش میں نقصان ہوا۔ پاکستان میں بھی دیکھئے بینظیر رہی تو بہت کچھ ہوگا، گڑبڑ ہوگی اور بہت کچھ ہوگا۔''

''1947ء اور 1971ء میں جو ہوا وہ تاریخی حقیقت ہے۔ میں اسے تبدیل نہیں کرسکتا۔ شیخ مجیب اس لیے قتل ہوا کہ اُس کے دور میں بدعنوانی بہت ہوگئی تھی۔ پھر یہ کہ وہ بھارت کا ایجنٹ تھا، پروانڈین تھا..... میر جعفر نے اس خطہ کو لارڈ کلائیو کے ہاتھ بیچا تھا، مجیب نے اسے بھارت کے ہاتھ بیچ دیا۔''

درج بالا اقتباسات کی روشنی میں کرنل فاروق کے ذریعہ سے بنگلہ دیش کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل ہوئی ہیں۔

نومبر 1975ء میں خوندکر مشتاق کی جگہ جنرل ضیاالرحمٰن نے اقتدار سنبھالا تو کرنل فاروق کو لیبیا جانے کے لیے کہا اور وہاں پہنچنے پر سفیر بننے کی پیشکش کی۔ کرنل فاروق نے معذرت کرلی۔ وہ لیبیا سے مارچ 76 میں بنگلہ دیش واپس آ گئے۔ جنوری 1977ء سے مارچ 1980ء تک جنرل ضیاالرحمٰن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اُنہیں قید میں رکھ کر دوبارہ لیبیا بھیج دیا۔صدر قذافی نے لیبیا کی فوج میں اعلیٰ عہدے کی پیشکش کی لیکن اُنہوں نے معذرت کر لی۔لیبیا سے ہماری یونٹ (31 کیولری) کے افسروں خاص طور پر میجر ضیاالغفار (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) کے ساتھ رابطے میں رہے۔اُنہیں گلہ تھا کہ پاکستان کی حکومت اُنہیں ویزہ نہیں دیتی۔جب 1980ء میں جنرل ضیاالرحمٰن نے اُنہیں قید سے نکال کر دوبارہ لیبیا بھجوایا تو بھٹو کی پھانسی کی وجہ سے صدر قذافی کے صدر ضیاالحق کی حکومت سے کشیدہ تعلقات کے پس منظر میں اُنہوں نے بہتری کے لیے بات کرنے کی پیشکش دہرائی۔وہ یہ کر سکتے تھے یا نہیں، لیکن پاکستان کے لیے نرم گوشہ وہ اپنے دل میں ضرور رکھتے تھے۔

قصہ مختصر، حسینہ واجد کی حکومت نے کرنل فاروق اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف 1996ء اور پھر 2008ء میں مقدمہ چلایا، 28 جنوری 2010ء میں پھانسی دے دی۔یوں ایک بہت اچھے افسر کا انجام افسوس ناک ہوا۔اللہ اُنہیں غریق رحمت کرے، اللہ اُنہیں اپنی بے پایاں مغفرت سے نوازے۔آمین! حق مغفرت کرے عجیب آزاد شخص تھا۔

نوٹ:

یہاں چند باتوں کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔نتیجہ اخذ کرنا قارئین کا کام۔جنگ سے پہلے اور عین میدان جنگ میں تمام بنگالی جوان اور جے سی اوز بہت حوصلے، بہادری، مکمل یک جہتی اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار رہ کر پورے جنگی عمل میں شامل رہے اور اُن کا کردار ہر لحاظ سے شک سے بالا اور قابل تعریف رہا۔خاص طور پر بہاری بہت خوش خلق اور جذبے والے جوان تھے۔جب ہمارے یہ ساتھی جا رہے تھے تو ہم بھی روئے اور وہ بھی بہت روئے۔مجھے ایک ٹینک ڈرائیور لانس دفعدار ظہیر السلام کے الفاظ آج بھی یاد ہیں۔جب وہ روتے ہوئے مجھ سے بغلگیر ہوا تو کہا ''سر! وہاں شالا ہندور ہے گا یا ہم رہیں گے''۔

اسی طرح ''اے سکواڈرن'' میں مشتاق خوندکر چھوٹی عمر کا ایک بہت ماہر ٹینک ڈرائیور تھا۔وہ ایک خراب ٹینک کو ناہموار علاقے میں دومیل سے زیادہ فاصلے تک اپنے ٹینک کے ساتھ کھینچ کر لا رہا تھا تو اُس کے اپنے ٹینک کا انجن بہت گرم ہو گیا۔اُس نے اپنے ٹینک کمانڈر سے کہا کہ میں خراب ٹینک کو مزید نہیں کھینچوں گا کیونکہ اگر میرا ٹینک خراب ہو گیا تو آپ کہیں گے کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

(''مون ڈائجسٹ''، 5 جون 2014)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بریگیڈیر ڈینیل آسٹن

مئی 1968ء کے پہلے ہفتے میں فوجی زندگی کا باقاعدہ آغاز سیالکوٹ میں 31 کیولری میں حاضری سے شروع ہوا۔ اے سکواڈرن کے ٹینک گیراج میں کھڑا ہونا اب تک یاد ہے۔ اور تب میجر ڈینیل نے یہ سبق دیا کہ اپنی کلائی کی گھڑی کو پانچ منٹ آگے رکھو، اور ہر ڈیوٹی پر وقت مقررہ سے پانچ منٹ پہلے پہنچو۔ یہ میرے پہلے سکواڈرن کمانڈر کا پہلا سبق تھا۔ اُس دن سے لے کر 25 دسمبر 2014ء تک بریگیڈیر ڈینیل آسٹن سے مسلسل رابطہ رہا۔ عید اور کرسمس کے موقع پر وہ جب تک خود گاڑی چلا سکتے تھے، ہمیں ضرور ملنے آتے اور ہم بھی اہم تہواروں پر اُن کے ہاں ضرور جاتے۔ آخری بار 25 دسمبر 2014ء کو ٹیلیفون پر بات ہوئی۔ میں نے بتایا کہ حاضر ہوں گے۔ ایک عزیز کی وفات پر وہ کینٹ جا رہا تھا۔ بس میں تھا۔ معمول کے مطابق نہایت جوش سے باتیں کیں، دُعائیں دیں۔ یہ آخری دُعا تھی۔ بہت سادگی پسند اور اُن کے چہرے پر دائمی، دھیمی مسکراہٹ آخری وقت بھی محسوس ہوئی۔ اُن کی عظمت کا سب سے عظیم پہلو یہ سامنے آیا کہ وہ اپنے اَن پڑھ دیہاتی والد صاحب کو انتہائی احترام دیتے تھے۔ جب تک یونٹ سیالکوٹ میں رہی، اپنے گھر میں کسی تقریب میں سب آفیسرز کے ساتھ انہیں سب سے اہم نشست پر بٹھاتے اور لگاتار اُن کی توجہ اُن کی طرف ہوتی۔ بہت سے افسران نے، اور میں نے تو یقیناً اُن سے ہی فوج اور عام زندگی میں رہنے سہنے کی تربیت حاصل کی۔

آرمی میں آنے سے پہلے وہ ایک سکول میں اُستاد تھے۔ اتنے ہمدرد اور محنتی اُستاد کہ چھٹی کے بعد یا چھٹی والے دن اپنے شاگردوں کو بلا معاوضہ پڑھاتے۔ یہ بات بھی اُن کے ایک ایسے شاگرد رسالدار ملک بشیر احمد نے بتائی جو ہماری یونٹ میں جے سی او (جونیئر کمیشنڈ آفیسر) بنے۔ آپ باسکٹ بال کے بہترین کھلاڑی تھے اور اسی وجہ سے آرمی میں آئے۔ پھر وہ ایک قومی سطح کے کھلاڑی بنے اور پاکستان کی باسکٹ بال ٹیم کے کپتان رہے۔ بین الاقوامی مقابلوں میں پاکستانی ٹیم کی قیادت کی۔ ایک انتہائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

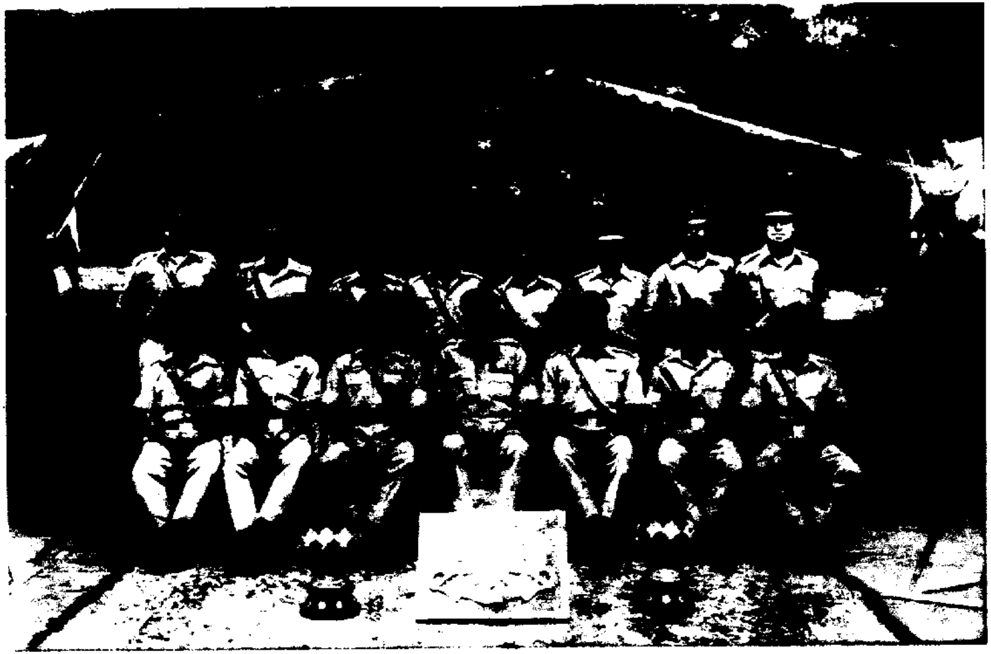

پیچھے کھڑے ہوئے   کیپٹن نجیب اللہ نیازی، کیپٹن نعیم احمد ڈار، کیپٹن شاہد مقبول، کیپٹن عرفان رحمان، کیپٹن نعیم احمد خواجہ، لیفٹیننٹ عبدالمعروف خاں، کیپٹن مقصود احمد چیمہ، کیپٹن ہارون شاہد

بیٹھے ہوئے   میجر سید حسن، میجر ضیا ذوالفقار، میجر ذوالکفل حسن، بریگیڈیئر اعجاز عظیم، لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد خاں، میجر سید شفقت، میجر طاہر احمد   (۱۷ جولائی ۱۹۷۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیرک، باہمت، انتھک اور مشکل حالت کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے حوصلہ مند کھلاڑی تھے۔ 1965ء کی جنگ، جس میں ہماری یونٹ کا کردار بہت اہم رہا، وہ 31 کیولری کے ایڈجوٹینٹ تھے۔ آپ نے یہ اہم ذمہ داری ایک بہت ہی تجربہ کار، قابل اور بااصول کمانڈر کرنل ظہیر الدین احمد (بعد میں بریگیڈیئر) کی زیر کمان بہت ہی خوش اسلوبی سے ادا کی۔ ماہ رمضان میں کئی مسلمانوں سے زیادہ بڑھ کر رمضان کا احترام کرتے تھے۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے ہمیشہ بسم اللہ پڑھتے۔ جب اور جہاں بھی ملتے اتنے سینئر ہونے کے باوجود یونیفارم یا عام لباس میں ہمیشہ بہت جوش اور خوشی سے گلے لگاتے۔ ایک کورس کے دوران ہم لاجسٹک سکول کلڈنہ، مری میں بھی ساتھ رہے۔ وہاں وہ استاد (میرے نہیں) تھے اور میں کورس کر رہا تھا۔ کمیشن لے کر جب یونٹ میں حاضری دی تو میری تعیناتی 'اے سکواڈرن' میں ہوئی۔ یوں میجر ڈینیل آسٹن بطور سکواڈرن کمانڈر میری فوجی اور غیر فوجی زندگی کو بہتر بنانے کے جواب دہ بنائے گئے۔ مجھے فخر ہے کہ میرے سکواڈرن کمانڈر کو کبھی مجھے "جھاڑنے" کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ یہ خوبی اُن کی ٹریننگ کی تھی، میری ذاتی کاوش کا اس میں دخل شائد بہت کم ہو۔ وہ خوب محنت کرتے اور ہمیں اپنے ساتھ مصروف رکھتے۔ ایک اور خوشگوار حیرت تب ہوئی جب ہم شادی کے بعد رسمی طور پر اُن کے مدعو کرنے پر اُن کے گھر ایک شام مقررہ وقت پر پہنچے۔ تانگے سے اترتے وقت میری بیگم پر نظر پڑی تو بیگم ڈینیل نے کہا "توں آنا سی، میں سمجھی پتہ نیں کیڑی مسز حیدر نے آناں اے"۔ مسز ڈینیل نے کینیرڈ سکول میں میری اہلیہ کو پڑھایا تھا۔ یوں وہ دونوں ہم دونوں کے اُستاد۔ اور دونوں نے ہمیشہ ہمارا خیال رکھا۔ اُن دونوں کی ذات میں شفقت اور پیار کے علاوہ دوسرا کوئی اور "منفی" پہلو تلاش نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس دفعہ اُن سے صرف ٹیلیفون پر بات ہوئی، ہم نہ جاسکے کیوں کہ اُنہوں نے ایک لمبے سفر پر جانا تھا۔ مجھے ایک افسوس ہمیشہ رہے گا، اُن کے ہمیشہ دُعا کے لیے اُٹھنے والے ہاتھوں کو اپنے عقیدے کے مطابق میں تپش سے نہ بچاسکا۔

(غیر مطبوعہ، 3 جون 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا دوست کرنل احمد الحق

کیپٹن احمد الحق (سگنلز کور) ہمارا کورس میٹ (38 پی ایم اے) اور میرا دوست تھا۔ ہم دونوں کی پہلی پوسٹنگ سیالکوٹ چھاؤنی میں ہوئی۔ شادی کے بعد ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا معمول کی بات تھی۔ اُس کے گھر ایک کھانے کی دعوت کے موقع پر ہم دونوں میاں بیوی کے علاوہ دیگر تمام خاندان بنگالی تھے۔ مشرقی پاکستان میں حالات خراب

ہونا شروع ہو چکے تھے اور ٹکا خان اپنا کام دکھا چکا تھا۔ وہاں موجود ایک بنگالی میجر ڈاکٹر کی بیگم نے بتایا کہ کس طرح جنونی ٹکا خان نے اُن کے علاقے میں اندھا دھند فائر کھولا تو میں ہاتھ اُٹھا کر فوجیوں کی طرف دوڑی اور بتایا کہ ہم فوجی خاندان سے ہیں۔

اُنہی دنوں میرا نام مشرقی پاکستان میں پوسٹنگ کے لیے آ چکا تھا۔ جب میں نے وہاں یہ بتایا تو بیگم کیپٹن احمد الحق کا پہلا جملہ یہ تھا کہ "بھائی آپ وہاں نہ جائیں، وہاں حالات اچھے نہیں"۔ اور یہ انہوں نے با آواز بلند کہا تھا۔ وہاں بہت سینئر بنگالی افسر بھی موجود تھے، ہم تو تھے ہی نئے نئے کپتان بنے۔ اسی طرح جب بنگالیوں کو علیحدہ کیمپوں میں منتقل کیا جا رہا تھا تو کیپٹن احمد نے کہا کہ ضرورت پڑی تو سونے کے جو تھوڑے سے زیورات میری بیوی کے پاس ہیں وہ میں تمہیں دے جاؤں گا اور حالات بہتر ہونے پر لے لوں گا۔ اُس کی ضرورت تو نہ پڑی لیکن صرف اعتماد، بھائی چارے یا دوستی کے جذبے کو بیان کرنا مقصود ہے۔ قید میں جانے سے پہلے مشرقی پاکستان میں موجود ہمارے کورس میٹس کا بنگالی ساتھیوں نے بہت خیال رکھا۔ اب پچھلے ماہ مارچ 2014ء میں ونگ کمانڈر ایم ڈی محبوب الحق کی مدد سے میں چوالیس سال کے بعد کرنل احمد الحق (ریٹائرڈ) سے رابطے میں ہوں۔ اللہ اُسے صحت عطا فرمائے۔ آمین!

اِن شاء اللہ، ہم دوبارہ اکٹھے ہوں گے، ایک دن ایک بہتر پاکستان کی شکل میں، ان شاء اللہ!!

(غیر مطبوعہ، 7 جون 2014ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغربی پاکستان سے پی او ڈبلیو بننے والے سیکنڈ لیفٹیننٹ نایاب افتخار کی کہانی اُنہی کی زبانی

دس دسمبر کی صبح تقریباً گیارہ بجے کے قریب سکاڈرن کمانڈر میجر محمد نصراللہ نے ہمیں کوٹ نیناں میں موجود دشمن پر جوابی حملے کرنے کے لیے تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ مکمل تیاری کے بعد ہمیں حملے کے لیے ہدایات دیں۔ حملے کا مقصد دشمن سے اپنا علاقہ واپس لینا تھا۔ یہ حملہ ''ایرو ہیڈ'' کی شکل میں کیا جانا تھا۔ میرا ٹروپ پوائنٹ ٹروپ تھا۔ کوٹ نیناں کے قریب پہنچے تو دشمن کے ٹینک تو نظر نہیں آئے لیکن

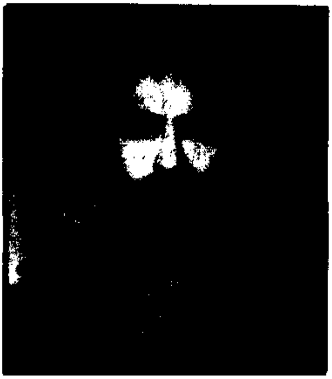

میرے ٹروپ پر آر آر کا فائر آیا۔ میں نے اپنے تینوں ٹینکوں سے دشمن پر مین گن کا فائر کروایا۔ اُس کے بعد دشمن کی طرف سے کوئی فائر نہ آیا۔ میرے ٹینکوں نے دفاعی صورت اختیار کر لی۔ اسی دوران 27 ایف ایف رجمنٹ کی کمپنی نے علاقے میں اپنے مورچے بنانے شروع کر دیے۔ اُس وقت سورج ڈھلنا شروع ہو چکا تھا۔ میں سکاڈرن کمانڈر کو وائرلیس پر رپورٹ دے رہا تھا تو میرے ٹینک پر چھوٹے ہتھیار کا فائر آیا۔ فائر کی سمت معلوم نہیں ہو رہی تھی۔ اسی دوران ایک فلیئر ایک اُونچے درخت سے ہماری طرف آتا نظر آیا۔ میں نے اپنی اینٹی ایئر کرافٹ گن کا رخ درخت کی طرف کر کے فائر شروع کر دیا اور مکمل بیلٹ خالی کر دی۔ اسی دوران درخت سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ میں اور میرا ٹینک ڈرائیور عباس بھاگ کر اُس طرف گئے تو وہاں زمین پر ایک لاش پڑی تھی۔ سینے پر 'ورما' نام کی کپڑے کی پٹی تھی اور کپڑے کے میجر کے بیجز تھے۔ میں نے واپس آ کر میجر نصراللہ کو وائرلیس پر رپورٹ دی۔ میجر نصراللہ نے مجھے سکاڈرن میں پہنچنے کا حکم دیا۔ میں اپنے ٹروپ کے ساتھ چلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میرے ٹینک کا پٹرول ختم ہوگیا اور ٹینک وہیں رُک گیا۔ میرے باقی دونوں ٹینک جا چکے تھے۔ میں نے میجر نصر اللہ کو رپورٹ دی۔ اُنہوں نے کہا کہ ریکوری کا بندوبست کرتے ہیں۔ بنگالی جے سی او، رسالدار برہان الدین کو میجر نصر اللہ نے میرے ٹینک پر رہنے کا حکم دے رکھا تھا چونکہ اُس نے حکم عدولی کی تھی۔ ہم رات ٹینک پر ہی رہے۔ میرا گنر بشیر سکاڈرن سے رابطے کرنے کے لیے چلا گیا۔ رات کو کسی وقت رسالدار برہان الدین ٹینک سے غائب ہوگیا۔

اگلی صبح روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ہم سے کافی دور ہمارے دو ٹینک بغیر کریو کے کھڑے تھے۔ میرا وائیرلیس سیٹ بھی انجن کے بند ہونے کی وجہ سے بند ہوگیا تھا۔ کسی سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ جب دن کافی چڑھ آیا تو دیکھا کہ دشمن کے ٹینک اور پیادہ فوج ہمارے گرد گھیرا تنگ کرتی نظر آئی۔ میں نے مین گن سے فائر کیا تو فائر نہ ہوا۔ جلدی سے چیک کیا تو فائرنگ پن نہیں تھی۔ فاضل فائرنگ پن بھی موجود نہیں تھی۔ جب ہندوستانی فوجی مزید قریب آگئے تو آپریٹر سلیمان، عباس اور میں ٹینک سے اُتر کر قریب موجود ٹیوب ویل کی آڑ میں چلے گئے۔ وہاں آکر ہندوستانی فوجیوں نے ہمیں حراست میں لے لیا۔ رسالدار برہان الدین اُن کے درمیان موجود تھا۔ میرا خیال تھا کہ فائرنگ پن رسالدار نے غائب کی تھی۔ ہمیں 7 پونا ہارس کے سی او کے پاس لے جایا گیا۔ اُس نے اپنے ٹینک پر سوار کرا لیا۔ کھانے کا بندوبست کروایا۔ ابتدائی تفتیش کے بعد مجھے انبالہ جیل بھیج دیا گیا۔ وہیں سلیمان اور عباس بھی تھے۔ کچھ دن بعد بذریعہ ٹرین مجھے دہلی بھیج دیا گیا۔ دہلی میں مزید تفتیش کے بعد مجھے 90 پی او ڈبلیو کیمپ انبالہ بھیج دیا گیا۔ اُس کیمپ میں ہمارے راشن میں شیشہ پیس کر ملا دیا جاتا تھا۔ وہاں پر قید میجر پرویز اور ایک رینجر ڈی ایس آر کو خون کی اُلٹیاں آنے لگیں اور میرے دانت ہلنے لگے۔ میس کے کک نے ہمیں پسا ہوا شیشہ جمع کر کے دیا۔ ہم نے وہ شیشہ ریڈ کراس والوں کو دیا تو اُس کے بعد کھانا کچھ بہتر ہوگیا۔ میں 1972ء میں پاکستان واپس آیا اور اپنی یونٹ میں رپورٹ کی۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نینا کوٹ پر جوابی حملہ

ہندوستانی فوج سرحد پار کر کے کوٹ نینا اور اخلاص پور کے علاقے میں اپنا دفا مضبوط بنا رہی تھی۔10 دسمبر کو تقریباً 11 بجے سکاڈرن کمانڈرز کو بجلی گھر کے قریب (نور کوٹ کے قریب ایک گاؤں) بلا کر سی او نے دشمن پر جوابی حملے کا حکم دیا۔ یہ حملہ بئیں نالے کو پار کر کے کیا گیا۔اس حملے میں میجر آل احمد کے سکاڈرن کو 27 ایف ایف رجمنٹ کے ساتھ گروپ کیا گیا تھا۔میجر محمد نصر اللہ کے بریوو سکاڈرن نے فتح پور افغاناں سے پیش قدمی کی۔ دوپہر 4 بجے کے قریب دشمن سے فائر کا تبادلہ شروع ہو گیا تھا۔میجر نصر اللہ کے سکاڈرن نے شدید مقابلے کے بعد علاقہ دشمن سے خالی کروالیا اور 6 بجے کے قریب دشمن کے سات ٹینک پسپا ہوتے نظر آئے اور دشمن کی طرف سے گولا باری بند ہو گئی۔رات سات بجے تک بالترتیب ایلفا سکاڈرن نے میجر محمد وسیم خان کے زیر کمان اور میجر نصر اللہ کے بریوو سکاڈرن نے اس علاقے میں ایک عارضی دفاعی حد بندی اختیار کر لی تھی۔ٹینکوں کے گرد 27 ایف ایف رجمنٹ نے دفاعی مورچہ بندی کر لی۔اُس رات جب کہ سکاڈرن اپنا دفاع بہتر بنا رہے تھے مجھے بریگیڈ کمانڈر نے سی او کے لیے پیغام دیا کہ اپنے ''ایلیمنٹس'' کو سی پی 494 (ایک علاقے کو دیا جانے والا خفیہ کوڈ) لے جائیں چونکہ اپنے ٹینکوں کو وہاں سے نکال کر مائین فیلڈ کا خلا پر کرنا تھا۔رات کا وقت اور ایسا حکم؟ سی او نے مجھے کہا کہ میں بریگیڈ کمانڈر سے اس پیغام کی تصدیق کروں۔ بریگیڈ کمانڈر نے وہی حکم دہرایا۔ہمیں شکر گڑھ کے قریب ایک رکھ میں جانے کا حکم ملا تھا۔رات بھر میں یونٹ مقررہ جگہ پہنچ گئی۔یونٹ کا یہ پہلا معرکہ مکمل ہوا۔اس حملے میں جانے سے پہلے میری یونٹ 3 دسمبر سے 10 دسمبر تک سات آٹھ دن میں 250 میل سے زیادہ کا فاصلہ طے کر چکی تھی۔

اسی حملے کے دوران سیکنڈ لیفٹیننٹ نایاب افتخار جسے پی ایم اے سے آئے چند ہفتے ہی ہوئے تھے، نے اپنے ٹینک کی اینٹی ایئر کرافٹ گن سے دشمن کے توپ خانے کے ایک ابزرور کو نشانہ بنایا۔یہ وہی ابزرور ہوگا جس نے بئیں نالہ کراس کرتے وقت یونٹ کے ٹیکٹیکل ہیڈ کوارٹر اور 27 ایف ایف رجمنٹ کی مارٹر پلاٹون پر بہت خوفناک فائر کروایا تھا۔اس وقت ہم اپنی یونٹ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔میرے لیے یہ پہلا بہت اعصاب شکن تجربہ تھا کہ جب بالکل کھلے چٹیل میدان میں بھارتی توپوں کے گولے ہم پر برس رہے تھے۔سیکنڈان کمانڈ میجر اللہ بخش ٹوانہ، ان کی جیپ، ان کا عملہ، میری سی وی (کمانڈ وہیکل)' ایمبولینس اور 27 ایف ایف رجمنٹ کی مکمل مارٹر پلاٹون دشمن کے بلاواسطہ فائر کے زد میں تھے۔وہاں مجھے اُس فائر سے بچاؤ کے لیے جو سب سے بڑی اوٹ ملی وہ بمشکل چھ انچ گہری پانی کی ایک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ناندتھی۔ چندگز پر گرتے ہر ہر گولے کے بعد کسی نہ کسی طرف سے کراہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جب بھی وقفہ ہوتا، میجر ٹوانہ ہمیں حوصلہ دیتے' چونکہ توپوں کے داغے جانے کی آواز ہم تک آتی تھی اور پھر کچھ وقت کے بعد وہ گولے ہمارے اردگرد پھٹتے تھے۔ میں اسی وقفے میں چند زخمی جوانوں کے پاس گیا۔ ایک بری طرح کراہتے جوان کے پاس گیا اور اُس کے زخمی بازو کو اُٹھایا تو وہ کندھے اور کہنی کے درمیان سے ٹوٹ چکا تھا اور گالف بال کے برابر گولے کا ٹکڑا جس پر اُس کی یونیفارم کی قمیض اور جرسی کا ٹکڑا چپکا ہوا تھا اور ابھی بھی بہت گرم تھا وہ میں نے اُٹھا کر پتلون کی جیب میں ڈال لیا اور جوان کو اُٹھا کر اپنی ایمبولینس میں لے گیا جہاں ہمارے نرسنگ این سی او عبدالرؤف نے اُسے فوری فرسٹ ایڈ دینی شروع کر دی۔ جوان کے خون سے میری وردی لتھڑ گئی اور میرے جوان سمجھے کہ شائد میں زخمی ہو گیا ہوں۔ یہ سب کچھ بہت خوف زدہ کرنے والا تھا لیکن اس تجربے نے مجھے بہت خوب حوصلہ دیا' ڈر ختم ہو گیا اور جنگ کے باقی عرصے میں خطرات سے بے پرواہ ہو گیا کہ صرف اللہ کی ذات ہے جو بچانے والی ہے۔ اس گولہ باری میں میری کمانڈ وہیکل اور ایمبولینس میں ٹھیک ٹھاک سوراخ ہوئے لیکن وائرلیس سیٹ وغیرہ محفوظ رہے۔

جب ہم دشمن کے توپ خانے کے فائر کی زد میں آئے اُس سے پہلے میں نے 27 ایف ایف رجمنٹ کی مارٹر پلاٹون کو اپنے علاقے میں نہیں دیکھا تھا چونکہ میں سی وی میں وائرلیس سیٹوں پر مصروف تھا۔ ہنگامہ تب ہوا جب ہم ابھی بئیں نالہ کے بیچ میں ہی تھے کہ مجھے دور اپنے پیچھے گولوں کے پھٹنے کی آواز آئی۔ میں نے سی وی کے پچھلی جانب والے فریم کو پکڑ کر باہر کی جانب دیکھا کہ شاید دشمن کے جہازوں نے بم باری کی ہے' لیکن وہاں کسی جہاز کا نام و نشان نہ تھا۔ اصل میں آبزرور بریکنگ کروا رہا تھا اور یوں تیسرا ''سالوو'' ہمارے اوپر برسا جب کہ سی وی بمشکل پانی سے باہر آئی تھی۔ مجھ سے آگے سیکنڈان کمانڈ میجر اللہ بخش ٹوانہ کی جیپ تھی اور میرے پیچھے ایمبولینس۔ جب ہم افراتفری میں گاڑیوں سے باہر نکلے اور زمین پر لیٹے تو مجھے زخمیوں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔

جب سیکنڈ لیفٹیننٹ نایاب کے ایکشن کے بعد توپ خانے کا فائر آنا بند ہو گیا تو رسالدار علم دین ایک تو اُونچا سنتے تھے اور اُس وقت سردی کی وجہ سے کانوں پر فر والی ٹوپی پہنے سکاڈرن ڈاج میں آئے۔ مارٹروں اور باقی بکھرے سامان کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ دشمن کا سامان ہے۔ مجھے کہنے لگے ''دشمن کی دھروئی کھڑیا نے؟'' میرا جواب سنے بغیر اپنے کریو سے کہنے لگے کہ ''او چھوڑو پاؤ سامان ڈاج وچ!!'' اُنہیں بمشکل سمجھایا کہ ہمارے ساتھ کیا بیتی۔ اُن کی اُس معصومیت پر اُس مشکل مرحلے میں میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ جنگ کے کچھ عرصہ بعد ایک صبح ٹرانزسٹر پر انڈیا کا ایک اسٹیشن آ گیا اور اُس وقت اُن کا ایک رسالدار میجر نیناکوٹ والے ایکشن کی بات کر رہا تھا۔ وہ اس جنگ کو بیٹل آف بسنتر کے نام سے یاد کر رہا تھا۔

(''دی نیشن'' 16 دسمبر، 2005ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر مطبوعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند سوالات: قوم اور اربابِ اقتدار سے

ہم بدترین حکومت کے بدترین دور سے گزر رہے ہیں۔گزشتہ ہفتوں میں جو کچھ مختلف اخباروں میں چھپا وہ ایک سوچنے والے دل کو حیران اور پریشان کرنے کے لیے کافی ہے۔ بہت کچھ نظروں سے اوجھل بھی رہا ہوگا۔ ان سوالوں کے جواب تلاش کرنے کے بعد کوئی حفاظتی بند باندھنے کا بندوبست اگر ہم خود انفرادی اور اجتماعی طور پر نہیں کریں گے تو باہر سے تو کوئی آنے سے رہا۔ان سوالوں کی اوران جیسے مزید سوالوں کی مدد سے ہم آنے والے دنوں کے لیے خود کو تیار کرسکیں گے،ان شاءاللہ۔ بہت توقع ہے کہ مزید بہتر سوچ رکھنے والے خواتین وحضرات اس نیک کام میں اپنا وافر حصہ ڈالیں گے:

☆ اگر امریکہ اور بھارت پاکستان سے متعلق کسی بات پر متفق ہوں، کیا ایسا اتفاق پاکستان کے حق میں ہوسکتا ہے؟

☆ انتہائی پسندیدہ قوم اور ایران کے بجائے بھارت سے تیل وگیس وغیرہ کا معاہدہ۔

☆ حسین حقانی نے کہا ہے کہ منصور اعجاز کا حق شہادت ختم کیا جائے (نوائے وقت: 24 جنوری)۔کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری منظور ہے؟

☆ امریکہ میں ایک لابی حقانی کے حق میں متحرک ہو چکی ہے۔کیا یہ بات ظاہر نہیں کرتی کہ حقانی اُن کا اپنا آدمی ہے، جو پاکستان کے مفاد کے خلاف کارروائیوں میں ملوث رہا؟ ریمنڈ ڈیوس جیسے لوگ پاکستان میں ایسے ہی تو نہیں دندناتے اور قتل وغارت کرتے رہے۔

☆ حسین حقانی کو وزیراعظم ہاؤس میں روئی کے پھائیوں میں کیوں رکھا ہوا ہے؟

☆ پی پی اگر حقیقت میں ملک، قوم، اور فوج کی خیرخواہ ہے تو حقانی اور میموگیٹ کے بارے میں تضاد بیانی کا شکار کیوں؟ ایک کہہ رہا ہے ہم گواہ کو تحفظ دیں گے، دوسرا کہتا ہم اس پر پی پی کی حکومت گرانے کا مقدمہ کریں گے، اس سے اگلا گواہ کا نام ای سی ایل میں ڈالنے کو بے قرار۔گواہ کو پاگل کتے نے کاٹا ہے کہ وہ آئے اور اپنا گلا پھنسائے؟ کوئی تو وجہ ہے کہ گواہ سے گلوخلاصی کی کوشش ہے۔

☆ عسکری قیادت کے جوابات رولز اور پروسیجر کے مطابق نہیں تھے (نوائے وقت: 16 جنوری)۔ جنرل کیانی اور پاشا نے غیر آئینی اقدام نہیں کیا (نوائے وقت: 26 جنوری)۔وزیراعظم کی تکرار کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی کہہ مکرنیاں اُس منصب کو کس قدر عظمت عطا کر رہی ہیں جس کو وہ 5 سال تک گلے لگائے رکھنا اپنا حق سمجھتے ہیں؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ: یہ مینڈیٹ کسی بھی حالت میں 18 کروڑ عوام کا دیا ہوا نہیں ہے، جس کا راگ بار بار الاپا جاتا ہے۔ ایک گھر کا بڑا جب اس قسم کی باتیں کرنا شروع کر دے تو اُس کی اپنے گھر میں کیا اوقات رہ جاتی ہے؟

محترمہ طیبہ ضیاء نے اپنے کالم (نوائے وقت: 26 جنوری) میں عمران خان کو ناکام ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے، حوالہ کنسرٹس اور نواز شریف سے اتحاد نہ کرنے کا ہے۔ کیا نواز شریف کا یہ قصور کم ہے کہ زرداری کا مکمل ساتھ دے کر قوم کو ''جمہوریت، جمہوریت کھیلتے'' ان بدترین حالات تک پہنچا دیا ہے؟ جہاں تک نوجوانوں کا تعلق ہے، الحمدللہ عمران خان کے ساتھ آئندہ کی باگ ڈور سنبھالنے ہی کے لیے وہ آگے بڑھے ہیں، ان شاء اللہ۔ جو ہم بھگت رہے ہیں وہ ہم سینئرز کا کیا دھرا ہی تو ہے!

خرم رسول جیسے لوگ کیوں نوازے گئے؟ قید خانے جاتے وقت وکٹری کا نشان بنانا کیا اُسی ذہنیت کا غماز نہیں کہ جب اپنا جرم ماننا ہی نہیں تو سوئیس بنک کو خط کیوں لکھا جائے؟

اسفندیار ولی کا کالاباغ ڈیم کو دفن کرنے کا اعلان ہمارے ازلی دشمن (صرف حکومتی سطح تک بہت پسندیدہ ملک) کے دل کو کس قدر روح پرور احساس دے گیا ہوگا۔ کیا ایسے ملک دشمن ارباب اقتدار کا محاسبہ نہیں ہونا چاہیے۔

ان عقل کے اندھوں، وسیع ولی باغ کے مکینوں کو، کیڑے مکوڑے عوام کی طرح صرف ایک رات بھی بجلی، پانی کے بغیر گزارنی پڑے تو انہیں لگ پتہ جائے کہ عوام کس مسلسل اذیت میں مبتلا چلے آ رہے ہیں؟

کیا اللہ کی نعمت کا یوں زیاں، جو ہر لحہ سمندر کی نظر ہو رہا ہے، ہماری موجودہ ذلت کا سبب تو نہیں ہے؟ تمام پہلوؤں کو مدِنظر رکھ کر کیا کالاباغ ڈیم بنانا ایک مناسب حل نہیں؟

ایف آئی اے کے تین سینئر فرانزک ماہرین کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا (نوائے وقت: 10 جنوری)۔ کیا اپنے حلف اور ضمیر کی روشنی میں فرض انجام دینا ایک ناقابل معافی جرم ہے؟

(23 جنوری 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی اُمید بر نہیں آتی

میں نے اپنے ایک مضمون ''دشمنوں کے خدمت گزار'' نوائے وقت سنڈے ایڈیشن (27 جون 2010ء) میں لکھا:

''زرداری حکومت مشرف سے بھی چار قدم آگے جا کر آقا کی خدمت کر رہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مشرف سے مزید کچھ کام لینا باقی ہو لیکن قوم اگر مشرف کو دوبارہ قبول کرتی ہے تو ایسی قوم کو جینے کا حق بالکل نہیں۔ اور اللہ کا فرمان ہے:

''اگر چاہے تو تم کو نابود کردے اور تمہاری جگہ نئی مخلوقات کو آباد کر دے۔'' (سورۃ فاطر: 16)

اب ہوا یہ ہے کہ نہ صرف مشرف پورے کروفر کے ساتھ واپس آ گیا ہے، وہ چترال سے نامزد بھی ہوگیا ہے۔ اور وہ کامیاب بھی کیوں نہ ہوگا؟ لگتا یہی ہے کہ جنہوں نے اُسے بھیجا ہے وہ اُسے کامیاب بھی کروائیں گے اور انہوں نے نواز شریف اور اُسے بینظیر کا قاتل کہنے والوں کو کوئی مناسب پیغام بھی دیا ہے۔ سونے پہ سُہاگہ یہ کہ اب کھلم کھلا آئین کی شقوں 62,63 کو ضیاالحق کی اختراع کہنے کی آڑ میں اسلام اور نظریہ پاکستان کو ہر طرح سے تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک کالم نگار نے ایاز میر کی حمایت میں اتباع رسول ﷺ اور اللہ کی محبت کا ذکر کیا ہے (نوائے وقت: 13 اپریل 2013ء)۔ ان دونوں کی موجودگی ہی میں کیا اس الیکشن کے ذریعہ سے ہمارا اسلامی تشخص اُسی طرح ہم سے چھین لیا جائے گا کہ جیسے 1970ء کے ''شفاف الیکشن'' پاکستان کو دولخت کرنے کا ذریعہ بنے؟ یہ ناممکن ہے چونکہ بابا کا فرمان ہے ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' اور اس بنیاد پر کہ پاکستان کا مطلب کیا 'لا الہ الا اللہ'۔ اگر 66 سال سے ہم اس نعرہ کو پس پشت ڈالتے آ رہے ہیں تو اُس کی سزا بھی بھگت رہے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اُس کے لئے زندگی تنگ ہے'' (طٰہٰ: 124)

میرا ایمان ہے کہ جب حق کے آنے اور باطل کے مٹ جانے (بنی اسرائیل: 81) کی خبر خود علیم الخبیر دے رہا ہے تو پھر یہ ہو کر رہنا ہے اور ہم اگر ٹھیک نہ ہوئے تو اوپر لکھی آیت کو دوبارہ پڑھ لیں۔ جو مجھے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سمجھ آیا کہ ایک اینکر پرسن نے تو صاف صاف کہہ دیا کہ شراب پینے والے سے زیادہ تو ٹیکس نہ دینے والا اور قرض نادہندہ قابل گرفت ہونا چاہیے۔یعنی اب اللہ کی طرف سے مقرر حدود اور انسان کے بنائے ہوئے قانون کو بھی جانچنے کی دعوت عام دی جانے لگی ہے۔(قانون دان باقاعدہ ٹی وی ٹاک میں اُس قانون کی تشریح بھی کر رہے ہیں کہ جس کے مطابق قرض سر پر ہونے کے باوجود ایک سرمایہ دار نادہندہ کیوں نہیں قرار دیا جاسکتا۔سبحان اللہ! کیا اشرافیہ کے علاوہ کسی غریب پر اس قانون کا اطلاق ہوسکتا ہے؟) اشرافیہ ان ہی قانون دانوں کی مدد سے اپنی مراعات اور اپنے بچاؤ کے قانون بنوا کر اسمبلیوں سے کثرت سے منظور کراتی ہے اور یہی قانون کے رکھوالے اور قانون کی جنگ لڑنے والے ٹیکس بچانے کے گر اور نادہندہ ہونے کے باوجود گرفت میں آنے سے اشرافیہ کو مکمل حفاظت فراہم کرتے ہیں،اور یوں گلشن کا کاروبار بخوبی چلتا رہتا ہے۔جعلی ڈگری والے بھی ان ہی قانون دانوں کی مدد سے وی کا نشان بناتے جیل سے باہر آکر اسمبلیوں کی رونق بڑھانے پہنچ جائیں گے۔جن قرض نادہندوں ٹیکس چوروں،اور جعلی ڈگری والوں کے کاغذات نامزدگی منظور ہو گئے ہیں وہ تو اب مزید فخر سے اپنی الیکشن کمپین میں اپنی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹیں گے۔اب وہ اسلامی شقوں کا نہ صرف مذاق بنائیں گے بلکہ اُن کی پوری کوشش ہوگی کہ ایسے کانٹوں کو آئین سے نکلوانے کے لیے بھی معقول بندوبست کریں چونکہ اب موروثی سیاست بھی تو مزید پھل پھول رہی ہے۔جہاں مراعات اور ایسے فائدے کی بات ہو وہاں تمام ممبران انتہائی یکجہتی کا ثبوت دیتے ہیں۔جن سنہری اصولوں کے تحت اس وقت پارٹیاں بدلی جارہی ہیں وہ بھی کمال کی سرکس ہے۔یہی کہہ سکتے ہیں:''سیاست کھیڈ نیں غریباں دی''۔اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین!

(13اپریل 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگرمچھ کے آنسو

پرویز مشرف کی عدالت میں گزشتہ پیشی کے بعد ملزم کے وکیل اپنی نرم دل کے باعث اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے کیونکہ اُن کو ملزم کی نوے سالہ بیمار ماں کا خیال بہت مضطرب کر رہا تھا جو بہت کسمپرسی کی حالت میں دوبئی میں اپنے بیٹے کی راہ دیکھ رہی ہے۔ وکیل کے لئے ایک کامیاب ایکٹر ہونا بہت لازمی ہے۔ احمد رضا قصوری نے بھٹو کی سزا کے بعد نصرت بھٹو کو اپنی کمال کی اداکاری سے بہن بھی بنایا اور چادر کا تحفہ بھی دیا۔ صاف گوئی ایسی کہ جب کسی نے اس سلوک کی بابت پوچھ تو جواب دیا کہ وہ منافقت تھی۔ تو پھر یہ آنسو؟

اب صیاد خود جال میں آکر قانونی حصار مضبوط اور گھیرا تنگ ہونے پر پچھتا رہا ہے۔ چک شہزاد کا فارم ہاؤس شداد کی جنت کے بجائے دو کمرے کی جیل تک محدود ہو گیا ہے۔ اب انسانی بنیاد پر بیمار ماں سے ملنے کے لیے باہر بھیجے جانے کا داویلا مچایا جائے گا۔ کیا ڈاکٹر عافیہ کی والدہ بوڑھی نہیں ہیں؟ وہ تو اپنی اُس بے قصور بیٹی کی راہ دیکھ رہی ہیں جو امریکہ کی قید میں اس لیے ہیں کہ دوبئی والی والدہ کے بیٹے نے اُن کو امریکہ کے ہاتھ بیچ دیا تھا، تین معصوم بچوں سمیت۔ کیا اُس وقت مشرف کی والدہ کو خیال آیا تھا کہ اُس کا ہونہار بیٹا کیسے ظلم ڈھائے جا رہا ہے۔ دوسری طرف اپنی گردن بچانے کے لیے بہت فائدے اُٹھانے والے بغیر کسی ننھی سی ضمیر کی خلش کے، دس دس بار وردی میں منتخب کروانے کا اعلان کرنے والے، چودھری پرویز کے بھائی چودھری شجاعت صاحب کی ''صائب رائے'' یہ کہ پنڈورا بکس کھولنا مناسب نہیں، بہت سے پردہ نشینوں کے نام آئیں گے۔ انہی پردہ نشینوں نے تو ملک کو اس حال تک پہنچایا ہے۔ الطاف بھائی ولایت والے فرماتے ہیں کہ سابق صدر اور آرمی چیف کی عزت کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ کیا سابق صدر اور آرمی چیف نے بش کا غلام بن کر قوم و ملک کے ساتھ آبرومندانہ سلوک روا رکھا تھا؟ مشرف، صدام اور البرادی اُمہ کے اس صدی کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ صدام سے زیادہ مشرف کے گلے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاندھوں پر انسانی خون اور بربادیوں کا وزن ہے۔ اُسے علم ہی نہیں کہ وہ اپنا کس قدر نقصان کر بیٹھا ہے! یہ وقت ہی بتائے گا کہ کتنے پردہ نشین سامنے آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اگر پرویز مشرف اپنی ذات کو اول نمبر پر رکھ کر ''پاکستان فرسٹ'' کا جعلی نعرہ لگا کر بش کے آگے سرنگوں نہ ہوتا تو آج پاکستان، افغانستان اور عراق میں بے گناہ مسلمانوں کا خون نہ بہہ رہا ہوتا۔ یہ سب اسی کمانڈو کا کیا دھرا ہے۔ اب کسی ڈرامے کے ذریعے اُسے باہر بھیجنا مقصود ہے تو پھر بظاہر بات یہی ہے کہ دور بیٹھے ڈور ہلانے والے اس خیال میں مشرف کو بھیج بیٹھے کہ الیکشن کو درہم برہم کرنے کا جو کام طاہر القادری نہ کر سکا وہ مشرف کر سکے گا۔ لاکھوں افراد اُس کے استقبال کے لیے نہ آئے۔ پروگرام چوپٹ ہو جانے پر اب بوڑھی والدہ کا ڈرامہ۔ کیا ملک واپس آتے وقت اپنی بوڑھی والدہ کی مشرف نے زیارت کی تھی؟ کیا والدہ کو پاکستان آنا منع ہے؟ وہ تو شداد کی جنت میں بیٹے کے پاس رہ سکتی ہیں، قوم یا عدلیہ مشرف کی طرح ظالم نہیں۔ آنسو بہاتے قصوری سے کوئی پوچھے کہ اُس کے موکل کی وجہ سے وہ بوڑھے ماں، باپ، جوان بہنیں اور ہر عمر کی بیوائیں، معصوم یتیم بچے، بچیاں اور اسی طرح ہر عمر اور جنس کے انسان جو پاکستان، افغانستان اور عراق میں صرف مشرف اور اُس کے جگری دوست بش کی وجہ سے بدترین حالات سے گزر رہے ہیں، کیا اُن کے لیے اس متکبر اور منافقت کرنے والے وکیل نے کبھی سوچا ہے؟ کیا کبھی وہ اُن کے لیے بھی ایک سچا آنسو بہا سکا ہوگا؟ وہ بھی تو اپنے والد کے قتل کا زخم کھا چکا ہے۔ اُسے تو ایسے زخم کی ٹیس، تکلیف اور چبھن ہر دم تکلیف دیتی ہوگی۔ ابھی تو اور کیسز کھلنے ہیں۔ بینظیر کا قتل، بگٹی پر نظر نہ آنے والا وار، لال مسجد میں خون ریزی اور مسجد کی بے حرمتی، ایمرجنسی کا نفاذ، جج حضرات کی نظر بندی، امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت اور 21 مئی کو فوجی یونیفارم پر ہار پہن کر لاشوں کے گرنے پر مکے دکھانے کا کیس، منتخب وزیر اعظم کو قید کرنا وغیرہ۔ پھر اللہ کی عدالت تو ابھی لگنی ہے، وہ کس نے دیکھی؟ لیکن حکم ہے کہ ایک بے گناہ انسان کا قاتل کبھی بخشا نہیں جائے گا۔ اگر ایک انسان کا قتل تمام انسانیت کا قتل ہے (المائدہ:32) تو جتنی ہلاکتیں اب تک ہو چکی ہیں یا ہونے جا رہی ہیں، امریکہ اور نیٹو افواج کے یہاں موجود رہنے تک۔ اور جانے سے پہلے یہ مزید تباہی کے اسباب چھوڑ کر جائیں گے۔ جس طرح کہ برطانیہ ہمارے لیے کشمیر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلسطینیوں کے لیے اسرئیل کا مسئلہ پیدا کر گیا۔مشرف کی بھڑکائی ہوئی آگ جب تک ٹھنڈی نہیں ہوتی، ڈرون اور خودکش حملے ہوتے رہیں گے۔اس آگ کے ٹھنڈا کرنے کا فوری حل کوئی نہیں ہے۔جب تک اُمہ بیدار نہیں ہوتی اور اپنے بے پناہ وسائل کو اپنے قابو میں لا کر اپنے لوگوں کی حالت نہیں سدھارتی ہم تباہ ہوتے رہیں گے،مشرف جیسوں کے ذریعہ غیر ہم پر حکومت کرتے رہیں گے۔اللہ ہمیں ہدایت سے نوازے۔آمین!

(25اپریل2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور دریا کا سامنا......

معلوم یوں ہوتا ہے کہ محترم ڈاکٹر محمد اجمل نیازی کے قبیلے کے خان اعظم جناب منیر نیازی مرحوم نے اپنے اس بہت ہی پُر اسرار شعر میں اپنے بعد ملک کو پیش آنے والے اندوہناک اور گھمبیر حالات کی مکمل منظر کشی کی ہے۔ ہمارے جن شعراء نے مستقبل میں جھانک کر ہمیں حیران کیا ہے، اُن میں غالب اور علامہ اقبالؒ سرفہرست ہیں۔ ہماری قوم سراسر جھوٹ اور سازش پر مبنی 9/11 کو برپا کیے جانے والے حادثہ کے منحوس لمحہ سے آج تک مشرف کی کوتاہ نظری اور ذاتی مفاد پر مبنی اقدام کا انتہائی تباہ کن خمیازہ بھگت رہی ہے۔ جب اُس نے بش کے قدموں میں سر رکھا تھا تو اس کے بھونپو، شیخ رشید نے بطور وزیر اطلاعات ونشریات قوم کو اپنے ایک پھکڑ کے ذریعہ یہ دور کی کوڑی بجھائی تھی کہ ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو وہ ہمارا ''تورابورا'' بنا دیتا۔ اُس وقت ہمارا لیڈر عزت نفس رکھنے والا ہوتا تو ہمارا تورابورا تو کیا بنتا ترکی کی طرح ہم اپنے ملک کے مفاد میں ایک عزت مندانہ اقدام کرتے اور افغانستان اور عراق بھی یوں تاراج نہ ہوتے۔ فرض کریں کہ امریکہ اپنے تکبر کی بنا پر ہمیں لاٹھی سے ہانکتا یا ہمارا تورابورا بنا بھی دیتا تو حالات آج سے زیادہ بدتر نہ ہوتے اور ہمیں آئے دن ایک دریا پار اُتر کر ایک اور دریا کا سامنا نہ کرنا پڑ رہا ہوتا۔ منیر نیازی مرحوم کا انتہائی گہرائیوں کو چھوتا شعر اس طرح ہے:

ایک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں ایک دریا کے پار اُترا تو میں نے دیکھا

آج ہم روز مر بھی رہے ہیں اور ذلت کا شکار علیحدہ۔ بجلی، گیس، پٹرول اور ڈیزل کی کمیابی کے باعث ہمارے کارخانے اور ٹیوب ویل بند ہیں۔ بے روزگاری کی انتہا ہے، اور مہنگائی اِن کے علاوہ۔ زرعی ملک ہوتے ہوئے ٹماٹر، پیاز بھارت سے خرید رہے ہیں۔ بھارت کے مختلف ہتھکنڈوں کی وجہ سے تجارت اور خسارہ یک طرفہ ہے۔ تجارت بھارت کر رہا ہے، خسارہ ہم کما رہے ہیں۔ امن کی آشا والے اسے بھی کامیابی سمجھ رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومتی وزراء، اکابرین اور مختلف جماعتوں کے قائدین اور راہنما اُجلے لباسوں، چمکتے دمکتے خوش باش چہروں کے ساتھ کسی اور ہی سیارے کی مخلوق نظر آتے ہیں۔ اُن کے لیے ملک میں کوئی مشکل، مصیبت ہے ہی نہیں۔ اُن کی نورا کشتیوں، موج میلوں، پروٹوکول اور حفاظتی گاڑیوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں۔ ہر اُجلے چہرے والا زبانی کلامی اُن غلیظ اور پھٹے پرانے چیتھڑوں میں ملبوس لوگوں کا غم کھا رہا ہے جن کی کوئی منزل نہیں، کوئی آس نہیں اور نہ ہی کوئی سمت دکھانے والا نظر آ رہا ہے۔ عمران خان کی ایک سونامی کا شور تھا لیکن اُس پارٹی پر بھی اُن کا قبضہ ہوتا جا رہا ہے جو ملک کو اس حالت میں پہچانے میں مشرف کے شریک کار تھے اور پھر اُس کے بعد دوسری جماعتوں میں پہنچ کر امریکی ایجنڈے ہی کو تقویت پہنچاتے رہے ہیں۔ یوں ہر نئے دن ایک نیا دریا ہمارے سامنے ہوتا ہے۔ ہم عوام اپنی مجبوریوں کے تحت خود اپنی ذات سے وفادار نہیں ہیں۔ مکمل بے حس ہو چکے ہیں۔ اور یہی ان سیاستدانوں کی کامیابی کا راز ہے۔ اُنہیں ووٹ لینے کے لیے ایسے ہی مردہ کردار چاہئیں۔

مشرق میں ہمارا ایک دشمن ہمیشہ سے ہے لیکن اب مغرب میں بھی اُس سمیت تین دشمن ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ مشرقی پاکستان کو بھارت اور امریکہ کی مشترکہ کوشش، خاص طور پر اپنے سیاستدانوں اور یکے بعد دیگرے فوجی حکمرانوں کے ہاتھوں ہم کھو چکے ہیں۔ اب رئیسانی کی حکومت (جو کہیں نہیں ہے) میں بلوچستان کو علیحدہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ وہاں ہمارے مہربانوں میں اسرائیل ایک نیا اضافہ ہے۔ جناب چیف جسٹس افتخار چودھری صاحب قانون کی روشنی میں منزل کا پتہ دے رہے ہیں لیکن عمل کرنے کے لیے اسباب اور طاقت کہیں اور ہے۔ جب تک یہ دونوں یک جان ہو کر متحرک نہ ہوں گے لوگ لاپتہ رہیں گے، اُن کے گھروں اور ملک میں اندھیروں کا راج رہے گا۔ یہ اندھیرے دُشمن کے مفاد میں ہیں۔ اندھیرے میں دریا کے پار اُترنا آسان نہیں ہوتا۔ بلوچستان کو محفوظ بنانے کے لیے فی الفور چین سے ہر ممکن مدد حاصل کرنے کے لیے معاہدے کیے جائیں۔ یہ ملک ہے تو سب کچھ ہے۔ اب ایک نئے دریا کا ذکر۔

ملالہ پر حملہ اور اُس کے لیے تمام مغرب کی ہمدردیاں کیوں؟ کیا صرف یہ ایک لڑکی ہے جو کسی حملے میں زخمی ہوئی ہے؟ ڈرون سے اور خودکش حملوں میں کتنی معصوم اور نوخیز ملالائیں اب تک جان سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں اور کتنی ہمیشہ کے لیے اپاہج اور معذور ہو چکی ہیں، اُن کا سراغ کبھی نہ ملے گا۔ وہ سکول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے یا زندگی گزارنے کے لیے زندگی بھر کے لیے ایک سہارے کی محتاج ہوگئی ہیں۔ کیا وہ دریا کے پار خود اُتر سکیں گی؟ ان کے بارے میں ہیلری اور اُس جیسی دوسری ہمدرد خواتین فکر مند ہیں؟ اگر نہیں تو یہ ڈرامہ کیا ہے؟ سوال یہ بھی ہے کہ ملالہ کے ماتھے پر بائیں جانب جو پٹی لگائی گئی تھی، کیا گولی سے زخم وہاں ہوا تھا؟ اگر کوئی زخم تھا تو اس قدر جلد چہرہ صاف شفاف کیسے ہوگیا؟ کیا یہ سب قیامت اس لیے تو نہیں برپا کی گئی ہے کہ پاکستان کو شمالی وزیرستان میں فوجی کارروائی کے لیے مجبور کیا جارہا ہے، جب کہ خود امریکہ طالبان سے مذکرات کرنے کے لیے بے چین ہے۔ ہمارے لیے یہ سراسر گھاٹے کا سودا ہوگا۔ یہ قبائلی ہمارے اپنے ہیں۔ افغانستان پر روس کے قبضے کے دوران ہماری یہ سرحد انہی دلیر قبائلی ہموطنوں کی وجہ سے زیادہ محفوظ تھی۔ بلند پہاڑوں، بہتی ندی، نالوں، قیمتی درختوں سے مزین میرا دیکھا بھالا یہ خوبصورت علاقہ ڈرون حملوں سے پہلے ہی جہنم بنا ہوا ہے اور یہاں کے باسی ہر دم خوف کا شکار۔ امریکہ اپنی خفت مٹانے کے لیے ہمیں ایک مستقبل عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ جنگ ہماری کبھی نہیں تھی اور نہ ہی ہمیں اسے پھیلانا چاہیے۔ جس قدر جلد ہم اس جنگ سے نکل کر دریا کے اپنے کنارے پر آجائیں تو اُتنی جلد ہم اپنی ملالاؤں کو محفوظ بنالیں گے، ان شاء اللہ۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(نوائے وقت کو بھیجا گیا، 24 اکتوبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملالہ اور ملال

ملال یہ ہے کہ ہابیل اور قابیل کے درمیان معاملے کا منفی اثر ایک عورت پر ہی ہوا۔ ہابیل نے قابیل سے کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور اپنا گناہ دونوں تم ہی لے لو اور جہنم والوں میں سے بنو۔ یہی سزا ہے ظالموں کی'' (سورۃ مائدہ: 29)۔ گزرے زمانوں سے قاتل مقتول کی خواتین پر بھی قابض ہوتا رہا۔ عورتیں ہر معاشرے میں ظلم کا شکار ہوتی رہیں۔ "بیشک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا اور اس نے لوگوں کو اپنا تابع بنایا۔ ان میں ایک گروہ کو کمزور دیکھتا تھا، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور اُن کی عورتوں کو زندہ رکھتا۔'' (القصص: 1،2،3)۔ لیکن جب ہمارے نبی رحمت ﷺ نے غزوہ کے دوران ایک قتل کی گئی عورت کو دیکھا تو آپ ﷺ نے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل سے منع فرما دیا (بخاری شریف)۔ اسلام دنیا کا واحد دین ہے جو اخلاق کے سدھارنے پر سب سے زیادہ توجہ دلاتا ہے۔ رسول ﷺ مجسم قرآن، آپ ﷺ کا اخلاق مثالی اور اسوۂ حسنہ ہے۔ عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کے قرآن مجید میں واضح احکامات ہیں۔ رسول رحمت ﷺ اپنی بیٹی کے آنے پر محبت سے کھڑے ہو کر اُنھیں خوش آمدید کہتے، گھر کے کام میں ہاتھ بٹاتے اور یہ سب ہمیں سکھانے کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ اکرامؓ کی تربیت اس طرح فرمائی کہ ہر ایک صحابیؓ ایک مکمل راہنما بنے۔ لیکن کس قدر ظلم! کہ ہم مسلمان ایک اُمہ کے طور پر اخلاق سے عاری ہیں اور سب کچھ ہوتے ہوئے ہم غیروں کے محتاج ہیں۔ اسلام کے نام پر خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگ کر اپنے لیے جہنم کا سودا کرتے ہیں۔ ناحق قتل کرنے والے آخرت میں بخشش سے محروم رہیں گے۔ قرآن مجید ہمیں یہ سمجھا رہا ہے:

ا۔ ''اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا خیال رکھو۔'' (سورہ النساء: 1)

ب۔ ''ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہگیر اور اپنے باندی غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔'' (النساء: 63)

ج۔ ''جو کوئی جان بوجھ کر مسلمان کو قتل کرے تو اُس کا بدلہ جہنم ہے کہ ہمیشہ اُس میں رہے اور اللہ نے اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔" (النساء:93)

ہم ایک اللہ اور اُس کے آخری نبی ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک اور بھلائی کرنے کے واضح احکامات ہیں۔ سلام کرنے میں پہل کرنے والے کو اجر زیادہ دینے کی خوشخبری ہے۔ راستہ سے روڑا، پتھر ہٹا دینے پر انعام ہے۔ جانوروں پر ظلم منع ہے، بغیر وجہ کے درخت کاٹنے پر بندش ہے۔ ہمارے رسول ﷺ زخم کھا کر دعائیں دینے والے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی ہر سنت اور آپ ﷺ کا ہر فرمان ہمارے لیے حرف آخر ہے۔ ہمیں کسی اور ضابطہ اخلاق کی ضرورت نہیں۔ صرف اور صرف آپ ﷺ کے حکم پر کار بند رہ کر ہی ہم فلاح پا سکتے ہیں، باقی سب راستے تباہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ وہ سب بے بنیاد ہیں، اگر اُن میں کوئی اچھائی ہے تو وہ عین اسلام ہے۔ لیکن ہم ضرور بھٹکے ہوئے ہیں۔ اُسوہ حسنہ ﷺ اور درج بالا آیات قرآنی پر عمل پیرا نہ ہونے کے باعث مسلمان باقی مذاہب کے پیروکاروں کے مقابلے میں جہالت میں سب سے کہیں آگے ہیں۔

مسلمان ایک دین متین کے پیروکار ہیں۔ آپ ﷺ کو ماننے کے دعویدار کس راہ پر چل نکلے ہیں؟ خودکش حملے کرنے والا اور اُس کے نتیجے میں دوسروں کو ناحق قتل کر کے جنت میں جانے کا حقدار کس طرح ہے؟ اس سے بڑی خلاف عقیدہ بات کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ خودکش حملوں میں جو ہر عمر اور جنس کے لوگ ناحق جان سے جاتے ہیں اور انتہائی زخمی ہو جاتے ہیں، اُس کا گناہ اُن تمام لوگوں کے سر ہے جو ایسے تباہی پھیلانے والے کاموں میں کسی بھی طرح ملوث ہوتے ہیں۔ انسان کی ناحق جان کا لینا اللہ کو اتنا ناپسند ہے کہ ایسے شخص کی بخشش نہیں۔

ملالہ اور دو بچیوں کے اس طرح زخمی ہونے پر ہر ماں، باپ، بہن اور بھائی کو دُکھ ہے۔ روزانہ ہمارے ملک میں جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے وہ بھی اسی قدر افسوسناک ہے۔ جو بھی کوئی اس حادثہ کو اور باقی قتل و غارت گری کو کسی اور نظر سے دیکھ رہا ہو تو وہ انسانوں کے بیان کیے گئے ان چار خونی رشتوں سے خارج ہے۔ ملال (غم) اور ملالہ یوں تو ملتے جلتے لگتے ہیں، لیکن عین ممکن ہے کہ ملالہ کا تلفظ اور معنی وہ نہ ہوں جو ہم سن اور سمجھ رہے ہوں۔ اس افسوسناک حادثہ کے حوالے سے ملالہ کے لیے بہت زیادہ ملال ہے۔ وہ ایک باہمت بیٹی اور ایک ہونہار طالبہ ہونے کا واضح ثبوت دے چکی ہے۔ ہمارے گئے گزرے معاشرے میں ایسی بچی اللہ کا ایک خاص انعام ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستقبل کے سنوارنے کی ایک سبیل ہے۔قوم کی خدمت بجا لانے کے لیے، اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک قائم رکھنے کے لیے۔ یا اللہ! اُسے صحتِ کاملہ اور عاجلہ سے نواز اور اُسے اپنے حفظ داماں میں رکھ۔ آمین!

ہیلری نے کمال مہربانی سے ملالہ کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے سب لوگ جو ڈرون حملوں کا شکار ہو رہے ہیں، اور ڈرون حملے کے بعد پھر اُن لوگوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے جو زخمیوں کو سنبھال رہے ہوتے ہیں یا اُن کی تدفین میں شرکت کر رہے ہوتے ہیں، کیا ہیلری کو ان اموات کا، نقصانات کا علم نہیں ہے؟ جو بے گناہ ان ڈروں حملوں میں مارے جا رہے ہیں اُن میں بوڑھے، عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں، اُن کا خون کس کے ہاتھ پر تلاش کیا جائے؟ اور یہ تمام جانی اور مالی نقصان مشرف اور اُس کی پوری ٹیم کے کھاتے میں تو ان شاء اللہ لکھا جا ہی رہا ہے۔

دعا کے لیے اُٹھنے والے سب ہاتھ ملالہ کے ساتھ باقی دونوں بیٹیوں اور اُن سب کے لیے بھی خیر اور بخشش مانگ رہے ہیں جو ڈرون حملوں میں زخمی اور شہید ہو رہے ہیں۔ اور اُن سب کے لیے بھی جن کا ہمیں علم نہیں۔ کراچی میں جو جانیں آئے دن لی جا رہی ہیں اُن کا حساب بھی تو کسی نے کسی دن دینا ہے۔ شیشے کے محل کب تک محفوظ رہیں گے؟

آیئے ہم سب مل کر اُس اللہ رحیم وکریم کے حضور صدق دل سے دُعا گو ہوں کہ ہمارے ملک میں امن اور سلامتی کی فضا جلد پیدا ہو اور ملک دشمن عناصر ناکام، نامراد اور اپنے بد انجام کو پہنچیں (آمین یا رب العلمین)۔ اس دعائے خیر میں ہم سب کے لیے رحمت، عافیت، بھلائی اور ہدایت کے طلب گار ہیں۔ اس میں دین اور مذہب کی کوئی تفریق نہیں۔ قتل وغارت ہو یا املاک کو نقصان پہنچایا جائے، یہ سب جو بھی ہوا اور باقی جگہوں پر ہو رہا ہے یہ اسلام کے پیغام کے بالکل خلاف ہے۔ رہے ناحق خون خرابہ کرنے والے تو وہ جس بھی وجہ سے اپنے ہاتھ کسی کے خون سے رنگ رہے ہیں ان کا انجام بہر حال اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ اُن کے لیے دنیا میں لالچ یا انعام کیسا بھی ہو، انجام اُن کا آخرت میں عذاب ہی ہے۔ اللہ واحد اپنے سب سے آخری، عظیم ترین اور محبوب ترین پیغمبر ﷺ کے ذریعہ ہمیں یہ پیغام پہنچا چکا ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

(15 اکتوبر 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلوچستان اور امریکی کانگریس کی قرارداد

بلوچستان کے بارے میں فکر مند ہونے کی بالکل ضرورت نہیں۔ بقول ہمارے وزیر خارجہ، امریکی کانگریس کو بلوچستان میں استصواب کے لیے قرارداد پیش کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ ہوسکتا ہے ہمارے وزیر خارجہ کے پاس جغرافیہ کی کتاب میں پاکستان کو امریکہ کی ایک ریاست دکھایا گیا ہو تو وزیر دفاع کا کیا قصور ہے؟ استحقاق کے مفہوم سے ہمارے پارلیمینٹیرینز سے زیادہ کون واقفیت رکھتا ہے۔ امریکہ ہمیشہ سے صرف ہمارے حکمرانوں کا دوست رہا ہے، اور وہ اُس کے خیر خواہ چلے آرہے ہیں۔ امریکہ نے تو اس استحقاق کے استعمال سے دیوار پر صرف شیرہ لگایا ہے۔ باقی کام کرنے والے مستعد ہوں گے۔ ہمارے ہاں پتھروں کو باندھ دینے اور کتوں کو کھلا چھوڑ دینے کا رواج ہے۔ کیڑے مکوڑے عوام جتنا مرضی شور مچائیں، دفاع پاکستان کے وزیر نے تو ہوائی راستہ مہیا کر دیا ہے۔ دفاع پاکستان کونسل والے آسمانوں پر تو دھرنا دینے سے رہے۔ بلوچستان میں حالات اگر خراب ہیں، وہاں حکومت کس کی ہے؟ بلوچستان کے مسئلے کا حل کس کے پاس ہے؟ تمام وزیروں اور مشیروں پر مشتمل بلوچستان اسمبلی کس مرض کی دوا ہے؟ کیا کبھی بلوچی صدر نے بلوچستان کا دورہ کیا ہے؟ جن کی دولت اور دولت خانے باہر ہیں، وہ شوکت عزیز کی طرح اپنی ڈیوٹی انجام دے کر باہر جا بسیں گے، صرف وقت کے انتظار میں ہیں۔ عمران خان اور محمود اچکزئی جیسے لوگ اس مسئلے کے حل کے لیے اکٹھے ہوں گے۔ آخری بات! پاکستان کے دشمن اندرونی اور بیرونی، اللہ کے فضل سے ان شاءاللہ ناکام اور ذلیل ہوں گے۔ میرا بابا" پاکستان کے ہمیشہ قائم رہنے کا بہت واضح پیغام دے گیا ہے۔ اگر پاکستان کا قیام معجزہ تھا تو قائم رہنا بھی معجزہ ہے اور ان شاءاللہ قائم رہے گا۔ یہ ہم جیسوں کی وجہ سے نہیں، یہ اس پر قربان ہو جانے والوں کا صدقہ ہے۔ آئیے اُن کے لیے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائیں۔ اس میں ہمارے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

کیا ہم امریکی ریاست کے بارے میں کوئی قرارداد پاس کرا سکتے ہیں، مثلاً ہم جنسوں کی شادی کے خلاف؟

(20 فروری 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریمنڈ ڈیوس تیرا شکریہ

ریمنڈ ڈیوس! تم دس پردوں میں چھپے ہونے کے باوجود جو کوئی بھی ہو، میں تمہارا انتہائی شکرگزار ہوں۔ شیطان نے تم سے کام لے کر بہت سی فوزیوں اور مملوک کے بہروپ کو ننگا کر دینے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اُبامہ، کیری اور ہیلری نے جھوٹ کے پلڑے میں اپنا سارا وزن ڈال کر امریکی ظلم، تکبر، غرور، ہٹ دھری اور ابلیسیت کو خوب اُجاگر کر دیا ہے۔ اب مجھ جیسے بے وقعت ذروں کو بھی حوصلہ ملا ہے۔ اب تاریکی چھٹتی نظر آ رہی ہے۔ امریکہ کے غلام تلملا رہے ہیں۔ ظلم کی ایک حد ہوتی ہے اور آخر کار ایک دن مٹ جاتا ہے۔ ظلم کا ساتھ دینے والے میر جعفروں اور میر قاسموں کا انجام ہمیشہ بھیانک رہا ہے۔ لیکن یہ سلسلہ قائم رہنا ہے۔ مشیت ایزدی نے توازن قائم رکھنے اور عبرت دلانے کے لیے شاید یہ انتظام کر رکھا ہے۔ یہاں فوزیہ وہاب سے ایک سوال: اُس کا بیرسٹر بیٹا اگر ریمنڈ نے اس طرح شکار کیا ہوتا تو کیا وہ مزید موٹی موٹی کتابوں سے ریمنڈ کے لیے استثنیٰ کے حوالے تراشتی نظر آتی؟ اسی قبیل کے لوگوں نے ہمارے ملک کو اس حالت میں پہنچایا ہے۔ کیا وزیر داخلہ اور فوزیہ کے کوئی ووٹر ہیں؟ اُنہیں تو انکل سام کے حکم سے ہمارے سروں پر بٹھایا گیا ہے۔ ریمنڈ تیرا شکریہ! تو نے ان لوگوں کو مزید ننگا کر دیا۔ ابھی تو یہ سلسلہ صرف شروع ہوا ہے۔ کڑی سے کڑی ملتی جائے گی۔ بلیک واٹر بھی اب سیاہ پردوں میں چھپی نہیں رہ سکے گی۔

تمام فوجی اہلکار اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ایک حلف اُٹھاتے ہیں۔ اُنہی میں سے کچھ لال مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر وکٹری کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اُس فتح میں بے گناہ لاوارث بچیوں کا خون بھی بہا تھا۔ ناحق قتل کرنے والے قاتل کی سزا سدا دوزخ میں جلنا ہے (النساء: 93)۔ ڈاکٹر عافیہ اور ایک انتہائی شریف النفس انسان ملا ضعیف سفیر افغانستان کو ریمنڈ جیسے درندوں کے حوالے کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے بھی حلف یافتہ ہی ہوں گے اور مشرف ان کا سرغنہ۔ یہ یاد رہے ایک مسلمان کی عزت اللہ کی نظر میں حرمت کعبہ کے برابر ہے۔ (خطبہ حجۃ الوداع)

اگر امریکی معاشرہ مہذب ہے تو ریمنڈ ڈیوس نے اس مہذب معاشرے کا پردہ خوب چاک کیا ہے۔ ریمنڈ تیرا شکریہ! اگر امریکہ نے اپنے مفاد میں تجھے مروا بھی دیا تو بھی تیرے شیطانی عمل نے ہمارے مخالف کئی شیطانی در بند کر دیے ہیں اور خیر کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ریمنڈ ڈیوس تیرا شکریہ! اور خیر کے دروازے اب ان شاء اللہ کھلتے چلے جائیں گے۔ تم کسی طرح چھوڑ بھی دیے جاتے ہو تو اب دوسرے ریمنڈ ڈیوس تمہاری طرح کھل کر نہ کھیل سکیں گے۔ تمہاری خاطر آذان کی آواز کو دبانے والے اللہ کی رحمت پا سکتے ہیں؟

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ویت نام کی جنگ میں کیری نے اپنی کشتی میں سے ساحل پر ایک ویت نامی کی پشت پر گولی ماری کہ جب وہ اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ رہا تھا۔ کیری اُس واقعہ کو تاسف سے یاد کرتا ہے۔ لیکن جب ریمنڈ ڈیوس جان بوجھ کر دو انسانوں کو پیچھے سے فائر کر کے موت کے گھاٹ اتارتا ہے تو کیری ریمنڈ کو سفارتی استثنٰی سے لیس بتاتا ہے۔ یہاں تو خون پانچ جانوں کا ہوا ہے۔ ایسی ڈھٹائی؟ ریمنڈ ڈیوس تیرا شکریہ! تو نے امریکہ کی اصل شکل دکھائی۔

(نوائے وقت کو بھیجا گیا، 12 مارچ 2011ء)

☆☆☆

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیدے گھر دانے اُودے کملے وی سیانے

چند برس پہلے ٹی وی انٹرویو سننے کا اتفاق ہوا۔اینکر اور چینل کا نام یاد نہیں، بحریہ والے ملک ریاض اور بیگم ریاض مہمان تھے۔بیگم ریاض نے ایک سوال کے جواب میں بغیر کسی لگی لپٹی کے جواب دیا ''یہ جھوٹ بہت بولتا ہے۔'' ملک ریاض نے کوئی تاثر نہ دیا۔یہ دونوں کا ذاتی معاملہ ہے، آن ایئر آ گیا تو پبلک پراپرٹی کہلا سکتا ہے۔آج کے اخبارات میں ڈاکٹر ارسلان کا واقعہ پڑھ کر یہ انٹرویو یاد آ گیا۔بہت صحیح کہا جس نے بھی کہا'' جیدے گھر دانے اُودے کملے وی سیانے۔'' پیسہ خود بخود بہت سی برائیاں چھپا لیتا ہے۔ایک ہندی زبان کی مثال ہے کہ ایک غریب آدمی تھا پرسونامی۔جیسے جیسے کسی ذریعہ سے وہ مال دار ہوتا گیا اُس کا نام بھی ''اُوئے پرسو'' سے پرسورام اور پھر سیٹھ پرسورام داس ہو گیا۔یہ ہمارا سب کا تجربہ ہے کہ صرف پیسے کے زور پر لوگ اپنی ذات تک بدل لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن اوقات کے بدلنے میں کئی نسلیں درکار ہیں۔پیسے کے زور پر بلاول کا ارشاد ہے کہ وہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان پل کا کام انجام دے سکتا ہے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ۔اس بحریہ والے واقعہ کا اثر جو بھی ہو اِن شاء اللہ پاکستان کے حق میں خیر کا پیغام ہی لائے گا۔پی پی کو گلہ ہے کہ ہر کیس پی پی کے بارے میں سنا جا رہا ہے۔ہو سکتا ہے اندر خانے یہ کارروائی ایک قسم کا کانٹریکٹ ہو۔ڈاکٹر ارسلان کا کیس میڈیا کا کھودا ہوا پہاڑ ہے لیکن، یہ ایبٹ آباد اور میموگیٹ کمیشن کی طرح کہیں کھو نہ جائے۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(13 جون 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

20ویں ترمیم

سیاست سیاست کھیلنا دولت مندوں، کارخانہ داروں اور جاگیرداراں کا صرف وقت گزارنے کا ایک محبوب مشغلہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ اُن کا ایک باقاعدہ کاروبار ہے، عبادت تو بالکل بھی نہیں۔ اکثریت صرف ذاتی منفعت کے لیے ایک دہاڑی دار کے طور پر اپنا یہ کام انجام دے رہی ہے۔ ایک ہی خاندان کے لوگ مختلف پارٹیوں میں رہتے ہوئے تمام فوائد حاصل کرتے ہیں۔ 18 ویں ترمیم کے طفیل موروثی سیاست کو مستحکم کیا گیا ہے اور پارٹی لیڈر اب اپنے ہی خونی رشتے داروں کو جی بھر کر نوازیں گے۔ اور گدی نشین، وہ تو دو دو مزے لے رہے ہیں، اُن کی تو انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے۔ ہم غریب عوام صرف پیادے ہیں، حکم کے غلام اور موم کی ناک۔ سیاستدان غریب عوام پر سواری بھی صرف اپنی مرضی سے اُترنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس موجودہ حکومت نے مجبور عوام کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے، لیکن 5 سال پورے کرنے کی رٹ لگائی جارہی ہے۔ اب 20ویں ترمیم کا تماشہ۔ تمام سیاستدان (خاص طور پر ن لیگ) اسے صرف اپنی ذاتی منفعت کے لیے آئین کا حصہ بنانے جارہے ہیں۔ عوام کا ذکر اس میں کہیں ہے؟ عوام نے اگر مزید ذلت بھگتتے رہنا ہے تو پھر ان ہی موجودہ لوگوں کو ضرور دوبارہ منتخب کریں۔ رہے سیاستدان تو وہ شاہ ایران اور اب مصر، تیونس، لیبیا، یمن اور مالدیپ میں جو کچھ ہوا اسے ضرور نظر میں رکھیں۔ اللہ عوام کو اپنی رحمتوں اور حفاظت سے نوازے۔ آمین!

(9فروری2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیف آف آرمی سٹاف کے نام کھلا خط

مکرمی! جنرل اشفاق کیانی مدتِ ملازمت میں توسیع قبول نہ کریں۔امریکہ کی آشیر باد کے بغیر یہ ناممکن ہے، تاریخ تو یہی بتاتی ہے۔ جنرل کیانی کے قابل فخر، غیر جانبدار کردار نے فوج کے ادارے کو استحکام بخشا ہے اور پرویز مشرف کی وجہ سے فوج کی ساکھ پر جو تنقید آئے دن ہونے لگی تھی وہ بھی مثبت انداز اختیار کرتی جارہی ہے، خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاک فوج جو قربانیاں دے رہی ہے وہ قوم کی نظروں سے اوجھل نہیں ہیں۔ یہ ہمارے اپنے بیٹے ہیں جو مشرف کی لگائی آگ اور دوسروں کی جنگ میں زبردستی دھکیلے گئے ہیں۔ یہ جنگ ہماری نہیں ہے خواہ باہر بیٹھا مشرف اب بھی اس پر مصر ہے کہ یہ ہماری جنگ ہے اور موجودہ سیاسی قیادت بھی یہی راگنی الاپ رہی ہے، خاص طور پر اے این پی کی حکومت۔

آرمی چیف کی معمول کی تبدیلی اسے مزید استحکام بخشے گی اور ماضی کی زیادتیوں کے ازالے کا باعث بھی ہوگی۔ معمول کی تبدیلی خوش گوار تبدیلی کا باعث ہوتی ہے، حق داروں کو حق ملتا ہے، اُن کی دل آزاری بھی نہیں ہوتی۔ نئی قیادت اپنے ساتھ نئی روشنی لاکر ادارے کو مزید استحکام بخشنے کا باعث بنتی ہے۔ تبدیلی نہ ہو تو بہت سے باصلاحیت افراد اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائے بغیر وقت سے پہلے رخصت ہوجاتے ہیں۔ یہ قوم کے لیے نقصان کا باعث ہے۔

توسیع نہ لینے سے جنرل کیانی کی عزت مزید بڑھے گی۔ وہ فوج سے فراغت کے بعد پاکستان کی مزید بہتر خدمت انجام دے سکیں گے، ان شاء اللہ۔ اور اُنہیں کسی مرحلہ پر یہ نہ سننا پڑے گا کہ ''اُن کی ملازمت میں توسیع ہم نے کی''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توسیع نہ لینے سے سیاسی شخصیات کو بھی یہ اہم پیغام ملے گا کہ انسان کا بے داغ کردار ہی اُس کے لیے قابل فخر اور اہم ترین ہے نہ کہ اپنی سرکاری یا سیاسی عہدے کے ناجائز استعمال سے سرمایہ کا بے دریغ حصول۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(نوائے وقت کو بھیجا گیا۔ 21 جولائی 2010ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موروثی سیاست کا خاتم

زرداری اور رحمان ملک ہمارے اپنے کرموں کا پھل ہیں۔مزید یہ کہ "جیسا منہ ویسی چپیڑ۔"
قاتل ریمنڈ ڈیوس کی باعزت واپسی، ایبٹ آباد میں امریکیوں کے ناپاک قدموں کی آمد، اور اب کراچی میں نیوی کے بیش قیمت جہازوں کی تباہی اور انمول جانوں کا زیاں۔ان سب سیہ کاریوں کا کوئی ذمہ دار؟ پس پردہ متحرک شخصیات کو بے نقاب کرنے کا ہمارے ہاں رواج نہیں ورنہ قائداعظمؒ کی وفات، قائدملت کی شہادت، 1971ء میں ملک کا دولخت ہونا، بہاولپور کا حادثہ، اُجڑی کیمپ، کارگل، ایک صریح جھوٹ کی بنیاد پر مسلمانوں پر مسلط کی گئی جنگ اب ہماری جنگ کیوں کہلاتی۔وجہ یہ ہے کہ ہر حکومت کے اکابرین کو صرف اپنے پانچ سالوں کی مدت کے پورا کرنے سے غرض ہوتی ہے اور اُس دوران زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی جلدی بھی۔تو گڑے مردے کون اُکھاڑے۔جب باریاں بھی لینی ہوں تو پھر میثاق بھی ہوں گے، اسی وجہ سے ہم کیڑے مکوڑے عوام کو رحمان ملک کے چہرے، فردوس عاشق اعوان کے فلسفے، اور زرداری کی اذیت ناک مسکراہٹ اور نواز شریف کی جمہوریت نوازی کو برداشت کرنا ہوگا۔ جب دونوں طرف کے مفاد پورے ہو رہے ہوں تو ہم کیڑے مکوڑوں کے لیے جمہوریت بس اسی کا نام ہے۔سڑکوں پر آئیں گے تو اُن کی محافظ پولیس اور اُن سے بڑھ کر رحمان ملک کے رینجرز ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوں گے۔

خوبصورت لباس پہن کر ہمارے نمائندے ٹی وی پروڈیوسروں کو بھول کر، صرف اپنی پارٹی کے بڑے کا دفاع کرتے ہیں، ہیلری کے سامنے نہایت سلیقے سے مودب، بچے بن کر بیٹھتے ہیں اور ہمارے آرمی چیف بھی۔ہم سو سو جوتے اور سو سو پیاز کھا چکے ہیں۔ڈالروں میں طاقت بہت ہے۔اس ذلت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹکارا پانے کا حل صرف ایک ہے۔ موروثی سیاست کی ذلت ختم کی جائے۔ شریف، زرداری، خان، کھوسے، لغاری، اور چودھری تیار نہ ہوئے تو پھر اللہ خیر الماکرین (الانفال۔30) ہے۔ ''اُس کو اپنی مظلوم مخلوق سے بہت پیار ہے۔'' نبی مکرم ﷺ کو بھی مسکین اور غریب بہت عزیز ہیں۔

(10 ستمبر 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک اِنصاف کنونشن لیگ میں ڈھل گئی؟

احمد کمال نظامی صاحب عمران خان کو اپنے نشانے پر رکھتے ہیں۔ اپنے 30 نومبر کے مضمون میں نظامی صاحب نے خوب جلال دکھایا۔ درج بالا عنوان کے تحت نظامی صاحب کی یہ فکر قابل قدر ہے کہ ایسے سیاست دانوں کی تحریک اِنصاف میں شمولیت جمہور کے خواب کو بکھیر کر رکھ دے گی، خاص طور پر مشرف کی ٹیم۔ جون، جولائی کی جھلسانے والی گرمی میں تھری پیس سوٹ میں ملبوس ہر وقت بش کے غلام کے اشارہ ابرو کی تعمیل کرنے والا قصوری، 9/11 کے بعد مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستان پر نازل ہونے والی ذلتوں میں مُش کے گناہوں میں برابر کا شریک اور قصوروار ہے۔ اگر قصوری کا اپنے قصوریوں میں تھوڑا سا بھی اثر و رسوخ ہوتا تو جلسے کے بعد یوں کرسیاں غائب نہ کر لی جاتیں۔ اس شخص کو کوئی عہدہ یا ٹکٹ دے دیا گیا تو یہ تحریک انصاف سے بہت اچھی توقعات رکھنے والوں کے لیے انتہائی دل شکنی کا باعث ہوگا اور ان کے علاوہ بھی مشرف کی ٹیم کے جو لوگ آئے ہیں وہ موروثی اور پیشہ ور سیاست دان ہیں۔ اُنہوں نے دوبارہ ڈسنے کے لیے صرف سوراخ بدلے ہیں۔ یقیناً اگر انہیں بر وقت گورنمنٹ نے کوئی ہڈی ڈال دی ہوتی تو تحریک انصاف میں شامل نہ ہوتے۔ بار بار ان سوراخوں سے ڈسا جانا کیوں ضروری سمجھا جا رہا ہے؟ دعائیں عمران خان کے ساتھ ہیں۔ وہ بلاشبہ ان روائتی، موروثی اور پیشہ ور سیاستدانوں سے کام ضرور لیں لیکن یہ دیکھے بغیر نہیں کہ اپنے علاقے کے لوگوں کے لیے ان کی خدمات کیا ہیں۔ عہدے اور ٹکٹ اُن کی خدمات میں پیش کر دیئے گئے تو بے غرض اور بے لوث کارکن دل شکنی کا شکار ہوں گے۔ تحریک انصاف کنونشن لیگ میں ڈھلنے سے بچ رہے۔ جمائما خان کا سرٹیفکیٹ کہ ''عمران خان لالچی اور خود غرض نہیں'' ایک شفاف آئینہ اور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سابقہ اہلیہ کے بیان کی روشنی میں اہلیت کے بغیر ایسے لوگوں کو ٹکٹ سے نوازنا عمران خان کو لالچی اور خود غرض ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا۔ موجودہ ارباب اقتدار اور ہمہ وقت سیاست کرنے والے پیشہ ور موروثی سیاستدان اس آئینہ میں اپنا عکس ضرور تلاش کریں۔ پاکستان کو ان لوگوں نے ہر طرح سے زِک ہی پہنچائی ہے۔ اس کی جوابداری اُن کے لیے آسان نہ ہوگی، رب العزت کے ہاں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(تحریر نوائے وقت کو بھیجی گئی، 9 دسمبر 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیوانیت اور انسانیت

مکرمی!

جنرل قیوم صاحب کا مضمون (نوائے وقت 10: اگست 2012ء) پڑھ کر دُکھ ہوا۔ جب جنرل مشرف نے بش کی غلامی اختیار کی، یہ جنرل صاحب اُس کے نہایت معتبر ساتھی تھے۔ اگر یہ اُس وقت اُس غدارِ قوم کا ساتھ نہ دیتے تو ان کے اور سینئر ساتھی بھی ان کو دیکھ کر حوصلہ پکڑتے۔ اِن جیسے دیگر بھی بولے ضرور لیکن اپنے تمام "جائز" مفادات حاصل کرنے کے بعد۔ اگر افغانستان پر چڑھائی میں ہم بش کی ٹیم کا حصہ نہ ہوتے تو نہ امریکہ عراق پر حملہ کر سکتا اور نہ آج جنرل صاحب کا دل زخموں سے اس طرح داغدار ہوتا۔ ان جیسے لوگوں کے ہاتھ پر مسلمانوں کے خون کے آثار باقی رہیں گے لیکن اس کے باوجود بھی یہ سب معتبر ٹھہرائے جاتے رہیں گے۔ پاکستان کے دگرگوں حالات، ڈرون اور خودکش حملوں کی بنا پر ہونے والی تباہی کے ذمہ دار بھی یہ لوگ ہیں، مشرف کا آخری وقت تک ساتھ دینے کی بنا پر۔ آج کی فوجی قیادت کے لیے جنرل کا یہ مضمون بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(10 اگست 2012ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے حسی کی انتہا

مردِ حُر کی بے حسی کو سلام ۔ جب سیلاب آیا، آپ فرانس میں اپنے محل کی خیریت دریافت کرنے چل پڑے اور اب کشمیر میں اکثریت حاصل کرنے کی خوشی میں اور بیٹی کی کونووکیشن میں شرکت کے لیے برطانیہ کا دورہ فرمالیا۔ اخبار کے مطابق، ہوٹل کا کرایہ صرف دس لاکھ روپیہ فی رات تھا۔ ناں! نا! پورے ہوٹل کا نہیں، صرف اس ایک سویٹ کا جہاں مردِ حُر نے قیام فرمایا۔ باقی لوازمات کی تو بات ہی کیا۔ اتنے پیسوں سے کتنے غریبوں کو روزگار میسر آتا اور کتنے گھروں کے لیے خوراک مہیا کی جاسکتی تھی؟ کیا صدرِ محترم اور عوام کا آپس میں کسی بھی قسم کا کوئی رشتہ ہے؟ وہ تو عوام سے خطاب بھی قصر صدارت کے کسی کونے کھدرے سے فرماتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ جب قصر صدارت اور وزیراعظم ہاؤس رات میں بھی دن کی مانند روشن اور یخ بستہ ہوں تو فردوس عاشق اعوان اور بابر اعوان تو یہی مژدہ سناتے ہوں گے کہ ملک میں شہد اور دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ عوام بہت سکھ اور چین میں ہیں۔ اُن دونوں کی بے حسی کو بھی سلام۔

کارخانے اور عوام کے گھر اگر گیس اور بجلی کے بغیر ہیں تو کسے پرواہ؟ بجلی کے بغیر جس میں جب پانی بھی نہیں ہوتا ہے تو اربابِ حکومت کو دی جانے والی بددعائیں کبھی تو اپنا رنگ لائیں گی۔ کارخانے بند ہیں تو روزگار کیسا؟ لیکن یہاں اللہ کا یہ فرمان (الرعد: 11) جس کا منظوم ترجمہ مولانا ظفر علی خان نے کیا، قابل غور ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پہلے بھی عوام خود اپنے ووٹوں سے انہیں لے کر آئے ہیں اور اب کشمیر میں پھر انہی کو لائے ہیں۔ تو پھر گلہ کیسا؟ مزید ستم یہ کہ نواز شریف جمہوریت کا حسن سنوارتے جارہے ہیں اپنی باری کے چکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں۔اصل صورت حال یوں ہے کہ سیاست اشرافیہ کے لیے صرف ایک کھیل تماشہ ہے۔اسمبلیاں اب ایک کلب کی طرح ہیں جہاں نو دولتیوں کی اکثریت مزید آسودگیاں حاصل کرنے کے لیے اکٹھی ہوتی ہے۔وہ آپس میں گہرے دوست اور قریبی عزیز بھی ہیں اور وہ نورا کشتی ہے جس میں وہ ایک دوسرے سے عوام کے غم میں الجھتے نظر آتے ہیں۔بقول ابوذر غفاری مرحوم، یہ "اتوں اتوں رولا پائی جا" والا معاملہ ہے۔کراچی میں جو قتل و غارت ہو رہی ہے ذوالفقار مرزا کے گزشتہ بیان پر جس طرح "مٹی پائی گئی ہے" پھر ایسے تو ہوگا ایسے کاموں میں۔

اب قرآن سر پر رکھ کر ذوالفقار مرزا نے بہت نازک معاملات جو قوم کے سامنے پیش کیے ہیں، یہ گھر کے بھیدی نے لنکا نہیں ڈھائی ہے بلکہ یہ سب ایک بہت سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت ہوا۔بغیر کسی پردے کے پینے پلانے کا بھی ذکر ہوا۔کسی قسم کی کوئی گرفت؟ پس پردہ کچھ بھی عزائم ہوں، اُن کا نتیجہ قوم و ملک کے لیے ان شاء اللہ بخیر ہوگا چونکہ: مشکل کے بعد آسانی ہے (الم نشرح:5-6)۔اب کرنے کی بات یہ ہے کہ جو نام علی الاعلان لیے گئے ہیں اور اُن سے متعلق جو باتیں افشا کی گئی ہیں، سینئر جج صاحبان کی ایک ٹیم غور کر کے قانون کے مطابق مناسب لائحہ عمل تجویز کرے۔

کوئی اللہ کا بندہ اس گیدڑ سنگھی کا بھی پتہ چلائے کہ جس کی وجہ سے آصف زرداری، رحمان ملک پر اس قدر اعتماد کرنے پر مجبور اور بھری اسمبلی میں گیلانی کو دخل در معقولات گوارہ۔حقیقت یہ ہے کہ زرداری کی پوری ٹیم قوم کے لیے ایک امتحان ہے اور یہ سب قوم کا اپنا کیا دھرا ہے۔رہی سہی کسر نواز شریف نے پوری کی۔اب آسانی کی صورت صرف اس میں ہے ہم سب اپنے آپ کو سدھاریں، اور قوم اللہ سے اجتماعی معافی مانگے۔

’’آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا تھا کہ قیامت کے بارے میں مجھ سے تم لوگ پوچھتے رہتے ہو۔اس کا علم تو خیر خدا کو ہے کہ قیامت کے آنے میں اور کتنی مدت ہے لیکن میں قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اس وقت زمین پر جتنے متنفس آباد ہیں، سو سال بعد ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔تو گویا مطلب یہ ہوا کہ جیسے قیامت میں سب لوگ مر جائیں گے اسی طرح سو سال میں موجود سب لوگوں کے لیے قیامت آجائے گی۔گویا اگر تعین وقت ہی چاہتے ہو تو لو یہ تعین وقت ہے۔‘‘(تفسیر ابن کثیر: جلد دوئم) ہم سب نے ’’ایک پل کی خبر نہیں، سامان ہے سو برس کا‘‘ کا خوب انتظام کر رکھا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیکن ایک انسانی زندگی کا جو انجام آخر کار ہونا ہے وہ حضورﷺ نے فرما دیا۔ جس طرح آپﷺ نے لمحہ بہ لمحہ زندگی گزارنے کا مثالی نمونہ ہمارے لیے چھوڑا وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں سے کوئی سا بھی گوشہ چن لیں، عمل شروع کر دیں، زندگی بندگی میں تبدیل ہو جائے گی، ان شاء اللہ!

آپﷺ کے خلیفہ دوئم عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کے باوجود ایک کتے کے پیاس کے باعث مر جانے پر خوفزدہ رہتے تھے۔ اور یہاں شعلے برسا کر جب کئی انسانی زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں، بے قصوروں کی گاڑیاں اور گھر جلا دیے جاتے ہیں تو معذرت کر لی جاتی ہے، اور انعام میں غیر ملکی دورہ کرا دیا جاتا ہے۔ دوائیاں جعلی، خوراک میں ملاوٹ۔ گیس، بجلی، پانی، ڈیزل، پٹرول نایاب اور اب نیا تحفہ کہ سی این جی کی قیمت پٹرول کے برابر کرنے کی خوشخبری۔ لٹمس ٹیسٹ یہ ہے کہ جو بھی کوئی اپنا سودا سلف خود خریدتا ہے، گاڑی یا موٹر سائیکل میں پٹرول خود ڈلواتا ہے وہ انتہائی اذیت سے دوچار ہے۔ حضرت عمرؓ جیسی پاک ہستی کو جوابداری کا جو خوف تھا اس کا موازنہ ہمارے ارباب اقتدار کی انتہائی بے حسی سے کریں۔ اگلے سو سال کے اندر وہ کیسی نئی زندگی سے دوچار ہونے جا رہے ہیں، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے؟ اللہ ہم مجبوروں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

(نوائے وقت کے لیے، 6 ستمبر 2011ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمران خان! تم سے کچھ کہنا ہے

بسم اللہ سے ہر کام کی ابتدا کرتے رہو
اِن شاء اللہ کہو اور بے خطر آگے بڑھتے رہو
کمزروں، غریبوں اور مریضوں کا سہارا بنے رہو
چراغ اُمیدوں کے اُن کے لیے ہر جگہ جلاتے رہو
اللہ کا سہارا ہر دم چاہتے رہو
تکبر و غرور سے خود کو بچاتے رہو
سینے سے اپنے لگا کر اپنوں کو آگے بڑھتے رہو
قوم کے زخموں پر پھایا مرہم کا رکھتے رہو
خود اپنوں کے تیروں، بھالوں کے آگے سینہ سپر رہو
اللہ کا سہارا ہر دم چاہتے رہو
پسے ہوئے، وڈیروں کے ڈسے ہوئے عوام کے لیے
پرچم آزادی، خودداری، حلال روزی کا بلند کیے رہو
مایوسیوں میں گھروں کو صرف بہلاتے نہ رہو
لٹے پٹے، داغ داغ عوام کے دکھوں کا مداوا بنو
اللہ کا سہارا ہر دم چاہتے رہو

(2مارچ2012ء)

(سعید آسی صاحب سے جب پوچھا کہ یہ کب چھاپ رہے ہیں تو اُن کا بہت خوب جواب تھا کہ اسے چھاپ دیا تو شاعر ناراض ہو جائیں گے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم جناب عرفان صدیقی صاحب

السلام علیکم

میں ''نوائے وقت'' کا دیرینہ قاری ہوں۔ آپ کے کالم کی وجہ سے اس اخبار سے قلبی ربط مزید بڑھ گیا ہے۔ دل سوزی اور خلوص نیت سے لکھی گئی منفرد اور ایمان افروز تحریروں میں مسلم اُمہ کے مسائل پر آپ کا تجزیہ بہت مفید اور قابل صد ستائش ہے۔ اللہ آپ کی کاوش کو قبول فرمائے (آمین)۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

پروفیسر رالف برے بنٹی کا مقالہ امریکہ کے 65لاکھ مسلمانوں کے پہلے پوزیشن پیپر کا ایک حصہ ہے جس میں مکمل تفصیل اور تحقیق سے ثابت کیا گیا تھا کہ بنیاد پرست کا لیبل کہاں سے چرا کر کہاں چپکایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اختر INTERNATIONAL STRATEGY & POLICY INSTITUTE کے روح رواں ہیں۔ انہوں نے پوری محنت اور لگن سے اس کتاب کو 1995ء میں شائع کرایا اور مسلم اُمہ کے دانشوروں، سفیروں، صحافیوں اور امریکن ارکان کانگرس تک بروقت پہنچا دیا تھا۔ امید تھی کہ یہ طبقہ اس تحقیق کو اصل مقصد کے لیے استعمال کرتا، یعنی ذرائع ابلاغ اور افہام و تفہیم سے دنیا بھر کو یہ سمجھایا جاتا کہ مسلم اُمہ کے سارے اجزاء اختلافات کے باوجود مثبت ہیں، تو بنیاد پرستی سے دہشت گردی تک کے لیبل ہم پر نہ لگتے۔ آپ کے کالم (28 فروری) کے بارے میں ایک گزارش ضروری سمجھتا ہوں۔ ڈاکٹر جاوید صاحب نے Afterwords میں آسان فہم انداز میں آئی ایس پی آئی کے کام کی نوعیت اور اسلام کا تعارف ٹھوس طریقہ سے پیش کیا ہے، اُسے آپ اپنے کالم میں نمایاں جگہ دے دیں۔ آپ کو اس چیز کی بھی نشان دہی کرنی چاہیے کہ صاحب اثر حضرت نے اوّل تو اس مقالہ کو پڑھا ہی نہیں، اگر پڑھا ہے تو کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھا۔ اسی وجہ سے مسلم اُمہ کا ردعمل سامنے نہیں آیا۔ وائے کے سخن کرباسخن شناسا نہ رسدء۔ آج کل آئی ایس پی آئی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام مضامین انٹرنیٹ پر ان کی ویب سائٹ www.isp.uspi.org پر موجود ہیں۔ آپ دانشوروں کو دعوت دیں کہ کام کریں۔

امریکن مسلمان کا ہر عمل آج کل خوردبین سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ کام مسلمان ممالک میں بھی جاری ہونا چاہیے۔ مسلم اُمہ کا صحیح اور پُر امن موقف غیر مسلموں تک ہر طریقے سے پہنچانا دانشوروں پر واجب ہو چکا ہے ورنہ اسلام اور مسلمان کی تعریف کے لیے بھی مغربی اصطلاحیں ہی رواج پا جائیں گی۔

9/11 کے بعد یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ متعارف کروایا جائے تاکہ نامکمل کڑیوں کو ملا کر یہ ثابت کیا جائے کہ یہ سب سازش ہے جس کے تحت مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ 26 جولائی 1993ء میں دکھائے گئے تصوراتی خاکہ کو 9/11 کے دن عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ میں بطور مسلمان یہ ماننے کو تیار ہی نہیں کہ یہ کارروائی کسی مسلمان نے کی ہے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان کسی بھی انسان کو موت کے گھاٹ نہیں اُتار سکتا ہے۔ اسلام میں یہ کام منع ہے اور قرآن پاک کی روشنی میں:

"ایک انسان کا بلاوجہ قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔"

خیر اندیش

سید حیدر حسن میجر (ریٹائرڈ)

(23 مارچ 2003ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کالم نگار

''اگر میں قرآن کے علاوہ کچھ اور کہوں تو مجھے ختم کر دیا جائے اور قوم کو میرے شر سے محفوظ رکھا جائے۔ نیز مجھے قیامت میں رُسوا کیا جائے اور اپنی پابوسی سے بھی محروم کر دیا جائے۔'' (اقبال اور قرآن۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، اقبال اکادمی پاکستان)

درج بالا جملے علامہ اقبالؒ کے نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں انتہائی عقیدت سے پیش کیے گئے ''رموز بیخودی'' میں شامل فارسی نعتیہ کلام کے دو اشعار کا اردو ترجمہ ہیں۔ نعت کے وہ آخری دو اشعار ''رموز بیخودی'' کے پہلے صفحے پر لکھے ہیں۔ ان الفاظ کو پڑھیں اور پھر اُس شخص کے الفاظ پر ایک نظر ڈالیں جن کا ذکر نہایت دل گرفتگی کے ساتھ محترم شبر علی چنگیزی صاحب نے کیا ہے۔ مغرب کے انگریزی میں لکھنے والوں کے اور ہمارے لیے بھی انتہائی محترم پیغمبر حضرت عیسیٰؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ''گناہ گار کو پتھر وہ مارے جس نے خود گناہ نہ کیا ہو۔'' تمام مجمع بغیر پتھر مارے چھٹ گیا۔ علامہؒ کو اگر کوئی نظرانداز کرے تو علامہؒ کی توقیر میں فرق آنے سے رہا، لیکن ہر پروگرام میں دوسروں کو مطعون کرنے سے پہلے حسن نثار کو اپنے گریبان میں ایک بار تو نظر ضرور ڈالنی چاہیے۔

(25 جولائی 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب جاگ جاؤ ورنہ......

اسلامی افواج خلافت راشدہ کے دور میں ہی جزیرہ نما عرب سے باہر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ چکی تھیں اور انہی کامیابیوں کی بنیاد پر ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک مسلمان اس کرہ ارضی کے بیشتر حصہ پر حکمرانی کرتے رہے۔ ان حکمرانوں کی اکثریت نے اپنے ہم عصر عیسائی یا دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے حکمرانوں کے مقابلہ میں اپنے مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلموں کے ساتھ نہایت منصفانہ، فیاضانہ اور روادارنہ رویہ اپنائے رکھا۔ ان علاقوں کے عوام کو بھی خوشحالی اور اطمینان کی زندگی میسر آئی۔ جوں جوں اسلامی سلطنتیں مختلف خاندانوں کے زیر تسلط وسیع ہوتی گئیں تو دولت کی فراوانی نے اکثریت کو عیش وعشرت کا رسیا بنا دیا۔ اس تمام عرصہ میں اللہ کے دوست بیشتر شاہوں اور ملوک کی تمام تر مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود، اپنے حسنِ سلوک سے غیر مسلموں کے اذہان کو اسلام کی روشنی سے منور کرتے رہے۔ ایسے حکمران خال خال ہی تھے جنہوں نے اپنی ذات اور مال واسباب کو اسلام کی ترویج کے لیے وقف کیا۔ کسے نہیں معلوم کہ آئمہ اربعہ جیسی عظیم شخصیات کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا؟ آج بھی اُمہ ہر طرح کے بے حد وحساب خزانوں کی مالک ہونے کے باوجود صرف اس وجہ سے ذلیل وخوار ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی شیوخ، شاہوں، آمروں، ڈکٹیٹروں، شریفوں، ملکوں، چودھریوں، صاحبزادوں، سجادہ نشینوں اور زرداروں کے ہتھے چڑھی ہوئی ہے۔ سب حکمران اپنے مکروہ ذاتی مفادات کی خاطر مغرب اور امریکہ کے محتاج ہیں۔ ہماری ذلت کی صرف ایک مثال یہ ہے کہ ہمارے دین میں صفائی، طہارت اور پاکیزگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کوئی بھی عبادت پاک ہوئے بغیر قابل قبول نہیں۔ کیا ہم حقیقی معنوں میں پاک صاف لوگ ہیں؟ کیا ہم میں سے اکثر حضور نبی اکرم ﷺ کی واضح ہدایت کی روشنی میں کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی زحمت گوارا کرتے ہیں؟ کیا ہم اس نیت سے اپنے کپڑے پاک اور صاف رکھتے کہ وقت پر نماز ادا کر لیں؟ ہمارے اطراف میں کس قدر گند پھیلا رہتا ہے، ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجدوں کے غسل خانے کس قدر گندے ہوتے ہیں۔ ہماری اشرافیہ کی چمچماتی، قیمتی گاڑیوں سے استعمال شدہ ٹشو پیپر، رنگین ریپرز اور جوس کے ڈبے کمال بے حیائی سے باہر پھینک کر صاف ستھری موٹر وے کا حسن گہنایا جاتا ہے۔ ان بیش قیمت گاڑیوں میں کیا غیر تعلیم یافتہ لوگ سفر کر رہے ہوتے ہیں؟ کیا ان قیمتی گاڑیوں میں اَن پڑھوں کی اکثریت ہوتی ہے؟ کیا یہ لوگ سیر کے لیے جب دبئی یا یورپ جاتے ہیں تو وہاں بھی ایسا ہی کرتے ہیں؟ کیا یہ پاک وطن صرف ان غیر مہذب لوگوں کے عیش وعشرت کے لیے وجود میں آیا اور اکثریت کے لیے محرومیوں کا سبب؟

ہمارے معاشرے میں دو طبقات ایسے ہیں جو دین سے دور ہیں اور اُن کی اکثریت کمائی کرتے وقت حلال اور حرام میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتی۔ ایک غیر تعلیم یافتہ مفلوک الحال اور دوسرے بہت خوش حال یعنی نام نہاد اشرافیہ۔ اس اشرافیہ نے سیاست کو کمائی اور اپنی مضبوطی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ہر اہم سیاسی جماعت میں اُنھی کے اپنے ہوتے ہیں لہٰذا حکومت کسی بھی جماعت کی ہو، اُن کا اثر ورسوخ برقرار رہتا ہے۔ اس اشرافیہ میں نام نہاد علماء، روایتی مذہبی سجادہ نشین اور گدی نشین شامل ہیں۔ وہ ہمیشہ سرکاری پارٹی کا حصہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو دین سے تعلق رکھے ہوئے ہیں اُن کی اکثریت حالات کے جبر کا شکار ہے۔ ان میں تعلیم اور ہنر ہے لیکن آگے بڑھنے کے لیے مواقع کم ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جو کسی بھی معاشرے کو پنپنے سے روکتے ہیں اور انجام کار ایک خونی انقلاب کا باعث بنتے ہیں۔ یہ اب ہم پر منحصر ہے کہ اپنے دین متین کے راستے کو اپنانے کا سوچیں یا بگٹٹ دوڑے چلے جائیں اور آگے نظر آتی کھائی میں جا گریں۔ اس صورت میں اللہ ہمارا حامی وناصر ہو تو کیسے؟

(5 اگست 2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئین معطل کرنے والے پر شق 6 کا اطلاق

مکرمی! جس قدر آراء درج بالا آئین کی شق کے بارے میں اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ سے پڑھنے اور سننے میں آ رہی ہیں اُن سے میرے جیسا ان پڑھ یہی نتیجہ اخذ کر سکا کہ یہ شق اگر متنازعہ نہیں بھی ہے تو اس کے قابل اطلاق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اس قدر گرد اُڑائی جا رہی ہے کہ ایسے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ شق آئین میں بس (ایویں ای) ڈال دی گئی، لیکن کس طرح لاگو ہو گی اُس کا علم 73ء کا آئین بنانے والوں کو بھی نہ تھا۔ شائد اسی لیے آئین بنانے والے کو تختہ دار پر لٹکنا پڑا۔ اس شق پر مدلل بحث جناب سعید آسی نے اپنے کالم (نوائے وقت: 26 جون 2013ء) میں بخوبی کر دی۔ ہمیشہ کی طرح ڈکٹیٹروں کا ساتھ دینے والے ایس ایم ظفر بہت دور کی کوڑی لائے کہ یہ شق آئین معطل کرنے پر لاگو نہیں ہوتی۔ لیکن پامالی اور معطلی میں فرق کتنا ہے؟ اور جو نتیجہ برآمد ہوا اُس کے پُر اثر ہونے پر بھی تو حضرت شاہ صاحب روشنی ڈالیں۔ میرے خیال میں بہت سے پردہ نشینوں کے نام اس میں آنے کے باعث اس بحث کو طول دیا جا رہا ہے اور کوشش ''مٹی پاؤ'' کی ہے۔ محسوس یہی ہوتا ہے کہ شق 6 کو لاگو نہ کرنے کا ہر حربہ استعمال کیا جائے گا۔ اس وقت زیادہ پردہ نشین معمول کے مطابق حکومت میں ہیں اور عمران خان کے ساتھ بھی۔ مشرف کے بھونپو شیخ رشید اور اعجاز الحق پارلیمنٹ میں براجمان ہیں۔ تو پھر یہ کچھ تو ہونا ہی ہے۔ اب کیس کورٹ میں ہے۔ اس بحث کو ایک طرف رکھتے ہوئے درج ذیل باتوں کو بھی خاص اہمیت دی جائے:

ایک ڈکٹیٹر نے صرف ذاتی اقتدار کو طول دینے کے لیے امریکہ کو سجدہ کیا اور درج ذیل جرائم کا مرتکب ہوا:

ا۔ خود کو امریکی غلامی میں دے کر اس بد بخت قوم کو ہر طرح کی قتل و غارت، تباہی اور ذلتوں کا تحفہ دیا اور اُمہ کو بھی۔ مشرف اگر امریکہ کو افغانستان جانے کا راستہ نہ دیتا تو عراق پر ننگی جارحیت آسان نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ بھونپو شیخ رشید کے مطابق امریکہ ہمیں اُس وقت ''تورابورا'' بنا دیتا ۔تب ہمیں وہ ایک بار ہی بنا یا تا۔آج تو ہم روز ہی بن رہے ہیں۔

ب۔ایک شریف آدمی ملا ضعیف جو سفیر تھے اُنہیں نہایت ذلت بھرے طریقے سے امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ڈاکٹر عافیہ صدیقی (تین معصوم بچوں سمیت) اور سینکڑوں دوسروں کو امریکہ کے ہاتھ ڈالروں کے عوض بیچے جانے کا اعتراف مشرف نے فخر سے کیا ہے۔ کیا یہ صریحاً بردہ فروشی کا کیس نہیں؟

کیا ان درج بالا ''مختصر حقائق'' کو مدِنظر رکھ کر مشرف اور اُس کے حواریوں کو کٹہرے میں نہیں لایا جانا چاہیے؟ کیا فرماتے ہیں بیچ اس مسئلے کے ایس ایم ظفر، ڈاکٹر رانجھا اور ہمیشہ ہنستے مسکراتے نعیم بخاری؟ کوئی اہل دل یا پاکستانی قانون کا طالبِ علم ضرور اس طرف غور کرے اور اللہ سے جزا کا اُمیدوار بنے۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(28جون2013ء)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ڈاکٹر عبدالقدیر خان

یہ مسودہ پڑھا۔ میجر (ر) ریٹائرڈ سید حیدر حسن صاحب
کے جذبات اور شوق جذبہ کو دادِ تحسین پیش ہے

خیر اندیش، ڈاکٹر عبدالقدیر خان
25-6-11

☆ڈاکٹر ابصار احمد

صدر، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

سابق صدر، شعبہ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

میجر سید حیدر حسن ایک محب وطن پاکستانی ہیں۔ سچے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہیں۔ میجر صاحب کا شغف لکھنا پڑھنا ہے۔ وہ کتاب سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ نہایت خاموش طبع اور شریف النفس صاحب علم ہیں۔ صوم وصلوۃ کے پابند ہیں۔ کتاب کے پیش لفظ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میجر صاحب زندگی میں کافی نشیب وفراز سے گزرے ہیں لیکن دین سے وابستگی کی وجہ سے پوری طرح شکستگی سے محفوظ رہے ہیں۔ قرآن اکیڈمی لاہور سے ان کا تعلق چند ماہ پہلے ہوا ہے۔ ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' ان کی پہلی تصنیفی کاوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس ضخیم کتاب کا بنیادی موضوع پاکستان ہے اور پاکستان کی ویلیو اسلام ہے۔کتاب میں بعض تصاویر بھی ہیں جن سے کتاب کی قدر و قیمت اور خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔صفحہ 10 پر مجر صاحب کی 1971ء کی اور بیک ٹائٹل پر حالیہ تصویر ہے۔ان کے علاوہ بھی کئی تصاویر ہیں جو کتاب کو زینت بخشتی ہیں۔تصاویر کے علاوہ بعض نقشہ جات ہیں جن سے قارئین کو سہولت میسر ہوتی ہے۔کتاب کا پیش لفظ دلچسپ ہے اور نہایت سلیقہ سے لکھا گیا ہے۔عظمت شیخ جو ایک نامور فوٹو گرافر ہیں، پیش لفظ میں ان کا مثبت طور پر تذکرہ ہوا ہے۔کتاب میں موقع کی مناسبت سے اشعار بھی ہیں جن سے مصنف کا ادبی ذوق جھلکتا ہے۔

اس کتاب کے کئی ابواب ہیں جن میں توشہ آخرت، پاکستان، توانائی، امہ، خطوط وغیرہ شامل ہیں۔ ہر باب کے کئی کئی یونٹس ہیں۔ چند یونٹس انگریزی میں ہیں، جیسے ایک مضمون جس کا عنوان ہے: A Muslim View۔ یہ William Ress Mogg کے مضمون Quran Can Save Us All کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

کتاب کا زیادہ حصہ مختلف جرائد اور اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔خاص طور پر ''نوائے وقت'' میں کافی مواد شائع ہوا ہے۔کچھ میٹریل کو غیر مطبوعہ قرار دیا گیا ہے جو پہلی مرتبہ اس کتاب کی زینت بنا ہے۔یہ تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مواد حقیقت میں پاکستان کی تاریخ ہے جسے خوبصورتی اور دلچسپ انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔اس تاریخ کو مرتب کرنے میں مصنف کا مشاہدہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔کتاب کا موضوع تاریخ پاکستان اس لیے ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ اس میں تقریباً ان تمام واقعات کا بیان ہے جو پاکستان کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔کتاب کا اسلوب دعوتِ فکر کا ہے۔واقعات بھی اس لیے بیان کیے گئے ہیں تاکہ ہم ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔کتاب کا پہلا باب دین اسلام کے بارے میں ہے۔اسلام کا ذکر پہلے بیان کرنے کی حکمت سمجھ میں یہ آ رہی ہے کہ اسلام پاکستان کا جوہر ہے۔ہم جدیدیت کے دھوکے اور فریب میں اسلام جیسی متاع عزیز کو کھو رہے ہیں۔بعض پاکستانی جدت پسندی کے شوق میں پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانے کے بارے میں سوچتے ہیں جس سے پاکستان اپنی قدر اور اصل چہرہ کھو دیتا ہے۔

کتاب میں سانحہ 1971ء کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔اس ضمن میں مصنف نے اپنی یادیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھی ہیں اور بعض قریبی ساتھیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے لازوال قربانیاں پیش کیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پاکستان کا قیام ایک مبارک رات میں عمل میں آیا لیکن جب ہم نے اس کی قدر نہ کی تو ہمارے ملک کا ایک بازو کٹ گیا جو ایک دل خراش سانحہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری تمنا اور دعا ہے کہ باقی پاکستان قائم ودائم رہے، لیکن جس راستے پر ہم گامزن ہیں وہ منزل سے دور لے جانے والا ہے۔ ہر پاکستانی کی سوچ ہے کہ پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے، لیکن کیا نظریہ پاکستان سے انحراف کی صورت میں پاکستان کو خطرات لاحق نہیں ہیں؟ اللہ تعالی کا دستور ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت تب ہی بدلتا ہے جب وہ قوم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ یہ تبدیلی اسلام کی جانب سفر کرنے اور اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کا نام ہے۔ ضروری ہے کہ غیروں پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے قدموں پر کھڑا ہوا جائے۔

آج کل جہاد فی سبیل اللہ کو دہشت گردی کے ساتھ گڈمڈ کر دیا جاتا ہے حالانکہ جہاد فی سبیل اللہ ایک مقدس اصطلاح ہے جو شورش اور فساد کے خاتمہ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب میں جہاد کی اہمیت خاص طور پر واضح کی گئی ہے۔ مصنف خود آرمی کا حصہ رہے ہیں، ان کے سامنے جہاد اور قتال کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ جہاد بھی وہ جو اسلام دشمن عناصر کے خلاف لڑا جائے نہ کہ اپنے ہی علاقوں کو فتح کرنے کو بہادری خیال کیا جائے۔ ہمارے ہاں شہادت کے مرتبے پر ہر ایک کو فائز کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

اس کتاب میں کافی شخصیات کا ذکر آیا ہے۔ اچھا ہوتا اگر تذکرے کے ساتھ ان کا مختصر تعارف بھی پیش کر دیا جاتا تاکہ قارئین کو انہیں سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی۔ اگرچہ بعض کا تعارف موجود ہے لیکن کئی ایسے نام ہیں جو وضاحت طلب ہیں اور ان سے قارئین عام طور پر واقف نہیں ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب دراصل میجر صاحب کے افکار کا مجموعہ ہے۔ یہ افکار وہ عرصہ سے مرتب کرتے رہے۔ یہ افکار مفید ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پاکستان کے مسائل کو اسلام کے ذریعے حل کرنے کی سوچ پیدا ہوتی ہے۔ ملک وملت اور دین کی فکر کرنا ہر باشعور مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس کتاب کے ذریعے سے میجر صاحب کا یہی پیغام ہے کہ ہم اپنے خوبصورت نخلستان یعنی وطن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو سدا قائم رکھے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس وطن کو اسلام سے وابستہ رکھیں۔

☆ ☆ ☆

☆انور سدید

میجر سیّد حیدر حسن ہمارے ملک کے نامور صاحبِ سیف ہیں۔ انہوں نے 1971ء کی جنگ میں شاندار خدمات انجام دیں اور اس جنگ کے دوران حیرت انگیز واقعات دیکھے جنہیں وہ اپنے خزینہ خیال میں محفوظ کرتے رہے اور اس جذبے کی پرورش کرتے رہے جن سے قوم کے متضاد روّیوں میں تبدیلی کی جاسکتی تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ اب ان کے ہاتھ میں قلم تھا لیکن تربیت چونکہ فوج میں ہوئی تھی اس لیے انہوں نے اپنے قلم کو تلوار بنا لیا اور قومی زندگی کی جنگ کو جاری رکھا۔ احوال اس بات کا ہے کہ جب وہ فوجی ماحول سے فراغت پا کر معاشرے میں آئے تو دیکھا کہ قوم راہِ مستقیم سے ہٹ چکی ہے۔ سیاسی راہنماؤں نے اپنی اپنی دکانیں چمکانا شروع کر دی ہیں، سرمایہ ملک سے باہر بھیجا جا رہا ہے اور اس دھرتی کے بیٹوں کو دو وقت کی روٹی سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ ہر چند انہوں نے اپنے مشاہدات ایک فوجی جرنیل کی حکمرانی کے دور میں سمیٹے جس نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگایا لیکن اس سے زیادہ اپنی حکمرانی کے تحفظ اور اپنی ذات کے تموّل کو فوقیت دی۔ جناب حیدر حسن کی چشمِ بیدار نے ان حالات کو دیکھا تو ان کے اندر کا حقیقی انسان، جس کی تربیت فوج میں دشمن سے لڑنے اور اپنے وطن کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے صادق جذبات میں ہوئی تھی، جاگ اٹھا اور وہ اپنے مشاہدے میں آئی ہوئی معاشرتی ناہمواریوں اور حکمرانوں کی بداعتدالیوں کو اخبارات میں خطوط کے کالم میں شائع کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ ان کی آنکھ کے عدسے پر دردناک تصویریں ابھرنے لگیں اور یہ احساس پیدا ہو گیا کہ قوم ترقی معکوس کے مرض میں مبتلا ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے روزنامہ اخبارات، ہفتہ وار رسائل اور ماہانہ جرائد میں مضامین کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کی زندگی کا یہ طلوع تو 2005ء کے لگ بھگ ہوا جب ان کا پہلا مضمون ''میرا بابا اتنا پریشان کبھی نہ تھا'' چشمِ بہار ڈائجسٹ میں شائع ہوا۔ لیکن قلم کے وسیع تر حلقے سے تعارف 7 جولائی 2007ء کو ہوا جب ''نوائے وقت'' میں جناب سعید آسی نے ان کا مضمون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وکٹری'' شائع کیا۔اب وہ ملک کے سب سے بڑے نظریاتی اخبار''نوائے وقت'' کے قلمی معاون تھے اور انہیں ''نوائے وقت'' کے چیف اڈیٹر جناب مجید نظامی کی شفقت بھی حاصل تھی جنہیں پُرامن قلم کار کی تلاش رہتی تھی جونظریہ پاکستان کو اجاگر کر سکے اور اقبالؒ کے پیغام اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے سیاسی اور جمہوری نظریات کی پاسبانی کا فریضہ ادا کر سکے۔میجر سیّد حیدر حسن صاحب کو مبدائے فیاض نے دل دردمند دیا تھا اور انہیں دکھ ہوتا تھا کہ ملک کے سیاستدانوں کا ایک طبقہ اس غیر حقیقی بات کو فروغ دے رہا تھا کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے اور یہ قائم نہیں رہ سکتا۔اس کے برعکس میجر حیدر حسن کا پختہ اعتقاد یہ تھا کہ ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' اور دنیا کی کوئی طاقت اسے گزند نہیں پہنچا سکتی۔یہ بات حقیقت سے بعید نہیں تھی کیونکہ پاکستان 1980ء میں ایٹمی طاقت بن چکا تھا اور ہندوستان کے مقابلے میں رقبے، آبادی اور وسائل کے اعتبار سے چھوٹا ملک ہونے کے باوجود ایٹمی قوت کے لحاظ سے بھارت کے مساوی حیثیت حاصل کر چکا تھا اور بھارت کے حکمرانوں کو چیلنج کر رہا تھا کہ انہوں نے پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو بھارت کی آنکھ نکالنے کی سکت رکھتا ہے اور اس میں تاخیر نہیں کرے گا۔

جناب حیدر حسن کے قلم اور ان کے زرخیز دماغ نے صرف اس ایک موضوع کو قبول کیا اور پھر اس کے ہر زاویے کو زدِ قلم میں لے کر ''نوائے وقت'' میں خصوصی مضامین لکھے جو پورے ملک میں دلچسپی سے پڑھے جاتے رہے اور رائے عامہ کی بیداری میں معاونت کرتے رہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کی مفاد پسند صحافت سید حیدر حسن کی حق گوئی و بے باکی کا سامنا نہ کرسکی، اور متعدد مضامین کو اپنے اخبار میں جگہ نہ دی لیکن سیّد حیدر حسن اس سے بددل نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے قومی مشن کو جاری رکھا اور ان کا قلم اب تک رواں ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بکھرے ہوئے مضامین کو زیرِ نظر کتاب میں جمع کر دیا ہے۔مجھے ان کے مستقل قاری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔بڑھاپے نے میرے حافظے کو کمزور کر دیا ہے، اس لیے ان کے متعدد مضامین کا محافظ میرا حافظہ بن نہ سکا۔لیکن اب یہ کتاب سامنے آئی تو سید حیدر حسن کے سب مضامین مجھے یاد آتے چلے گئے۔اب ان میں ایک ترتیب بھی موجود ہے اور انہوں نے مختلف مضامین کو الگ الگ ابواب مثلاً توشہ آخرت، پاکستان، توانائی، اُمّہ، خطوط، اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ 1971ء کی یادیں وغیرہ میں پیش کر دیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ بعض مدیران جرائد نے جو مضامین حکومت کے خوف سے شائع نہیں کیے تھے وہ بھی انہوں نے اس کتاب میں جرأت مندی سے شامل کر دیے ہیں۔ اب میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب ہماری قومی تاریخ کا ایک چشم کشا باب پیش کرتی ہے اور اس کا مطالعہ ہر محب وطن پاکستانی کو کرنا چاہیے۔

جناب میجر سیّد حیدر حسن (ریٹائرڈ) نے اس کتاب میں قومی حقیقتوں کو جرأت مندی سے پیش کیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے ارشادات پر غور کریں اور اس صراطِ مستقیم کو پکڑ لیں جس کا سبق ہمارا دین دیتا ہے۔ اس کتاب کا یہی بنیادی مقصد ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہی میجر حیدر حسن نے فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد قلم کو تلوار بنایا ہے۔

☆ ☆ ☆

☆ کموڈور طارق مجید

یہ کتاب ان کتابوں کی صف میں شمار ہوتی ہے جو اپنے عمدہ عنوان کی وجہ سے پڑھے جانے سے پہلے ہی لوگوں کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں۔ یہ کروڑوں پاکستانیوں کے دل کی آواز ہے۔ میجر سیّد حیدر حسن نے اس پُراثر جملے کو عنوان بنا کے ایک دل پذیر صداقت کا اظہار کیا ہے۔ اس وقت جبکہ پاکستان دشمن عناصر جن میں بیرونی عناصر کے علاوہ اندرونی عناصر بھی شامل ہیں، پاکستان کی سلامتی اور نظریاتی اساس پر پروپیگنڈے کی لگاتار ضربیں لگا رہے ہیں، فاضل مصنف کی یہ کتاب دشمنوں کے پروپیگنڈے کو بہت حد تک زائل کرتی ہے اور محبِ وطن افراد کو حوصلہ دیتی ہے۔

مصنف نے کتاب کو 8 حصوں میں تقسیم کیا ہے: توشۂ آخرت، پاکستان، توانائی، اُمہ، خطوط، متفرق، 1971ء کی جنگ سے متعلق یادیں اور غیر مطبوعہ (مضامین/خطوط)۔ کتاب کا ابتدائی حصہ، جس میں دین اسلام کی کچھ بنیادی باتیں پیش کی گئی ہیں، اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ''اللہ''، ''الرحمٰن'' اور ''الرّحیم'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر پیش کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ بڑے سادہ اور خوبصورت پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ معنی اور تفسیر میں جہاں ضرورت کے مطابق ریفرنس دیا گیا ہے۔ مصنف نے اس کے لیے محنت سے ریسرچ کی ہے۔ عام مسلم قاری ان باتوں سے واقف ہونے کے باوجود مصنف کے اسلوب تحریر سے فیض یاب ہوتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حوالہ جات کو بہت فائدہ مند پاتا ہے۔

کتاب کے باقی حصوں میں جہاں سیاسی معاملات کا ذکر ہے، اکثر نکات تشریح طلب ہیں کیونکہ ان کا ذکر اخباروں، رسالوں میں مصنف کے شائع شدہ مختصر کالموں کی شکل میں ہے۔ ان سے سوالات بھی اٹھتے ہیں اور قاری کئی جگہ مصنف کے خیالات کو متنازعہ پاتا ہے اور ان سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ مصنف نے بے نظیر بھٹو کی ہلاکت پر جذبات سے مغلوب ہو کر اسے شہادت کا درجہ دے دیا ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ شہید تو وہ ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔ بے نظیر تو اللہ کی راہ سے بہت دور تھی۔ وہ باقی حکمرانوں سے بڑھ کے امریکہ کی کٹھ پتلی تھی اور اس نے اپنے دور حکومت میں اسلام اور پاکستان کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس نے دین اسلام کی سخت توہین کرتے ہوئے کہا کہ ''اسلامی سزائیں وحشیانہ ہیں'' جبکہ اُس وقت وہ وزیر اعظم تھی۔ اس کا بیان اخباروں میں ہیڈ لائن کے طور پر شائع ہوا۔ اس نے کبھی بھی اس قابل گرفت بیان پر شرمندگی یا افسوس کا اظہار نہ کیا۔

☆ ☆ ☆

☆احمد جاوید

ڈائریکٹر، اقبال اکیڈمی، لاہور

میجر سید حیدر حسن صاحب کی اس کتاب کا ایک بنیادی وصف یہ ہے کہ اس میں پاکستان سے وابستگی کو ایک دینی اور روحانی تناظر میں دیکھا گیا ہے، جس کے نتیجے میں قاری یوں محسوس کرتا ہے جیسے اس کے اندر پاکستانیت کا جذبہ ذہنی، قلبی اور ایمانی طور پر نہایت گہرائی میں منتقل ہو رہا ہے۔ کسی تحریر کی ایک بڑی کامیابی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس میں بیان ہونے والی باتیں ذہن اور قلب میں مشترکہ اقدار کی حیثیت اختیار کر جائیں --- وہ اقدار جن پر ان دونوں کا نظام چلتا ہے اور ان کی باہمی وحدت استوار ہے۔ ظاہر ہے کہ دماغ اور دل کو ایک ہی حوالے سے ہم احوال بنانے والی یہ کتاب ہر محب اسلام پاکستانی کی ترجمان بھی ہے اور ضرورت بھی۔

☆ ☆ ☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ محمد سعید احمد بدر قادری

المعروف بہ سعید بدر

خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا کہ ایک دفعہ آپ بازار میں چلے جا رہے تھے۔ سامنے سے آتے ہوئے ایک صحابی سے ملاقات ہو گئی۔ اس سے خیر و عافیت دریافت کی اور پوچھا: ''تمہارا مشغلہ کیا ہے؟'' اس نے برجستہ جواب دیا کہ میں شعر و شاعری کرتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چلتے چلتے رک گئے اور دریافت کیا: ''تمہیں متقدمین اور معاصرین کے کتنے اشعار یاد ہیں؟'' صحابی نے جواب دیا کہ چار چار ہزار۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے مردِ خدا! مجھے متقدمین اور معاصرین کے دس ہزار اشعار یاد ہیں لیکن میں شاعری نہیں کرتا کیونکہ یہ تعداد ناکافی ہے۔'' گویا شعر و شاعری میں دلچسپی لینے کا معیار بڑا سخت اور کڑا ہے جس کا عہد حاضر میں خیال نہیں رکھا جاتا۔ ہر شخص جو تھوڑی بہت تُک بندی کر لیتا ہے، اپنے مخصوص شعبہ کے علاوہ دوسرے شعبے میں بھی مغز ماری کرنے لگتا ہے۔

ہمارے ہاں عسکری یا فوجی شعبہ ہمیشہ خصوصی حیثیت کا حامل رہا ہے۔ ان کا اولین فرض ملک کی سرحدوں کی حفاظت ہوتا ہے، اس لیے چپ راست یا لیفٹ رائٹ میں مہارت حاصل کرنا ان کا کام ہے۔ ان سے علم و ادب یا شعر و شاعری کی توقعات وابستہ کرنا یا امیدیں باندھنا حماقت ہے۔ فارسی زبان کا محاورہ ہے کہ ''ہر مردے و ہر کارے'' کہ ہر مرد کے لیے کوئی نہ مخصوص کام ہوتا ہے جس پر اسے توجہ دینا چاہیے اور اسی میں درجہ کمال حاصل کرنا چاہیے۔ اس کے باوجود یہ پابندی سخت طور پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ بعض اصحاب زیادہ ذہین اور باصلاحیت ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شعبے کے علاوہ دوسرے کاموں اور پیشوں میں بھی دلچسپی لینے لگتے ہیں اور پھر اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ یہ خیال آنے لگتا ہے کہ شاید اس شخص کے لیے یہی شعبہ مخصوص تھا۔ البتہ کچھ لوگ گردش حالات کی بناء پر کوئی دوسرا شعبہ اختیار کرنے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اکثریت کسی شعبہ کی نہیں رہتی کیونکہ ان کی صلاحیتیں منقسم ہو جاتی ہیں، تاہم بعض افراد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیتیں ودیعت کی ہوتی ہیں کہ وہ کسی بھی شعبہ میں جائیں' درجۂ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔

ہم نے آغاز میں عسکری شعبہ کا ذکر کیا ہے۔ بظاہر یہ شعبہ اسلحہ اور گولہ بارود کے استعمال کا متقاضی ہے۔ اب اس میں ٹینک اور ہوائی جہاز بھی شامل ہو گئے ہیں۔ پہلے شمشیر و تلوار اور اسپ رانی کے ذریعے جوہر کھلتے تھے۔ طوالت کے خوف سے ہم قیام پاکستان کے بعد کے حالات پر سرسری نظر ڈالتے ہیں تو بعض دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں۔

عساکر پاکستان میں نواب زادہ جنرل شیر علی نے کتاب لکھی۔ ریٹائرڈ بریگیڈیئر گلزار احمد نے لکھنے پڑھنے کا کام کیا اور غالباً ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ جنرل کے ایم عارف افواج پاکستان کے سربراہ بنے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے حالات لکھے۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ ایئر مارشل (ر) محمد اصغر خان ہماری فضائیہ کے پہلے سربراہ تھے۔ انہوں نے پاک فضائیہ کو اس قدر مضبوط اور مستحکم کیا کہ بھارت کی جانب سے ہنگامی حملہ کے باوجود پاک فضائیہ نے بے سروسامانی کے عالم میں نہ صرف پرانے طیاروں ہی کی مدد سے یہ جارحانہ حملہ روکا اور منہ توڑ جواب دیا بلکہ دشمن کی فضاؤں کے اندر جا کر ان کے طیارے تباہ کیے، جس کے بعد بھارت کو ہمت نہ ہو سکی کہ وہ ہمارے خلاف مزید کوئی کارروائی کرتا۔ انجام کار، بھارت نے سلامتی کونسل کا دروازہ کھٹکھٹایا جنہوں نے دخل اندازی کر کے جنگ بندی کرائی اور روس نے ''اعلان تاشقند'' کے ذریعے فریقین کو جنگ سے روکا۔ ایئر مارشل (ر) اصغر خان کا ذکر خیر آیا ہے تو عرض پرداز ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی فوجی صلاحیتوں کا حامل ہونے اور بہترین جنرل ہونے کے باوصف، انہوں نے نصف درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں جو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں چھپ چکی ہیں۔

کرنل (ر) غلام جیلانی خاں کا نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ وہ عمر بھر فوج میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے لیکن اعلیٰ درجے کے انشا پرداز ہیں۔ شعبہ صحافت میں آئے اور کالم نگاری شروع کی۔ آج وہ وطن عزیز کے بہترین کالم نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ حیرانی ہے کہ وہ اچھے شاعر بھی ہیں، لیکن شاعری کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بنایا۔ اگر پوری توجہ دیتے تو اعلیٰ درجہ کے شاعر ہوتے۔ ان کی تخصیص یہ ہے کہ انہوں نے عسکری موضوعات کو اردو زبان میں متعارف کرایا ہے کیونکہ وہ بہترین مترجم کی صلاحیتوں کے حامل بھی ہیں۔

اگر ''کتاب کی طباعت'' کو پیش نظر رکھا جائے تو ہمارے پہلے مارشل لا ڈکٹیٹر جنرل ایوب خاں نے بھی انگریزی زبان میں کتاب لکھی جس کا عنوان تھا: Friends not Masters۔ اس کا اردو ترجمہ ''جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی'' کے عنوان سے چھپ کر کثیر تعداد میں تقسیم ہوا۔

اب ایک نئی کتاب سامنے آئی ہے، جس کے مصنف میجر (ر) سید حیدر حسن ہیں۔ یہ کتاب ان مضامین پر مبنی ہے جو مختلف اخبارات اور جرائد میں اشاعت پذیر ہوتے رہے۔ بعض ایسے مضامین ہیں جو انہوں نے محنت سے لکھے لیکن اخبارات کی زینت نہ بن سکے۔ راقم کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض دفعہ مضمون میں تو کوئی سُقم نہیں ہوتا لیکن اخبارات و جرائد کے مدیران ''جگہ کی قلت'' کی وجہ سے طبع نہیں کرتے۔ ہر روز طباعت کے باوجود، اخبارات ہر رائٹر کو شائع نہیں کر سکتے یا ہر رائٹر کی ہر تحریر اور نگارش کو زیور طبع سے آراستہ نہیں کر سکتے۔ کسی تحریر کی اشاعت میں مدیر کی پسند یا ناپسند کا تعلق بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی کلیاں بن کھلے ہی مرجھا جاتی ہیں اور انہیں پھول بننے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لحاظ سے میجر صاحب خوش قسمت ہیں کہ ان کی کتاب میں شامل بیشتر مضامین کسی نہ کسی اخبار میں شائع ہوتے رہے۔

میجر (ر) سیّد حیدر حسن کے مضامین اور نگارشات میں ندرت، شگفتگی اور تازگی کے عناصر موجود ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بہت کام کی بات کہہ جاتے ہیں جو اکثر دل کو لگتی ہے۔ بعض معاشرتی مسائل پر لکھی جانے والی ان کی تحریریں بہت کاٹ دار ہیں جو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سینے میں اس دھڑ کتے ہوئے دل کی آئینہ دار ہیں جن میں ''درد دل'' وافر مقدار میں موجود ہے۔ وہ جہاں لاہور کے پھول دار گملوں سے سجے سجائے راستوں اور علاقوں کا خوش ہو کر ذکر کرتے ہیں وہاں مصری شاہ اور چاہ میراں جیسے علاقوں کی حالت زار پر آزردہ اور دل گرفتہ بھی ہیں جن کی گلیاں اور بازار گندگی اور غلاظت کے ڈھیروں اور کیچڑ سے معمور ہوتی ہیں کہ زندہ انسانوں کا چلنا تو مشکل ہوتا ہی ہے وہاں ''جنازہ'' گزرنا بھی کار دشوار ہو جاتا ہے۔ یہی حال باقی لاہور کا ہے۔ لاہور کے علاوہ باقی شہروں کا تو اور بھی برا حال ہے۔ رہے ہمارے دیہات اور دیگر آبادیاں، تو وہ دن رات حکمرانوں کا منہ دیکھتی اور رونا روتی ہیں۔

آج کل بھی حکمرانی کی یہی روش جاری و ساری ہے۔ ایک آدھ سڑک کی حالت بہتر بنا کر اور دو تین دلکش پل تعمیر کروا کر، میٹرو بس چلا کر داد سمیٹی جا رہی ہے اور دعوے کیے جاتے ہیں کہ ہمارے شہر لندن اور پیرس کو شرمانے لگے ہیں۔ لیکن چاہ میراں، مصری شاہ، مغل پورہ، باغبان پورہ اور ساندہ وغیرہ کا اب بھی یہی ''حال'' ہے۔ لاہور کی آبادی اگر ڈیڑھ کروڑ تسلیم کی جائے تو زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ افراد میٹرو بس کی عیاشی سے ''استفادہ'' کر رہے ہیں۔ باقی لوگ کہاں جائیں! اخبارات لکھ رہے ہیں کہ لاہور اور راولپنڈی کی میٹرو بسوں پر جس قدر لاگت آئی، اس رقم سے دونوں شہروں کی کم و بیش تمام گلیاں، بازار اور سڑکیں از سر نو تعمیر کیے جا سکتے تھے۔ لیکن ان میں وافر مقدار اور تعداد میں کمیشن کیسے ملتی!

آمدم بر سرِ مطلب! راقم کہاں سے کہاں جا نکلا۔ میجر صاحب کی کتاب میں مصری شاہ کے ذکر نے پرانی یادوں کو تازہ کر دیا جہاں راقم کے بیس پچیس سال گزرے۔ میجر (ر) سیّد حیدر حسن کے مضامین میں علمیت جھلکتی نظر آتی ہے۔ ان کی پہلی تین تحریریں اللہ، الرحمٰن اور الرحیم کے بارے میں ہیں اور بہت معلومات انگیز ہیں۔ انہوں نے قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ لکھ کر سورتوں اور آیات کے علاوہ احادیث کے حوالے بھی پیش کیے ہیں جس سے ان کی نگارشات مستند ہو گئی ہیں۔ مثلاً انہوں نے لکھا کہ قرآن حکیم میں ''اللہ'' کا لفظ 2701 بار،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرحمٰن 162 مرتبہ اور الرحیم 229 بار آیا ہے۔

میجر (ر) سیّد حیدر حسن نے زیر نظر کتاب میں شامل مضامین تحریر کرتے ہوئے عرق ریزی کی ہے اور تحقیق کو پیش نظر رکھا ہے۔ اخبارات میں چھپنے والی تحریروں کے قلم کار کالم کا پیٹ پورا کرنے کے لیے ''جلد بازی'' میں جو کچھ لکھتے ہیں وہ اخبار میں کسی نہ کسی بناء پر چھپ جاتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض انٹ شنٹ تحریریں بھی زیور طبع سے آراستہ ہو جاتی ہیں اور ''یار لوگ'' رائٹر، قلم کار اور کالم نگار کہلانے لگتے ہیں۔ لیکن سچی بات ہے کہ میجر صاحب ان حضرات سے مختلف اور بالکل منفرد ہیں۔ انہوں نے کسی بھی موضوع پر قلم اٹھانے سے قبل قرآن پاک، احادیث رسول مقبول ﷺ اور مختلف دینی و مذہبی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور پھر اپنی تحریروں میں حوالے دیے ہیں۔ اس عمل اور طریق کار سے ان کی اکثر و بیشتر تحریریں مستند اور دلچسپ قرار پانے کی مستحق ہیں۔

میجر صاحب نے اپنی نگارشات کے عنوانات کے انتخاب میں بھی اپنی انفرادیت قائم رکھی ہے اور اپنی صلاحیت کو منوایا ہے۔ مثال کے طور پر چند عنوانات پیش خدمت ہیں:

☆ میرا بابا اتنا پریشان کبھی نہ تھا
☆ فکرِ پریشان
☆ اب چراغ سے چراغ جلیں گے
☆ سانحہ حفصہ: ایک فوجی کی نظر میں
☆ پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے
☆ ضرورت ہے ایک محمد بن قاسم کی
☆ بھارت کے سامنے ڈٹ جانا چاہیے
☆ بونا پن
☆ اردو بطور قومی اور سرکاری زبان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ آئندہ حملے سے بچنے کی تیاری

☆ حزب اللہ بمقابلہ حزب الشیطان

☆ یہ وقتِ دُعا ہے

☆ تین انتہائی بڑے مجرم

☆ مسلم دولت مشترکہ

☆ مطلوب ہے اپنی مشہوری

☆ کوئی امید بر نہیں آتی

☆ ملالہ اور ملال

درج بالا اور اس قسم کے دوسرے عنوانات دلچسپ اور دلکش ہیں جنہیں پڑھ کر قاری مضمون پڑھنے پر مائل اور قائل ہو جاتا ہے۔ دراصل رائٹر کی حقیقی خوبی یہی ہے کہ وہ قاری کو اپنی تحریریں پڑھنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

کتاب کے آخری حصہ میں وہ خطوط ہیں جو میجر صاحب نے مختلف شخصیات کو لکھے، جنہوں نے ان خطوط پر عمل تو کیا یقیناً ''جواب'' بھی نہیں دیا ہوگا کیونکہ ان کے پاس عوام کے لیے ''وقت'' ہی نہیں ہے۔ جن حضرات اور شخصیات کو یہ خطوط لکھے گئے، ان میں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، سابق صدر مملکت آصف علی زرداری، موجودہ وزیراعظم میاں نواز شریف اور عمران خان وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں بعض خطوط کھلے تھے اور بعض بند، لیکن ہمارے خیال میں انجام سب کا ایک ہی ہوا ہوگا، یعنی انہیں سرکاری ردی کی ٹوکری کی زینت بنا دیا گیا ہوگا۔

میجر صاحب نے کتاب کا انتساب بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ اور مبشر و مصور و مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے نام نامی کیا ہے۔ مزید برآں، تحریک پاکستان سمیت پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والے تمام افراد کے نام یہ انتساب وطن عزیز اور قوم وملت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے میجر صاحب کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور حوصلوں میں اضافہ کرے تا کہ وہ مزید لکھتے رہیں اور سوئی ہوئی قوم کو جگاتے رہیں۔

ایک دفعہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ یا کسی سفر پر جانے لگے تو حضور سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا حضرت! آپؐ کے لیے کیا تحفہ لے کر آؤں؟ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا کہ: ''ایک سو اونٹوں پر اگر سونا اور زر و جواہرات لدے ہوں اور اگر میرے لیے سونے سے لدے پھدے اونٹوں پر مشتمل سو قطاریں بھی لے آؤ تو میں خوش نہیں ہوں گا۔'' حضرت علیؓ نے حیران ہو کر دریافت کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمائیں کہ آپ کس چیز سے خوش ہوں گے؟'' نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے علیؓ! اگر تم ایک آدمی کو مسلمان بنا کر لے آؤ تو میں بے حد خوش و خرم ہوں گا۔''

اس معیارِ نبوی کی روشنی میں راقم کی رائے ہے کہ میجر صاحب کی کتاب میں شامل تحریروں سے اگر ایک آدمی کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اور وہ صحیح معنوں میں ''مسلمان'' یا ''انسان'' ہی بن جاتا ہے تو پھر کیا کہنے۔علامہ اقبال نے فرمایا:

آدمیت احترام آدمی
باخبر شو از مقام آدمی

آخر میں دل و جان سے دُعا کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار ہے کہ قارئین کرام اس دلچسپ، معنی آفریں اور ''انسان'' بنانے والی کتاب کا مطالعہ توجہ اور دلچسپی کے ساتھ کریں گے۔

☆ ☆ ☆

☆فرحت لودھی

ایم اے (اسلامیات)

موجودہ دور معلومات کی یلغار کا دور ہے۔ ہمارا آج کا نوجوان اس یلغار کے سامنے یوں ہچکولے کھا رہا ہے جس طرح کوئی کشتی بغیر ناخدا کے چل رہی ہو۔ہم اپنی نئی نسل کی سوچ کو ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعین رخ دینے میں ناکام رہے ہیں جس کا تقاضا ہم سے ہمارا دین بھی کرتا ہے۔

بلاشبہ نظریہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے۔ جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا، کیا آج ہمارے قدم صحیح سمت کی جانب اٹھ رہے ہیں؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وطن عزیز کو گوناگوں مسائل نے گھیر رکھا ہے۔ ان مسائل کو بنیاد بنا کر ایک ایسا طبقہ طاقت پکڑ گیا ہے جو کہ نعوذ باللہ پاکستان کے جواز ہی کا منکر ہے۔ اب پاکستان کے خلاف باتیں کرنا ایک فیشن بن چکا ہے، لیکن اس دور میں میجر صاحب جیسے صاحبِ نظر اور صاحبِ یقین لوگ بھی موجود ہیں جو ان حالات میں امید کا دیا جلاتے اور پاکستان کے وجود پر ایمان کی حد تک یقین رکھتے ہیں۔ اس یقین کو دوسروں تک منتقل کرنے کی کوشش کرنا یقیناً ایک جہاد ہے کیونکہ وطن سے محبت بھی جزو ایمان کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہی پختہ عزم و یقین ہے۔ یہ کتاب اپنے جذبوں کی سچائی کی وجہ سے پُر اثر ہے کیونکہ بات جو دل سے نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے۔ یہ کتاب اپنی سادگی، سلاست، روانی اور دلچسپ واقعات کی وجہ سے قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچنے میں یقیناً کامیاب ہو گی۔ خاص طور پر دسمبر 1971ء کی جنگ سے متعلق اہم یادوں کا تذکرہ پڑھنے سے سقوط ڈھاکہ کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔

یہ کتاب امید کی ایک کرن ہے۔ تاریک راہوں کو روشن کرتا ہوا ایک ننھا سا جگنو ہے۔ امید کا دیا جلاتی ہے۔ اسی طرح دیے سے دیا جلتا رہے گا اور ایک دن آئے گا جب پورا پاکستان روشنیوں سے جگمگا اٹھے گا، کیونکہ پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور قائم رہے گا ان شاء اللہ!

☆ ☆ ☆

☆ پروفیسر مظفر بخاری

پروفیسر آف انگلش گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

اس وقت میرے سامنے ریٹائرڈ میجر سید حیدر حسن کی کتاب ہے، جس کا نام ہے: ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے''۔ یہ کتاب ان کے کالموں اور مضامین پر مشتمل ہے جو مختلف اخبارات اور رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف ایک وسیع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ رکھنے والے، ملک وقوم کے مسائل کو سمجھنے اور ہمدردی کا بے پایاں جذبہ رکھنے والے انسان ہیں۔ اُن کے کالموں کو پڑھنے سے جہاں قاری کے علم وشعور میں اضافہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہماری فوج کا معیار دنیا کی کسی فوج سے کم نہیں۔ ماضی میں سیاست میں دخل درمعقولات کے باوجود ہماری فوج ملک کے دفاع کے لیے ایک سیسہ پلائی دیوار ہے، جس کا ثبوت ''ضرب عضب'' کے عنوان سے دہشت گردی کے خلاف حالیہ کامیاب کارکردگی ہے۔

کتاب میں جہاں میجر صاحب کی گہری حب الوطنی کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے وہاں انہوں نے ایک دانشور اور تجزیہ کار کی حیثیت سے ہماری تاریخ کے بعض بنیادی اور چیدہ مسائل کی نشان دہی بھی کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہمیں درپیش مسائل پر دعوتِ فکر بھی دیتے نظر آتے ہیں۔ سیاسی اور سماجی طور پر ہماری ملکی تاریخ میں جو محلاتی سازشیں اور مسائل جنم لیتے رہے ہیں، اُن کا تجزیاتی بیان قابل غور ہے۔ انہوں نے اپنے کالموں کے ذریعے نہ صرف مختلف شعبہ ہائے زندگی اور سیاست کے خارراز وں پر پڑھنے والوں کے علم میں اضافہ کیا ہے بلکہ امت مسلمہ کے زوال اور اغیار کی سازشوں کے بارے میں بھی کھل کر بات کی ہے۔ یہ سارا مواد نہ صرف عام قاری کے لیے بلکہ تاریخ کے طالب علموں کے لیے بھی اپنے اندر وسیع معلومات لیے ہوئے ہیں۔

مصنف کا وسیع مطالعہ اور ملکی و معاشرتی مسائل کا درست انداز میں تجزیہ گراں قدر اور قابل ستائش ہے۔ اِن کالموں کا کتاب کی شکل میں چھپنا ہماری نئی نسل کے لیے بہت ضروری تھا۔ حالیہ تاریخ کے حوالے سے نئی نسل کی فکری و ذہنی تربیت کے لیے اِس نوع کے لٹریچر کی اشد ضرورت ہے اور ماشاء اللہ یہ کتاب ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنا مثبت رول پورا کرتی نظر آتی ہے۔ ماضی میں اس ملک وقوم کے ساتھ جو کھلواڑ ہوتے رہے ہیں نئی نسل کو اُن سے آگاہ کرنے اور اُن کی رہنمائی کے لیے یہ کتاب حتی الوسع مواد فراہم کرتی ہے۔ ملکی اور قومی حوالے سے مثبت سوچ کا جو چراغ میجر صاحب نے روشن کیا وہ ہماری آنے والی نسلوں کی رہنمائی کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ میجر صاحب اپنی قوم کے لیے اپنے کھرے، پُردرد اور درست تجزیے کا اظہار کرتے رہیں گے کیونکہ تاریخ کے اس نازک دوراہے پر ہمیں ایسی تحریروں ہی کی ضرورت ہے!

☆ ☆ ☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ملک مقبول احمد

مقبول اکیڈمی

سرکلر روڈ، چوک اردو بازار، لاہور

''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے'' میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ) کے کالموں کی کتاب ہے۔ یہ کالم ملک کے ممتاز نظریاتی اخبار ''نوائے وقت'' کے علاوہ دیگر ہفتہ وار اور ماہوار رسائل میں بھی چھپتے رہے ہیں۔ سیّد حیدر حسن کا پیشہ ورانہ تعلق پاک فوج سے تھا اور اپنی اس حیثیت سے انہوں نے بہت تجربات سمیٹے اور جب فوج سے واپس معاشرتی زندگی میں آئے تو یہ دیکھ کر دکھی ہو گئے کہ اس ملک کے راہنماؤں اور راہبروں نے اپنے قومی فرائض کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا اور ملک کی دولت لوٹ کر غیر ملکی بنکوں میں جمع کر رہے تھے، خارجہ حکمت عملی اپنے مفادات کے لیے فروخت کر رہے تھے اور عملی طور پر قوم کو غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ سیّد حیدر حسن اس صورتِ حال کو برداشت نہ کر سکے اور اپنا احتجاج درج کرانے لگے۔ اس کتاب کے تمام کالم ان کے دل کی وہ آواز ہے جو ایک محبِ وطن کے دل سے اس وقت نکلتی ہے جب قوم کی تعمیر کرنے والے ہی اس کی تخریب کر رہے ہوں۔

میں نے یہ کتاب بادیدہ نم پڑھی ہے۔ جناب سیّد حیدر حسن کی پاکستانیت کو داد دی ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ ان کے قلم کو مزید جرأت مندانہ زور عطا کرے اور وہ حق کی ترجمانی کرتے رہیں۔ مرض کی تشخیص صحیح ہو جائے تو علاج سہل ہو جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری زوال آمادہ قوم ترقی کی راہ پر ہوگی اور اس حقیقت کی داخلی صداقت قائم رہے گی کہ ''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے''۔ جناب سیّد حیدر حسن کی یہ کتاب مولانا ظفر علی خاں کے اس شعر کی طرف متوجہ کراتی ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

میری دُعا ہے کہ خدا میجر سیّد حیدر حسن کے مقصد کو پورا کرے۔ آمین!

☆ ☆ ☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ فاروق علوی

مصنف: جسونت سنگھ کو جواب

میجر سید حیدر حسن صاحب زندہ باد! کس قدر کمال کی تصنیف ہے جو سرورق سے عنوانِ کتاب تک، انتساب کے خلوصِ بے حدوحساب تک بلکہ ہر باب سے اگلے باب تک اپنے تسلسل اور روانی کی چاشنی کے ذریعے قاری کے دل ودماغ کو اپنی گرفت میں لیتی منزل بہ منزل، نکتہ بہ نکتہ اُس کی روح میں رچتی بستی چلی جاتی ہے۔ کتنی خوبصورت تحریر ہے! سرورق حسین وجمیل، عنوان ولولہ انگیز اور پاکستانیت سے بھرپور، انتساب سب سے بڑھ کر اور سب سے برتر، بیک بیچ انتہائے اجمال وجمال اور درمیان میں فکر انگیز وولولہ خیز کالم مطبوعہ وغیر مطبوعہ جو زبانِ حال سے پکار رہے ہیں:

لگا رہا ہوں مضامینِ نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

بلکہ اس سے بھی برتر۔ مضامین تازہ بہ تازہ، نو بہ نو، پاکستانیت واسلامیت سے سرشار۔ یہ کتاب بیک وقت حیدر صاحب کا سفرنامہ حیات بھی ہے، سفرنامہ حج بھی ہے، کالم نامہ بھی ہے اور آٹو بائیوگرافی بھی ہے۔ کمال پر کمال ہے۔ اپنے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کالموں کو از سرِ نو ترتیب دے کر آپ نے اس تصنیف میں تسلسل کے موتی پرو دیے ہیں۔ تمام کالم قومی جذبے سے لبالب، ملت ساز، پاکستانیت نواز (Pro-Pakistanism) اور آخر میں خوبصورت سی وی جو چنیوٹ کے ٹاٹ والے پرائمری سکول سے شروع ہو کر یکے بعد دیگرے سی ایم ہائی سکول واہ کینٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال راولپنڈی، پھر پاکستان آرمی، پھر پنجاب یونیورسٹی، پھر حرمین شریفین، پھر خیال کرنے والے اہل خانہ، عزیز، دوست، مہربان، پڑوسی جیسی عظیم خوشیوں، کامیابیوں، بلندیوں اور عظمتوں کو سر کرتی ہوئی اس کتاب تک اور اس کے بعد ان شاء اللہ چند اور تک۔ ''تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن! خوبصورت اجمالی خاکہ۔ سبحان اللہ!

مؤذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیدر حسن صاحب کے کالموں میں زورِ بیان کے ساتھ قائل کن دلائل' تسلسل اور روانی اللہ کی دین ہے۔ دلائل میں اسلامیت اور پاکستانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مناسب مواقع پر علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور دیگر شعراء کے اشعار استعمال کر کے اپنے دلائل کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ پھر حسب ضرورت موضوع سخن سے متعلق آیت قرآنی کا اردو ترجمہ کر کے منطق کو بامِ عروج پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کتاب فی الواقع ہر سکول، کالج اور لائبریری کی زینت بننی چاہیے۔

سچے پاکستانی دل ودماغ کے حامل حیدر حسن صاحب کی روح میں بابائے ملت قائداعظمؒ اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ سے بے انتہا محبت موجزن ہے جو اِن کی تحریروں میں جا بجا نمودار ہے۔ پھر محسن پاکستان، فخر عالم اسلام ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے بے حد محبت ہے جن کا نیوکلیئر بم کا کارنامہ ہر پاکستانی بلکہ عالم اسلام کے ہر مسلمان کی روح میں پیوست ہے (جس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ فلسطین تحریک آزادی الفتح کے بانی سربراہ اور پھر فلسطین اتھارٹی کے پہلے صدر یاسر عرفات مرحوم و مغفور، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، جو اپنی لبرل ازم اور سیکولرازم ثابت کرنے کے لیے بھارت، روس اور اہل مغرب سے دوستی رکھتے تھے اور جوانی میں تحریک آزادی کی سرگرمیوں کے باعث شادی نہ کی، بڑھاپے میں شادی کی تو ایک عیسائی دوشیزہ سے کی، وہ بھی اس ایٹم بم پر اپنی دلی خوشی چھپا نہ سکے۔ انتہائے مسرت سے ان کی زبان سے نکلا: بہت اچھا ہوا، اب ہم مسلمانوں کے پاس بھی ایٹم بم ہے)۔ جب پاکستانی ایٹم بم سے محترم یاسر عرفات کو اتنی خوشی اور اتنا حوصلہ ہوا تو باقی عالم اسلام کو کتنی زیادہ خوشی ہوئی ہوگی! مسلمانوں میں سے مسلمانوں کے بدترین دشمن تین افراد کو سمجھتے ہیں: عراق کے سابق ڈکٹیٹر صدام حسین، آئی اے ای اے کے ڈاکٹر محمد البرادی اور پاکستان کے سابق آمر مطلق پرویز مشرف۔

اثباتِ عنوانِ کتاب کے لیے میجر صاحب کے نزدیک (اور ہم جیسے کروڑوں پاکستانیوں کے نزدیک) یہی ایک دلیل کافی ہے کہ یہ الفاظ قائداعظمؒ کے ہیں جو کبھی کوئی بے بنیاد بات نہ کرتے تھے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ قیامِ پاکستان کی ساعات وتواریخ وہی ہیں جو از روئے قرآن انتہائی متبرک ومقدس ہیں، اِنَّآ اَنزَلۡنٰهُ فِی لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ، اس لیے یہ ان شاء اللہ ہمیشہ قائم ودائم رہے گا خواہ غلیظ دشمن اس پر تلملاتا رہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے وہ شاندار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''گھوڑے بھی تیار'' کروادیئے جو بقول مجید نظامی مرحوم ''دشمن کے کھوتوں سے کہیں برتر ہیں'' بشرطیکہ ہماری قومی سیاست کو کرپٹ اشرافیہ، سرداروں، جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں سے نجات مل جائے جنہوں نے ملک سے باہر اپنی تعیش گاہیں، محل، سیکرٹریٹ اور بزنس ایمپائرز بنا لیے ہیں اور ملک کے خزانے لوٹ لوٹ کر باہر لے جا رہے ہیں۔ انہی بدعنوانوں کے خلاف جہاد کے لیے میجر صاحب نے اپنا خداداد قلم وقف کیا ہوا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

میجر صاحب نے سالوں پہلے ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کے نام اپنے خطوط میں ان سے قوم کی تعلیم وتربیت کی اپیل کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب پاکستانی قوم کے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں۔ نہ صرف قوم کو ایٹم بم دے کر اس کے ہمت وحوصلہ کو چار چاند لگا چکے ہیں بلکہ ان کی تعلیم وتربیت پر بھی کمر بستہ ہیں۔ تعلیم، معیشت اور صحت کے میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ دانشورانہ سطح پر بھی لاکھوں افراد کی حوصلہ افزائی اور تربیت کا محور بن چکے ہیں۔ آپ نے حیدر حسن صاحب کے کالموں کی اور اس کتاب کی خوبصورت الفاظ میں تعریف کی ہے۔ آپ نے میری کتاب ''جسونت سنگھ کو جوابات'' پر بھی اپنی خوبصورت رائے دی تھی۔ بہت پیاری باتوں کے علاوہ آپ نے اس پر یہ بھی فرمایا کہ ''میں ذاتی طور پر ان کا گرویدہ ہو گیا ہوں''۔ سارا عالم اسلام محترم ڈاکٹر صاحب کا گرویدہ ہے، میرے جیسے ہزاروں ان کی خاکِ پا ہونے پر فخر کریں۔ حیدر حسن صاحب نے بھی مجھے اس کتاب پر سیر حاصل رائے سے نوازا تھا اور میرے لیے بھی یہ رابطے انہی علامہ عبدالستار عاصم صاحب نے کیے تھے۔

حیدر حسن صاحب کا زوردار قلم اللہ تعالیٰ کا لاہوتی تحفہ ہے جو انہیں ملت پاکستان کی خدمت کے لیے عنایت ہوا ہے۔ جس طرح ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کا پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے عروج کا ویژن خصوصاً تعلیمی واقتصادی اور صحت کے میدان میں مقبولِ عام ہے، خود حیدر حسن صاحب بھی عالم اسلام کے عروج کا اپنا ویژن اپنے کالموں میں واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کی اپنی اقوام متحدہ اور نیٹو جیسی اپنی فوج اور حکیم الامت ؒ کی طرح طہران کو عالم مشرق کا جنیوا بنانا چاہتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرۂِ ارض کی تقدیر بدل جائے

اس کتاب سے حیدر صاحب کے بہت سے کمالات سامنے آئے ہیں۔ حیرت انگیز کمال یہ ہے کہ ان کے پاس ایک انچ زمین بھی نہیں۔ اللہ پاک جب کسی قوم کے حالات سنوارنا چاہے تو ایسے صاحب فقر سے بڑے بڑے کام لے لیتا ہے۔ اللہ کرے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور سید حیدر حسن جیسے ایثار پیشہ بندگانِ حق ہمارے پاک وطن کے تقدیر گر ثابت ہوں۔

حیدر صاحب مجسم محبت ہیں۔ قائدؒ سے محبت، حکیم الامتؒ سے محبت، عبدالقدیر خان سے محبت، پاکستان سے محبت، عالم اسلام سے محبت، دین سے محبت، قوم سے محبت، اقلیتوں سے محبت، سراپا محبت!

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی
(اقبالؒ)

☆ ☆ ☆

☆ میاں محمد ابراہیم طاہر

لاہور

جناب میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ) کی تازہ ترین تصنیف کا مجھے اپنے عزیز دوست جناب حبیب اشرف صبوحی کے توسط سے مطالعے کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ ہر مضمون، تحریر اور مراسلہ مجھے میجر صاحب کے خونِ جگر سے لکھا ہوا محسوس ہوا کیونکہ اسلام، پاکستان اور اپنے باباؒ سے والہانہ محبت وعقیدت ان کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور یہ بات تو میرے ایمان کا جزو لاینفک ہے کہ

''پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے''

اسی جذبے اور ولولے کے تحت اُس وقت جبکہ ہمارے پنجاب کے حکمران سابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) جہاں مسلمانوں کا سب سے زیادہ خون بہایا اور باعصمت مسلمان دوشیزاؤں کو جن کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی، اغوا کر کے سکھوں نے وحشت و درندگی کا نشانہ بنایا تھا، کو لاہور میں استقبالیے دے رہے اور جپھیاں ڈال رہے تھے کیونکہ ہمارے ان حکمران کے آباءواجداد کا تحریک پاکستان یا جدوجہد آزادی سے کوئی تعلق نہ تھا، میں نے اپنی کتاب ''آزادی کی قیمت'' پیش کی تھی اور 1947ء کی داستان خونچکاں کو قوم کے سامنے پیش کیا تھا۔ مرحوم مجید نظامی، مالک و مدیر اعلیٰ ''نوائے وقت گروپ آف پبلیکیشن'' کو میری کتاب کے مضامین اس قدر پسند آئے تھے کہ انہوں نے کتاب کے مکمل ٹائٹل سمیت اس میں بیان کردہ بعض اہم واقعات کو سنڈے میگزین (12 اگست 2007ء) کے صفحات کی زینت بنایا تھا اور ''نظریہ پاکستان ٹرسٹ'' کے تمام ارکان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

میجر سید حیدر حسن صاحب نے انتہائی دردمندی اور دل سوزی سے ملکی حالات پر اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کیا ہے، جو قابل قدر اور ستائش ہے۔

ہماری قابل فخر پاک آرمی نے بعض اعلیٰ پائے کے ادیب، شاعر، تجزیہ کار اور مزاح نگار پیدا کیے ہیں جن میں سے اکثریت کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ میجر سید حیدر حسن موتیوں کی اس مالا میں تازہ اضافہ ہیں۔ اگر وہ مناسب سمجھیں اور اپنی اس اکلوتی کتاب میں حالات حاضرہ پر بھی ایک باب کا اضافہ کر دیں تو کتاب کی اہمیت وافادیت میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گا۔

کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت ایک ہی مضمون کی لفظ بہ لفظ تکرار البتہ کچھ کھٹکتی ہے۔

بہر حال، میں میجر صاحب کو ان کی اس اولین کاوش پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ ان کے مزید رشحائے قلم بھی پڑھنے کو ملتے رہیں گے۔ دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ!

☆ ☆ ☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

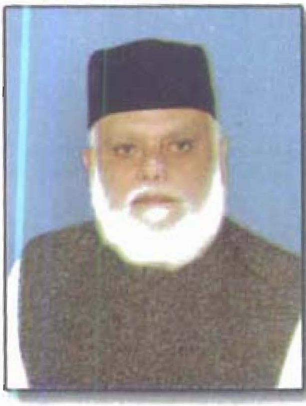

تعارف

چنیوٹ میں ایک ٹاٹ والا پرائمری سکول، سی ایم ہائی سکول واہ کینٹ

گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال، راولپنڈی

پاکستان آرمی

(دسمبر 1971ء کی جنگ میں یونٹ ایڈ جوئنٹ)

پی جی ڈی (ایچ آر ایم) پنجاب یونیورسٹی

حرمین شریفین میں حاضری

خیال کرنے والے اہل خانہ، عزیز، دوست، مہربان پڑوسی

ربِّ کریم کی اتنی مہربانیاں

کہ

"تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے"